فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ

فتاویٰ قاسمیہ

منتخب فتاویٰ

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد القاسمی

خادم الافتاء و الحدیث جامعہ قاسمیہ

مدرسہ شاہی مرادآباد، الہند

(جلد ٦)

المجلد السادس

بقیۃ الصلوٰۃ، السترۃ الجماعۃ

المساجد، الامامہ

۱۹۳۶ ——— ۳۴۵۷

ناشر

مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، الہند

01336-223082

مکمل اجمالی فهرست ایک نظر میں

❍❖❍

٩/ بقية كتاب الصلوٰة

٦/ باب السترة

مسئلہ نمبر:　صفحہ نمبر

٧/ باب صلوٰۃ المساجد

۸/ باب الجماعة

٩ / باب الإمامة

(١) فصل: فی أوصاف الإمام

❐ ٢ / فصل: في النيابة عن الإمام

۳/ فصل : في إمامة الصبي

۴/فصل : فی إمامة تارک الصلاة

۵/ فصل: في إمامة الفاسق

۶/الفصل: فی اقتداء الحنفی بغیره

۷/ فصل: غلط خواں کی امامت

۸/ فصل : في إمامة المعذور

۹ / فصل: في عزل الإمام وتحقيره

۹ / بقية كتاب الصلوٰة

(٦) باب السترہ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا ☆ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سترہ کی شرعی حیثیت اور شرائط

سوال [١٩٣٦]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سترہ کی شرعی حیثیت اور اس کے شرائط کو مفصل بیان فرمادیں؟

المستفتي: ڈاکٹر سلیم شاہی، علیگڑھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباﷲ التوفيق: سترہ کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عام گذرگاہ پر نماز پڑھ رہا ہے تو سترہ گاڑنا واجب ہے، اور سترہ نہ گاڑنے کی صورت میں گنہگار ہوگا، اور اگر عام گذرگاہ نہ ہو تو سترہ مستحب ہے، اور اس کے شرائط یہ ہیں کہ اس کی لمبائی ایک ذراع اور موٹائی انگلی کے برابر ہو اور نمازی سترہ سے قریب ہو اور سترہ بالکل سامنے نہ ہو بلکہ دائیں آنکھ یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے اور امام کا سترہ مقتدیوں کیلئے بھی کافی ہے۔

عن موسى بن طلحة، عن أبيه، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا وضع أحدكم بين يديه مثل مؤخرة الرحل فليصل، ولا يبال من مروراء ذلك.

(صحيح مسلم ، الصلاة ، باب سترة المصلى النسخة الهنديه ١/١٩٥، بيت الأفكار رقم: ٤٩٩)

عن سهل بن أبي حصمة ، يبلغ به النبى صلى الله عليه وسلم ، قال: إذا صلى أحدكم إلى سترة فليدن منها ، لا يقطع الشيطان عليه صلاته . (سنن أبي داؤد ، الصلاة ، باب الدنومن السترة ، النسخة الهنديه ١/١٠١، دارالسلام رقم: ٦٩٥)

عن ضباعة بنت المقداد بن الأسود، عن أبيها، قال: مارأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ، يصلى إلى عود ، ولاعمود ، ولا شجرة إلا جعله على حاجبه الأيمن، أو الأيسر، ولا يصمد له صمداً. (سنن أبي داؤد ، الصلاة ، باب إذا صلى إلى سارية أو نحوها أين يجعلها منه النسخة الهنديه ١/١٠٠، دارالسلام رقم: ٦٩٣، المعجم الكبير للطبرانى، دار احياء التراث العربي ٢٠/٢٥٩، رقم: ٦١٠)

عن عون بن أبي جحيفة ، قال: سمعت أبي ، أن النبى صلى الله عليه وسلم ، صلى بهم بالبطحاء وبين يديه عنزة ، الظهر ركعتين، والعصرركعتين ، تمر بين يديه المرأة والحمار. (صحيح البخاري الصلاة، باب سترة الإمام سترة من خلفه ، النسخة الهنديه ١/٧١، رقم: ٤٨٩، ف: ٤٩٥، صحيح مسلم الصلاة ، باب سترة المصلي النسخة الهنديه ١/١٩٦، بيت الأفكار رقم: ٥٠٣)

على أن الحنفية ، والمالكية الذين يقولون : إن اتخاذ السترة مندوب أهل من السنة فإنهم يقولون : إذا صلى شخص في طريق الناس بدون سترة ، ومرأحد بين يديه يأثم لعدم احتياطه بصلا ته في طريق الناس . (الفقه على المذاهب الأربعة دارالفكر١/٢٧٠)

أدناه طول ذراع كى لا يحتاج إلى الدار (بدائع) ينبغي أن يكون في غلظ الإ صبع ويقرب من السترة ويجعل السترة على حاجبه الأيمن أو على

الأيسر، وسترة الإمام سترة للقوم. (هدايه باب مايفسد الصلوٰة، ومايكره فيها اشرفي ديوبند ١/ ١٣٨، شرح النقايه، كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، اعزازيه ديوبند ١/ ٩٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷/۱/۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۷۴۶۲/۳۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۷/۱/۱۴۲۳ھ

سترہ کی مقدار

سوال [۱۹۳۷]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نمازی اپنے آگے سے کسی کے گذرنے کی وجہ سے لکڑی یا تپائی جو رکھتے ہیں اسکی کیا مقدار ہے، کتنی لمبی رکھنی چاہئے؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتي: امام صاحب
محمدی مسجد، رفعت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: لمبائی ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اور موٹائی ایک انگلی کی مقدار ہو۔

عن عائشةؓ، أنها قالت: سئل رسول الله ﷺ عن سترة المصلي؟ فقال: مثل مؤخرة الرحل. (صحيح مسلم، الصلاة، باب سترة المصلي، النسخة الهنديه ١/ ١٩٥، بيت الأفكار رقم: ٥٠٠، سنن النسائي الصلاة، سترة المصلي، النسخة الهنديه ١/ ٨٦، دارالسلام رقم: ٧٤٦)

ويغرز الإمام وكذا المنفرد في الصحراء ونحوها سترة بقدر ذراع طولاً وغلظ إصبع لتبدو للناظر الخ. (درمختار كتاب الصلوٰة، باب ما يفسد الصلوٰة

وما یکره فیها زکریا ۲/ ۴۰۱، کراچی ۱/ ۶۳۷، ۱/ ۴۷۱، کبیری / ۳۵۴، صغیری/ ۱۹۴، مجمع الأنهردارالکتب العلمیة بیروت ۱/ ۱۸۳، قدیم ۱/ ۱۲۲، هدایه اشرفي ۱/ ۱۳۸، مراقی الفلاح، قدیم ۱/ ۲۰۱، دارالکتاب دیوبند جدید ۱/ ۳۴۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۶۵۴)

نمازی کے آگے سے گذرنے کا گناہ

سوال [۱۹۳۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نمازی کے سامنے سے گذرنے کا کیا گناہ ہے؟ یا پھر کتنی صفوں کے بعد نمازی کے سامنے سے گذرا جا سکتا ہے؟ مسجد چھوٹی یا بڑی کی تو کوئی مقدار نہیں ہے؟

المستفتي: قاری محمد حنیف، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: نمازی کے آگے سے گذرنے کے گناہ کا اندازہ اس حدیث شریف سے لگایا جا سکتا ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نمازی کے آگے سے گذرنے والے کو نمازی کے آگے سے گذرنے کے گناہ کا علم ہو جاتا تو ایک روایت کے مطابق چالیس سال تک دوسری روایت کے مطابق چالیس ماہ تک اور تیسری روایت کے مطابق چالیس دن تک اپنی جگہ کھڑا رہتا یعنی گذرنے کی ہمت نہ کرتا، حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

عن بسر بن سعید أن زید بن خالد، أرسله إلي أبي جهیم لیسأله: ماذا سمع من رسول الله ﷺ فی المار بین یدی المصلي ؟ فقال: أبو جهیم: قال رسول الله ﷺ: لو یعلم المار بین یدی المصلي ما ذا

علیه؟ لكان أن یقف أربعین خیراً له من أن یمر بین یدیه قال أبو النضر: (أحد رواته) لا أدري قال أربعین یوماً، أو شهراً، أو سنة .
(بخاری شریف، الصلاة، باب إثم المار بین یدی المصلي النسخة الهندیه ۱/۷۳، رقم: ٥۰٤، ف: ٥۱۰، صحیح مسلم الصلاة، باب منع المار بین یدی المصلي، النسخة الهندیة ۱/۱۹۷، بیت الأفکار رقم: ٥۰۷)

اگر مسجد کا کل رقبہ چالیس ذراع سے بھی کم ہوتو اسے چھوٹی مسجد سمجھا جائے گا اور اگر چالیس یا چالیس ذراع سے زائد ہوتو اسے بڑی مسجد سمجھا جائے گا، چھوٹی مسجد میں نمازی کے آگے سے گذرنے کی بالکل گنجائش نہیں ہے، اور بڑی مسجد میں نمازی کے کھڑے ہونے کی جگہ سے تین صف کی مقدار کو آگے سے چھوڑ کر گذرنا جائز ہے۔

ومرور مار فی الصحراء أوفي مسجد کبیر بموضع سجوده في الأصح أو مروره بین یدیه إلي حائط القبلة فی بیت ومسجد صغیر فإنه کبقعة واحدة قوله ومسجد صغیر، هو أقل من ستین ذراعاً، وقیل من أربعین وهو المختار. (شامی باب مایفسد الصلوٰة، مطلب إذا قرأ تعالیٰ جد بدون الف لا تفسد زکریا ۲/۳۹۸، کراچی ۱/٦۳٤)

فاعلم أن الصلوٰة، إن کانت فی المسجد الصغیر، فالمرور أمام المصلي حیث کان یوجب الإثم لأن المسجد الصغیر مکان واحد فأمام المصلي حیث کان في حکم موضع سجوده، وإن کانت فی المسجد الکبیر أو في الصحراء .... وعند البعض الموضع الذي یقع علیه النظر إذا کان المصلي ناظراً في موضع سجوده له حکم موضع السجود، فیأثم بالمرور فی ذلک. (شرح الوقایه کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة، ومایکره فیها، أشرفي ۱/۱٦٦، شرح النقایه کتاب الصلاة، فصل فیما یفسد الصلاة وما یکره فیها، اعزازیه

دیوبند ۱/ ۹۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ ر محرم ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/ ۷۴۸۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۱/۲۷ھ

نمازی کے آگے سے گذر کر خالی صف کو پر کرنا

سوال [۱۹۳۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اقامت ہونے کے بعد جب صف سیدھی کی جاتی ہے، اگر کوئی دوسری صف میں نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے آگے سے صف میں کھڑا ہونا درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: شفیع احمد الاعظمی، بحرین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کوئی شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہو اسی اثناء میں اقامت شروع ہو جائے اور نماز پڑھنے والے کے سامنے اگلی صف میں جگہ خالی ہو تو اس کے آگے سے ہو کر صف کی خالی جگہ پر جا کر کھڑا ہو جانا جائز اور درست ہے۔

عن ابن عباس، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: من نظر إلى فرجة في صف فليسدها بنفسه، فإن لم يفعل فمر مار فليتخط على رقبته، فإنه لا حرمة لهٗ. (المعجم الكبير، داراحياء التراث العربي ۱۱/ ۸۵، حديث: ۱۱۱۸٤، مجمع الزوائد، دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۹۵، رقم: ۲۵۳۰، جامع الاحاديث للسيوطي ۷/ ۳۹۷)

عن ابن عباس، عن رسول الله ﷺ قال: من نظر إلى فرجة صف، فليسترها بنفسه، فإن لم يفعل فمر مار عليه، فليطأ على رقبته فإن لاحرمة له. (المعجم الكبير للطبراني، داراحياء التراث العربي ۱۱/ ۹۳، رقم:

١٢١٤ ١ ١) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ ؍صفر ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/ ۷۵۱۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۲/۲۲ھ

نمازی کے سامنے سے گذرنے اور اس کو پریشان کرنے کا حکم

سوال [۱۹۴۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مثلاً زید قضاء عمری کی نمازوں میں سے عشاء کی نماز مسجد میں پڑھ رہا تھا، وہاں آ کر کچھ لوگوں نے شور وغل کیا کسی طرح زید نے اپنی نماز مکمل کی بعدہٗ لوگوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ بھائی تم لوگ اب یہاں سے جاؤ نماز کا وقت بھی قریب ہے، اور میری نماز میں بھی شور کرنے سے خلل پڑ رہا ہے، زید بعد میں وتر کی نیت باندھ لیتا ہے، وہ لوگ زید کے کان کے قریب سیٹی اور سامنے آ کر تالیاں بجاتے ہیں، نیز زید کے آگے سے بھی گذرتے ہیں، از روئے شرع ان لوگوں کا یہ فعل اپنے اندر کتنی قباحت رکھتا ہے، اور شریعت نے ان لوگوں کیلئے کیا سزا مقرر کی ہے، مفصل ومدلل تحریر فرمائیں؟

المستفتي: اچھن خان صاحب،
گلشہید، ضلع: مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بالقصد نمازی کے سامنے سے گذرنا بہت بڑا گناہ ہے، حدیث میں گذرنے والے کو شیطان کے مشابہ قرار دیا ہے۔

عن أبي سعيد الخدري، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا كان أحدكم يصلي فلا يدع أحداً يمر بين يديه، وليدرأه ما استطاع، فإن أبي فليقاتله، فإنما هو شيطان. (مسلم شريف، الصلاة، باب منع المار بين يدى

المصلي، النسخة الهندیه ١/١٩٦، بیت الأفكار رقم: ٥٠٥، ٥٠٦، مسند الدارمي، دارالمغني ٢/٨٨٥، رقم: ١٤٥١)

اور نمازی کے کان کے قریب جا کر سیٹی بجانا تالیاں بجانا نماز کی توہین ہے، اور نماز کی اہانت کو فقہاء نے موجب کفر لکھا ہے، اسلئے ایسے لوگوں پر توبہ کرنا اور اپنی حرکت سے باز آجانا لازم ہے۔

إن تهاون الصلوٰة والترک مستخفا کفر الخ. (فتاویٰ بزازیه، کتاب الفاظ تکون إسلاما أو کفراً، النوع التاسع فیما، یقال فی القرآن، زکریا جدید ٣/١٩٠، وعلی هامش الهندیه ٦/٣٤١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰/ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۳۰۹۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۳/۱۴۱۳ھ

نمازی کے آگے سے گذرنے کی حد

سوال [۱۹۴۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مصلی کے سامنے سے کتنی دور سے گزرنا درست ہے، بڑی مسجد کا کیا معیار ہے۔

المستفتي: محمد یاسین، سہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سجدہ کی جگہ پر نظر جمانے سے آگے جہاں تک بالطبع نظر پہونچتی ہو، وہاں تک گزرنا جائز نہیں ہے، اس سے ہٹ کر جائز ہے، اس کی حد اندازے سے دوصف آگے تک ثابت ہوتی ہے۔

أنه قدر ما یقع بصره علی المار لو صلی بخشوع أي رامیا ببصره إلیٰ موضع سجوده الخ. (شامی باب ما یفسد الصلوٰة، مطلب إذا قرأ تعالیٰ جدك

بدون الف لا تفسد زکریا ۲/۳۹۸، مصری ۱/۵۵۳، کراچی ۱/٦۳٤)

چالیس گز یا اس سے زیادہ جس مسجد کا رقبہ ہو وہ بڑی مسجد کہلاتی ہے یہی مختار اور پسندیدہ قول ہے۔

ومسجد صغير هو أقل من ستين ذراعاً، وقيل أربعين وهو المختار الخ. (شامی، زکریا ۲/۳۹۸، کراچی ۱/٦۳٤)

قوله : في المسجد الكبير هو أن يكون أربعين فأكثر ، وقيل: ستين فأكثر ، والصغير بعكسه أفاده القهستاني ، وأفاد أن المختار الأول . (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح ، کتاب الصلاة ، فصل فيما لا يفسد الصلاة ، دارالکتاب دیوبند ۱/۳٤۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ر صفر ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۹۲/۲۵)

مسجد کبیر میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی حد

سوال [۱۹۴۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بڑی مسجد میں نمازی کے آگے سے گذرنے کی شرعی حد کیا ہے؟ احسن الفتاویٰ ۳/ ۴۱۱ میں ہے، کہ نمازی کے مقام سے دوصفوں کی جگہ چھوڑ کر گذرنا جائز ہے اس حد کے اندر گذرنا جائز نہیں ہے، دوسرے سوال کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں نمازی کے موضع قیام سے دوصف کی مقدار تقریباً آٹھ فٹ: ۴۴ء۲ میٹر چھوڑ کر گذرنا جائز ہے۔ (۳/ ۴۰۱) جبکہ منتخبات نظام الفتاویٰ میں ۳ر صف تقریباً ۱۲ر فٹ کے بعد آگے سے گذرجانے کی اجازت ہے اور فتاویٰ عثمانی میں سجدہ کی جگہ سے دوگز کے فاصلہ کے بعد گزرنا جائز ہے (۱/ ٤٦٦) اور ایضاح المسائل/ ۵۸، پر نمازی کے آگے سے تین صف چھوڑ کر گذرنا جائز ہے، صحیح کیا ہے؟ فقہاء کرام ومفتیان

عظام کی توضیحات کی روشنی میں واضح فرمائیں؟

المستفتي: انور حسین، چیتاکیمپ، ممبئی ۸۸

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اصل مسئلہ یہ ہے کہ نمازی کے اپنے سجدہ کی جگہ پر نگاہ جمائے رکھنے کی حالت میں سامنے سے گذرنے والا اگر اتنی دور سے گذرے کہ نگاہ جمائے رکھنے کی حالت میں گذرنے والا نمایاں طور پر مکمل نظر نہ آئے تو اتنی دور سے گذرنا جائز ہے، اور غیر نمایاں طور پر نظر آنے کا اعتبار نہیں پھر اس کی تحدید کے سلسلہ میں حضرات علماء نے مختلف انداز سے تجزیہ کیا ہے جن میں ہر ایک کا قول دوسرے سے اقرب ہے (احسن الفتاویٰ زکریا ۴۱۱/۳) میں نمازی کے مقام سے دوصف کی جگہ چھوڑ کر گذرنا جائز لکھا ہے، اسی طرح موضع قیام سے دوصف کی مقدار تقریباً آٹھ فٹ چھوڑ کر گذرنا جائز لکھا ہے، دونوں قول تقریباً ملتے جلتے ہیں یعنی جس صف پر کھڑا ہے اس صف کو چھوڑ کر آگے دوصف کی جگہ چھوڑ کر گذرنا جائز ہے، اسی طرح نظام الفتاویٰ میں تقریباً تین صف چھوڑ کر گذرنے کی جو اجازت لکھی گئی ہے، اس میں وہ صف بھی شامل ہے جس میں نمازی کھڑا ہے اسی طرح فتاویٰ عثمانی میں سجدہ کی جگہ سے دوگز کے فاصلے سے گذرنے کی بات کہی گئی ہے، اس کا مطلب بھی یہی ہے، کہ جس صف پر کھڑا ہے اس صف کے بعد دوگز کے فاصلہ سے گذرنا جائز ہے اور ایضاح المسائل میں تین صف چھوڑ کر گذرنا جو جائز کہا گیا ہے، اس میں نمازی جس صف میں کھڑا ہے وہ صف بھی شامل ہے؛ لہٰذا سارے اقوال تقریباً ایک ہی مفہوم کے ہیں کہ نمازی جس صف میں کھڑا ہے اس صف کے بعد دوصف مزید چھوڑ کر چوتھی صف سے گذرنے کی گنجائش ہے یہی شامی وغیرہ کی عبارت کا حاصل ہے۔

ورجحه في النهاية والفتح أنه قدر ما يقع بصره على المار لو صلى بخشوع أي راميا ببصره إلى موضع سجوده. (شامی باب ما یفسد الصلوٰة،

مطلب إذا قرأ تعالیٰ جد بدون الف لا تفسد کراچی ١/٦٣٤، زکریا ٢/٣٩٨)

ومنهم من قدره بقدر صفين أو ثلاثة والأصح إن كان بحال لو صلى صلاة خاشع لا يقع بصره على المار فلايكره وكذا اختيار فخر الإسلام .... في غيره سواء كان مسجدا كبيراً أو صحراء ففيما أي فيأثم بأن يمر فيما ينتهي إليه بصره، أي بصر المصلي حال كونه ناظرا في مسجد أي موضع سجوده وبه قال فخر الإسلام تبعاً لبعض المشائخ .

(شرح النقايه، كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، وما يكره فيها اعزازيه ١/٩٦، شرح الوقايه، كتاب الصلوٰة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، اشرفي ١/١٦٦، تاتار خانية، كتاب الصلوٰة مسائل السترة، زكريا ٢/٢٨٥، رقم: ٢٤٣٢)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍شعبان ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۲۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۶/۸/۱۴۳۴ھ

نمازی کے سامنے سے گذرنا

سوال [۱۹۴۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کتنے فاصلہ کے بعد کوئی جانے والا نمازی کے آگے سے گذر سکتا ہے؟

المستفتي: عبدالحق ہلدوانی، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر مسجد چھوٹی ہے تو نمازی کے آگے سے بغیر سترہ کے گذرنا جائز نہیں ہے، اور اگر مسجد بڑی ہے یا کھلی جگہ میں نماز پڑھ رہا ہے تو اتنے آگے سے گذرنا جائز ہے کہ اگر نماز پڑھنے والا سجدہ کی جگہ نظر رکھے تو اسے گذرنے والا نظر نہ آتا ہو،

یعنی تقریباً نمازی کے آگے سے تین صف چھوڑ کر گذرنا جائز ہے۔

ومقابله ما صححه التمرتاشي وصاحب البدائع واختاره فخر الإسلام ورجحه في النهاية والفتح أنه قدر مايقع بصره على المار لو صلّٰى بخشوع ، أي رامياً ببصره إلىٰ موضع سجوده. (شامی باب ما یفسد الصلوٰة ، مطلب إذا قرأ تعالى جد بدون الف لا تفسد زکریا ۲/۳۹۸، کراچی ۱/٦۳٤)

والأصح : أنه إن كان بحال لو صلى صلاة خاشع لا يقع بصره على المار ، فلا يكره ، وكذا اختيار فخر الإسلام. (الفتاویٰ التاتار خانیه کتاب الصلاة ، الفصل : ۹، مسائل السترة زکریا ۲/۲۸۵، رقم: ۲٤۳۲، شرح النقایه ، کتاب الصلاة ، فصل فیما یفسد الصلاة ، ومایکره فیها اعزازیه دیوبند ۱/۹٦، شرح الوقایه ، کتاب الصلاة ، باب مایفسد الصلاة ،وما یکره فیها اشرفي ۱/۱٦٦) **فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/ ۱۰۷۰۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۶/۵ھ

نمازی کے آگے کتنے فاصلہ سے گذرنے کی گنجائش ہے؟

سوال [۱۹۴۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مصلی کے سامنے سے انسان کتنی دوری سے گذرسکتا ہے؟ جواب ایسا تحریر کریں کہ اسکا کوئی گوشہ نہ چھوڑیں نہ جمعاً نہ منعاً۔

المستفتي: محمد زکریا گورکھپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق :اگر اتنی چھوٹی مسجد یا صحن یا ہال ہے جس میں نمازی کے سامنے ایک دو صف کے بعد دیوار وغیرہ ہو تو نمازی کے سامنے سے گذرنا مطلقاً ناجائز ہے، اور اگر کھلی فضاء یا بڑی مسجد یا بڑے ہال یا بڑے صحن میں نماز پڑھ رہا

ہےتو سجدہ کی جگہ پر نگاہ جمانے سے آگے جہاں تک بالطبع نظر پہونچتی ہو وہاں تک گذرنا جائز نہیں ہے، اس سے ہٹکر گذرنا جائز ہوگا، جس کی مقدار تجربہ سے دو یا زیادہ سے زیادہ تین صف موضع قیام سے آگے تک ہوتی ہے، لہذا تین صف چھوڑ کر آگے سے گذرنا جائز ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ۴۰۹)

ومرور مار في الصحراء أو في مسجد كبير بموضع سجوده في الأصح، أو مروره بين يديه إلىٰ حائط القبلة في بيت ومسجد صغير فإنه كبقعة واحدة مطلقاً وفي الشامية : وهو ما أختاره شمس الأئمة وقاضيخان وصاحب الهداية واستحسنه في المحيط وصححه الزيلعي ومقابله صححه التمر تاشي وصاحب البدائع وأختاره فخر الإسلام ورجحه في النهاية والفتح أنه قدر ما يقع بصره على المار لو صلى بخشوع أي رامياً ببصره إلىٰ موضع سجوده الخ. (الدر المختار مع الشامی ، باب ما يفسد الصلوٰة ، وما يكره فيها مطلب: إذا قرأ تعالىٰ جد بدون الف لا تفسد زكريا ٢/ ٣٩٨، كراچی ١/ ٦٣٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۱٦۳)

نمازی کے سامنے والے چبوترہ کے اوپر سے گذرنے کا حکم

سوال [۱۹۴۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری مسجد میں ایک چبوترہ بنا ہوا ہے، جس میں پانچ صفیں آجاتی ہیں، اس کے پیچھے کے لوگوں کیلئے وہ سترہ کا کام نہیں دے سکتا کیونکہ وہ ایک ہاتھ سے کم ہے، یعنی تین چوتھائی کے لگ بھگ ہے، چبوترے کے نیچے لوگ نماز پڑھتے ہیں، تو لوگ اس پر سے گذر جاتے ہیں یعنی نمازی کے سامنے سے ہوکر گذر جاتے ہیں، کیا ایسا کیا جاسکتا ہے؟ اسکے علاوہ کسی بھی جگہ چاہے وہ مسجد

چھوٹی ہو یا بڑی کتنی صفوں کے بعد آدمی نماز پڑھنے والے کے آگے سے گذر سکتا ہے؟

المستفتي: محمد عارف، کانٹھ دروازہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لوگوں کا گذرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ سترہ کیلئے ایک ہاتھ کی لمبائی ضروری ہے، نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کے بارے میں احادیث میں بہت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اگر اتنی چھوٹی مسجد یا کمرہ میں نماز پڑھ رہا ہے کہ اسکا کل رقبہ چالیس ہاتھ: ۳٦ = ۸ مربع میٹر سے کم ہے تو نمازی کے سامنے سے گذرنا مطلقاً ناجائز ہے خواہ قریب سے گذرے یا دور سے البتہ اگر کھلی فضا میں یا ۳٦ = ۸ مربع یا اس سے بڑی مسجد یا بڑے کمرہ میں نماز پڑھ رہا ہے تو سجدہ کی جگہ پر نظر جمانے سے آگے جہاں تک بالطبع نظر پہونچتی ہو وہاں تک گذرنا جائز نہیں ہے، اس سے ہٹ کر گذرنا جائز ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ۴۰۹)

عن بسر بن سعيد، أن زيد بن خالد الجهني، أرسل إلى أبي جهيم يسأله ماذا سمع من رسول الله ﷺ في المار بين يدي المصلي؟ فقال: أبو جهيم: قال رسول الله ﷺ: لو يعلم المار بين يدي المصلي ماذا عليه؟ لكان أن يقف أربعين خير له من أن يمر بين يديه، قال أبو النضر: لا أدري قال أربعين يوماً، أو أربعين شهراً، أو أربعين سنة. (سنن الترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء فی کراهية المرور بين يدي المصلي النسخة الهندية ۱/ ۷۹، دارالسلام رقم: ۳۳٦، مسند الدارمی، دارالمغني ۲/ ۸۸۸، رقم: ۱٤۵۷)

عن موسى بن طلحة: عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا وضع أحدكم بين يديه مثل مؤخرة الرحل فليصل، ولا يبالي من مروراء ذلك. (سنن الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في سترة المصلي النسخة الهنديه ۱/ ۷۸، دارالسلام رقم: ۳۳۵، صحيح ابن خزيمه، المكتب الاسلامي ۱/ ٤۲۷،

رقم: ٢ ٨٤، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ٣/ ١٥٤، رقم: ٩٣٩، سنن أبي داؤد، الصلاة، باب مايستر المصلي النسخة الهندية ١/ ٩٩، دار السلام رقم: ٦٨٥)

ويغرز ندبا الإمام وكذا المنفرد فى الصحراء ونحوها سترة بقدر ذراع طولا. (شامی كتاب الصلوٰة، باب ما يفسد الصلوٰة، زكريا ٢/ ٤٠١، كراچی ١/ ٦٣٦)

اعلم أن الصلاة في مسجد صغير فالمرور أمام المصلي حيث كان يوجب الإثم لأن المسجد الصغير مكان واحد.... وأما في غيره سواء كان مسجد كبير أو صحراء ففيما أي فيأثم بأن يمر فيما ينتهى إليه بصره أي بصر المصلي حال كونه ناظراً في مسجده أي موضع سجوده وبه قال: فخر الإسلام تبعاً لبعض المشايخ. (شرح النقايه كتاب الصلوٰة، فصل فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها اعزازيه ديوبند ١/ ٩٦، شرح الوقايه، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها اشرفي ١/ ١٦٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۹؍شعبان ۱۴۱۶ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۵۶۵)	۱۴۱۶/۸/۱۰ھ

نمازی کے سامنے بیٹھے شخص کا ہٹ کر جانا

سوال [۱۹۴۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی فرض نماز باجماعت ادا کر چکا اب سنن ونوافل سے فارغ ہو کر مکان واپس جانا چاہتا ہے زید کو بتقاضۂ بشریت بیت الخلاء کی یا کوئی دوسری حاجت درپیش ہے عمر ابھی وضو کر کے آیا ہے اور آ کر زید کے پیچھے نماز کی نیت باندھ لی زید عمر کے سلام پھیرنے کا منتظر بیٹھا ہے کہ عمر سلام پھیر دے تو وہ اس کے سامنے سے واپس مکان چلا جائے، مگر عمر نے سلام پھیر کر جلدی سے دوبارہ نیت باندھ لی اور زید کو اپنے سامنے سے ہٹ کر جانے نہیں دیا نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کے حق میں جو وعید ہے، وہ مسلم ہے مگر نماز سے فارغ شدہ شخص کو عمداً مقید کرنا کیسا ہے

؟اس پر کوئی قباحت عائد ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتي: مختار احمد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زید عمر کے بالکل سامنے ہے تو زید وہاں سے ہٹ کر جا سکتا ہے، وہ نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کے حکم میں نہیں ہوگا اور نہ ہی اس پر گذرنے والے کی وعید منطبق ہوگی۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ۴۰۸، ایضاح المسائل/ ۵۸)

ولو كان المار اثنين يقوم أحدهما أمامه فيمر الآخر ، ويفعل الآخر هكذا. (الفتاویٰ التاتارخانیه ، كتاب الصلوٰة ، الفصل التاسع ، مسائل السترة ۲/ ۲۸۶، رقم: ۲۴۳۸، هنديه كتاب الصلوٰة ، الباب السابع في ما يفسد الصلوٰة ، الفصل الأول زكريا قديم ۱/ ۱۰۴، جديد ۱/ ۱۶۳، شامي باب الصلوٰة ، مطلب إذا قرأ تعالىٰ جد بدون الف ، كراچی ۱/ ۶۳۶، زكريا ۲/ ۴۰۱)

البتہ عمر کا جان بوجھ کر جاتے ہوئے شخص کے پیچھے آکر نیت باندھ لینا گناہ کا باعث ہو سکتا ہے۔

الثانية مقابلتها وهي أن يكون المصلي تعرض للمرور والمار ليس له مندوحة عن المرور فيختص المصلي بالإثم دون المار الخ. (شامي باب ما يفسد الصلاة ، مطلب إذا قرأ تعالىٰ جدك بدون الف زكريا ۲/ ۳۹۹، كراچی ۱/ ۶۳۵)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۸۲۸)

چٹائی سترہ کے قائم مقام ہے یا نہیں ہے

سوال [۱۹۴۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ صفوں کی چٹائی

سترہ کے قائم مقام ہوگی یا نہیں؟ جبکہ احادیث میں سترہ نہ ملنے کی صورت میں خط کھینچنے کی بات آتی ہے، اور یہ تو خط سے بھی زیادہ نمایاں ہے۔

المستفتي: محبوب عالم، کیرالا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صفوں کی چٹائی سترہ کے قائم مقام نہیں ہوسکتی بلکہ بقدر ذراع سترے کا ہونا ضروری ہے۔

ویغرز الإمام في الصحراء سترة بقدر ذراع (إلی قوله) ولا یکفی الوضع ولا الخط الخ. (تنویر مع الدر شامی، کتاب الصلوٰة، باب ما یفسد الصلوٰة، وما یکره فیها زکریا ۲/۱ ٤٠، کراچی ۱/٦٣٧)

اورحدیث شریف میں جو خط کھینچنے کی بات آئی ہے وہ محض جمع خاطر کیلئے ہے اور وہ بھی میدانوں اور جنگلوں میں، آبادی میں نہیں جہاں لوگوں کا گذر ہوتا رہتا ہے۔

إذ المقصود جمع الخاطر بربط الخیال به کی لا ینتشر کذا في البحر وشرح المنیة الخ. (شامی کتاب الصلوٰة، باب مایفسد الصلوٰة، وما یکره فیها زکریا۲/۲ ٤٠، کراچی ۱/٦٣٧)

اوراگرکوئی میدان یابڑی مسجد میں بغیرسترہ کےنماز پڑھ رہا ہے، اورکسی کوگذرنے کی ضرورت پیش آئے تو جب مصلی سجدہ کی جگہ پرنظر کرے تو جہاں تک اس کی نگاہ جائے اس سے ماوراء سے گذرنے کی اجازت ہے، فقہاء نے اس کا تخمینہ سامنے کی دوتین صفوں سے لگایا ہے، اسلئے چوتھی صف سے گذرنا جائز ہوگا۔

وفي النهایة الأصح أنه إن کان بحال لو صلیٰ صلوٰة الخاشعین بأن یکون بصره حال قیامه إلی موضع سجوده لا یقع بصره علی المار لا یکره الخ. (حلبی کبیر کراهیة الصلوٰة، فروع فی الخلاصة لاهور/٣٦٧، البنایه باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها اشرفیه ۲/٤٢٧، حاشیه چلبی، کتاب الصلوٰة، باب مایفسد الصلوٰة،

وما يكره فيها امداديه ملتان ١/ ١٦٠، زكريا ١/ ٤٠١)

ومنهم من قدر بقدر صفين أو ثلاثة الخ. (تاتارخانيه كتاب الصلوٰة، الفصل التاسع فى المار بين يدى المصلى الخ، مسائل السترة كراچى ١/ ٦٣٠، زكريا ٢/ ٢٨٥، رقم: ٢٤٣٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍ جمادی الآخرۃ ۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/ ۶۲۱۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰/۶/۲۱ھ

نمازی کے سامنے سے گزرنا

سوال [۱۹۴۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص مسجد کے صحن میں نماز ادا کر رہا ہے، اس کے سامنے سے گزرنے کیلئے کتنا فاصلہ ہونا چاہئے؟

المستفتي: قاری محمد فیض خاں، مفتاحی، دہلوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر بہت بڑی مسجد ہے یا کھلا میدان ہے تو اتنی دوری سے گذرنا جائز ہے، جہاں تک نمازی کی نظر سجدہ کی جگہ پر جمتے وقت نمازی کو نظر نہ آئے، فقہاء نے اس کا اندازہ اور تجربہ کر کے دیکھا ہے، کہ دو صف کے بعد تیسری صف بھی پوری طرح نظر نہیں آتی ہے، اسلئے جس صف میں نمازی کھڑا ہے، اس کے علاوہ دو صف آگے سے گذرنا جائز ہوگا اور اگر بالکل چھوٹی مسجد ہے کہ آخری صف میں کھڑے ہونے سے مغربی دیوار نظر آتی ہو تو ایسی مسجد میں سامنے سے گذرنا مطلقاً جائز نہیں ہے۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ۳/ ۴۰۹)

أنه قدر ما يقع بصره على المار لو صلى بخشوع أى راميا ببصره إلى موضع سجوده وأرجع فى العناية الأول إلى الثانى بحمل موضع السجود

علی القریب منه الخ. (شامی ، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة، وما یکره فیها زکریا۲/۳۹۸، کراچی ۱/٦۳٤، الموسوعة الفقهية الكويتية ٢٤/ ١٨٥، الفتاوىٰ التاتار خانية ، كتاب الصلاة، الفصل التاسع مسائل السترة زكريا ٢/ ٢٨٤، ٢٨٥، رقم: ٢٤٢٢)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۳۱۱۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲؍۴؍۱۴۱۳ھ

(۷) باب: صلوٰۃ المساجد

مسجد صغیر، مسجد کبیر

سوال [۱۹۴۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کبیر اور صغیر کی تعریف کر کے دونوں کے درمیان فرق واضح فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کبیر وہ مسجد ہے جس کا کل رقبہ ۴۰ گز ہو یعنی ہر طرف سے ۱/۴ :٦ ساڑھے چھ گز ہو اور ۱۹x۱۹ یعنی تقریباً لمبائی چوڑائی ٦۰/فٹ ہو جس کو دہ در دہ بھی کہا جاتا ہے، اور مسجد صغیر وہ مسجد ہے جو اس سے کم ہو۔ (مستفاد: محمودیہ ڈابھیل ۱۴/ ۳۸۴، میرٹھ ۱۲/ ۲۳۴، فتاویٰ دار العلوم ۱۳/ ۲۸۰، کتاب المسائل ۱/ ۴۳۸)

قوله : في المسجد الكبير : هو أن يكون أربعين ، فأكثر وقيل: ستين فأكثر ، والصغير بعكسه ، أفاده القهستاني وأفاد أن المختار الأول . (حاشية الطحطاوى باب ما يفسد الصلوٰة ، فصل فيما لا يفسد الصلوٰة ، دارالكتاب ديوبند ٢/ ٣٤٢)

واعلم : أن الصلاة إن كانت في المسجد الصغير هو أقل من ستين ذراعاً، وقيل: أربعين (مجمع الأنهر ، باب مايفسد الصلوٰة ، وما يكره فيها دارالكتب العلمية بيروت ١/ ١٨٣ مصرى قديم ١/ ١٢١)

مسجد صغير هو أقل من ستين ذراعاً وقيل: من أربعين وهو المختار. (شامى كتاب الصلوٰة، باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها زكريا ٢/ ٣٩٨، كراچى ١/ ٦٣٤)

أو مسجد صغير وهو ما كان أقل من أربعين ذراعاً على المختار . (الفقه الإسلامى وأدلته كتاب الصلوٰة ، الفصل السادس ، سنن الصلوٰة وصفتها ...موضع حرمةالمرور مطبوعه ديوبند ١/ ٧٨٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲/ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر ۴۰: ٦/ ۲۱۴۵)

مسجد کبیر

سوال [۱۹۵۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کبیر کے بارے میں طول وعرض دونوں میں ساٹھ ذراع ہیں یا طول ساٹھ ذراع اور عرض کتنا ہی کم ہو یا اس کے برعکس ہے، مسجد کبیر کی فقہاء کے نزدیک متفق علیہ تعریف کیا ہے واضح فرمائیں؟

المستفتي: عبدالرشید، سیڈھا بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کبیر اس مسجد کو کہا جاتا ہے جس میں کم از کم چار صف ہوں، جس کے آخری صف میں نماز کی نیت باندھ کر سجدہ کی جگہ نگاہ جمانے کی صورت میں پہلی صف سے گذرنیوالا نظر نہ آتا ہو، اور بعض لوگوں نے دہ دردہ مسجد کو یعنی چالیس ذراع مربع کو بھی مسجد کبیر میں شامل کیا ہے۔

ومقدار موضع يكره المرور فيه وهو موضع السجود على ما قيل: ...... وقال فخر الإسلام إذا صلى رامياً ببصره إلىٰ موضع سجوده فلم يقع عليه بصره لا يكره ومنهم من قدره بمقدار صفين أوثلاثة . (عناية علىٰ هامش فتح القدير، كتاب الصلوٰة، باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها كوئٹه ۱/۳۵۳، زكريا ۱/۴۱۵، دارلفكر ۱/۴۰۵)

وفى النهاية الأصح إن كان بحال لو صلى صلوٰة الخاشعين نحو أن يكون بصره فى قيامه في موضع سجوده......لايقع بصره علىٰ المار لا يكره. (فتح القدير، كتاب الصلوٰة، باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها كوئٹه ۱/۳۵۴، زكريا ۱/۴۱٦، دارالفكر ۱/۵۰٦)

مسجد صغير وهوما كان أقل من أربعين ذراعا على المختار .(الفقه الإسلامي، وأدلته، كتاب الصلاة، الفصل السادس فى سنن الصلاة و صفتها موضع حرمة

المرور مطبوعہ دیوبند ١/ ٧٨٨)

مسجد صغير وهو أقل من ستين ذراعاً وقيل: من أربعين وهو المختار . (شامی، کتاب الصلاة ، باب مايفسد الصلاة و مايكره فيها،زكريا ٢/ ٣٨٨، كراچی ١/ ٦٣٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٣/ ربیع الثانی ١٤٣٢ھ
(الف فتویٰ نمبر:٣٩/ ١٠٣٦٥)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٢٣/ ٤/ ١٤٣٢ھ

احاطہ مسجد کی حد

سوال [١٩٥١]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کا اصل حصہ کہاں تک ہے اس کی حد کیا ہے؟ مثلاً محراب سے لیکر صحن تک یا کم ہے؟

المستفتي: محمد یوسف مفتاحی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کا اصل حصہ وہ ہے جس کو نماز کے لئے متعین کر دیا گیا ہو اور وہاں بلا غسل جانا منع ہو۔(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ١٥/ ٢٢١، جدید ڈابھیل ١٤/ ٣٨٥)

المكان المهيأ للصلوات الخمس . (الموسوعة الفقهية٣٧/ ١٩٤)

عرفاً الموضع المبنى للصلاة. (القاموس الفقهى/ ١٦٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٥/ صفر ١٤٢٤ھ
(الف فتویٰ نمبر:٣٦/ ٧٩١٠)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٥/ ٢/ ١٤٢٤ھ

تحیۃ المسجد

سوال [١٩٥٢]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کاشف جب نماز کیلئے گھر سے نکلتا ہے تو مسجد میں آکر سب سے پہلے تھوڑی دیر بیٹھ جاتا ہے، حالانکہ گھر بہت

قریب ہے کیا کسی حدیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

المستفتي: قاری محمد یامین، قنوج فرخ آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں داخل ہوتے ہی اگر وقت مکروہ نہیں ہے، تو بیٹھ جانے کا ثبوت نہیں ہے، البتہ داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد کی دو رکعت نماز پڑھنے کا ثبوت ہے۔

عن أبي قتادة السلمي : أن رسول الله ﷺ ، قال: إذا جاء أحدكم المسجد ، فليركع ركعتين قبل أن يجلس . (صحيح البخارى ، الصلاة ، باب إذادخل المسجد فليركع ركعيتن ، النسخة الهنديه ١/٦٣، رقم: ٤٣٩، ف: ٤٤٤، صحيح مسلم الصلاة ، باب استحباب تحية المسجد بركعتين النسخة الهندية ١/٢٤٨، بيت الأفكار رقم: ٧١٤، ترمذى شريف الصلاة باب ماجاء إذا دخل أحدكم المسجد فليركع ركعتين ، النسخة الهندية ١/ ٧١، دارالسلام رقم: ٣١٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷ر ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر ۳۲/ ۴۲۶۸)

منبر کی سیڑھیوں کی مسنون تعداد

سوال [۱۹۵۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا جمعہ کے خطبہ کیلئے تین سیڑھیوں کا ہونا مشروع نہیں ہے؟ ایک یا دو یا تین کتنی ہونی چاہئیں؟

المستفتی: عبدالحق، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: منبر کی سیڑھیوں کی تعداد تین رکھنا مسنون ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جو منبر بنایا گیا تھا وہ تین سیڑھیوں کا تھا، حضور تیسری پیڑی پر تشریف فرما ہوتے تھے، جب ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے، تو تیسری پیڑی پر تشریف نہیں رکھتے

تھے، بلکہ دوسری پیڑی پر تشریف رکھتے تھے لہٰذا تمام ائمہ کے لئے دوسری پیڑی پر بیٹھنا مستحب ہے، مگر منبر کا تین پیڑیوں کا ہونا مسنون ہے۔ (مستفاد: کتاب المسائل ۱/۴۳۲)

عن ابن عباس رضي الله عنه ...... وكان منبر النبي صلى الله عليه وسلم قصيرا، إنما هو ثلاث درجات، الحديث: (مسند أحمد بن حنبل ١/ ٢٦٩ ، رقم: ٢٤١٩)

عن كعب بن عجرة ، قال: قال رسول الله ﷺ أحضروا المنبر ، فحضرنا ، فلما ارتقى درجة قال: آمين ، فلما ارتقى الدرجة الثانية ، قال: آمين ، فلما ارتقى الدرجة الثالثة ، قال: آمين . (المستدرك ، كتاب البر والصلة قديم ٤/ ١٧٠، مؤسسه علوم القرآن، جديد ٧/ ٢٥٩١، رقم: ٧٢٥٦، الأدب المفرد ١/ ١٩٣،١٩٤، رقم: ٦٤٤، شعب الإيمان للبيهقي ، دارالكتب العلميه بيروت ٢/ ٢١٥، رقم: ١٥٧٢)

ومنبره صلى الله عليه وسلم كان ثلاث درج غير المسماة بالمستراح. (شامي ، كتاب الصلاة، باب الجمعة ، زكريا ٣/ ٣٩، كراچى ٢/ ١٦١)

وفي الصحيح أنه عمل من أثل الغابة ، فكان يرتقي عليه قال: وكان ثلاث درج وكان النبي صلى الله عليه وسلم يجلس على الدرجة الثالثة ، التي تلي مكان الاستراحة ، ثم وقف أبوبكرؓ على الثانية . (الموسوعة الفقهية كويتية ٣٩/ ٨٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ رشوال ۱۴۳۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۰۴۸۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۳۲/۱۰/۲۸ھ

منبر مسنون

سوال [۱۹۵۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں ایک نئی جامع مسجد بنی ہے، جس کا منبر اوپر سے گھیرا ہوا ماربل پتھر کا بنا ہوا ہے، اور اونچائی میں

دوفٹ آٹھ انچ ہے جو معروف ورائج منبروں سے مختلف ہے یعنی منبر کی سیڑھیاں سامنے کے بجائے پیچھے بنائی گئی ہیں، اس طرح کہ خطیب بجائے مغربی دیوار کی طرف سے چڑھکر منبر کے اوپری حصہ میں جو محراب سے باہر ہے کھڑے ہوکر خطبہ دیں گے، اس نئے طرز کے منبر سے بعض علماء کو اعتراض ہے کہ یہ سنت کے خلاف ہے، لھذا اس کو توڑ دینا چاہئے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

(۱) مذکورہ بالا منبر سنت کے مطابق ہے یا خلاف، نیز اس کو توڑنے کا کیا حکم ہے؟

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی سیڑھیاں کیسی کتنی اونچی اور کدھر تھیں اور ہماری مساجد کی سیڑھیاں سنت کے مطابق کیسی ہونی چاہئیں؟

(۳) منبر کی اونچائی کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

(۴) منبر پتھر کا بنانا سنت ہے یا پھر لکڑی کا بنانا چاہئے؟

المستفتي: محمد محسن بردوان، بنگال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: منبر کی اونچائی کی مقدار متعین کر کے اس کو لازم کرنا ثابت نہیں ہے، بقدر ضرورت اس کی اونچائی ہونی چاہئے، جس پر آرام سے خطیب کرسی نما انداز سے بیٹھ سکے اور منبر میں تین پیڑیاں (سیڑھیاں) ہونا مسنون ہے، اور ممبر کی پیڑیوں کا مقتدیوں کی طرف ہونا مسنون ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے تواتر اور توارث سے یہ بات چلی آرہی ہے، کہ خطیب صاحب پہلی پیڑی پر پیر رکھیں گے اور دوسری پیڑی پر بیٹھیں گے، تیسری پیڑی کو حضور ﷺ کے ادب واحترام میں چھوڑ دیا جاتا ہے، اور سوال میں ذکر کردہ منبر طریقۂ سنت کے خلاف ہے اسلئے کہ منبر کی پیڑیاں مقتدیوں کی طرف ہونا مسنون ہے، حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منبر مقتدیوں کی طرف تھا نیز پیچھے کی طرف سے چڑھ کر بالکل اوپر والی پیڑی پر کھڑے ہوکر خطبہ دینا خلفائے راشدین اور سلف وخلف کے طریقہ کے خلاف ہے۔

ویستحب أن یکون المنبر علی یسار القبلة تلقاء یمین المصلي إذا استقبل کذا قاله السمیری و الدارمی و الرافعی و غیرهم. (اعلام المساجد بأحکام المساجد /۳۷۳)

(۲) حضور ﷺ کے منبر کی تین سیڑھیاں تھیں جو مقتدیوں کی جانب تھیں اور مقتدیوں کے قبلہ کی طرف ہوکر محراب کے بائیں بیٹھنے کی صورت میں منبر داہنی جانب پڑے گا جیسا کہ ہماری مساجد میں منبر ہوتے ہیں، وہ عام طور پر سنت کے مطابق ہوتے ہیں۔

عن جابر بن عبد الله، أن النبی صلی الله علیه وسلم، زفی المنبر، فلما زفی الدرجة الأولیٰ، قال: آمین، ثم زفی الثانیة، فقال: آمین، ثم زفی الثالثة، فقال: آمین. (الأدب المفرد ۱/۱۹۳، ۱۹٤، رقم: ٦٤٤، المستدرك، کتاب البرو الصلة قدیم ٤/۱۷۰، مکتبه نزار مصطفی جدید ۷/۲۵۹۱، رقم: ۷۲۵٦، شعب الإیمان ۲/۲۱۵، رقم: ۱۵۷۲)

قال في البذل: وقال العینی ثم اعلم أن المنبر لم یزل علی حاله ثلاث درجات حتی زاده مروان فی خلافة معاویة رضـ ست درجات من أسفله. (بذل المجهود، کتاب الجمعة، باب اتخاذ المنبر مکتبه یحي سهارنپور ۲/۱۷۸، دارالبشائر العلمیه ٥/۹۹، فتح الباری، کتاب الجمعة، باب الخطبة علی المنبر دارالفکر بیروت ۲/٤٦۳، اشرفیه دیوبند ۲/۵۰۷)

ویستحب أن یکون المنبر علی یسار القبلة تلقاء یمین المصلي إذا استقبل کذا قاله الدارمی والرافعی وغیرهم. (اعلام المساجد بأحکام المساجد /۳۷۳)

وکان ثلاث درج وکان النبی ﷺ یجلس علی الدرجة الثالثة التی تلي مکان الإستراحة ثم وقف أبوبکر رضـ علی الثانیة ثم عمر رضـ علی الأول تادباً. (الموسوعة الفقهیة ۳۹/۸۵)

(۳) منبر کی اونچائی کے بارے میں کوئی صراحت نہیں ملی ہے، بقدرِ ضرورت اونچائی ہونی چاہئے۔

(۴) اینٹ پتھر کا منبر بنانا بھی جائز ہے، لکڑیوں کا بنانا لازم نہیں۔

قال الحنفية : ولهذا اتخذوا فی المصلی منبراً علی حدة من اللبن والطين واتباع ما اشتهر به العمل فی الناس واجب. (الموسوعة الفقهية ۳۹/۸۷)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍ربیع الاول ۱۴۲۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۵۰۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۷/۳/۱۴۲۹ھ

کیا ایک لاکھ نمازوں کا ثواب مسجد حرام ہی کے ساتھ مخصوص ہے؟

سوال [۱۹۵۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کا درجہ مسجد حرام کیلئے ہی مخصوص ہے، یا مکہ مکرمہ کی ہر مسجد میں ایک لاکھ کا ثواب مل جاتا ہے، لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے، کہ مکۃ المکرّمہ میں کہیں بھی نماز پڑھ لی جاوے تو اتنا ہی ثواب ملتا ہے، جتنا بیت اللہ میں حرم محترم میں اس بارے میں کیا تحقیق ہے؟

المستفتی: محمد یونس، جامع مسجد احمد، گڑھ، پنجاب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک لاکھ کے ثواب کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں، بعض علماء کا یہ قول ہے کہ یہ صرف مسجد حرام کے ساتھ خاص ہے، اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ پورے حدود حرم کے ساتھ عام ہے، کہ پورے حدود حرم میں جہاں بھی نماز پڑھے گا ایک لاکھ نماز کا ثواب ملیگا، مگر پہلا قول احتیاط کے زیادہ قریب ہے، اسلئے پانچوں نمازیں پابندی کیساتھ مسجد حرام ہی میں ادا کی جائیں۔

عن ابن عباسؓ ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: من حج ماشياً كتب له

بكل خطوة سبع مئة حسنة من حسنات الحرم ، قال بعضهم وما حسنات الحرم ؟ قال : كل حسنة بمئة ألف حسنة . (مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ٥٢/١١، رقم: ٤٧٤٥، وهكذا مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ٣١٣/١١، رقم: ٥١١٩، المعجم الأوسط دارالفكر ١٠٦/٢، ٢٦٧٥، المعجم الكبير للطبرانی ، دارالكتب العلمية بيروت ١٠٥/١٢، رقم: ١٢٦٠٦)

قال عطاء : فكأنه مئة ألفٍ قال: قلت يا أبا محمد ! هنا الفضل الذى تذكر في المسجد الحرام وحده أو في الحرام ؟ قال بل فى الحرم : فإن الحرم كله مسجد . (مسند أبي داود الطيالسی، دارالكتب العلمية بيروت ٧٠٧/٢، رقم: ١٤٦٤، شعب الإيمان للبيهقی ، دارالكتب العلمية بيروت ٤٨٥/٣، رقم: ٤١٤٣)

عن أنس بن مالک ؓ قال: قال رسول الله ﷺ ....وصلوٰة في المسجد الحرام بمأة ألف صلوٰة . (ابن ماجه ،الصلوٰة ، باب ماجاء فی الصلاة فی المسجد الجامع النسخة الهنديه ١٠٢/١، دارالسلام رقم : ١٩٨)

بل يعم كل حرم يحرم صيده على الصحيح. (قوت المغتذى على الترمذى ٧٤/١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفااللہ عنہ
۲۸رشوال ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر:۸۵۷۸/۳۷)

مسجد حرام میں ایک لاکھ کا ثواب کہاں تک ملے گا

سوال [۱۹۵۶]: کیافرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہے تو یہ ثواب مسجد حرام میں (جہاں تک جماعت ہوتی ہے) پڑھنے کے ساتھ خاص ہے یا پورے

حدود حرم میں کہیں بھی پڑھنے پر یہ ثواب حاصل ہو جائیگا؟

المستفتي: عبدالحمید، موضع الهن مئو، ضلع: بارہ بنکی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملنے سے متعلق جو حدیث شریف وارد ہے، اس حدیث شریف کی رو سے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب مسجد حرام کے ساتھ خاص معلوم ہوتا ہے، لیکن دوسری روایت مکہ مکرمہ کیساتھ بھی وارد ہوئی ہے، یعنی حدود حرم میں کوئی بھی عبادت کی جائے ایک لاکھ عبادتوں کے برابر ثواب ملیگا، جیسا کہ حدیث شریف میں اس کی صراحت آئی ہے، حدیث شریف کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

عن ابن عباسؓ، قال: قال رسول الله ﷺ: من حج ماشيا كتب له بكل خطوة سبع مئة حسنة من حسنات الحرم، قال بعضهم: وما حسنات الحرم؟ قال كل حسنة بمئة ألف حسنة. (مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ١١/٥٢، رقم: ٤٧٤٥)

مرض ابن عباس مرضا شديداً فدعا ولده فجمعهم فقال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من حج من مكة ماشيا حتى يرجع إلى مكة كتب الله له بكل خطوة سبع مائة حسنة مثل حسنات الحرم، قيل: وما حسنات الحرم؟ قال: بكل حسنة مائة ألف حسنة، هذا حديث صحيح الإسناد. (مستدرك حاكم كتاب المناسك قديم ١/٦٣١، مكتبه نزار مصطفى ٢/٦٤٨، رقم: ١٦٩٢، شعب الإيمان للإمام البيهقى ٣/٤٣١، حديث: ٣٩٨١، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ١١/٣١٣، رقم: ٥١١٩، المعجم الأوسط دارالفكر ٢/١٠٦، رقم: ٢٦٧٥، المعجم الكبير للطبراني، ، داراحياء التراث العربي ١٢/١٠٥، رقم: ١٢٦٠٦)

حاصل یہ نکلا کہ دو قسم کی روایات ہمارے سامنے ہیں ایک قسم کی روایات وہ ہیں جو مسجد حرام کے ساتھ خاص معلوم ہوتی ہیں، دوسری قسم کی روایات وہ ہیں جو پورے مکۃ

المکرّمہ اور حدود حرم کے ساتھ عام معلوم ہوتی ہیں، اسلئے بعض فقہاء اور محدثین نے پورے مکۃ المکرّمہ اور حدود حرم میں ایک لاکھ کے برابر ثواب ملنے کو کہا ہے، اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ نماز کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ کوئی بھی عبادت حدود حرم میں کی جائے ایک لاکھ کے برابر ثواب ملیگا، اعتکاف کیا جائے یا صدقہ خیرات کیا جائے یا دیگر کوئی نیک کام کیا جائے ایک لاکھ کے برابر ثواب ملے گا، اسلئے ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ قیام مکہ مکرمہ کے دوران عورتیں اپنے قیام گاہ میں نماز پڑھا کریں، اور صرف طواف کرنے کیلئے نمازوں کی علاوہ اوقات میں مسجد حرام میں داخل ہوا کریں تاکہ عورتوں کی وجہ سے مردوں کی نماز فاسد ہونے کا مسئلہ کھڑا نہ ہوا کرے اور مردوں کو مسجد حرام ہی میں آکر نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور آجکل لاکھوں حاجیوں کا قیام مسجد حرام سے دس بارہ کلومیٹر دور عزیزیہ اور بطحاء قریش وغیرہ میں ہوتا ہے، وہ لوگ آسانی کیساتھ گاڑی سے حرم شریف نہ آسکیں اور ان ہی مقامات میں اپنی نمازیں پڑھ لیں تو انشاء اللہ ایک لاکھ کا ثواب ملنے کی امید ہے۔

قال عطاء : فكأنه مئة ألفٍ، قال: قلت: يا أبا محمد ! هنا الفضل الذي تذكر، في المسجد وحده أو في الحرم ؟ قال: بل في الحرم ؛ فإن الحرم كله مسجد . (مسند أبي داؤد الطيالسی، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٧٠٧، رقم: ١٤٦٤، شعب الإيمان للبيهقی، دارالكتاب العلميه ٣/٤٨٥، رقم: ٤١٤٣، فتح الباری، كتاب فضل الصلوٰة، باب في فضل الصلوٰة فی مسجد مكة والمدينة دارالفكر بيروت ٣/٧٨، اشرفيه ديوبند ٣/٨٣، ٣/٤٤٦، تحت حديث: ١١٨٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٨/رجب ١٤٣٠ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٨/٩٧٧٣)

کیا بیت اللہ میں نماز پڑھنے کا ثواب صرف مردوں کیلئے ہے

سوال [۱۹۵۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مستند اور معتبر عالم خطیب کے مطبوعہ خطبات میں ایک بات پڑھی ہے کہ حدیث شریف میں جو بیت اللہ میں نماز پڑھنے کا ایک لاکھ کا ثواب ملتا ہے یہ صرف مردوں کیلئے ہے عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں، عورت کو فقط ایک ہی نماز کا ثواب ملے گا، تو کیا یہ صحیح ہے جبکہ حدیث عمومیت پر دلالت کرتی ہے پھر عورت مستثنیٰ کیوں؟ مسئلہ کی اس طرح وضاحت فرمائیں کہ بات واضح طور سامنے آجائے؟ ممنون ہوں گا۔

المستفتي: فخر الاسلام، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس طرح عورتوں کو مستثنیٰ کرنے کی بات علامہ منذریؒ نے الترغیب والترہیب اور دیگر محدثین نے نقل فرمائی ہے۔

أن قول النبی ﷺ صلوٰۃ في مسجد النبی ﷺ تعدل ألف صلوٰۃ في غیرہ من المساجد إنما أراد بہ صلوٰۃ الرجال دون صلوٰۃ النساء الخ. (الترغیب والترھیب ۱/ ۷۵)

قول النبی ﷺ صلوٰۃ في مسجدي ھذا، أفضل من ألف صلوٰۃ فیما سواہ من المساجد أراد بہ صلاۃ الرجال دون صلاۃ النساء. (صحیح ابن خزیمہ، المکتب الإسلامي ۲/ ۵۸۱)

علماء نے اس کی وجہ یہی بیان کی ہے کہ عورتوں کا مجمع اور جماعت میں شرکت باعث فتنہ ہوتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/ رجب ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۳۵۴۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/ ۷/ ۱۴۱۴ھ

حرم شریف کی قضاء نماز کے ثواب کا بیان

ســوال [١٩٥٨]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حرم شریف میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے، تو قضاء نماز جو وہاں ادا کی جائے اس کا ثواب بھی اتنا ہی ملے گا یا صرف اس کے ذمہ سے قضا ہی کا فریضہ ادا ہوگا۔

المستفتي: حبیب اللہ سرتاج، سعودی عرب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حرم شریف میں جو نماز کی فضیلت ہے یہ صرف ادا نماز یا نوافل کے ساتھ خاص ہے، اور ادا نماز خواہ جماعت کے ساتھ ہو یا بغیر جماعت کے البتہ جماعت کے ساتھ ادا کرنے میں جماعت کا ثواب الگ سے ہوگا اور منفرد پڑھنے کی صورت میں صرف جماعت کے ثواب سے محرومی ہوگی، قضا نماز میں حرم شریف کی مذکورہ فضیلت حاصل نہ ہوگی کتب احادیث میں ایسا ہی مذکور ہے۔

صلاة في مسجدي هذا خير من ألف صلاة فيما سواه إلاالمسجد الحرام. (بخاری شریف کتاب فضل الصلاة، فی مسجد مكةوالمدينة، باب فضل الصلوٰة في مسجد مكة والمدينة، النسخة الهنديه ١/١٥٩، رقم: ١١٧٧، ف: ١١٩٠، مسلم شريف باب فضل الصلاة بمسجدي مكة و المدينة النسخة الهنديه ١/٤٤٦، بيت الأفكار رقم: ١٣٩٤)

قال النووى تحت هذا الحديث، وهذا فيما يرجع الثواب فثواب صلوٰة فيه يزيد على ثواب ألف فيما سواه ولا يتعدى ذلك إلى الأجزاء عن الفوائت حتى لو كان عليه صلاتان فصلى في مسجد المدينة وفى فتح البارى فصلى في أحد المسجدين صلاة لم تجزئه عنهما –إلا واحدة– وهذا لا خلاف فيه. (نووى على مسلم ١/٤٤٦، فتح البارى كتاب فضل الصلوٰة، قبيل

باب مسجد قباء دارالفكر بيروت ٣/٨٢، حديث: ١١٩٠، اشرفيه ديو بند ٣/٨٧، فتح الملهم، كتاب الحجه، باب فضل مكة والمدينة اشرفيه ديو بند٣/٤٢٢)

وهذا مع قطع النظر عن التضعيف بالجماعة فإنها تزيد سبعاً وعشرين درجة كما تقدم فى أبواب الجماعة. (فتح الباری، کتاب فضل الصلوٰة، قبيل باب مسجد قباء دار الفكر بيروت ٣/٨٢، اشرفيه ديو بند٣/٨٧، حديث: ١١٩٠)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍ربیع الاول ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۷۱۰۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۵؍۳؍۱۴۲۲ھ

تعمیر مسجد کے دوران دوسری مسجد میں جماعت سے نماز ادا کرنا

سوال [۱۹۵۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد ڈیروالی اصالت پورہ مرادآباد کی ازسرنو تعمیر ہونی ہے، برسات میں اس کے اندر پانی آجاتا ہے، اور اس کی اوپر کی چھت بھی بوسیدہ ہو چکی ہے، دریافت طلب بات یہ ہے کہ تعمیر مسجد کے دوران اس مسجد میں نماز پڑھنے کی گنجائش نہیں رہے گی، تو نماز باجماعت کو موقوف کیا جا سکتا ہے، یا تعمیر کے دوران بھی جماعت ہونا ضروری ہے، شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتي: عزیز الرحمٰن ومصلیان، مسجد ڈیروالی، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب مسجد منہدم کر کے نئے سرے سے تعمیر کی جارہی ہے اور منہدم شدہ حالت میں وہاں نماز پڑھنا دشوار ہو رہا ہے تو اہل محلّہ کے لئے جائز ہے کہ جب تک یہ مسجد تعمیر ہو کر نماز پڑھنے کے قابل نہ ہو جائے اس وقت تک کے لئے پڑوس کی دوسری مسجد میں نماز ادا کر لیا کریں اور اس منہدم شدہ زیر تعمیر مسجد میں نماز نہ پڑھنے

کی وجہ سے محلے والوں پر شرعاً کوئی گناہ نہیں ہے اس لئے کہ شریعت نے ضرورت کے تحت مسجد منہدم کر کے نئے سرے سے تعمیر کرنے کی اجازت دی ہے اور ظاہر ہے کہ انہدام اور تعمیر کے درمیان نماز کی جماعت کرنا مشکل ترین کام ہے۔

و تأويل هذه المسألة إذا لم يكن هذا الرجل من أهل هذه المحلة فقد ذكر في الواقعات عن أبي حنيفةؒ لأهل المسجد أن يهدموا و ظاهر الآية العموم في كل مانع وفي كل مسجد وخصوص السبب لا يمنعه. (روح المعاني، زكريا ۱/ ۵۷۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴/ ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱/ ۱۱۷۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۱۱/۲۴ھ

دوران تعمیر مسجد میں نماز پنجگانہ ادا کرنا ضروری نہیں

سوال [۱۹۶۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں رام نگر ضلع نینی تال میں ایک چھوٹی سی مسجد ہے از سر نو تعمیر کا ارادہ ہے تعمیری کام کے وقت جگہ کی قلت رہے گی، پنجوقتہ نماز پڑھی جائے یا نہیں؟

المستفتي: عبد الرحیم، ٹانڈہ رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دوران تعمیر اگر جماعت خانہ میں جماعت کرنا دشوار ہو تو مسجد کے احاطہ میں جہاں بھی جماعت کرنا ممکن ہو تو وقت پر اذان بھی دی جائے اور جماعت بھی کی جائے، اذان و جماعت کو موقوف کرنا مناسب نہیں، البتہ اگر احاطہ مسجد میں کوئی ایسی جگہ نہ ہو جس میں با جماعت نماز ادا کر سکیں تو تعمیر مسجد کی تکمیل تک محلّہ میں جہاں کہیں مناسب جگہ ہو وہاں پر جماعت سے نماز ادا کریں، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو قریب کی

مسجد میں نماز ادا کرتے رہیں۔

وتأویل هذه المسألة إذا لم یکن هذا الرجل من أهل هذه المحلة وقد ذکر في الواقعات عن عن أبي حنیفة لأهل المسجد أن یهدموا المسجد ویجددوا بناؤه. (تاتارخانیه ، زکریا ۸/ ۱٦۲، رقم: ۱۱٥۱٤، هندیه زکریا قدیم ۲/ ٤٥۷ جدید۲/ ٤۱۰)

وظاهر الآیة العموم في کل مانع وفي کل مسجد وخصوص السبب لا یمنعه. (روح المعانی ، زکریا ۱/ ٥۷۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ٦٦۷۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۱/۵/۱۴۲۱ھ

منقش مصلیٰ

سوال [۱۹٦۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آج کل سعودیہ سے جو جانمازیں آرہی ہیں، اس پر خانہ کعبہ اور گنبد خضریٰ کی تصویریں بنی ہوتی ہیں امام صاحبان اس پر نمازیں بھی پڑھاتے ہیں اور بیٹھتے بھی ہیں ان تصاویر کا کہاں تک ادب ہے کس حد تک ان کی تکریم ہے، اس پر بیٹھنے سے کیا بیت اللہ کی کچھ توہین ہوتی ہے، وضاحت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتي: یٰسین احمد، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن مصلوں اور جانمازوں پر گنبد خضریٰ اور خانہ کعبہ کا نقشہ بنا ہوا ہوتا ہے ان پر نماز پڑھنا اور ان پر بیٹھنا بے ادبی نہیں ہے، تو ان کی تصویر پر نماز ادا کرنے سے بطریق اولیٰ خلاف ادب نہیں ہوسکتا، یہی حکم گنبد خضریٰ کا بھی ہے، اس لئے اس کو لیکر لوگوں کو شکوک وشبہات میں مبتلا نہ کرنا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم، زکریا

٤/ ١٢٧، فتاویٰ محمودیہ، قدیم ٧/ ١١١، جدید ڈابھیل ٦/ ٦٧٠)

عـن سـعيد بن الحسن قال: جاء رجل إلى ابن عباس رضـ فقال: إني رجل أصـور هـذه الـصـور فـأفتني فيها، فقال له: ادن مني ، فدنا منه ، ثم قال: أدن مـني ، فدنا حتى وضع يده على رأسه ، وقال: أنبئك بما سمعت من رسول الله صـلى الله عليه وسلم ، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: كل مـصـور فـى الـنـار يـجـعـل له بكل صورة صور ها نفسا ، فتعذبه في جهنم ، وقـال: إن كـنـت لا بـد فاعلا فاصنع الشجر وما لا نفس له ، فأقر به نصربن علي . (صـحـيـح مسـلـم ، كتـاب اللباس ، باب تحريم تصوير صورة الحيوان ...... النسخة الهندية ٢/ ٢٠٢، بيت الأفكار رقم: ٢١١٠)

وأمـا صـورة غير ذي روح ، فلا خلاف في عدم كراهة الصلاة عليها أو إليها. (حلبی کبیر، فصل في كراهية الصلوٰة اشرفيه ديوبند /٣٥٩)

ولـو صـلى في جوف الكعبة أو على سطحها جاز إلى أي جهة توجه.

(هـنـديـه كتاب الصلوٰة ، الباب الثالث في شروط الصلوٰة ، الفصل الثالث في استقبال القبلة زكرياقديم ١/ ٦٣، جديد ١/ ١٢١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ر محرم الحرام ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/ ۲۰۸۵)

مساجد سے روکنے کا حکم

سـوال [۱۹۶۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد کو سب گاؤں والوں نے ملکر تعمیر کیا اور عرصہ دراز تک سبھی لوگ اسمیں نمازیں پڑھتے رہے، پھر ضرورتاً دو محلوں نے اپنی سہولت کیلئے مسجدیں تعمیر کیں اور اب جس محلّہ کا پہلی مسجد سے تعلق ہے، ان کا ذہن یہ ہے کہ اب یہ مسجد ہماری ہے، تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں، اسی

طرح ایک مسجد کو دو کنبوں، خاندانوں نے ملکر تعمیر کیا تھا، ان میں سے ایک کنبہ کے لوگ اڈے پر بنی مسجد (جو کسی باہر کے آدمی نے بنیت ثواب بنوادی تھی) میں نماز پڑھنے لگے، تو جن لوگوں کا تعلق پہلی مسجد سے ہے، ان کا ذہن بھی تقریباً اسی طرح کا بن گیا ہے کہ اب اس مسجد میں دوسرے لوگوں کا کوئی تعلق نہیں ہے، اس طرح کے خیالات سے ذہنوں میں تکدر اور نفرت پیدا ہوتی ہے، کیا از روئے شریعت مسجدوں کے بارے میں اس طرح کے خیالات درست ہیں۔

المستفتي: عبدالرحیم عفی عنه

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ پہلے سوال میں پہلی مسجد والوں کا دوسری مسجد والوں سے یہ کہنا کہ اب یہ مسجد ہماری ہے، تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، (۱) اگر اس کہنے سے نماز سے روکنا مقصود ہے، تو قطعاً جائز نہیں ہے، قرآن کریم میں اس پر سخت وعید آئی ہے، ارشاد ربانی ہے ” **ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمهٗ** “ بقرہ آیت: ۱۱۴، اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا، جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں ان کا ذکر اور عبادت کئے جانے سے بندش کرے۔ (معارف القرآن سورۃ البقرۃ: ۱۱۴ اشرفی دیوبند ا/۲۹۶)

اسی طرح تمام مساجد اللہ کے گھر ہیں اسلئے کسی کو یہ حق نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو مسجد میں آنے سے روکے، (۲) اور اگر اس قول سے کہ اب تمہارا اس مسجد سے کوئی تعلق نہیں ہے، مسجد کے انتظامی امور سے روکنا ہے تو اس کی گنجائش ہے اگر مسجد کے ذمہ دار پورا انتظام صحیح طرح سے کرتے ہیں تو اس میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں ہے، اور اگر انتظام میں دوسری مسجد والے آکر دخل دیتے ہیں، اور اس پر یہ کہا جاتا ہے کہ اس میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے، تو یہ مسجد سے روکنا نہیں ہے، بلکہ نظام میں دخل دینے سے روکنا ہے، اور اسکی گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۵/ ۳۰۵)

لو بنی مسجداً لأهل محلة ، وقال: جعلت هذا المسجد لهذه المحلة خاصة ، كان لغير أهل تلك المحلة أن يصلى فيه. (عالمگیری، کتاب الوقف ، الباب الحادی عشر فی المسجد وما يتعلق فيه زکریا قدیم ۲/۴۵۸، جدید ۲/۴۱۰، المحیط البرهانی ، کتاب الوقف ، الفصل : ۲۱، فی المساجد جدید المجلس العلمی ۹/۱۲۸، رقم: ۱۱۳۴۸، الفتاویٰ التاتارخانیه ، کتاب الصلوٰۃ ، الفصل : ۲۱، مسائل وقف المساجد زکریا ۸/۱۶۳، رقم: ۱۱۵۱۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر:۳۵/۶۵۵۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۳/۱۹ھ

شہید کردہ مسجد میں نماز کا شرعی حکم

سوال [۱۹۶۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں ایک مسجد ہے جس کو ایک حادثہ میں غیر مسلموں نے شہید کر دیا تھا تو کیا اب اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتي:سعید احمد،
سواتی مادھو پور، راجستھان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب دشمنان اسلام کسی مسجد کو شہید کر دیں اور اس جگہ پر کوئی دوسری تعمیر کر لیں یا خالص ویران کر کے چھوڑ دیں تو وہ زمین قیامت تک مسجد کے حکم میں رہےگی کسی غاصب کے غاصبانہ قبضے اور کسی جابر کے جابرانہ خرد برد سے اس کی مسجدیت باطل نہیں ہوتی ہے، اس کی حفاظت کرنا مسلمانوں پر ضروری ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

ولو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقى مسجداً عند الإمام والثانى

أبداً إلى قيام الساعة وبه يفتي. (درمختار مع الشامی٤/٣٥٨، کراچی زکریا ٦/٥٤٨، هندیه کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما يتعلق به، زکریا قدیم ٢/٤٥٨، جدید ٢/٤١٠)

إن المسجد إذا خرب يبقى مسجداً أبداً. (شامی کتاب الوقف، مطلب فیما لو خرب المسجد أوغیره زکریا دیوبند ٦/٥٤٩، کراچی ٤/٣٥٩، بنایه، کتاب الوقف، فصل من بنی مسجداً لم یزل ملکة عنه، اشرفیه دیوبند ٧/٤٥٦، تبیین الحقائق، کتاب الوقف، فصل ومن بنی مسجداً لم یزل ملکة عنه، امدایه، ملتان ٣/٣٣١، زکریا ٤/٢٧٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۹/۳۴۱۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸؍۴؍۱۴۱۴ھ

عیدگاہ کے دروازہ پر تعمیر شدہ مسجد میں نماز

سوال [۱۹۶۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں قصبہ چوسانہ میں ایک بہت بڑی عیدگاہ ہے تقریباً دوسال قبل عیدگاہ کے قرب وجوار میں کوئی مسجد نہ ہونے کی وجہ سے عیدگاہ کے صدر دروازہ کے گیٹ کے اوپر لینٹر ڈال کر ایک چھوٹی مسجد تعمیر کی گئی ہے اور نیچے عیدگاہ کے اندر آنے جانے کی گذرگاہ ہے مسجد کی تعمیر کی تکمیل کے بعد کچھ لوگوں نے کہا کہ اس میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے، کیونکہ یہ گذرگاہ کے اوپر ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح دروازہ کے اوپر بنائی گئی مسجد کے اندر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟

المستفتي: محمد ندیم گنگوہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: قصبہ چوسانہ کی جس مسجد کا ذکر سوالنامہ میں کیا

گیا ہے کہ عیدگاہ کے گیٹ کے اوپر لینٹر ڈال کر مسجد بنائی گئی ہے، اور نیچے سے صرف عید کے دن عیدگاہ میں داخل ہونے کے لئے عید کی نماز پڑھنے والوں کو گذر کر آگے بڑھنا ہوتا ہے، اور عیدگاہ بھر جانے کے بعد اس گیٹ میں بھی صفیں بن جاتی ہیں، اور مسجد میں بھی صفیں بن جاتی ہیں، اور باہر بھی جیسا کہ مستفتی سے زبانی معلوم ہوا ہے، پھر اس کے بعد پورے سال عام لوگوں کا گذر نہیں ہوتا ہے، صرف عید کے دن نمازیوں کو وہاں سے داخل ہوکر آگے بڑھنا ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں نیچے کے حصہ کو محض گذرگاہ قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ نیچے کا حصہ بھی موقوفہ عیدگاہ کا ایک حصہ ہے اور مسجد بھی وقف ہوتی ہے، لہٰذا عیدگاہ کمیٹی کے مشورہ سے اگر وہ مسجد بنائی گئی ہے اور عیدگاہ کمیٹی کے ہی زیر انتظام وہ مسجد ہے تو ایسی صورت میں وہ مسجد شرعی کہلائی جائے گی، اس لئے کہ نیچے کا حصہ بھی مسجد کی طرح ہمیشہ کیلئے وقف ہی ہے، اس سے حق عبد متعلق نہیں ہے۔

لو أن مقبرة من مقابر السملمين عفت فبنى قوم عليها مسجداً لم أربذلک بأساً وذلک لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمين لدفن موتاهم لا يجوز لأحد أن يملكها فإذا درست واستغنى عن الدفن فيها جاز صرفها إلى المسجد لأن المسجد أيضاً وقف من أوقاف المسلمين. (عمدة القاري ، كتاب الصلوٰة ، قبيل باب الصلاة في مرابض الغنم ، زكريا ٣/٤٣٥، دار احياء التراث العربي بيروت ١٧٩/٤)

فإن قيل أليس مسجد بيت القدس تحته مجتمع الماء والناس ينتفعون به قيل: إذا كان تحته شيئى ينتفع به عامة المسلمين يجوز لأنه إذا انتفع به عامتهم صار ذلک لله تعالیٰ أيضاً. (تقريرات رافعی ، كتاب الوقف كراچی ٨٠/٤، زكريا ٨٠/٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٦/ جمادی الأولیٰ ١٤٣٤ھ
(الف فتویٰ نمبر: ١١٠٩٠/٤٠)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٦/٥/١٤٣٤ھ

امام صاحب کے حجرہ کادروازہ مسجد میں کھولنے کاحکم

سوال [۱۹۶۵]: کیافرماتے ہیں علماءکرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب کا گھر مسجد کے برابر میں ہے اورامام صاحب مسجد کی دیوار میں اپنادروازہ کھولے ہوئے ہیں اوراس دروازہ سے آناجانا،سونا، پنکھاچلاناکیاان کیلئے جائز ہے۔

المستفتي: عبداللہ،مہراج گنج

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام صاحب کاحجرہ اگرمسجد کی ملکیت ہےاوراس میں امام صاحب رہتے ہیں اورمسجداورکمرہ دونوں ایک ہی نظام کے تحت ہیں تو حجرہ کا دروازہ مسجد کی طرف یا مسجد کا دروازہ حجرہ کی طرف کھولنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ، اور امام صاحب کیلئے اس دروازہ سے مسجد میں آنا جانا بلاکراہت جائز اور درست ہے ،اور حجرہ اور مسجد دونوں کاخرچہ مسجد ہی کےمصرف سے ہوتاہےتو امام صاحب کیلئے حجرہ میں سخت گرمی اور گھٹن کی وجہ سے مسجد کا پنکھاچلاکرمسجد میں سونا جائزاوردرست ہے۔

ولـو كان إلى المسجد مدخل من دار موقوفة لابأس للإمام أن يدخل لـلـصلوٰة من هذا الباب . (البحر الرائق ، كتاب الوقف ، فصل فى أحكام المساجد زكرياه/٤١٩، كوئٹه ٥/٢٥٠)

إذا جعلت المسجد ممبرا فإنه يجوز لتعارف أهل الأمصار في الجوامع.

(البحرالرائق ، كتاب الوقف ، فصل في أحكام المسجد زكرياه/٤٢٨، كوئٹه ٥/٢٥٥)

لا بأس للغريب ولصاحب الدار أن ينام في المسجد وهو الصحيح من المذهب والأحسن أن يتورع فلا ينام . (عالمگيرى ، كتاب الكراهية ، الباب الخامس في آداب المسجد ، زكريا قديم٥/٣٢١ ، جديد ٥/٣٧١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیراحمدقاسمی عفااللہ عنہ
۲۴/۷/۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر:۳۸/۸۹۱۲)

الجواب صحیح:
احقرمحمدسلمان منصورپوری غفرلہ
۲۴/۷/۱۴۲۶ھ

احاطۂ مسجد میں بنے ہوئے حجرہ میں مؤذن کی رہائش

سوال [۱۹٦٦]: کیافرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد میں مسجد کے اندر ایک حجرہ بنا ہے، جس کا راستہ مسجد میں ہوکر ہے حجرہ سے نکلنے اور جانے کیلئے مسجد میں ہوکر گذرنا پڑتا ہے، اور کوئی راستہ نہیں ہے تو کیا مؤذن حجرہ میں رہ سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتي: مصلیان مسجد خلیل
والی، حیات نگر ،مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسجد کے اندر حجرہ میں مؤذن کا رہنا درست ہے، اسی طرح قضاء حاجت کے واسطے جب نکلنے کیلئے کوئی دوسراراستہ موجود نہیں ہے تو مسجد کے اندر سے نکلنے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۹۲/٦، جدید زکریا ۱۰۳/۹)

وكره تحريماً الوطء فوقه .....واتخاذه طريقاً بلا عذر وفي الشامية فلو بعذر جاز. (شامي كتاب الصلوٰة ، باب ما يفسد الصلوٰة و ما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد زكريا ۲/٤۲۸ ، كراچی ٦٥٦/۱)

رجل يمر في المسجد ويتخذه طريقاً إن كان بغير عذر لا يجوز وبعذر يجوز. (البحر الرائق ، كتاب الصلوٰة ، باب مايفسد الصلوٰة ومايكره فيها ، كوئٹه ۳٥/۲ ، زكريا ٦۲/۲)

الحنفية : قالوا: يكره تحريماً اتخاذ المسجد طريقاً بغير عذر ، فلو كان لعذر جاز. (كتاب الفقه على المذاهب الأربعه ، كتاب الصلوٰة ، مايكره فعله في المساجد ، و ما لا يكره ، مكتبه دارالفكر دارالكتب العلميه بيروت ۲۸٤/۱)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۴۰۰۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۵/۱۴۱۵ھ

وضو کی جگہ پر امام کا کپڑے دھونا

سوال [۱۹٦۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب مسجد کے صحن میں جہاں نماز ادا کی جاتی ہے وہاں پر کپڑے دھوتے ہوں اور پاس ہی وضو کے لوٹے موجود ہوں جن پر کپڑوں کے دھوون کی چھینٹیں جا رہی ہوں، کسی شخص کے ٹوکنے پر امام صاحب جواب دیتے ہوں کہ کپڑے پاک ہیں گندے نہیں ہیں، اور میں عالم وفاضل ہوں، لہٰذا مجھے تم سے زیادہ معلوم ہے، حالانکہ یہ عمل کرتے ہوئے پانچ لوگوں نے خود اپنی آنکھوں سے امام صاحب کو دیکھا ہے۔

تو کیا اس صورت حال میں ان امام صاحب کا نماز مسجد میں پڑھانا درست ہے، آپ مسجد کے احترام اور تقدس کے بارے میں ہمیں آگاہ فرمائیں، شکریہ۔

المستفتي: سید وارث علی،
محلّہ قاضیان، سہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وضو کی جگہ پر کپڑے دھونا بلا کراہت جائز ہے اور اگر کپڑے میں کوئی ظاہری نجاست نہیں ہے تو کپڑوں کی چھینٹ لوٹے پر پڑنے سے لوٹے ناپاک نہیں ہوتے، اور امام یا مؤذن کیلیے یا مسجد میں جو رہتے ہیں ان کے لیے مسجد کے وضو کی جگہ پر کپڑے دھونا بلاتردد جائز ہے، اور ان پر اعتراض کرنا غلط ہے۔

ولا يمكنه الاغتسال في المسجد فلو أمكنه من غير أن يتلوّث المسجد فلا بأس به أي بأن كان فيه بركة ماء، موضع معدٌّ للطهارة، أو اغتسل في إناء بحيث لا يصيب المسجد الماء المستعمل. (فتاویٰ شامی، کتاب الصوم، باب الاعتکاف زکریا ۳/ ٤۳۵، کراچی ۲/ ٤٤۵)

وإن غسل رأسه في المسجد في إناء لا بأس به إذا لم يلوث المسجد بالماء المستعمل فإن كان بحيث يتلوث المسجد يمنع منه لأن تنظيف المسجد واجب . (بدائع كتاب الصوم، باب الاعتكاف زكريا ٢٨٤/٢، كراچی ١١٥/٢)

وإن غسله في المسجد في إناء بحيث لا يلوث لا بأس به .

(حاشيه چلبي، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، امداديه ملتان ٣٥٢/١، زكريا ٢٢٩/٢، فتح القدير، كتاب الصوم، باب الاعتكاف زكريا ٤٠٢/٢، كوئٹه ٣١١/٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۹۰۲۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۷/۶/۲ھ

مسجد کی چھت سے اونچی عمارت بنانا

سوال [۱۹۶۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد سے اونچی تعمیر بنانا جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں ہے تو اونچی تعمیر نہ بنانے کا کیا مطلب ہے یعنی مسجد کی چھت سے اونچی تعمیر نہ بنائے یا مینار سے اونچی تعمیر نہ بنائے؟

المستفتي: زبیر عالم، شاہدرہ، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی عمارت کی تعمیر مسجد کی چھت سے اونچی کرنے میں کسی قسم کی بے ادبی اور قباحت نہیں ہے، اور جو لوگ مسجد سے اونچی تعمیر کو ناجائز کہتے ہیں وہ اس کی دلیل پیش کریں۔

ولو بنى فوقه بيتاً للإمام لايضر الخ . (شامی كراچی ٣٥٨/٤، زكريا ٥٤٨/٦، كتاب الوقف مطلب فى الأحكام المسجد، البحرالرائق، كتاب الوقف،

فصل في أحكام المسجد كوئٹہ ٥/ ٢٥١، زكريا٥/ ٤٢١، مجمع الانهر، كتاب الوقف، جديد دارالكتب العلميه ٢/ ٥٩٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ربیع الاول ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۲۰۶)

جمعہ کے علاوہ مسجد کی دوسری تیسری منزل بند رکھنا

سوال [۱۹۶۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی شہر میں ایک تین منزلہ جامع مسجد ہے اور اس مسجد کی کوئی ذاتی آمدنی یعنی دکان یا جائیداد نہیں ہے، جس سے کہ مسجد کے اخراجات پورے کئے جاسکیں، بلکہ تمام مصلیان مسجد کے چندہ سے اور علاقائی مسلمانوں کے تعاون ہی سے مسجد کے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں، اس مسجد کی پہلی منزل میں پنج وقتہ نمازیں ہوتی ہیں، اور جمعہ کی نماز میں پوری تینوں منزلیں بھر جاتی ہیں، جمعہ کے علاوہ اور دنوں میں مسجد میں جماعت ہوجانے کے بعد یا دیگر اوقات میں لوگ مسجد کی دوسری اور تیسری یا اوپر کی کسی ایک منزل میں تنہا نمازیں پڑھتے ہیں تلاوت کرتے ہیں، ذکر کرتے ہیں، کبھی کبھی کوئی مقتدی ضرورۃً وقتی طور پر تھوڑی دیر کیلئے آرام بھی کر لیتا ہے، صرف اسی وجہ سے مسجد کی کمیٹی اوپر کی دونوں منزلیں جمعہ کے علاوہ پورے ہفتہ بند رکھتی ہے، الا یہ کہ کوئی تبلیغی جماعت آجائے تو پھر اوپر کی منزلیں کھول دی جاتی ہیں، اب جن حضرات کی روزانہ شہر میں آمد ورفت ہے، یا وہ علاقائی لوگ جن کی جماعت چھوٹ جاتی ہے، وہ لوگ تنہا تنہا نماز پڑھنے کیلئے دوسری منزل میں جاتے ہیں، یا نوافل یا تلاوت کلام پاک کیلئے دوسری یا تیسری منزل میں جاکر نماز ذکر اور تلاوت کرتے ہیں، تاکہ دوسروں کو تکلیف نہ پہونچے ان لوگوں نے کمیٹی سے بار بار درخواست کی کہ مسجد کے اوپر کی دونوں منزلیں یا دونوں میں سے ایک منزل کھول دی جائے، تاکہ لوگوں کی پریشانی رفع ہو لیکن پھر بھی مسجد کی کمیٹی کسی کی بات پر کوئی توجہ نہیں دیتی خواہ کسی

کو کتنی ہی پریشانی کیوں نہ ہو تو کیا ایسی صورت حال میں مسجد کی دوسری اور تیسری منزل بند رکھی جا سکتی ہے، براہ کرم تفصیلی جواب سے ہمیں سرفراز فرمائیں؟

المستفتي: عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: مندرجہ بالا پریشانیاں اگر واقعی ہیں اور نیچے کی منزل سے یہ پریشانیاں دور نہیں ہوتیں تو ایسی صورت میں بالائی منزلوں کو بند رکھنا مکروہ ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ. (البقره الآية: ١١٤)

عن جبير بن مطعم، أن النبي ﷺ قال: يا بني عبد مناف، لا تمنعوا أحداً طاف بهذا البيت، وصلى أية ساعة شاء من ليل أو نهار. (سنن النسائى، الصلاة، باب إباحة الصلاة، فى الساعات كلها بمكة النسخة الهندية ١/٦٨، دارالسلام رقم: ٥٨٥، سنن الترمذى، كتاب الحج، باب ماجاء فى الصلاة بعد العصر، وبعد الصبح لمن يطوف النسخة الهندية ١/١٧٥، دارالسلام رقم: ٨٦٨)

وكره غلق باب المسجد وقال في البحر وإنما كره لانه يشبه المنع من الصلوٰة. (شامى، باب مايفسد الصلوٰة، مطلب فى أحكام المساجد، زكريا ٢/٤٢٨، كراچى ١/٦٥٦)

تاہم ذکر واذکار تلاوت ونوافل کیلئے اوپر کی منزلوں میں جانا ضروری نہیں ہے اگر خاموشی اور سکون کیساتھ یہ تمام چیزیں نیچے کی منزل میں کی جاویں تو دوسرے نمازیوں کو پریشانی سے بچایا جا سکتا ہے، علاوہ ازیں سونے اور آرام کرنے کی پریشانی کا ذکر کرنا یہ کوئی پریشانی نہیں ہے، مسجد عبادت کیلئے ہے نہ کہ سونے اور آرام کرنے کیلئے لہٰذا سونے اور آرام کیلئے اصرار کرنے کی ضرورت نہیں اصرار کرنا بیجا ہے، اور اگر اسی وجہ سے اوپر کی منزلوں کو بند رکھا جاتا ہے، تو بہتر ہے۔

كره غلق باب المسجد، وقيل: لا بأس بغلق المسجد في غير أوان

الصلاة صيانة لمتاع المسجد وهذا هو الصحيح. (هنديه كتاب الصلوٰة، الباب السابع، فصل كره غلق باب المسجد، زكريا قديم ۱/۱۰۹، جديد ۱/۱۶۸)

وقيل: لا بأس في زماننا صيانة لما في المسجد من الأمتعة. (شرح النقايه، كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، وما يكره فيها اعزازيه ديوبند ۱/۹۵)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍محرم الحرام ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۶۴۲۱)

مسجد کی دو کانوں پر امام صاحب کا کھڑے ہو کر نماز پڑھانا

سوال [۱۹۷۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک دو منزلہ مسجد ہے مسجد کے آگے یعنی مغرب کی جانب مسجد کی دو کانیں ہیں، جن کی چھت خالی ہیں کیا یہ درست ہے کہ نماز جمعہ میں جبکہ نمازیوں کی کثرت ہوتی ہے، امام دو کانوں کی چھت پر کھڑا ہو جائے اور بعض نمازی چھت پر اور بعض مسجد کی دونوں منزلوں پر ہوں؟

(۲) مذکورہ مسجد میں اگر ایسا ہو جائے کہ ایک بار جماعت ہو تو امام نیچے کی منزل میں اور مقتدی دونوں منزلوں میں ہوں اس کے بعد دوسری جماعت کرلی جائے، جبکہ امام اوپر کی منزل میں ہو اور مقتدی دونوں منزلوں میں یا یہ صورت اختیار کر لی جائے کہ جماعت ثانیہ میں امام دو کانوں کی چھت پر ہو اور مقتدی بعض چھت پر ہوں اور بعض مسجد میں تو کیا حنفیہ کے نزدیک بوقت ضرورت ایسا کرنا جائز ہے؟

المستفتي: عبدالحق، فرخ آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۱) مغرب کی جانب میں مسجد کے آگے جو دو کانیں ہیں وہ چونکہ مسجد میں داخل نہیں ہیں اسلئے امام کے وہاں کھڑے ہو کر نماز

پڑھانے سے گوکہ نماز ہوجائے گی، لیکن مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب حاصل نہ ہوگا، ہاں البتہ اہل محلّہ یا ذمہ داران مسجد کواس بات کا حق ہے کہ ان دوکانوں کی چھت یا مکمل دوکانوں کومسجد میں شامل کرلیں، پھرامام وہاں پر کھڑے ہوکرنماز پڑھائے، تو اب مسنون طریقہ پرنماز ہوگی اورمسجدکا ثواب بھی ملے گا۔

عن عبد الله بن عمرؓ، أن رسول الله ﷺ قال: صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة . (صحيح البخاری، الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة ...... النسخة الهديه ١/٨٩، رقم: ٦٣٦، ف: ٦٤٥، صحيح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة، النسخة الهنديه ١/ ٢٣١، بيت الأفكار رقم: ٦٥٠)

ولو صلى جماعة فى البيت على هيئة الجماعة فى المسجد نالوا فضيلة الجماعة وهى المضاعفة بسبع وعشرين درجة لكن لم ينالوا فضيلة الجماعة الكائنة فى المسجد . (كبيرى / ٣٨٤، صغيرى /٢١٨ حلبى كبيرى كتاب الصلوٰة، صلوٰة التراويح، مكتبه اشرفيه ديو بند /٤٠٢، شامى، كتاب الصلوٰة، باب الأذان، مطلب فى كراهة تكرار الجماعة فى المسجد كراچى ١/٣٩٦، زكريا ٢/٦٥، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد كراچى ١/٥٥٤، زكريا ٢/ ٢٩٠)

(۲) جس مسجد میں امام ومؤذن اوراہل محلّہ نے وقت متعین پرنماز اداکرلی ایسی مسجد میں حنفیہ کے نزدیک جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے، گرچہ ہیئت جماعت بدل کرہو، لہٰذامسئولہ صورت میں امام خواہ پہلی منزل میں کھڑاہو یادوسری منزل میں کھڑاہو یادوکانوں کی چھت پر بہرحال جماعت ثانیہ مکروہ ہے، جماعت ثانیہ کے عدم جواز پرآنحضرت ﷺ کا یہ فرمان وضاحت سے دلالت کرتا ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا میراجی چاہتا ہے، کہ میں کسی کوکہوں کہ وہ نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں شریک نہیں ہیں، اوران کے متعلق کسی کوحکم دوں کہ وہ لکڑیوں کا ڈھیر جمع کرکے ان کے گھروں کوجلادیں، اس روایت

سے معلوم ہوتا ہے، کہ پہلی جماعت میں شرکت ضروری ہے، اسلئے کہ اگر دوسری یا تیسری جماعت کی اجازت ہوتی تو آنحضرت ﷺ پہلی جماعت میں شریک نہ ہونے والوں پر اتنی سخت ترین تنبیہ نہ فرماتے، لہٰذا معلوم ہوا کہ پہلی جماعت میں شرکت ضروری ہے، دوسری یا تیسری جماعت کی گنجائش نہیں، مسجد میں تنگی کی صورت میں یا تو توسیع کی فکر کی جائے، یا دوسری مسجد میں جا کر نماز ادا کریں۔

ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أوفي مسجد لاإمام له ولا مؤذن .(شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد کراچی ١/٥٥٢، زکریا ٢/٢٨٨)

عن أبي هريرةؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: والذي نفسي بيده، لقد هممت أن آمر بحطب فيحطب، ثم آمر بالصلوٰة فيؤذن لها، ثم آمر رجلا فيؤم الناس، ثم أخالف إلى رجال فأحرق عليهم بيوتهم الخ. (بخاری شریف، الصلوٰة، باب وجوب صلاة الجماعة، النسخة الهندیه ١/٨٩، حدیث: ٦٣٥، ف: ٦٤٤، مسلم شریف کتاب المساجد، باب فصل صلاة الجماعة، و بیان التشدید فی التخلف عنها النسخة الهندیة ١/٢٣٢، بیت الأفکار رقم: ٦٥١، ترمذی شریف، الصلاة، باب ماجاء في من سمع النداء فلا یجیب النسخة الهندیة ١/٢٥، دارالسلام رقم: ٢١٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
١٥/٧/١٤٢٢ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٦/٧٣٢٢)	٢٥/٧/١٤٢٢ھ

مسجد چھوڑ کر مدرسہ میں نماز پڑھنا

سوال [١٩٧١]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سکر ہٹہ خورد میں گاؤں سے باہر عیدگاہ ہے اس عیدگاہ ہی میں مدرسہ ہے، طلبہ و مدرسین اسی میں رہتے ہیں اور

پانچوں وقت کی نماز اذان اور جماعت کیساتھ پڑھتے ہیں جبکہ گاؤں کے اندر مستقل مسجد موجود ہے تو کیاان کومسجد کی نماز کے برابر ثواب ملے گا یانہیں؟

المستفتی: بشیر احمد بھوجپوری، سکر ہٹہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بغیر عذر شرعی کے مسجد ترک کرکے مدرسہ میں باجماعت نماز پڑھنے سے ثواب مسجد سے محرومی ہے اور مسجد کا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے قابل ملامت ہوں گے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ٦/ ١٨٧، جدید ڈابھیل ١٥/ ٣٠٨، امداد الفتاویٰ ٢/٢٦٢)

عن عبد الله بن عمرؓ أن رسول الله ﷺ قال: صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة . (صحيح البخارى ، الصلاة ، باب فضل صلاة الجماعة ...... النسخة الهنديه ١/ ٨٩، رقم: ٦٣٦، ف: ٦٤٥)

عن أبى هريرةؓ أن رسول الله ﷺ قال: والذي نفسي بيده ، لقد هممت أن آمر بحطب فيحطب ، ثم آمر بالصلوٰة فيؤذن لها، ثم آمر رجلا فيؤم الناس، ثم أخالف إلى رجال فأحرق عليهم بيوتهم الخ. (بخارى شريف ، الصلوٰة ، باب وجوب صلاة الجماعة ، النسخة الهنديه ١/ ٨٩ ، رقم: ٦٣٥، ف: ٦٤٤)

عن عبد الله رضى الله عنه ، قال: من سره أن يلقى الله غداً مسلماً فليحافظ على هؤ لاء الصلوات حيث ينادى بهن ، فإن الله شرع لنبيكم صلى الله عليه وسلم سنن الهدى ، وإنهن من سنن الهدى ، ولو أنكم صليتم في بيوتكم كما يصلى هذا المتخلف في بيته لتركتم سنة نبيكم ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم . (صحيح مسلم ، المساجد ، باب صلوٰة الجماعة ، من سنن الهدى النسخة الهندية ١/ ٢٣٢، بيت الأفكار رقم: ٦٥٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٥/ رمضان المبارک ١٤١١ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٢٧/ ٢٣٨٦)

کارخانوں میں نماز عشاء وتراویح ادا کرنے سے مسجد کا ثواب حاصل نہ ہوگا

سوال [۱۹۷۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ماہ رمضان المبارک میں نماز عشاء اور نماز تراویح کی باجماعت ادائیگی کا اہتمام رہائشی وکاروباری مکانات اور اسکولوں میں کرتے ہیں چونکہ نمازیوں کی کثرت تعداد کے سبب قریب کی مساجد میں جگہ نہیں رہتی ہے جبکہ مذکورہ مقامات میں کہیں دیگر اوقات میں کوئی نماز نہیں ہوتی ہے، اور بعض مقامات پر ظہر عصر وغیرہ کی نماز باجماعت ہوتی بھی ہے، کیا ان مقامات پر نماز عشاء اور نماز تراویح باجماعت ادا کی جاسکتی ہے؟

المستفتی: محمد قاسم، کٹ گھر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مساجد میں جگہ نہ ہونے کی صورت میں گھر میں اور مکاتب وغیرہ میں نماز تراویح باجماعت ادا کرنے سے ادا ہو جاتی ہے، لیکن مسجد میں جو ثواب ملتا ہے وہ مکاتب اور گھروں میں پڑھنے سے حاصل نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۴/ ۲۵۱)

وإن صلى أحد في البيت بالجماعة لم ينالوا فضل جماعة المسجد وهكذا في المكتوبات. (شامی باب الوتر والنوافل، مبحث صلوٰۃ التراویح زکریا ۲/ ۴۹۵، کراچی ۲/ ۴۵)

قال الحنفية: صلاة التراويح بالجماعة سنة على الكفاية في الأصح ..... وإن صلى في البيت بالجماعة لم ينل فضل جماعة المسجد.

(الموسوعة الفقهية ۲۷/ ۱۴۶)

ومن صلاها في بيته وحده أو بجماعة لايكون له ثواب سنة

التراويح لتركه ثواب سنة الجماعة والمسجد. (بدائع الصنائع، كتاب الصلوٰة، فصل في مقدار التراويح وسننها كراچی ۱/۲۸۸، زكريا ۱/۶٤٥)

ومن صلى في البيت فهو تارك فضيلة المسجد (البنايه كتاب الصلوٰة، باب النوافل، فصل في قيام شهر رمضان اشرفيه ديوبند ۲/۵۵۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹ رجب ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۵۴۰)

ہندو کی شادی ہونے والے مکان میں نماز تراویح پڑھنا

سوال [۱۹۷۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مکان میں پچھلے کئی سالوں سے رمضان المبارک کے ماہ میں نماز تراویح کا اہتمام ہو رہا ہے، لیکن پچھلے دنوں یہ مکان ایک ہندو کی لڑکی کی شادی کیلئے کرایہ پر دیدیا گیا، اس مکان میں اس ہندو کی لڑکی کی ساری رسمیں ہوئیں پوجا اور اوم بھی ہوا شادی کے پھیرے ہوئے اور منتر بھی پڑھے گئے، تو کیا اس مکان میں نماز تراویح کا اہتمام جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: عبدالرب، جگر کالونی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفيق: جس زمین یا مکان میں نماز تراویح کا اہتمام ہو رہا ہے وہ اگرچہ شرعی مسجد نہیں ہے لیکن احترام کے معاملے میں وہ زمین اس زمین کی طرح ہو جاتی ہے جس پر نماز جنازہ یا نماز عید پڑھی جاتی ہے اور جس جگہ نماز جنازہ یا نماز عید پڑھی جاتی ہے، اس کے بھی احترام کا حکم ہے، لہٰذا اس زمین کو سوال میں ذکر کردہ خرافات اور اغیار کا شعار قائم کرنے کیلئے دینا مناسب نہیں، لیکن پھر بھی نماز تراویح بہرحال وہاں پر بلاتردد کے جائز اور درست ہو جائیگی۔

والمختار للفتویٰ : أنه مسجد في حق جواز الاقتداء؛ لکن قال في البحر: ظاهره أنه یجوز الوطء والبول والتخلي فیه ، ولا یخفیٰ ما فیه ، فإن البانی لم یعده لذلک ، فینبغی أن لا یجوز وإن حکمنا بکونه غیر مسجد.
(شامی باب مایفسد الصلوٰۃ ، و مایکره فیها، مطلب فی أحکام المسجد زکریا۲/ ٤٢٠، کراچی ٦٥٧/١،البحرالرائق : کتاب الصلوٰۃ ، قبیل باب الوتر والنوافل کوئٹه ٣٦/٢، زکریا٦٤/٢، مجمع الأنهر ، کتاب الصلاۃ ، قبیل باب الوتر والنوافل ، جدید دارالکتب العلمیه ١٩١/١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷؍جمادی الثانیہ ۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر:۳۴/۶۲۱۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۷/۶/۱۴۲۰ھ

قبرستان میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال [۱۹۷۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ قبرستان میں نماز پڑھنا کیسا ہے دائیں بائیں سامنے پیچھے چاروں طرف اگر قبر ہوں تو وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ، اور اگر صرف بائیں طرف قبر ہو تو دائیں طرف نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں یا اس کے برعکس؟ مفصل بیان فرماکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتي: محمد اسرائیل، بنگال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق :اگر بالکل سامنے یا دائیں یا بائیں طرف اسطرح قبریں ہیں کہ ان پر نگاہ نہ پڑے تو مکروہ ہے اور پیچھے یا اوپر کی طرف یا نیچے کی طرف اس طرح قبریں ہوں کہ نگاہ نہ پڑسکے تو بلا کراہت نماز جائز اور درست ہے۔

عن ابن عمرؓ أن رسول اللّٰہ ﷺ نهی أن یصلی فی سبعة مواطن : فی المزبلة والمجزرۃ ، والمقبرۃ. (سنن ابن ماجه ، الصلاۃ ، باب المواضع اللتی تکره

فيها الصلوٰة ،النسخة الهنديه١/ ٥٤، درالسلام رقم: ٧٤٦، سنن الترمذی ، الصلوٰة ، باب ماجاء في كراهية مايصلي إليه وفيه النسخة الهندية ١/ ٨١، دارالسلام رقم: ٣٤٦)

تكره الصلوٰة فی المقبرة إذا كان القبر بين يدی المصلی بحيث لو صلی صلوٰة الخاشعين وقع بصره عليه وأما إذا كان خلفه أو فوقه أو تحت ماهو واقف عليه فلا كراهة علی التحقيق الخ. (الفقه علی مذاهب الأربعة، كتاب الصلوٰة ، الصلوٰة فی المقبرة ، مكتبه دارالفكر و دارالكتب العلميه بيروت ١/ ٢٧٩، حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح ، باب ما يفسد الصلوٰة ، فصل فی المكروهات ، دارالكتاب ديو بند ١/ ٣٥٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰/ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۳۶۰)

قبروں کو برابر کر کے اس پر نماز پڑھنا

سوال [۱۹۷۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کی قبروں کو اکسار (برابر) کردیا گیا ہے، ان پر نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: شاہد حسین، بیگم پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مسجد کی جائیداد میں قبریں بنی ہیں اور قبریں اتنی پرانی ہوگئی ہیں کہ میت کے اجزاء کا مٹی ہوجانے کا ظن غالب ہو تو قبروں کو برابر کر کے مسجد کا فرش بنا کر اس پر نماز پڑھنا بلاکراہت درست ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم: ۷/ ۱۸ جدید زکریا ۷/ ۱۱۷)

عن أنس بن مالك رضی اللہ عنہ قال: قدم النبی صلی الله عليه وسلم المدينة —إلی— فقال أنس : فكان فيه ما أقول لكم قبور المشركين ، وفيه خرب ، وفيه نخل ،

فأمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبور المشرکین فنبشت ، ثم بالخرب فسویت ، وبالنخل فقطع ، فصفوا النخل قبلۃ المسجد. (صحیح البخاری ، الصلاۃ ، باب هل تنبش قبور مشرکي الجاهلیة ویتخذ مکانها ، مساجد ١/٦١، رقم: ٤٢٤، ف: ٤٢٨)

جاز زرعه والبناء علیه إذا بلی وصار ترابا الخ. (الدرالمختار ، کتاب الصلوٰۃ ، باب الجنائز ، مطلب فی دفن المیت ، کراچی ٢/٢٣٨، زکریا ٣/١٤٥)

هل یجوز أن تبنی المساجد علیٰ قبور المسلمین (إلیٰ قوله) فإذا درست واستغنی عن الدفن فیها جاز صرفها إلی المساجد الخ. (عمدۃ القاری، الصلاۃ ، قبیل ، باب الصلاۃ فی مرابض الغنم زکریا ٣/٤٣٥، بیروت ٤/١٧٩)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٩؍صفر ١٤١١ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٢٦/٢١٢٤)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١٤١١/٢/١٩ھ

بوسیدہ قبرستان میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال [١٩٧٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد بٹن والی کے نام سے موسوم ہے مسجد کٹرہ پورن جاٹ میں واقع ہے جس کے پرانی ہونے اور نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے نماز کی جگہ تنگ پڑتی ہے اور مسجد کی دیوار سے ملا ہوا قبرستان ہے، ازروئے شرع کیا اس قبرستان میں نماز پڑھی جاسکتی ہے، اس امر میں ہمیں صحیح جواب مرحمت فرمائیں؟ تاکہ ہم لوگ صحیح رہنمائی حاصل کرسکیں آپ کی عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: نوشہ میاں، محلّہ باڑہ
شاہ صفا، نیر لال مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر قبرستان اتنا پرانا ہو کہ قبروں میں میت باقی

نہ ہو بلکہ مٹی بن چکی ہو تو ان قبروں کو ہموار کر کے ان پر نماز پڑھنا جائز ہے، کیونکہ میت کے مٹی بن جانے کے بعد قبروں کے احکام بدل جاتے ہیں، اور اگر نمازیوں کے سامنے کوئی قبر ہو تو اس کو دیوار سے حائل کر دیں۔

عن أنس بن مالكؓ قال: قدم رسول صلى الله عليه وسلم المدينة –إلى– فقال أنس: وكان فيه ما أقول لكم: كانت فيه قبور المشركين، وكانت فيه خرب، وكانت فيه نخل، فأمر رسول صلى الله عليه وسلم بقبور المشركين فنبشت، وبالخرب فسويت، وبالنخل فقطع، فصفوا النخل قبلة المسجد وجعلوا عضادتيه حجارة. (سنن أبي داؤد، الصلاة، باب في بناء المسجد النسخة الهنديه ١/٦٥، دارالسلام رقم: ٤٥٣، سنن النسائي، المساجد، باب نبش القبور واتخاذ أرضها مسجدا، النسخة الهندية ١/٨١، دارالسلام رقم: ٧٠٣، صحيح ابن خزيمة، المكتب الاسلامى ١/٤٠٦، رقم: ٧٨٨)

لو أن مقبرة من مقابر المسلمين عفت فبنى قوم فيها مسجداً لم أر بذلك بأساً. (عينى شرح بخارى، الصلاة، قبيل باب الصلاة في مرابض الغنم زكريا ٣/٤٣٥، دار احياء التراث العربي بيروت ٤/١٧٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱؍شعبان ۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۶۳۰۴)

قبروں پر بنی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا

سوال [۱۹۷۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مدرسہ ہے، اس کے نیچے والی منزل میں کچھ قبریں بھی موجود ہیں، تیسری منزل پر ہم لوگ باجماعت نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتي: نظر حسین، جامع مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جی ہاں نماز بلا کراہت صحیح اور درست ہوجائیگی۔

عن أنس بن مالك رضي قال: قدم رسول صلى الله عليه وسلم المدينة –إلى– فقال أنس: وكان فيه ما أقول لكم: كانت فيه قبور المشركين، وكانت فيه خرب، وكانت فيه نخل، فأمر رسول صلى الله عليه وسلم بقبور المشركين فنبشت، وبالخرب فسويت، وبالنخل فقطع، فصفوا النخل قبلة المسجد، وجعلوا عضادتيه حجارة. (سنن أبي داؤد، الصلاة، باب في بناء المسجد النسخة الهنديه ١/٦٥، دارالسلام رقم: ٤٥٣، سنن النسائي، المساجد، باب نبش القبور واتخاذ أرضها مسجداً، النسخة الهندية ١/٨١، دارالسلام رقم: ٧٠٣، صحيح ابن خزيمة، المكتب الاسلامى ١/٤٠٦، رقم: ٧٨٨)

هل يجوز أن تبنى المساجد على قبور المسلمين قلت قال ابن القاسم لو أن مقبرة من مقابر المسلمين عفت تبنى قوم عليها مسجداً لم أر بذلك بأساً الخ. (عمدة القارى، الصلاة، قبيل باب الصلاة فى مرابض الغنم زكريا ٣/٤٣٥، دار احياء التراث العربي بيروت ٤/١٧٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱؍صفر المظفر ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۹/۳۳۲۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۲/۲۱ھ

مزار پر قبر سے متصل مصلیٰ پر نماز پڑھنا

سوال [۱۹۷۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد شیر نے والی محلّہ کٹرہ غلام علی امروہہ ضلع مرادآباد میں دو افراد مدفون ہیں جن میں سے ایک شہید ہیں اور دوسرے ولی شاہ وارثی بزرگ ہیں، تقریباً ستر برس سے انکے اعراس کے انتظام میرے والد رفیع اللہ وارثی کرتے تھے، ان کے وصال کے بعد یہ کارسعید

میرے ذمہ ہے، بلاتفریق عقائد تمام شہر واطراف کے عقیدت مند اعراس میں شریک ہوتے ہیں مزارات مسجد کے صحن سے باہر جانب شمال میں واقع ہیں، مزارات کے سرہانے دو درخت انار کے اور ایک درخت برنے کا ہے مزارات کے جنوب کی طرف جو جگہ ہے اس پر ختم خواجگان ومیلاد شریف اور قوالی ہوتی ہے، اب مسجد کے متولی نے بغیر اجازت خاکسار انتظام اعراس مزارات اس جگہ پر فرش پختہ بنا کر مصلے بنادیئے ہیں، جہاں کبھی کبھار نمازی بھی کھڑے ہوکر نماز ادا کر لیتے ہیں کیا اس پر نماز پڑھنا درست ہے؟ میں اس جگہ پر بغرض تحفظ مزارات ایک سائبان بنانا چاہتا ہوں تاکہ مزار ومسجد کی نشان دہی ہوجائے اب تک جن لوگوں نے اس جگہ نماز پڑھی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ آپ کا ممنون ہوں گا؟

المستفتي: شریف احمد وارثی، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ بالا میں جوجگہ عرس وغیرہ کیلئے خاص ہے اور وہاں مزارات نہیں ہیں، تو اس جگہ پر نماز پڑھنا درست ہے اور جن لوگوں نے نماز پڑھی ہے انکی نماز ہوگئی لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ولا بأس بالصلوٰة فیها إذا کان فیها موضع أعد للصلوٰة ولیس فیه قبر ولا نجاسة کما فی الخانیة، ولا قبلته إلیٰ قبر: حلیة. (شامی، کتاب الصلوٰة، قبیل مطلب تکره الصلوٰة فی الکنیسة، کراچی ١/٣٨٠، زکریا ٢/٤٢)

وصلیٰ فیه لا بأس به وکذا فی المقبرة إذا کان فیها موضع آخر أعد للصلاة ولیس فیه قبر ولا نجاسة. (البحرالرائق، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة، ومایکره فیها کوئٹه ٢/٣٣، زکریا ٢/٥٨، حاشیه چلبي، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلوٰة، ومایکره فیها مکتبه امدادیه ملتان ١/١٦٥، زکریا ١/٤١٢، حاشیه الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوٰة، فصل فی المکروهات، دارالکتاب دیوبند

۱/۷۵۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم رصفر ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۶۴۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۷/۲/۱ھ

زکوٰۃ کی رقم سے بنائی گئی مسجد میں نماز کا حکم

سوال [۱۹۷۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں ایک مسجد ہے جو ۱۸/۲۰ رسال پرانی ہے، آج سے ۱۸/۲۰ رسال قبل یہاں اسقدر بے دینی کا ماحول تھا کہ توحید کا نام لینا جرم عظیم سمجھا جاتا تھا، قبر پرستی اور شرک کا بازار اسقدر گرم تھا کہ اہل توحید کیلئے بازاروں میں نکلنا مشکل تھا، درحقیقت آج بھی یہ ماحول ہے کہ بریلوی لوگوں نے اس قدر نفرت کا بازار گرم کر رکھا ہے، کہ عام اور سادہ لوگ اہل دیو بند کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے ایسے ماحول میں مقامی سطح پر بہت کم لوگ دیندار اور مالدار تھے ،چونکہ مسجد کی اہل حق کو شدید ضرورت تھی، اس لئے بوقت مجبوری ایسا کیا گیا کہ اس مسجد میں زکوٰۃ کا پیسہ لگا دیا گیا تو کیا اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے، اس سلسلہ میں شرعی نقطہ نگاہ سے آگاہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتي: خلیل احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زکوٰۃ کے مال سے مسجد کی تعمیر کرنا درست نہیں ہے، سوال میں مذکورہ حالات کے پیش نظر فقہاء کرام نے ایک حیلہ بیان کیا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم متولی مسجد کسی فقیر کو دیدے پھر وہ دوبارہ اپنی مرضی سے متولی کو واپس کر دے تو اب اس رقم کو مسجد کی تعمیر میں صرف کرنا جائز اور درست ہوگا، اور جو مسجد زکوٰۃ کی رقم سے تعمیر ہوگئی ہے اس میں نماز پڑھنا جائز اور درست ہے۔

من علیہ الزکاۃ لو أراد صرف الزکاۃ إلی بناء المسجد ، أو القنطرۃ لا

يـجوز، وإن أراد الحيلة، فالحيلة : أن يتصدق المتولي على الفقير، ثم الفقير يدفعه إلي المتولي، ثم المتولي يصرف ذلک . (المحيط البرهاني، كتاب الوقف، الـفـصـل الثـانـي والـعـشـرون جـديـد الـمـجـلـس العلمي ١٤٦/٩، رقم: ١١٤٢٠، الفتاوى التاتارخانيه، كتاب الحيل الفصل الثاني فى الزكاة ٣١٨/١٠، رقم: ١٤٨٦٠، ١٤٨٦١)

ولا يـجـوز أن يبـنـى بـالـزكاة المسجد وكذا القناطير والسقايات وإصلاح الطرقات . (عالمگيرى، كتاب الزكوٰة، الباب السابع فى المصارف، زكريا قديم ١٨٨/١، جديد ٢٥٠/١)

لايـصـرف إلـى بناء نحو المسجد ...... وقد منا أن الحيلة أن يتصدق عـلى الفقير، ثم يأمره بفعل هذه الأشياء. (در مـختار مع الشامى، كتاب الزكوٰة، باب المصرف زكريا٢٩٣/٣، كراچى ٣٤٥/٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹؍رجب ۱۴۲۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۱۳۴/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹؍۷؍۱۴۲۴ھ

حرام کمائی سے بنائی گئی مسجد میں نماز

سوال [۱۹۸۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد کی تعمیر کی گئی جس کی چھت اور دیوار اور دوسری اشیاء حرام کمائی سے بنائی گئیں صرف مسجد کا فرش اور صحن حلال مال سے بنایا گیا ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جواب دیں؟

المستفتي: شبیر احمد، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی مسجد جس کی زمین حلال مال سے خریدی گئی ہو، اوراس کی عمارت حرام مال سے بنائی گئی ہو، اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ

رشیدیہ قدیم/۵۴۲،جدیدزکریا/۵۲۳)

عن أبي هريرة ، قال: قال رسول الله ﷺ أيها الناس ، إن الله طيب لا يقبل إلا طيباً . (صحيح مسلم ، الزكاة ، باب الحث على الصدقة الخ ، النسخة الهنديه ۳۲٦/۱، بيت الأفكار رقم : ۱۰۱۵، مسند الدارمي ، دار المغني ۷۸٦/۳، رقم: ۲۷۵۹، مصنف عبد الرزاق ، المجلس العلمي ۱۹/۵، رقم: ۸۸۳۹، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ۱٤٤/۱۷، رقم: ۹۷٤۲)

لأن الله تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب فيكره تلويث بيته بما لا يقبله الخ. (شامی ، باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها، مطلب فی أحكام المسجد كراچی ٦٥٨/١، زكريا ٤٣١/٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵/۵/۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر:۳۱/ ۴۰۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/۵/۱۴۱۵ھ

چوری کے ریت سے بھرائی کی گئی مسجد میں نماز پڑھنے کا شرعی حکم

سوال [۱۹۸۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں : کہ ہماری بستی میں پرانی مسجد تھی گہری ہونے کی وجہ سے دوبارہ تعمیر کی جارہی ہے اس کی بھرائی کیلئے مٹی کی ضرورت ہے ہماری بستی کے قریب ایک نہر ہے جس کی مٹی اور ریت سے بغیر اجازت کے چوری سے اتوار کے دن مسجد کی بھرائی کرلی گئی جبکہ کسانوں کی بستی ہے اپنے اپنے کھیتوں سے بھی مٹی اٹھائی جاسکتی ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتي:عبدالرحمٰن ،دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: تعمیر مسجد کی بھرائی میں چوری کی مٹی لگانے کی وجہ سے اس پر نماز مکروہ تحریمی ہے،اب جواز کی شکل یہ ہے کہ اس نہر کے مالکوں سے یا اگر سرکاری

نہر ہوتو اس کے ذمہ داروں سے اجازت حاصل کرلیجائے یا اندازہ لگا کر اتنی ہی مٹی نہر میں ڈلوادی جائے۔(مستفاد: امداد الفتاویٰ ۳/۲ ۴۵ ،فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۱/ ۲۴۶، جدید زکریا ۹/ ۱۵۷)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ أيها الناس ، إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا . (صحيح مسلم، الزكاة ، باب الحث على الصدقة الخ ، النسخة الهندية ١/ ٣٢٦، بيت الأفكار رقم: ٢٨٣٩، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ١٧/ ١٤٤ ، رقم: ٩٧٤٢)

أما لو انفق في ذلک ما لا خبيثاً ومالا سببه الخبيث والطيب فيكره لأن الله تعالىٰ لا يقبل إلا الطيب ، فيكره تلويث بيته بما لا يقبله الخ شرنبلالية . (شامی، باب مايفسد الصلوٰة ، ومايكره فيها مطلب فی أحكام المسجد، زكريا٢/ ٤٣١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۸۹۷۴)

مساجد میں قالین وغیرہ بچھانا

سوال [۱۹۸۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بمبئی وغیرہ کی بعض مساجد میں فرش پر بچھی دری قالین چاندنی اور پلاسٹک کی چٹائی وغیرہ کو ہٹا کر کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی کا لوگ استعمال کرتے ہیں، اور قالین وغیرہ کے استعمال کو ناجائز قرار دیتے ہیں، کیونکہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجد نبوی کے اندر کھجور کے پتوں سے بنی چٹائی ہی استعمال ہوتی تھی تو کیا اس زمانہ میں بھی ایسی ہی چٹائی کا استعمال ضروری ہے، اس کے علاوہ قالین وغیرہ کا بچھانا ناجائز ہے؟ شریعت میں ان باتوں کی کیا حیثیت ہے، مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتي: محمد نعیم الدین صدیقی،
ضلع: غازی پور۔(یوپی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دری قالین اور پلاسٹک کی چٹائی وغیرہ پر نماز پڑھنا بلاشک وشبہ جائز اور درست ہے، اس لئے کہ آں حضرت ﷺ سے چٹائی کے علاوہ کپڑے پر بھی سجدہ کرنا ثابت ہے، اور دری قالین وغیرہ کپڑے ہی کی قسم سے ہیں، اسی طرح صحابہ سے بھی کپڑے پر سجدہ کرنا ثابت ہے، لہٰذا کسی کا یہ سمجھنا کہ دری قالین چاندنی وغیرہ پر سجدہ کرنا درست نہیں ہے یہ محض شریعت سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔

عن عبد الله بن عبد الرحمن ، قال: جاء نا النبي صلى الله عليه وسلم ، فصلي بنا في مسجد بني عبد الأشهل ، فرأيته واضعاً يديه على ثوبه إذا سجد. (سنن ابن ماجه ، الصلاة ، باب السجود على الثياب في الحرو البرد النسخة الهنديه ١/٧٢، دارالسلام رقم: ١٠٣٠)

عن عبد الله بن أبي أوفى رضی قال: رأيت رسول الله ﷺ سجد على كور العمامة. (المعجم الأوسط، دارالفكر ٥/٢٣٦، رقم: ٧١٨٥)

عن أنس بن مالک رضی قال: كنا نصلي مع النبي ﷺ، فيضع أحدنا طرف الثوب من شدة الحر في مكان السجود. (بخاری شریف ، الصلاة ، باب السجود على الثوب في شدة الحر، النسخة الهنديه ١/٥٦، رقم: ٣٨٣، ف: ٣٨٥)

عن الحسن البصري رحمة الله عليه ان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يسجدون وأيديهم في ثيابهم ويسجد الرجل منهم على كور عمامته . (سنن الكبرىٰ للبيهقي ، كتاب الصلوٰة ، باب من بسط ثوباً فسجد عليه قديم ٢/١٠٦، جديد ، دار الفكر ٢/ ٤٤١، رقم: ٢٧٢٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/ ۱۰۳۵۹)

قالین کے گدّے پر نماز

سوال [۱۹۸۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کے اندر غالیچہ اور قالین پھر موسم سرما میں اسی کے اوپر گدے بچھائے جاتے ہیں، یہ درست ہے یا نہیں؟ اس سے نماز میں کوئی قباحت تو نہیں ہوگی، حالانکہ یہ سب چیزیں رئیس اور امراء لوگ پسند کرتے ہیں۔

المستفتي: محمد یوسف مفتاحی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قالین کے گدے ایسے ہوں کہ ان پر سر ٹک جاتا ہوتو ان پر نماز پڑھنا صحیح ہے، اور اگر گدا اس طرح موٹا اور نرم ہو کہ دبتا چلا جاتا ہو اور اس پر سر نہ ٹک سکتا ہو تو اس پر نماز صحیح نہیں ہوگی۔

ولو سجد على الحشيش ، أو التبن ، أو على القطن ، أو الطنفسة، أو الثلج إن استقرت جبهته وأنفه ويجد حجمه يجوز ، وإن لم تستقر لا . (عالمگیری ، الباب الرابع فی صفة الصلوٰة ، الفصل الأول فی فرائض الصلوٰة زکریا قدیم ۱/ ۷۰، جدید ۱/ ۱۲۷)

فإن سجد على كور عمامته أو فاضل ثوبه أو شئی يجد حجمه وتستقر جبهته جاز، وإن لم تستقر لا . (شرح الوقایه ، کتاب الصلوٰة ، باب صفة الصلوٰة ، اشرفی ۱/ ۱٤۷، شرح النقایه ، کتاب الصلوٰة ، باب صفة الصلاة اعزازیه ۱/ ۷۸)

وإذا صلى على التبن ، أو القطن المحلوج فسجد عليه ، إن استقرت جبهتة وأنفه على ذلک ، ووجد الحجم يجوز ، وإن لم يستقر جبهته ، لايجوز . (المحيط البرهاني ، كتاب الصلاة ، الفصل الثالث فيما يفعله بعد الشروع فی الصلاة ، جديد المجلس العلمي ۲/ ۱۲۳، رقم: ۱۳۷٥، الفتاویٰ التاتارخانیه ، کتاب الصلاة ، الفصل الثالث فی کیفیة الصلاة زکریا ۲/ ۱۷۸، رقم:

٢٠٧١، البنایه، اشرفیه دیوبند ٢/٢٤٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ رصفر المظفر ۱۴۲۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۶۳۶/۷۹۱۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۲/۵ھ

اندرون مسجد خراب ہونے کی وجہ سے باہر نماز پڑھنا

سوال [۱۹۸۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ موسم برسات میں مسجد کی چھت سیلنے کی وجہ سے اندرون مسجد خراب ہو گیا ہے اور صحن بھی کچھ گیلا اور کچھ سوکھا ہے تو ایسی صورت میں خارج از مسجد نماز پڑھ سکتے ہیں کوئی خرابی تو نہیں ہے، مثلاً مدرسہ کے کمرے میں نماز ادا کر لی جائے۔

المستفتي: مجیب الرحمٰن قاسمی، کھگھو سرائے، سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: نماز بلا کراہت درست ہو جائے گی بلکہ جماعت اور مسجد میں آنے پر دونوں کا ثواب ملنے کی امید بھی ہے، کیونکہ سب نمازی مسجد ہی میں باجماعت نماز ادا کرنا چاہتے ہیں، لیکن عذر شدید نے رکاوٹ ڈال دی ہے، البتہ حدود مسجد میں جو ثواب ملتا ہے وہ حاصل نہ ہوگا۔

وإذا انقطع عن الجماعة ؛ لعذر من أعذار المبيحة للتخلف يحصل له ثوابها. (نور الإيضاح ، كتاب الصلاة، باب الجماعة /٧٨)

وإذا انقطع عن الجماعة لعذر من أعذارها المبيحة للتخلف وكانت نيته حضورها، لولا العذر الحاصل يحصل له ثوابها. (حاشيه الطحطاوى على مراقى الفلاح ، كتاب الصلاة ، باب الجماعة ، دار الكتاب ديوبند ١/٢٩٩، شامى، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد ، زكريا ٢/٢٩١، كراچى ١/٥٥٤، ٥٥٥، الموسوعة الفقهية الكويتية ٢٤/٦٣)

یسقط حضور الجماعة. (حموی علی الأشباه، مطبوعه کراچی/ ۲۱۰)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍صفر ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۱۳۱)

مسجد کا پانی گھر لیجا کر وضو کرنا

سوال [۱۹۸۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنے گھر سے لوٹا لاکر مسجد سے گرم پانی گھر لیجا کر وضو کرتا ہے کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ شریعت کی روشنی میں جواب سے نوازیں، کرم ہوگا؟

المستفتی: عبد الرشید قاسمی، سیڈھا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں گرم پانی کا انتظام صرف اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں کے استعمال کے لئے ہوتا ہے، اس لئے گھروں میں لے جا کر وضو کرنا مناسب نہیں ہے، اسلئے کہ اس سے یہ سلسلہ بھی جاری ہونے کا خطرہ ہے کہ محلّہ کے لوگ مسجد کا گرم پانی اپنی گھریلو ضروریات اور گھر کے لوگوں کے استعمال کیلئے لے جانے لگیں۔

متولی المسجد لیس له أن یحمل سراج المسجد إلیٰ بیته وله أن یحمله من البیت إلی المسجد . (هندیه کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد ، زکریا قدیم ۲/ ٤٦۲ ،جدید۲/ ٤۱۳ ، البحر الرائق ، کتاب الوقف ، فصل فی احکام المسجد کوئٹه ٥/ ۲٥۰ ، زکریا ٥/ ٤۲۰)

ولا یحمل الرجل سراج المسجد إلی بیته. (هندیه کتاب الصلوٰة ، الباب السابع فی مایفسد الصلوٰة ، ومایکره فیها ، الفصل الثانی فی مایکره فی الصلاة

وما لا یکرہ ، زکریا ۱قدیم / ۱۱۰، جدید ۱/ ۱٤۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/۳/۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/۱۱۴۷۰)

ایک مسجد کے گرم پانی سے وضو کر کے دیگر مسجد میں جا کر نماز پڑھنا

سوال [۱۹۸٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد کے گرم پانی سے وضو کر کے دوسری مسجد میں نماز پڑھنے جانا، جبکہ دوسری مسجد میں میں گرم پانی نہیں ہوتا ہے، اور نماز عشاء بھی جلدی ہوتی ہے، اس لئے بعض آدمی ایسا کر لیتے ہیں کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

المستفتي: عبدالرشید قاسمی، سیڈھا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مسجد کے گرم پانی سے وضو کرنے کے بعد اس مسجد میں نماز پڑھنا لازم نہیں ہے، کسی بھی مسجد میں جا کر وہ نماز پڑھ سکتا ہے، اس لئے کہ گرم پانی وہیں پر وضو کرنے کیلئے تیار کیا جاتا ہے، لے جانے کیلئے نہیں، اور اس نے وہیں پر وضو کیا ہے، اس کے بعد کسی خاص وجہ سے دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھتا ہے، تو اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں، کیونکہ گرم پانی نمازی ہی کیلئے تیار کیا جاتا ہے، چاہے وہ کہیں بھی نماز پڑھتا ہو، اور یہ پانی ہر قسم کے نمازی کیلئے مباح ہوا کرتا ہے، اور عملاً ذمہ داروں کی طرف سے اس کی اجازت ہوتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم جدید ۱۳/ ۴۸٦)

اور ذیل کی عبارت سے بھی مستفاد ہوتا ہے۔

کل من کانت له عین أو بئر أو قناة فلیس له أن یمنع ابن السبیل من أن یشرب منها ویسقی دابته وبعیره وغنمه منها ولیس له أن یبیع من

ذلک شیئاً للشفة والشفة عندنا الشرب لبنی آدم والبهائم والنعم والدواب وله أن یمنع السقي للأرض والزوع والنخل والشجر ولیس لأحدٍ أن یسقی شیئاً من ذلک إلابإذنه فإن اذن له فلا بأس بذلک الخ.
(تکمله فتح الملهم۱/ ۵۲۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ر ربیع الاول ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۴۷۰)

صفوں کو پیروں کی ٹھوکروں سے بچھانا اور سمیٹنا

سوال [۱۹۸۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک صاحب پنجوقتہ نمازی ہیں جن کا معمول یہ ہے کہ صف کو مسجد کے اندر پیروں کی ٹھوکروں سے بچھاتے ہیں اور اکٹھا کرتے ہیں تو بھی پیروں سے اکٹھا کرتے ہیں کیا اسمیں کسی قسم کی کوئی قباحت یا خلاف اولیٰ یا مکروہ کی بات تو نہیں ہے جو بھی ہو اس کا خلاصہ تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیں نوازش ہوگی؟

المستفتي: عابد حسین محلّہ:
نیو بستی، انصار کلاں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پیروں کی ٹھوکروں سے مسجد کی صفوں کو بچھانا اور اکٹھا کرنا خلاف ادب اور احترام مسجد کے خلاف ہے۔

ولاترمي برایة المستعمل لا حترامه کحشیش المسجد وکناسته لا یلقی فی موضع یخل بالتعظیم الخ. (عالمگیری کتاب الکراهیة ، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة...... زکریا قدیم۵/ ۳۲٤، جدید ۵/ ۳۷۵، البحرالرائق ، کتاب الطهارة ، باب الحیض کوئٹه۱/ ۲۰۲، زکریا ۱/ ۳۵۱، شامی کتاب الطهارة ، قبیل باب

المیاہ زکریا ۱/ ۳۲۲، کراچی ۱/ ۱۷۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱؍صفر ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۳۰۱۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱؍۲؍۱۴۱۳ھ

کارپوریشن کی زمین میں نماز کا شرعی حکم

سوال [۱۹۸۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں پونہ شہر میں ایک مسجد ہے ''مصباح العلوم'' کے نام سے اس مسجد کا تعمیری کام تقریباً ۱۲؍سال پہلے شروع ہوا تھا، تو ذمہ داروں نے سرکاری کالونی میں کارپوریشن کی اجازت کے بغیر انجمن کے نام سے عارضی طور پر ایک عبادت گاہ بنائی تھی، کچھ دنوں کے بعد جب کارپوریشن والے توڑنے آئے تو ذمہ داروں نے کہا کہ مسجد کی مکمل تعمیر تک ہم کو مہلت دی جائے اب مسجد تعمیر ہوکر آٹھ سے دس سال پورے ہوگئے ابھی ایک یا دو سال پہلے کارپوریشن والے پھر آئے تھے لیکن لوگوں نے انہیں توڑنے سے منع کیا اب وہ جگہ نہ کارپوریشن سے کرایہ پر لی گئی ہے اور نہ ہی اس کو خریدا گیا ہے جبکہ اس جگہ فی الحال پانچوں نمازیں جمعہ وعیدین سب ہوتی ہیں، تو ایسی جگہ نماز پڑھنا کہاں تک صحیح ہے کیا ایسی جگہ مسجد کا ثواب ملیگا؟

المستفتي: ناصر عبد القدیر شیخ، پونہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کارپوریشن کی جگہ پر ان کی اجازت کے بغیر اگر یوں نماز پڑھی گئی ہے کہ یہاں نماز پڑھنے کی وجہ سے کارپوریشن کی طرف سے کوئی ممانعت نہیں رہے گی تو ایسی صورت میں وہاں نماز بلاکراہت درست ہوگی، اور جب بعد میں کارپوریشن والے توڑنے آئے اور مسجد کی تکمیل تک کیلئے اجازت لی اور انھوں نے تکمیل تک کیلئے توڑنا موقوف کردیا ہے یہ ان کی طرف سے اجازت کا ثبوت ہے، لہذا اب بھی نماز درست ہوتی رہی لیکن جب مسجد کی تکمیل ہوگئی اس کے بعد کارپوریشن والے اپنی جگہ پر قبضہ

کرنے کیلئے آئے تو وہ جگہ ان کے قبضہ میں دیدینا لازم رہا ہے اس کے بعد سے اس جگہ پر زبردستی قبضہ کرکے جو نماز پڑھی جارہی ہے وہ نماز مکروہ ہوگی، اسلئے کہ غصب کی زمین میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور نہ ہی وہ جگہ مسجد شرعی کہلائے گی۔

الصلاة في أرض مغصوبة جائزة ؛ ولكن يعاقب بظلمه فما كان بينه وبين الله يثاب وما كان بينه وبين العباد يعاقب مع الكراهة ، قوله: مع الكراهة أى التحريمية. (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح ، باب شروط الصلاة، وأركانها، دارالكتاب ديوبند ۱/۲۱۱)

في المنتقى: قال أبو يوسف إذا غصب رجل أرضاً وبناها حوانيت وحماماً ، ومسجداً فلا بأس بالصلاة في ذلك المسجد... .قال هشام: وأنا أكره الصلاة فيه ، حتى يطيب ذلك أربابه. (المحيط البرهانى ، كتاب الغصب ، الفصل: ۹ جديد المجلس العلمي ۸/۲۵۰، رقم: ۱۰۱۳۱)

تكره في أرض الغير لو مزروعة ، أو مكروبة ؛ إلا إذا كانت بينهما صداقة أو رأى صاحبها ، لا يكرهه ، فلابأس . (شامى كتاب، الصلوٰة ، مطلب فى الصلوٰة فى الأرض الغصوبة زكريا ۲/۴۴، كراچى ۱/۳۸۱)

الحنفية عدوا المكروهات.... الصلاة في أرض الغير بلارضاه.

(الفقه على المذاهب الأربعة،كتاب الصلوٰة ، عد مكروهات الصلوٰة مجتمعة دارالفكر ودارالكتب العلمية بيروت ۱/ ۲۸۰، ۲۸۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۰؍ربیع الاول ۱۴۳۰ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۰۰۰/۳۸)	۱۴۳۰/۴/۲۰ھ

مغصوبہ زمین میں نماز پڑھنا

سوال [۱۹۸۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنے غیر

مسلم پڑوسی کی زمین غصب کر لی ہے، پھر اس مغصوبہ زمین میں اپنا مکان بنالیا تو اس مکان میں نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں، کیا زید پر یہ ضروری ہے کہ اس زمین کو واپس کر دے جو زمین اپنے غیر مسلم پڑوسی کی ظلماً لے لی ہے، اگر واپس نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

المستفتي: محمد الیاس، سیتاپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مغصوبہ زمین میں نماز پڑھنا مکروہ ہے خواہ مسلم کی ہو یا غیر مسلم کی البتہ اگر مالک کو اس زمین کی قیمت ادا کر دی جائے تو اس کے بعد مکروہ نہ ہوگی ۔(مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۴/ ۳۷۵، جدید زکریا ۵/ ۱۲۵)

وكذا تكره في أماكن كفوق كعبة وطريق (إلى قوله) وزاد في الكافي أرض مغصوبة أو للغير. (شامي كتاب الصلوٰة، زكريا ٢/ ٤٢، كرچي ١/ ٣٨١، مراقي الفلاح، باب مايفسد الصلوٰة، فصل في المكروهات جديد دارالكتاب ديو بند / ٣٥٨، قديم / ١٩٧، دار الكتاب دبوبند ١/ ٢١١)

اور غاصب پر یہ بات ضروری ہے کہ یا تو زمین مالک کو واپس کرے یا مالک کو راضی کر کے اس کی قیمت ہی ادا کرے۔(مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۷/ ۳۵۰)

ويبرأ بردها أي رد العين المغصوبة إلى المغصوب منه وقال الشامي أيضا بأنه ما فوت بعض العين وبعض نفعه و أنه حينئذٍ يتسلم الغاصب العين ويدفع قيمتها أو يدفعها ويتضمن نقصانها والخيار في ذلك للمالك .

(شامي كتاب الغصب، مطلب في رد المغصوب وفيما لو أبى المالك وقبوله زكريا٩/ ٢٦٦، كراچي ٦/ ١٨٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٦ /رجب ١٤٢٠ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/ ۶۲۳۷)

گرمی کی بناء پر صحن مسجد میں نماز ادا کرنا

سوال [۱۹۹۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ گرمی کے ایام چل رہے ہیں مسجد سے باہر صحن میں چار صفیں ہیں ایک صف میں امام صاحب کا مصلی ہوتا ہے باقی صفیں کبھی آدھی اور کبھی ایک ڈیڑھ ہوتی ہیں، جب کبھی تبلیغی جماعت آتی ہے تو دو ڈھائی صفیں ہو جاتی ہیں، گرمی کی وجہ سے نماز صحن میں ہوا کرتی ہے، اسلئے امام صاحب پانچوں وقت کی نماز صحن میں جماعت سے پڑھاتے ہیں، دریافت یہ کرنا ہے کہ اس طرح نماز باہر صحن میں جماعت سے ہوجائیگی یا نہیں؟ ایک شخص کا قول ہے کہ فجر کی نماز اندرون مسجد ہونا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی، اس کے بارے میں مکمل تشفی بخش جواب سے نوازیں؟

المستفتي: مصلیان جامع مسجد، نگر مہالی پنجاب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: گرمی کی وجہ سے اگر اندورن حصہ میں گھٹن ہو اور مسجد کا صحن بھی حدود مسجد کے دائرہ میں داخل ہو تو صحن مسجد میں گرمی کی وجہ سے جماعت کرنا بلاکراہت جائز اور درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۶/ ۳۱۹، جدید ڈابھیل ٦/ ۳۹۹، عزیز الفتاویٰ کراچی/۲۱۳، رحیمیہ قدیم ٦/ ۴۴۹، جدید زکریا ۴/ ۱۴۳)

ولو كا ن المسجد الصيفى بجنب الشتوى وامتلأ المسجد يقوم الإمام فى جانب الحائط ليستوى القوم من جانبيه. (شامی کتاب الصلوٰة، باب الإمامة، مطلب هل الإساء ة دون الكراهة أو أفحش منهاز كريا ۲/ ۳۱۰، كراچى ۱/ ٥٦٨، البنايه كتاب الصلوٰة، باب فى الإمامة، مكتبه اشرفيه ديوبند ۲/ ۳٤۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/ ۸۳۸۲)	۱۴۲۵/۵/۱۵ھ

موسم گرما میں صحن مسجد میں جماعت

سوال [۱۹۹۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ گرمی کا موسم ہے مسجد کے اندر گرمی ہے تو جماعت مسجد کے صحن میں کرائی جائے تو درست ہے یا نہیں؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ محراب کو خالی رکھنا اور مسجد کے صحن میں نماز پڑھنا ٹھیک نہیں ہے؟

المستفتي: غلام حسین، رام نگر، ضلع ادھم پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: گرمی کے موسم میں اندرون مسجد شدید گرمی کے باعث صحن مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنا جائز اور درست ہے، بشرطیکہ صحن مسجد احاطۂ مسجد میں ہو، اس لئے کہ صحن مسجد بھی مسجد ہی کے حکم میں ہے۔

وفناء المسجد له حكم المسجد . (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة، دارالکتاب دیوبند ۱/ ۲۹۳، هندیه، الباب السابع فی مایفسد الصلاة، فصل کره غلق باب المسجد زکریا قدیم ۱/ ۱۰۹، جدید ۱/ ۱۶۸، البحرالرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/ ٦۳۵، کوئٹه ۱/ ۳٦۳)

ولو كان المسجد الصيفي بجنب الشتوي وامتلأ المسجد، يقوم الإمام فی جانب الحائط ليستوی القوم من جانبيه . (شامی، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة، مصری ۱/ ۵۳۱، کراچی ۱/ ۳۱۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۴۳۲)

صحن مسجد یا دالان مسجد میں نماز پڑھنا

سوال [۱۹۹۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں نماز

کیلئے تین جگہیں ہوتی ہیں، ایک بالکل اندر دوسری دالان مسجد، تیسری صحن مسجد ان تینوں جگہوں میں جماعت ہوتی ہے، کسی وقت کہیں اور کسی وقت کہیں صبح کی نماز کی جماعت مسجد کے اندرونی حصہ میں ہی ہوسکتی ہے، یا دالان اور صحن میں بھی ہوسکتی ہے، اگر دالان اور صحن مسجد میں جماعت کر لی جائے، تو نماز ہو جائے گی، یا باطل ہوگی، یا کسی قسم کی کراہت آویگی، دوسری بات یہ ہے کہ سخت گرمی ہے، اور بجلی بھی بھاگی ہوئی ہے، پنکھے وغیرہ چل نہیں رہے ہیں، گرمی کی وجہ سے نمازیوں کا دل اچاٹ ہورہا ہے، تو ایسی صورت میں باہر صحن مسجد میں جماعت کر لی جائے جبکہ وہاں ہوا کی وجہ سے طبیعت میں بشاشت ہے یا اندرون مسجد میں ہی جماعت کی جائے، اسمیں افضل اور بہتر کس جگہ نماز پڑھنا ہے، وضاحت کیساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتي: احقر رفاءالحسن، نیلی کھیڑی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ہندوستانی مسجدوں میں صحن کا حصہ بھی داخل مسجد اور جماعت خانہ میں شامل ہوا کرتا ہے، اسلئے اندر کے حصہ میں اور دالان میں اور صحن مسجد میں ہرسہ حصوں میں سے کسی بھی حصہ میں باجماعت نماز ادا کی جائے، تو بلا کراہت نماز جائز اور درست ہے، اور مسجد کا ثواب بھی مکمل حاصل ہوگا البتہ امام کو محراب کے سیدھ میں کھڑا ہونا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۴/۱۲۴)

وفناء المسجد له حكم المسجد، يجوز الإقتداء فيه وإن لم تكن الصفوف متصلة. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ۱/ ٦٣٥، كوئٹه ۱/ ٣٦٣، حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة دارالكتاب ديوبند ۱/ ٢٩٣، الفتاوى الهنديه، كتاب الصلوٰة، الباب السابع فى ما يفسد الصلوٰة، فصل كره غلق باب المسجد زكريا قديم ۱/ ۱۰۹، جديد ۱/ ۱٦٨)

لو كان المسجد الصيفي بجنب الشتوى وامتلأ المسجد يقوم الإمام

في جانب الحائط ليستوى القوم من جانبيه الخ. (شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة ، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش منها زكريا ٢/ ٣١٠، كراچی ١/ ٥٦٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ر محرم الحرام ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۲۹۵۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۱/۵ھ

موسم گرما میں مسجد کی چھت پر جماعت قائم کرنا

سوال [۱۹۹۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں ہوا آنے کا امکان نہیں ہے، گرمی کی بناپر عشاء کی نماز مسجد کی چھت پر پڑھی جاتی ہے، تو کیا چھت پر پڑھی جانے والی نماز ادا ہوگی یا نہیں؟

المستفتي: حافظ رئیس، شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بلاضرورت مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ اگر مسجد میں سخت گرمی ہو کہ کہیں سے ہوا نہ آتی ہو یا تنگی وغیرہ ہو اور کوئی عذر شرعی (بے پردگی) بھی لازم نہ آئے تو مسجد کے اصل جماعت خانہ کو چھوڑ کر چھت پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳/ ۱۱۶، جدید زکریا ۳/ ۱۵۹، جدید زکریا مطول ۴/ ۳۰۳، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۰/ ۲۰۱، جدید میرٹھ ۱۱/ ۱۳۱)

قال الزيلعي : ولهذا يصح الإقتداء من على سطح المسجد بمن فيه.

(شامی باب ما يفسد الصلوٰۃ ، مطلب فی أحكام المسجد ، زكريا ٢/ ٤٢٨، كراچی ١/ ٦٥٦)

وإذا صلى فوق المسجد مقتد يا بالإمام أجزأه. (المبسوط للسرخسی ، كتاب الصلوٰۃ ، باب الحدث فی الصلوٰۃ ، دارالكتب العلميه بيروت ١/ ٢١٠)

الصعود على سطح كل مسجد مكروه ولهذا إذا شتد الحر يكره

أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لايكره الصعود على سطحه للضرورة. (هنديه ، كتاب الكراهة ، آداب المسجد زكريا قديم ٣٢٢/٥ ، جديد ٣٧٢/٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/۶/۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۹۲۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/۶/۱۴۱۷ھ

گرمی کی وجہ سے دوسری منزل میں جماعت کرنا

سوال [۱۹۹۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں جمعہ کی نماز اور پنجوقتہ نماز باجماعت ہوتی ہے، اور مسجد دو منزلہ ہے تو سخت گرمی کی وجہ سے نیچے کی مسجد یعنی پہلی منزل کو چھوڑ کر کے دوسری منزل پر یعنی مسجد کی چھت پر جماعت کر سکتے ہیں، یا نہیں؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ نیچے کی مسجد کو چھوڑ کر مسجد کی چھت پر نماز نہیں پڑھ سکتے اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ شدید مجبوری میں کر سکتے ہیں لیکن گرمی کا ہونا کوئی مجبوری نہیں ہے، صرف گرمی کی وجہ سے جماعت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب جلد ہی تحریر فرمائیں۔

المستفتي: محمد صلاح الدین قاسمی، رام نگر بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پہلی منزل کی طرح دوسری منزل میں بھی جماعت خانہ ہے تو گرمی کی وجہ سے دوسری منزل میں جماعت کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ (مستفاد: امداد الاحکام ۵۴/۲)

قال الزيلعي ولهذا يصح الإقتداء من علىٰ سطح المسجد بمن فيه.
(شامی، باب ما يفسد الصلوٰة ، مطلب في أحكام المسجد زكريا ٤٢٨/٢ ، كراچی ٦٥٦/١)

وإذا صلى فوق المسجد مقتديا بالإمام أجزأه. (المبسوط للسرخسی ،

كتاب الصلوٰة ، باب الحدث فى الصلوٰة ، دارالكتب العلميه بيروت ١/ ٢١٠)

الصعود على سطح كل مسجد مكروه ولهذا إذا شتد الحر يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لايكره الصعود على سطحه للضرورة. (هنديه ، كتاب الكراهة ، آداب المسجد زكريا قديم ٥/ ٣٢٢ ، جديد٥/ ٣٧٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ٦۵۲۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۴/۹ھ

شدید گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرنا

سوال [۱۹۹۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد بھی خانۂ کعبہ کی طرح خدا کا گھر ہے جو تحت الثریٰ سے لیکر عرش تک مسجد ہی مسجد ہے تو کیا شدید گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر عشاء وغیرہ کی نمازیں پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر حبس اور تپش کی وجہ سے نمازی شدید اضطراری حالت میں مبتلا ہیں تو ایسی شدید گرمی کی وجہ سے نیچے کے جماعت خانہ کو چھوڑ کر مسجد کی چھت پر جماعت کرنیکی شرعاً گنجائش ہے۔ (مستفاد: محمودیہ قدیم ۱۰/ ۲۰۱، جدید میرٹھ ۱۱/ ۱۳۱، کفایت المفتی قدیم ۳/ ۱۱٦، جدید زکریا ۳/ ۱۵۹، زکریا مطول ۴/ ۳۰۳)

قال الزيلعي ولهذا يصح الإقتداء من علىٰ سطح المسجد بمن فيه. (شامى ، باب ما يفسد الصلوٰة ، مطلب فى أحكام المسجد زكريا ٢/ ٤٢٨ ، كراچى ١/ ٦٥٦)

وإذا صلى فوق المسجد مقتد يا بالإمام أجزأه. (المبسوط للسرخسى ، كتاب الصلوٰة ، باب الحدث فى الصلوٰة ، دارالكتب العلميه بيروت ١/ ٢١٠)

الصعود على سطح كل مسجد مكروه ولهذا إذا شتد الحر يكره

أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لايكره الصعود على سطحه للضرورة. (هنديه ، كتاب الكراهة ، آداب المسجد زكريا قديم ٣٢٢/٥ ، جديد ٣٧٢/٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۷۴۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/ ۳/ ۱۴۱۷ھ

شدید گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت

سوال [۱۹۹٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ قصبہ کوری روانہ کے محلّہ پورب میں چھوٹی مسجد واقع ہے، مسجد کے اطراف میں محلّہ والوں کے پختہ مکانات بنے ہوئے ہیں، مسجد میں چھت بھی نیچی ہے اور کسی طرف سے ہوا کے آنے کا راستہ بھی نہیں ہے، موسم گرما میں کمال درجہ کی گرمی پڑتی ہے، جس کی بنا پر نمازیوں کا یہ عالم ہوتا ہے کہ فرض ادا کئے اور چلے گئے مسجد میں رکنا بہت مشکل ہوتا ہے، خشوع اور خضوع کا تو شائبہ بھی نہیں پایا جاتا مسجد بھی صرف ایک منزلہ ہے لینٹر کی تپش سے برا حال ہو جاتا ہے، نماز عصر مغرب عشاء خصوصاً ادا کرنی بڑی کٹھن ہو جاتی ہے، اس صورت مذکورہ میں نماز عصر مغرب عشاء موسم گرما میں مسجد کی چھت پر ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ مسجد کی چھت پر پردہ کا معقول انتظام ہے آدمی کے سر کے برابر چہار دیواری ہے، محلّہ والوں کی بے پردگی سے مکمل حفاظت ہے، موسم سرما میں نماز ظہر مثلاً مسجد کی چھت پر ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ شرعی حکم کے تحت اگر اجازت ہو تو مسجد کی چھت پر ادا کر سکتے ہیں ورنہ نہیں؟

المستفتي: اشرف علی قاسمی، کوری روانہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر حبس اور تپش کی وجہ سے نمازی شدید اضطرابی حالت میں

مبتلا ہیں، تو ایسی شدید گرمی کی وجہ سے نیچے کے جماعت خانہ کو چھوڑ کر مسجد کی چھت پر جماعت کرنے کی شرعاً گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۲۰۱، حاشیہ امداد الفتاویٰ ۱/۴۴۵)

وإذا صلى فوق المسجد مقتد يا بالإمام أجزأه. (المبسوط للسرخسی، کتاب الصلوٰۃ، باب الحدث فی الصلوٰۃ، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۱۰)

الصعود على سطح كل مسجد مكروه ولهذا إذا شتد الحر يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لايكره الصعود على سطحه للضرورة. (هنديه، كتاب الكراهة، آداب المسجد زكريا قديم ۵/ ۳۲۲، جديد ۵/ ۳۷۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۷۱۰/)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۷/۳/۵ھ

مساجد میں ناک کان اور بغیر سر والی تصاویر لٹکانا

سوال [۱۹۹۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک نقشہ مساجد میں اور ایسی جگہ لٹکایا جا رہا ہے جہاں عام لوگ آسانی سے دیکھ سکیں، اور اس نقشہ میں نمازی کی مختلف ہیئت دکھائی گئی ہے، قیام کی حالت، رکوع کی حالت، التحیات کی حالت، قعدے کی حالت، اور اسمیں انسانی جسم کی پوری تصویر موجود ہے، اور مکمل سر بھی موجود ہے مگر سر کے ساتھ ناک، کان، آنکھ ظاہر نہیں ہیں تو دریافت طلب مسئلہ یہ ہیکہ اگر ناک کان آنکھ وغیرہ نہ ہوں البتہ سر مکمل ہو تو کیا صرف سر ہونے کی وجہ سے تصویر کے دائرے میں ہو کر ممنوع ہوگا یا نہیں؟ بہت سے لوگوں میں یہ تبصرہ ہیکہ اگر ناک کان وغیرہ نہ ہوں تو تصویر کے دائرے میں نہ ہو کر اسے جائز کہنا چاہئے، اسی خیال سے یہ نقشہ تیار کیا گیا ہے جبکہ کچھ لوگ اس نقشے کو مسجدوں میں ٹانگنا ناجائز کہتے ہیں، لہٰذا فقہ اور حدیث کی روسے جو حکم شرعی ہو حوالے کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

نیز ایک شبہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر سر کی ممانعت ہے تو ہاتھ پیر کی بھی ممانعت ہونی چاہئے اسلئے کہ اہل شرک ہاتھ پیر کی بھی پوجا کرتے ہیں، لہذا جب ہاتھ پیر کی ممانعت نہیں تو سر کی بھی ممانعت نہ ہونی چاہئے جسمیں آنکھ کان وغیرہ نہ ہوں۔

المستفتي: محمد سالم القاسمی، مدرس مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفيق: ایسی تصویر کو حضرات فقہاء نے ممنوع اور مکروہ قرار دیا ہے، جس میں صرف سر موجود ہو اگر چہ اس سر میں ناک کان آنکھ ظاہر نہ ہوتے ہوں، لہذا جس نقشہ کا سوالنامہ میں ذکر ہے اس کو مساجد اور عبادت کی جگہ میں ٹانگنا ممنوع ہوگا، اس لئے کہ ممنوع اور مکروہ ہونے کیلئے سر کیساتھ ناک کان وغیرہ ظاہر ہونا لازم نہیں ہے بلکہ ممنوع ہونے کیلئے صرف سر کا ظاہر ہونا کافی ہے، اس سلسلہ میں واضح حدیث شریف موجود ہے جو آگے آنے والی ہے اور حدیث پاک میں تصویر کی جو ممانعت آئی ہے اس ممانعت کی علت صرف مشرکین کی طرف سے پوجا نہیں ہے بلکہ ممانعت کی علت حدیث میں صاف واضح ہے تخلیق کخلق اللہ ہے، اللہ کی جاندار مخلوق کی طرح تصویر بنانا ہی اصل علت ہے، اس لئے اللہ کی طرف سے قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو اس بات کا مکلّف بنایا جائیگا کہ اس میں روح ڈالیں جس پر وہ قادر نہ ہوسکیں گے، اور زندگی و بقاء روح کیلئے ناک کان کا ظاہر ہونا لازم نہیں ہے، بلکہ صرف سر کا موجود ہونا کافی ہے جیسا کہ بہت سے انسان ایسے بھی زندہ ہوتے ہیں جن کے آنکھ اور کان ظاہر نہیں، اور بہت سے انسان ایسے بھی ہیں کہ جن کے پیدائشی ہاتھ نہیں ہیں اور پیدائشی پیر نہیں مگر سر موجود ہونے کی وجہ سے زندہ رہتے ہیں اس لئے کہ زندگی اور ذی روح ہونے کا مدار سر پر ہے، آنکھ ناک کان کے ظاہر ہونے پر نہیں ہے جہاں تک پوجا کرنے کی بات ہے تو پوجا تو مشرکین درختوں کی بھی کرتے ہیں، اس سلسلہ میں واضح حدیث شریف حدیث کی کتابوں میں موجود ہے کہ جبرائیل امین علیہ السلام خدمت نبوی میں تشریف لانے والے تھے مگر

تشریف نہیں لائے بعد میں ملاقات پر جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ جس مکان میں آپ موجود تھے اس میں تصویر ہے اس میں ہم کیسے داخل ہوتے یا تو آپ اس تصویر کے سر کو کاٹ کر ختم کردیجئے یا اسے آپ ایسے بستر بنا دیجئے جس کو لوگ روند سکیں ہم ملائکہ کی جماعت ایسے گھروں میں داخل نہیں ہوتی ہے جن میں تصویر ہوتی ہے تو حدیث میں بھی اصل ممانعت کی علت سر کو قرار دیا ہے، اگر سر موجود ہو تو ناجائز ہے اور ملائکہ رحمت داخل نہیں ہوتے اور اگر سر کٹا ہوا ہو تو رحمت کے فرشتے داخل ہوتے ہیں، اس موضوع سے متعلق کتب فقہ میں بیشمار جزئیات ہیں اور کتب حدیث میں متعدد احادیث شریفہ وارد ہیں ہم وضاحت کیلئے فقہ کی چھ کتابوں کی عبارات اور دو حدیثیں نقل کردیتے ہیں ممکن ہیکہ اس سے آپس کا اختلاف دور ہو جائے، اور یہ بات بھی ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ حنفی فقہ کی جو جزئیات ہیں ان کے موافق کوئی نہ کوئی حدیث شریف تلاش کرنے سے مل جاتی ہے۔

(۱) قوله أو مقطوع الرأس قيد بالرأس لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونها وكذا لا اعتبار بقطع اليدين أو الرجلين. (البحر الرائق، باب مايفسد الصلوٰة، وما يكره فيها زكريا ۲/ ۵۰، كوئٹه ۲/ ۲۸)

(۲) قوله أو مقطوعة الرأس أي ممحوة فإنها إذا كان كذلك لاتعبد فلا تكره، ولو قطع يداها أو رجلاها لا ترفع الكراهة وكذا لو أزيل الحاجبان والعينان. (مجمع الأنهر، كتاب الصلوٰة، باب مايفسد الصلوٰة، وما يكره فيها، دارالكتب العلمية بيروت ۱/ ۱۸۹ قديم ۱/ ۱۲٦)

(۳) قوله أو مقطوعة الرأس أي سواء كان من الأصل أو كان لها رأس ومحي إلىٰ ما قال وقيد بالرأس لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونها وكذ الا اعتبار بقطع اليدين أو الرجلين. (شامی باب مايفسد الصلوٰة، وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة ــ زكريا ۲/ ٤۱۸، كراچی ۱/ ٦٤۸)

(۴) ولا اعتبار بالخيط بين الرأس والجسد لأن من الطيور ماهو مطوق ولا بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونهما. (تبیین الحقائق، باب مایفسد الصلوٰۃ، ومایکرہ فیها امدادیه ملتان ۱/۱۶۶، زکریا۱/۴۱۵)

(۵) قوله ومقطوعة الرأس وقيد بالرأس وما بعده لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونها ولابقطع اليدين والرجلين كما في البحر. (طحطاوی علی الدر، باب مایفسد الصلوٰۃ کوئٹه۱/۲۷۴)

(۶) في الخلاصة لو محاوجه الصورة فهو كقطع الرأس بخلاف قطع يديها ورجليهاولوخيط على عنقها بخيط لا ترفع الكراهة. (حلبی کبیر، کراهیة اللصلاۃ، فروع فی الخلاصة اشرفیه دیوبند/۳۵۹، صغیری۱۹۰)

(۱) عن أبي هريرة ؓ قال: استأذن جبرائيل عليه السلام على النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ادخل، فقال: كيف أدخل وفي بيتك ستر فيه تصاوير، فإما أن تقطع رؤوسها، أو تجعل بساطا يؤطأ، فإنا معشر الملائكة لا ندخل بيتاً فيه تصاوير. (نسائی شریف، الزینة، باب ذکر أشد الناس عذابا، النسخة الهندیة ۲/۳۰۱، دارالسلام رقم:۵۳۶۷)

(۲) عن أبي هريرة رضى الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أتاني جبرائيل عليه السلام، فقال لي: أتيتك البارحة فلم يمنعني أن أكون دخلت إلا أنه كان على الباب تماثيل، وكان في البيت قرام ستر فيه تماثيل، وكان في البيت كلب، فمر برأس التمثال الذي على باب البيت يقطع فيصير كهيئة الشجرة، ومر بالستر، فليقطع، فليجعل منه وسادتين منبوذتين توطئان. (ابو داؤد شریف، اللباس، باب فی الصور، النخسة الهندیه۲/۵۷۳، دارالسلام رقم: ۴۱۵۸،

صحيح ابن حبان دار الفكر ٥/ ٣٩٩، رقم: ٥٨٦٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶ ؍ جمادی الاولی ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/ ۸۳۹۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۵/۲۶ھ

چھوٹے بچوں کو مسجد میں نماز کی عملی مشق کرانا

سوال [۱۹۹۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مکتب کے چھوٹے بچوں کو مسجد کے اندر نماز سکھلانا اور نماز کی عملی مشق کرانا اور ٹینک کے پانی سے وضو کرانا صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتي: امام مسجد دھنورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر بچے سمجھدار ہیں تو جائز ہے اور اگر ناسمجھ ہیں کہ مسجد میں پیشاب کرنے کا اندیشہ ہے تو ایسے بچوں کو لے جانا مکروہ ہے۔

عن مكحول، عن واثلة بن الأسقع، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: جنبوا مساجدكم صبيانكم. (سنن ابن ماجه، الصلاة، باب مايكره في المساجد النسخة الهندية / ٥٤، دارالسلام رقم: ٧٥٠، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ٨/ ١٣٢، رقم: ٧٦٠١، ٢٠/ ١٧٣، رقم: ٣٦٩، ٢٢/ ٥٧، رقم: ١٣٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ ؍ صفر ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۳۰۱۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۲/۹ھ

مسجد میں نماز کے بعد حلقہ بنا کر دنیاوی باتیں کرنا

سوال [۱۹۹۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہر نماز کے بعد مسجد

کے اندر غیر امام کا حلقہ بنا کر بیٹھنا کیسا ہے؟ نیز اس میں تعلیم وتعلم اور مسئلہ مسائل بھی نہ ہوں تو اس طرح حلقہ بنا کر بیٹھنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہر نماز کے بعد مستقل حلقہ بنا کر مسجد کے اندر بیٹھنا دنیاوی باتیں کرنا اوقات صلوٰۃ کے علاوہ حلقہ بنا کر باتیں کرنا جس میں کوئی تعلیم وتعلم مسئلہ مسائل اور رشد وہدایت کی باتیں نہ ہوں ناجائز ہے، اس سے احتراز لازم ہے، ہاں البتہ کبھی اتفاقی کوئی مباح گفتگو ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ زکریا ۲/ ٦۳۵)

عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: سیکون في آخر الزمان قوم یجلسون فی المساجد حلقا حلقا، إمامهم الدنیا، فلا تجالسوهم؛ فإنه لیس للّٰہ فیهم حاجة. (المعجم الکبیر للطبرانی، داراحیاء التراث العربي ۱۰/ ۱۹۸، رقم: ۱۰۴۵۲، صحیح ابن حبان دارالفکر ٦/ ۲۰۸، رقم: ٦۷۷۰)

عن أنس بن مالک ﷺ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: یأتي علی الناس زمان یتحلقون في مساجدهم، ولیس همهم إلا الدنیا، لیس للّٰہ فیهم حاجة فلا تجالسوهم. (المستدرک، کتاب الرقاق قدیم ٤/ ۳۵۹، مکتبہ نزار مصطفی الباز، جدید ۸/ ۲۸۲۰، رقم: ۷۹۱٦)

(**بأن یجلس لأجله) فإنه حینئذٍ لایباح بالاتفاق لأن المسجد ما بنی لأمور الدنیا الخ.** (شامی باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیها، مطلب فی الغرس فی المسجد زکریا ۲/ ٤۳٦، کراچی ۲/ ٦٦۲) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللّٰہ عنہ
۱۰/ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/ ۲٦۳۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۰/ ۴/ ۱۴۱۲ھ

مسجد میں دینی باتیں سنانے کے لئے روک کر سوال کرنا

سوال [۲۰۰۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک نابینا شخص نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کو جمع کیا کہ دین کی بات ہوگی دین کی بات کرنے کے بعد اپنی ضرورت لوگوں کے سامنے پیش کر دی تو کیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں، مہربانی فرما کر مدلل جواب سے نوازیں۔

المستفتي: عبدالودود، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنی حاجت کی خاطر دین کی بات کے نام پر لوگوں کو روک کر مسجد میں مانگنا شرعاً درست نہیں ہے، البتہ شدید ضرورت کے وقت حدود مسجد سے باہر لوگوں سے اپنی ضرورت کے اظہار کی گنجائش ہے، تاکہ نمازیوں کی نماز میں کوئی خلل نہ ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱/۴۸۲، جدید ڈابھیل ۱۵/۲۷۴، احسن الفتاویٰ زکریا ٦/۴٦۰)

ویحرم فیه السوال ، ویکره الإعطاء مطلقاً. (شامی ،باب مایفسد الصلوٰۃ ، مطلب فی أفضل المساجد ، زکریا ۲/۴۳۳، کراچی ۱/٦۵۹)

لا یحل أن یسأل شیئا من له قوت یوم بالفعل أو بالقوة کالصحیح المکتسب. (شامی باب الجمعة، مطلب فی الصدقة علی سوال المسجد کراچی ۲/۱٦۴، زکریا۳/۴۲، کتاب الزکوٰۃ ، باب المصرف ، کراچی ۲/۳۵۴، زکریا۳/۳۰٦)

الحنفیة قالوا: یحرم السؤال فی المسجد ، ویکره إعطاء السائل فیه. (الفقه علی المذاهب الأربعة ، مایکره فعله فی المساجد ومالا یکره ، السؤال فی المسجد ، دارالفکر ودارالکتب العلمیة بیروت ۱/۲۹۰، الموسوعة الفقهیة ۲۴/۹۹، الفقه الإسلامی وادلته ، مطبوعه دیوبند ۱/۴۷۲ تحت ملحقات بالغسل الملحق الأول فی

أحکام المساجد) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍رجب المرجب ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۷۳۰۲/۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۷/٦ھ

نماز کے بعد مسجد میں سوال اور سائل کی مدد

سوال [۲۰۰۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اکثر لوگ مسجد میں نماز کے بعد سوال کرتے ہیں اور لوگ انکی مدد بھی کرتے ہیں، کیا مسجد میں سوال کرنا اور انکی مدد کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: محمود حسین، محلّہ عیدگاہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بعض کے نزدیک علی الاطلاق مسجد میں سوال کرنا اور اسکی مدد کرنا جائز ہے، اور بعض کے نزدیک سوال کرنا ناجائز اور مدد کرنا جائز ہے! لہذا بہتر یہی ہے کہ مسجد سے باہر دروازہ پر ہی یہ کام ہو۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳/۱۲۵، جدید زکریا ۳/۱٦۹، امداد الفتاویٰ زکریا ۲/۷۱۰، زکریا مطول ۱۰/۳۹۵)

ویحرم فیه السؤال ، ویکره الإعطاء مطلقا. (شامی باب مایفسد الصلوٰة، مطلب فی أفضل المساجد ، زکریا ۲/۴۳۳، کراچی ۱/٦۵۹)

الحنفية قالوا: يحرم السؤال فی المسجد ، ویکره إعطاء السائل فیه. (الفقه علی المذاهب الأربعة ، مایکره فعله فی المساجد ومالا یکره، السؤال فی المسجد ، دارالفکر ۱/۲۹۰، الفقه الإسلامی وأدلته تحت ملحقات بالغسل ، الملحق الأول فی أحکام المساجد مطبوعه دیوبند ۱/۷۲ ٤) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍صفر ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱٦۴۲/۲۵)

مسجد میں کسی شخص کے فساد مچانے سے متعلق چند سوالات

سوال [۲۰۰۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تمام نمازی ۳/اپریل ۷۸ھ بروز جمعہ باادب باوضوسنتوں سے فارغ ہوکر جماعت کے انتظار میں اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے تسبیح وتہلیل میں مشغول تھے، مؤذن صاحب نے خطبہ کی اذان دی اسکے بعد امام صاحب نے ممبر پر خطبہ پڑھنا شروع کیا کہ اچانک باہر سے مسجد میں زید ،عبدالمجید پہلوان کچھ شرپسند ساتھیوں کولیکر شور مچاتے ہوئے گندے فحش کلمات خطبہ کے دوران ادا کرنے لگے، اس مسجد میں امام صاحب تقریباً دوسال سے امامت کی خدمت انجام دے رہے تھے، خطبہ کے بعد امام صاحب مصلے پر آ چلے تھے کہ زید اور اسکے ساتھی امام صاحب کی شان کے خلاف غلط غلط الفاظ ادا کرنے لگے اور کہنے لگے کہ آج ہم کسی قیمت میں نماز نہیں پڑھانے دیں گے، اور جس امام کو ہم ساتھ لیکر آئے ہیں اسی سے نماز پڑھوائیں گے، چاہے کچھ ہوجائے، موجودہ امام صاحب نے مسجد کا احترام کرنے کی طرف توجہ دی، اور رسول پاک ﷺ کا واسطہ دیا مگر انھوں نے کسی کی نہیں سنی، بلکہ اور زیادہ شور و ہنگامہ کرنے لگے، حد یہ ہے کہ نمازیوں کے ساتھ مسجد میں مار دھاڑ شروع کردی، نمازیوں نے کہا کہ یہ شریعت کی نگاہ میں مسجد کی بے حرمتی ہورہی ہے، تو جواب میں عبد المجید نے کہا کہ کچھ نہیں حدیث وقرآن شریعت وروایت کیا ہوتی ہے، ہم سب جانتے ہیں ،شریعت پاک اور مصلے کی حفاظت کرنے والے تمام نمازی بالخصوص محمد حنفیہ کے دودانت ٹوٹ گئے، دوسرے محبوب حسین صاحب کی آنکھ کے قریب چوٹ آئی، تیسرے عزیز الرحمٰن کے کپڑے تارتار کردیئے گے وغیرہ وغیرہ اسی وقت یونس نے آکر قابو کیا اور امام صاحب سے سارا واقعہ معلوم کرنے کے بعد موجودہ امام صاحب سے نماز پڑھانے کو کہا امام صاحب نے یونس کی موجودگی میں سکون سے نماز پڑھائی اوران لوگوں کے علاوہ تمام ہی نمازیوں نے نماز پڑھی پھر بعد میں ان لوگوں نے اپنوں میں سے ایک شخص کو آگے

بڑھایا ان لوگوں نے بغیر خطبہ وسنت کے نماز پڑھی اس طرح سے انہوں نے جمعہ کی نماز پڑھی ترتیب وار جواب عنایت فرمائیں۔

(۱) بھرپور شریعت کی مخالفت اور کھلی توہین کرنا کیسا ہے؟

(۲) امام کی شان کے خلاف غلط غلط الفاظ ادا کرنا، جبکہ اکثر مقتدی امام سے راضی ہیں، ایسی حالت میں امام کو ہٹانا کیسا ہے؟

(۳) نمازیوں کیساتھ مسجد میں لڑنا جھگڑنا اور انکی شان میں گستاخی کرنا کیسا ہے؟

(۴) مسجد کی بے حرمتی کرنا مسجد میں بری طرح شور مچانا اور گندے فحش کلمات ادا کرنا کیسا ہے؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں ایسے لوگوں کے ساتھ میں میل جول سلام وکلام کرنا کیسا ہے؟ اور جو لوگ ان کا ساتھ دیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے مفصل اور مدلل جواب دیں۔

(۵) زید، عبدالمجید اپنے شرپسند ساتھیوں کی سرپرستی میں زبردستی اس سنبھلی گیٹ کی بڑی مسجد کا متولی بننا چاہتا ہے موجودہ متولی سے اکثر مقتدی خوش ہیں اور ان سے کوئی خیانت بھی ثابت نہیں ہوئی تو اب متولی بننے کا حقدار کون ہے؟

المستفتي: مصلیان مسجد وجمیع
مسلمانان، چندوسی، ضلع: مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق :(۱) حدیث وقرآن، شریعت وروایت کیا ہوتی ہے ہم سب جانتے ہیں یہ الفاظ حدیث شریف وقرآن کریم اور شریعت عظمی کی شان میں کھلی توہین ہے، اور حدیث وقرآن اور شریعت کی توہین موجب کفر ہے ایسی حرکتیں کرنے والے کو توبہ استغفار کر کے احتیاطاً اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہئے۔

وكذا الاستهزاء بالشريعة الغراء كفرٌ. (شرح وقايه/١٤٨)

واعلم أن يبنى الشرائع على التعظيم الشرائع الله تعالىٰ والتقرب بها الله تعالىٰ الخ. (حجة الله البالغه /٦٩)

ومـا فيـه خلاف يؤمر بالاستغفار، والتوبة وتجديد النكاح وظاهره

أنه امر احتياط الخ. (شامی کتاب الجهاد، باب المرتد مطلب الإسلام يكون بالفعل كالصلاة کراچی ٤/ ٢٣٠، زکریا٦/ ٣٦٧)

(۲) اگر غلط الفاظ سے مراد مغلظات اور گالیاں ہیں اور دین کے معاملہ میں کہا ہے، تو وہ سخت ترین گناہ کا مرتکب ہے، اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرنا ضروری ہے، عالمگیری میں ہے۔

ويخاف عليه الكفر إذا شتم عالماً أو فقيها بغير سبب الخ.

(عالمگیری، کتاب السير، الباب التاسع، مطلب موجبات الكفر انواع، زکریا قدیم ٢/ ٢٧٠، جدید ٢/ ٢٨٢)

عن عبد الله رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سباب المسلم فسوق وقتاله كفر. (صحيح البخاری، الأدب، باب ماينهی من السباب واللعن، النسخة الهنديه ١/ ٨٩٣، رقم: ٥٨٠٩، ف: ٦٠٤٤)

(۳) بلا کسی وجہ شرعی نمازی سے لڑنا جھگڑنا اور انکو ایذا پہو نچانا کبیرہ گناہ ہے ان سے معافی مانگنی چاہئے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه إن من الكبائر استطالة المرء، في عرض رجل مسلم بغير حق، ومن الكبائر السبتان بالسبة. (سنن أبي داؤد الأدب، باب فی الغيب النسخة الهندية ٢/ ٦٦٩، دارالسلام رقم: ٤٨٧٧، مسند البزار، مکتبه العلوم والحكم ١٥/ ٨٥، رقم: ٨٣٣٦)

(۴) اس طرح فحش کلمات مسجد میں زبان پر جاری کرنا مسجد کی سخت بے حرمتی ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ میں ہے۔

آداب المسجد ترجع إلى معان فيها تعظيم المسجد (إلى قوله) وفيها الاحترام عن تشويش العباد وهيئات الأسواق الخ. (حجة الله البالغه/ ١٩٧، امدادالفتاویٰ ٢/ ٦٣٤)

عن ابن عمر، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: خصال: لا تنبغی فی المسجد ....ولا يتخذ سوقا. (سنن ابن ماجه الصلاة، باب مايكره فی المساجد

النسخة الهندية ١/٤٦، دار السلام رقم: ٧٤٨)

عن واثلة بن الأسقع، أن رسول الله ﷺ قال... وخصوماتكم، ورفع أصواتكم. (سنن ابن ماجه، الصلاة، باب مايكره في المساجد النسخة الهندية ١/٤٦، دارالسلام رقم: ٧٥٠)

(۵) جوشخص خود متولی بننا چاہے اور پہلے متولی سے کچھ خیانت نہیں ہوئی ہے اور اکثر اہل مسجد بھی پہلے متولی سے راضی ہیں تو اب خود چاہنے والے کو متولی بننا اور اول کو معزول کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، **كما في المجمع شرح ملتقى الخ۔**

وطالب التولية لا يولى إلا المشروط له النظر لأنه مولىٰ فيريد التنفيد، ولو فوض المتولى الأمر لغيره لا يصح. (شرح ملتقىٰ، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٦٠٣، مصرى قديم ١/٧٦١)

قاضی خان کی عبارت سے بھی مستفاد ہے۔

لو نازعه أهل السكة نصب الإمام والمؤذن الخ قوله إذا عين هو لذلك رجلاً وعين أهل السكة رجلاً آخر أصلح ممن عن عينه البانى فحينئذٍ لايكون البانى أولىٰ الخ. (قاضى خان، زكريا جديد ٣/٢٠٧، وعلى هامش الهنديه ٣/٢٩٧)

نوٹ: اگر موجودہ امام میں کوئی قباحت نہیں ہے اور اکثر اس سے راضی ہیں تو اسکو ہٹا کر دوسرا امام مقرر کرنا درست نہیں ہے، ''**سكب الأنهر في شرح الملتقىٰ الابحر**'' میں ہے۔

لو أم قوماً وهم له كارهون إن لفساد فيه أو لأنهم أولىٰ بالإمامة منه كره وإن هو أولىٰ الكراهة على القوم وأفاد المصنف أنها تحريمية. (سكب الأنهر، دارالكتب العلمية بيروت ١/١٦٢، قديم ١/١٠٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

كتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸ر رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۰۶/۲۶)

الجواب صحیح:
احقر حفظ الرحمٰن غفرلہ
۸/۹/۱۴۰۷ھ

کئی منزلہ مسجد کی کسی بھی منزل کو جماعت خانہ بنالینا اور چھت پر نماز پڑھنا

سوال [۳۰۰۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) مساجد میں جو تہ خانے بنے ہوتے ہیں وہ مسجد شرعی کے حکم میں ہوتے ہیں یا نہیں؟ اگر مسجد شرعی کے حکم میں نہیں ہوتے ہیں تو فقہاء کا قول ''شرعی مسجد تحت الثری سے لے کر عنانِ سماء تک ہوتی ہے'' کا کیا مطلب ہے؟ اسی طرح ان میں اعتکاف کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ جبکہ دارالعلوم دیوبند کی مسجد رشید کے تہ خانہ میں قرب وجوار کے بہت سے حضرات رمضان المبارک میں اعتکاف کرتے ہیں؟

(۲) اور اگر تہ خانہ مسجد شرعی کے حکم میں ہے تو اس کو چھوڑ کر اوپر کی منزل میں جماعت کرنا کیسا ہے؟ اس لئے کہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ''پہلی منزل کو چھوڑ کر مسجد کی دوسری منزل میں چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے'' حضرت مفتی صاحب سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ ان دونوں مسئلوں کا باوضاحت مدلل جواب عنایت فرمائیں، اور اس تضاد کو رفع فرمائیں؟

المستفتي: عبدالغفار قاسمی، مدرس مدرسہ
معہدالشریعۃ الإسلامیہ، موانہ کلاں، میرٹھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے تہ خانے بھی شرعی مسجد کے حکم میں ہوتے ہیں، لہٰذا مسجد رشید کے تہ خانہ میں جو حضرات اعتکاف کرتے ہیں، ان کا اعتکاف بلاشبہ صحیح اور درست ہے، اور یہ بات کہنا درست نہیں ہے کہ نیچے کی منزل کو چھوڑ کر اوپر کی منزل میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؛ کیوں کہ یہ بات فقہاء میں سے کسی بھی فقیہ نے نہیں کہی ہے، البتہ بعض فقہی عبارات سے اصل مسجد کو چھوڑ کر چھت کے اوپر جماعت کرنا مکروہ معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ امداد الفتاویٰ وغیرہ میں، ہندیہ زکریا ۵/۳۲۲ کے حوالہ سے

غرائب کا جزئیہ پیش کیا گیا ہے، جس میں سطح مسجد پر نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے، یہاں یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ سطح مسجد چھت کو کہا جاتا ہے، اور چھت اس حصے کو کہتے ہیں، جس کے اوپر مزید چھت نہ ہو؛ بلکہ کھلا ہوا حصہ ہو، امداد الفتاویٰ زکریا ۱/۴۴۴ میں یہ مسئلہ موجود ہے اور اس کے حاشیہ میں محشی نے شامی وغیرہ کے جزئیات سے استدلال کر کے شدت گرمی کے عذر کی وجہ سے چھت کے اوپر بھی باجماعت نماز پڑھنے کو بلا کراہت جائز لکھا ہے ، نیز فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۰/ ۲۰۱ جدید ڈابھیل ۱۴/۵۳۱، میرٹھ ۲۲/ ۳۲۱، فتاویٰ دار العلوم ۴/ ۱۵۰، اور کفایت المفتی قدیم ۳/ ۱۱۶، جدید ۳/ ۱۴۶، زکریا مطول ۴/۳۰۳ وغیرہ میں صراحۃً یا اشارۃً چھت کے اوپر بلا کراہت نماز پڑھنے کی بات موجود ہے، اور یہ بات بھی ذہن نشیں رہنی چاہئے، کہ کئی منزلہ مسجد کے نیچے کی منزل میں جس طرح نماز با جماعت بلا کراہت جائز ہے، اسی طرح نیچے کی منزل کو چھوڑ کر اوپر کی منزل میں بھی با جماعت نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے ، لہٰذا مسجد رشید کے تہ خانہ کو چھوڑ کر جب اس کے اوپر کی منزل کو مستقل جماعت خانہ بنایا گیا ہے ، تو اس میں بلا کراہت نماز با جماعت جائز ہے ، اسی طرح کئی منزلہ مسجد میں کسی بھی ایک منزلہ کو جماعت خانہ بنالینا اسی طرح جائز ہے ، جس طرح مجمع کثیر ہونے کی صورت میں ہر منزل میں نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے، اور مسجد کی کھلی چھت کے اوپر نماز پڑھنے کو یا اس کے اوپر چڑھنے کو جن فقہاء نے مکروہ لکھا ہے، اس کی علت یہ معلوم ہوتی ہے، کہ کھلی چھت پر نماز پڑھنے کی صورت میں آس پاس کے مکانات کی بے پردگی کا خطرہ ہوتا ہے ، اور اس کے علاوہ کراہت کی کوئی دوسری علت واضح نہیں ہے ، جبکہ فقہی جزئیات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے ، کہ مسجد شرعی کے حدود میں ہر منزل مسجد شرعی ہوتی ہے، لہٰذا کسی بھی منزل میں نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے، اسی طرح کسی بھی منزل میں اعتکاف کرنا بھی بلا کراہت درست ہے ، ہاں البتہ اتنی بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ امام جس منزل میں کھڑا ہو اس منزل کے اور اس کے علاوہ دوسری منزلوں

کے مقتدی امام سے آگے کھڑے نہ ہوں، اور معتکف کے لئے مسجد کی چھت پر جانا بھی بلا کراہت جائز ہے، اس لئے کہ وہ بھی مسجد ہے، جبکہ جنبی حائضہ اور نفساء کیلئے جائز نہیں ہے، اس تصریح سے سوالنامہ کے دونوں پہلوؤں کا جواب واضح ہو چکا ہے، یہ حکم فقہاء کے حسب ذیل جزئیات سے مستفاد ہوتا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

قال محمد رحمه الله تعالىٰ: يكره المجامعة والبول فوق المسجد، وهذا لماعرف أن حكم المسجد ثابت في الهواء والعرصة جميعاً، ولهذا أن من قام على سطح المسجد مقتديا بإمام في المسجد وهو خلف الإمام يجوز، والمعتكف إذا صعد سطح المسجد لا ينقض اعتكافه، ولا يحل للجنب والحائض والنفساء صعود سطحه. (الفتاویٰ التاتار خانية، كتاب الكراهية الفصل الخامس في المسجد والقبلة وغيرها زكريا١٨/٦٤، رقم:٢٨٠٣٦)

ولهذا يصح اقتداء من على سطح المسجد بمن فيه، إذا لم يتقدم على الإمام، ولا يبطل الاعتكاف بالصعود إليه، ولا يحل للجنب والحائض والنفساء الوقوف عليه. (شامی، كتاب الصلاة، باب مكروهات الصلاة، مطلب في أحكام المسجد زكريا ٢/٤٢٨، كراچی ١/٦٥٦)

سطح المسجد له حكم المسجد حتى يصح الإقتداء بمن تحته. (مجمع الأنهر، الصلاة، باب الكراهية، دارالكتب العلمية بيروت ١/١٩٠، البحرالرائق، الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره، زكريا٢/٦٠، كراچی ٢/٣٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰؍صفر المظفر ۱۴۳۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۱/۱۱۹۲۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۶/۲/۲۰ھ

سودی قرض کی رقم سے بنائے گئے اسکول میں نماز

سوال [۲۰۰۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں

ایک پرائیویٹ ادارہ ہے جس میں سودی کاروبار ہوتا ہے، اس ادارہ سے قرض لیکر اسکول بنایا گیا آیا اس اسکول کی عمارت میں نماز درست ہے، اگر رمضان میں تراویح وغیرہ کی جماعت کرلیں تو کیسا ہے؟ اس ادارہ کا قرض اسکول کی آمدنی سے چکایا جائے گا؟ مسئلہ کی وضاحت فرمائیں، کرم ہوگا؟

المستفتي: شمس الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اس میں فرض نماز یا تراویح کی نماز مکروہ ہے اس میں نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ (مستفاد کفایت المفتی قدیم ۷/۱۱۱، جدید زکریا ۷/۱۱۱، ۱۱۲، زکریا مطول ۱۰/۲٦٦)

أفاد أن الواقف لابد أن يكون مالكه وقت الوقف ملكا باتاً ولو بسبب فاسد، وأن لايكون محجوراً عن التصرف، حتى لو وقف الغاصب المغصوب لم يصح، وإن ملكه بعد بشراء أو صلح. (شامی، کتاب الوقف، مطلب قد يثبت الوقف بالضرورة کراچی ٤/٣٤٠، ٣٤١، زکریا ٦/٥٢٣)

وكذا تكره في أماكن: كفوق كعبة وفي طريق ومزبلة ومجزرة ...... وأرض مغصوبة أو للغير وتحته في الشامية وفي الواقعات: بني مسجداً على سور المدينة، لا ينبغي أن يصلي فيه لأنه حق العامة، فلم يخلص لله تعالىٰ كالمبني في أرض مغصوبة ...... فالصلوٰة فيها مكروهة تحريماً في قول، وغير صحيحة له في قول آخر. (شامی، کتاب الصلاة، مطلب في الصلاة، في الأرض المغصوبة کراچی ۱/۳۷۹تا ۳۸۱، زکریا ۲/٤٢ تا ٤٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ر محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۵۵۴۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۱۲/۲۱ھ

سودی میلوں میں مجمع کیساتھ نماز باجماعت

سوال [۲۰۰۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا سودی کاروبار کرنے والے میلوں میں مجمع کے ساتھ فرض نماز ادا کیجا سکتی ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میلوں کی زمین اگر حلال مال سے خریدی ہے، یا اس کی اکثر رقم حلال ہے، تو بلا کراہت نماز صحیح ہے، ورنہ مع الکراہت صحیح ہو جائیگی۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۳/ ۱۶۶)

أفاد أن الواقف لابد أن یکون مالکه وقت الوقف ملکا باتاً ولو بسبب فاسد، وأن لایکون محجوراً عن التصرف، حتی لو وقف الغاصب المغصوب لم یصح، وإن ملکه بعد بشراء أو صلح. (شامی، کتاب الوقف، مطلب قد یثبت الوقف بالضرورة کراچی ٤/ ٣٤٠، ٣٤١، زکریا ٦/ ٥٢٣)

وکذا تکره فی أماکن: کفوق کعبة وفی طریق ومزبلة ومجزرة ...... وأرض مغصوبة أو للغیر وتحته فی الشامیة وفی الواقعات: بنی مسجداً علی سور المدینة، لا ینبغی أن یصلی فیه لأنه حق العامة، فلم یخلص للّٰه تعالیٰ کالمبنی فی أرض مغصوبة ...... فالصلوٰة فیها مکروهة تحریماً فی قول، وغیر صحیحة له فی قول آخر. (شامی، کتاب الصلاة، مطلب فی الصلاة فی الأرض المغصوبة کراچی ١/ ٣٧٩ تا ٣٨١، زکریا ٢/ ٤٢ تا ٤٤) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۶۲۳)

ہوائی جہاز میں نماز کا جواز

سوال [۲۰۰٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہوائی جہاز اگر فضاء میں اڑ رہا ہو تو اس میں نماز پڑھنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے، اس میں نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہوائی جہاز اگر فضاء میں اڑ رہا ہو تو اس میں نماز پڑھنا جائز اور درست ہے، اس لیے کہ فقہاء کرامؒ نے جو سجدے کی تعریف کی ''وضع الجبهة على الأرض '' سے کی ہے تو یہ تعریف عوام کی سہولت کے لیے ہے ورنہ سجدہ کی حقیقت یہ ہے کہ طرف اعلیٰ یعنی سر، طرف اسفل یعنی پاؤں کے لیول پر آ جائے اور یہ بات ہوائی جہاز میں بھی متحقق ہے، لہٰذا جہاز میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ (مستفاد: تحفۃ القاری ۳/ ۱۳۹، مکتبہ الحجاز دیوبند)

نیز جب فقہاء کرامؒ نے سجدہ کی تعریف ''وضع الجبهة على الأرض'' سے کی تھی تو اس وقت ان کے ذہن ودماغ میں ہوائی جہاز کا تصور بھی نہ ہوگا، اور انھوں نے اپنے زمانہ کے اعتبار سے اس تعریف سے ایسی جگہ مراد لی تھی، جس پر بآسانی چلا جا سکے، اور جو دبانے سے نہ دبے، اور اس زمانہ میں یہ اوصاف زمین اور زمین پر ٹکی ہوئی چیزوں میں ہی پائے جاتے تھے، لیکن جہاز کے ایجاد کے بعد پتہ چلا کہ یہ اوصاف تو ہوا میں معلق چیز میں بھی پائے جا سکتے ہیں، حاصل یہ ہے کہ انسان خود جس چیز پر کھڑا ہو سکتا ہے، اس پر سجدہ کرنا درست ہو جاتا ہے، لہٰذا سجدہ کے تحقق کی وجہ سے ہوائی جہاز میں نماز پڑھنا بلا کراہت جائز اور درست ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ عثمانی ۱/ ۵٦۰، امداد الفتاویٰ ۳/ ۳۵۰، احسن الفتاویٰ ۴/ ۹۰، جواہر الفقہ ۴/ ۱٦۴، آپ کے مسائل ۳/ ۳۵۰، فتویٰ نویسی کے رہنما اصول/ ۱۲۷)

ومحل كل ذلك إذا خاف خروج الوقت قبل أن تصل السفينة

إلى المكان الذى يصلى فيه صلاة كاملة ولا تجب عليه الإعادة ، ومثل السفينة القطر البخارية البرية والطائرات الجوية ونحوها. (الفقه على المذاهب الأربعه ، مباحث استقبال القبلة ، مبحث صلاة الفرض فى السفينة دارالفكر بيروت ۱/ ۲۰٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/صفر المظفر ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۴۴۷)

کیا مساجد میں نماز کی ترکیب والی تصاویر ٹانگنا جائز ہے

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ:

سوال [۲۰۰۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کچھ دنوں سے مسجدوں میں ایک نقشہ ٹانگا ہوا نظر آرہا ہے، اسمیں انسان کا سر سے لیکر پیر تک پورا نقشہ تصویر کی شکل میں متعدد ہیئت میں موجود ہے کرتا پاجامہ پہنا ہوا مرد کا نقشہ رکوع کی حالت میں قیام کی حالت میں قعدہ کی حالت میں سجدہ کی حالت میں، مختلف کیفیت میں نقشہ بنا ہوا ہے اور ان نقشوں کی شکل کی تصویروں میں مکمل سر بھی موجود ہے ہاں البتہ آنکھ کان وغیرہ واضح نہیں ہیں، بعض مفتیان کرام اس میں سر موجود ہونے کی وجہ سے مسجد میں ٹانگنے سے منع کرتے ہیں آنجناب بھی اپنی رائے عالی سے سرفراز فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتي: نجیب الدین، متعلم دارالعلوم دیوبند

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ سوال ہمارے پاس اس سے پہلے بھی آیا تھا، اس کے ساتھ تصویروں کا نقشہ بھی تھا، تصویروں میں ناک، کان، آنکھ، بھویں وغیرہ نہ پاکر ہم نے اس نقشہ کو لٹکانے کی اجازت کا فتویٰ لکھا تھا، لیکن بعد میں مفتیان کرام کا بورڈ بیٹھا اس میں یہ طے پایا، کہ یہ تصاویر ہی کے حکم میں ہیں، اسلئے ہم اپنے پہلے فتوے سے رجوع کرتے ہیں

، ہمارا فتویٰ ۲۸/ربیع الآخر ۱۴۲۵ھ کا شائع نہ کریں، صحیح فتویٰ یہ ہے کہ وہ سب تصاویر ہی ہیں، اور جاندار کی تصاویر کو مسجدوں میں یا اپنے گھروں میں لٹکانا شرعاً جائز نہیں، جیسا کہ البحرالرائق، ، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ، وما یکرہ فیہا، زکریا ۲/ ۵۰، ۲/ ۲۸، مطبوعہ کراچی میں ہے۔

قوله أو مقطوع الرأس قيد بالرأس لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونها وكذا لااعتبار بقطع اليدين أو الرجلين. (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ومايكره فيها، زكريا ٢/ ٥٠، كوئٹه ٢/ ٢٨،)

امدادالفتاویٰ ٦/ ۳۳۱، لمبی بحث کے بعد عدم جواز ہی ثابت فرمایا ہے۔

حدیث شریف میں بھی صراحۃً اس کی ممانعت آئی ہے، چنانچہ صحاح ستہ کی کتاب نسائی شریف میں حدیث موجود ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: استأذن جبرئيل عليه السلام على النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ادخل فقال: كيف أدخل وفي بيتك ستر فيه تصاوير، فإما أن تقطع رؤوسها، أو تجعل بساطاً يوطأ فإنا معشر الملائكة لا تدخل بيتاً فيه تصاوير. (نسائی شریف، ابواب الزينة، باب ذكر أشد الناس عذاباً، النسخة الهندية ٢/ ٣٠١، دارالسلام رقم: ٥٣٦٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: مفتی محمود حسن غفرلہ، بلندشہری

الجواب صحیح
حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ
مفتی دارالعلوم دیوبند
(ب فتویٰ نمبر: ۸۴۵)
حضرت مولانا ابرارالحق غفرلہ
ناظم: مدرسہ اشرف المدارس، ہردوئی

مظاهر العلوم کا فتویٰ:

ســـــوال [۲۰۰۸]: کیافرماتے ہیں علماءکرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کچھ دنوں سے مسجدوں میں ایک نقشہ ٹانگاہوا نظر آرہا ہے، اس میں انسان کا سر سے لیکر پیر تک پورا نقشہ تصویر کی شکل میں متعدد ہیئت میں موجود ہے، کرتا پاجامہ پہنا ہوا مرد کا نقشہ رکوع کی حالت میں، قیام کی حالت میں، قعدہ کی حالت میں، سجدہ کی حالت میں، مختلف کیفیت میں نقشہ بنا ہوا ہے اور ان نقشوں کی شکل کی تصویروں میں مکمل سر بھی موجود ہے، ہاں البتہ آنکھ، کان وغیرہ واضح نہیں ہیں، بعضے مفتیان کرام اس میں سر موجود ہونے کی وجہ سے مسجد میں ٹانگنے سے منع کرتے ہیں، آنجناب بھی اپنی رائے عالی سے سرفراز فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتي: سید ضیاءالاسلام، چلکانہ، سہارنپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے، حدیث پاک میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔

عن عبد الله قال: سمعت النبی صلی اللہ علیه وسلم یقول: إن أشد الناس عذابا یوم القیٰمة المصورون. (بخاری شریف، اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیمة، النسخة الهندیه ۲/ ۸۸۰، رقم: ۵۷۱۷، ف: ۵۹۵۰)

تصویر کا مدار سر پر ہوتا ہے، آنکھ، ناک، کان وغیرہ پر مدار نہیں۔

(قوله أو مقطوعة الرأس) أي ممحوة فإنها إذا كان كذلك لا تعبد فلا تكره، ولو قطع يداها أو رجلاها لا ترفع الكراهة، وكذا لو أزيل الحاجبان، والعينان الخ. (مجمع الأنهر، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/ ۱۸۹، قدیم مصری ۱/ ۱۲۶)

جس نقشہ کا سوال میں تذکرہ ہے وہ بلا شبہ تصویر ہے، اس کو کسی بھی جگہ ٹانگنا جائز نہیں، چہ

جائے کہ مسجد میں ٹانگا جائے۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد: محمد طاہر عفا اللہ عنہ
مظاہر العلوم سہارنپور
۱۴۲۵/٦/۷ھ
کتبہ: شفقت اللہ غفرلہ
خادم مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

الجواب صحیح:
مقصود احمد غفرلہ
۱۴۲۵/٦/۷ھ
حضرت مولانا ابرار الحق غفرلہٗ
ناظم: مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

استفتاء: (۱)

سوال [۲۰۰۹]: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان تمثیلی تصاویر کے بارے میں: کہ جو آنکھ کان ناک اور چہرہ کے بغیر چند لکیریں بنا کر انسانی ہیئت کو دکھلا کر نماز کے قیام، رکوع، سجود وغیرہ ارکان وافعال کو سنت کے موافق دکھلانے اور سمجھانے کیلئے بنائی گئی ہیں، کیا یہ تمثیلی اشکال تصاویر ممنوعہ کے حکم میں داخل ہیں یا نہیں؟ اور ان اشکال وتصاویر کے ذریعہ ارکان وافعال صلوٰۃ کو سمجھانیکا از روئے شرع کیا حکم ہے؟ اور ایسے اشتہار کو مسجد وغیرہ میں آویزاں کرنے کا کیا حکم ہے؟

بعض حضرات کا خیال ہے کہ ارکان صلوٰۃ کو سمجھانے کیلئے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا جانا چاہئے، اس سے لوگوں میں تصویر کے سلسلہ میں غلط اثر ہوسکتا ہے، اور تصویر سازی کا باب کھل سکتا ہے، اور کوئی خاص ضرورت اور نفع بھی اسمیں نظر نہیں آتا اسلئے کہ محض ان اشکال وتصاویر کو دیکھکر عموماً لوگ ارکان وافعال صلوٰۃ کی صحیح ہیئت کو آسانی سے سمجھ بھی نہیں سکتے ہیں، اسی طرح سنت کے موافق ادائیگی کے بعض طبی اور سائنسی منافع اور فوائد بھی ذکر کئے گئے ہیں، ان کے سلسلہ میں بھی دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ان کا ذکر واظہار از روئے شرع صحیح ودرست ہے؟

حضرت والا زید مجدہم (مولانا ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ) کے یہاں ماہ رمضان المبارک میں مجلس علمیہ ہوتی ہے، اسمیں اہل افتاء اور حدیث پڑھانے والے حضرات

شریک ہوتے ہیں، اہم مسائل شرعیہ اس میں پیش ہوتے ہیں، منجملہ ان کے مسئلہ مذکورہ بالا بھی پیش ہوا اس مسئلہ میں اہل علم نے دونوں طرح کی رائے دی، بعض کا خیال تھا کہ اسکی اشاعت نہ کی جائے، اور بعض کی رائے یہ ہے کہ اسمیں کچھ حرج نہیں، اصل حکم شرعی کو دلائل سے واضح فرمائیں؟

المستفتي: مفتی شفقت اللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اب سے تقریباً سات ماہ قبل ہمارے پاس کسی جگہ سے یہ سوال آیا تھا، سوال کے ساتھ تصویروں کا نقشہ بھی تھا، اسپر خوب غور فکر کرکے ممانعت تحریر کی گئی تھی، حاصل جواب یہ ہے کہ عکسی تصویر میں مجسمہ نہیں ہوتا، اسلئے عکسی تصویر کا تحقق بسا اوقات محض لکیروں سے بھی ہو جاتا ہے، منسلکہ نقشہ میں بہت سی تصویروں میں سر کی ہیئت اور چہرہ کا ڈھال صاف نظر آ رہا ہے، اگرچہ آنکھ، ناک، کان وغیرہ اعضاء نہیں مگر ان پر حیات کا مدار نہیں، اس نقشہ کو دیکھ کر عوام کو تصاویر کے جواز کا تصور ہوگا، لہٰذا اس قسم کے نقشہ کو بنانا اور اس کو شائع کرنا خلاف شرع اور خلاف سنت ہے، دعوت وتبلیغ کیلئے سلف صالحین نے ایسے طریقوں کو اختیار نہیں کیا ہے، اس نقشہ کو مسجد میں لٹکانا بھی درست نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد: محمد طاہر عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
یکم ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ	مقصود غفرلہ
(فتویٰ نمبر: ۸۵۱)	۱/۱۱/۱۴۲۴ھ

ماہنامہ مظاہر العلوم میں شائع ہونے والا فتویٰ

سوال [۲۰۱۰]: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان تمثیلی تصاویر کے سلسلہ میں جو آنکھ، کان، ناک اور چہرہ کے بغیر لکیریں بنا کر انسانی ہیئت کو دکھلا کر نماز کے قیام، رکوع، سجود، اور قعدہ وغیرہ کو صحیح یعنی سنت کے موافق دکھلانے اور سمجھانے کے لئے بنالی گئیں ہیں، کیا یہ تمثیلی

لکیریں تصاویر ممنوعہ کے حکم میں آتی ہیں یا نہیں؟ تمثیلی تصاویر کا نقشہ ارسال ہے؟

المستفتي: نورعالم علوی، ادارہ احیاء
السنہ واصلاح المنکر ات، لکھنؤ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عکسی تصویر میں مجسمہ نہیں ہوتا ہے، اس لئے عکسی تصویر کا تحقق بسا اوقات محض لکیروں سے بھی ہوجاتا ہے، منسلکہ نقشہ میں بہت سی تصویروں میں سر کی ہیئت اور چہرے کا ڈھال صاف نظر آرہا ہے، اگرچہ آنکھ، کان، ناک وغیرہ اعضاء نہیں مگر ان پر حیات کا مدار نہیں اس نقشہ کو دیکھ کر عوام کو تصاویر کے جواز کا تصور ہوگا، لہٰذا اس قسم کے نقشہ کو شائع کرنا خلاف شرع اور خلاف سنت ہے، دعوت وتبلیغ کے لیے سلف صالحین نے ایسے طریقوں کو اختیار نہیں کیا ہے۔

مظاہر العلوم وقف کا فتویٰ

سوال [۲۰۱۱]: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین ان تمثیلی تصاویر کے سلسلہ میں کہ جو آنکھ، کان، ناک اور چہرہ وغیرہ کے بغیر چند لکیریں بنا کر انسانی ہیئت کو دکھلا کر نماز کے قیام، رکوع، سجود، اور قعدہ کو صحیح یعنی سنت کے طریقہ پر بتایا جارہا ہے، کیا یہ تمثیلی لکیریں تصاویر کے حکم میں آتی ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا؟

نوٹ: اس استفتاء کے ہمراہ ایک نقشہ جسمیں تمثیلی تصاویر ہیں منسلک ہے۔

المستفتي: نورعالم علوی، ادارہ احیاء
السنہ واصلاح المنکر ات، لکھنؤ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں یہ تمثیلی لکریں جو باقاعدہ انسانی ہیئت اور شکل وحرکت کو ظاہر کرتی ہیں، شرعاً تصویر (صورت) کے حکم میں داخل ہیں۔

كل شئی له رأس فهو صورة . (كذا في احكام التصوير في جواهر الفقه ۳/ ۲۳۰)

لہذا تمثیلی تصویروں پر مشتمل اس نقشہ کو چھاپنا اوراسکی اشاعت کرنا جائزاور درست نہیں ہے، مذکورہ نقشہ کو مساجد میں آویزاں کرنا مزید قبیح وشنیع اور مفاسد کا پیش خیمہ ہے، اس سے اجتناب لازم وضروری ہے!

نماز کی عملی مشق دیندار متبع سنت وشریعت ائمہ کرام سے کی جائے یہی مراد ہے، ہمارے محی السنہ مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کے اس ارشاد کی کہ ''نماز جیسی عظیم الشان عبادت بغیر سیکھے کیسے ادا کی جاسکتی ہے؟'' خود حضرت مولانا ہردوئی مدظلہ نے اپنی تعلیم کے زمانہ میں اسی مظاہر العلوم میں اپنے حضرات اساتذہ کرام مولانا مفتی سعید احمد صاحب اجراڑوی اور مفتی محمود حسن سے خاص طور پر نماز مسنون کی عملی مشق کی تھی، طریقۂ متوارثہ امت میں یہی معمول بہا چلا آرہا ہے، کہ بیٹا باپ سے شاگرد استاد سے، اسلام کے ارکان کی عملی تربیت حاصل کرتا رہا ہے، اب اور آئندہ یہی قدیم طریقہ مفید ومؤثر ہوگا۔

لن يصلح آخر هذه الأمة إلا بما صلح به أولها. وباللہ التوفیق۔

جواب درست ہے	الجواب صحیح	عبدالقدوس غفرلہ
محمد امین غفرلہٗ	مظفر حسین المظاہری	مفتی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور
خادم افتاء مظاہر علوم (وقف) سہارنپور	صدر مفتی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور	۱۰؍ربیع الاول ۱۴۲۴ھ
۱۰؍۳؍۱۴۲۴ھ	۱۰؍۳؍۱۴۲۴ھ	

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی کا فتویٰ

سوال [۲۰۱۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک نقشہ مساجد میں اور ایسی جگہ ٹانگا جارہا ہے جہاں عام لوگ آسانی سے دیکھ سکیں اور اس نقشہ میں نمازی کی مختلف ہیئت دکھائی گئی ہے، قیام کی حالت، رکوع کی حالت، التحیات کی حالت، قعدے کی حالت، اور اسمیں انسانی جسم کی پوری تصویر موجود ہے، اور مکمل سر بھی موجود ہے، مگر سر کے ساتھ ناک کان آنکھ ظاہر نہیں ہیں، تو دریافت طلب مسئلہ یہ ہیکہ اگر ناک کان آنکھ وغیرہ نہ ہوں، البتہ سر مکمل ہو تو کیا صرف سر ہونے کی وجہ سے تصویر کے دائرے میں ہوکر ممنوع ہوگا،

یانہیں؟ بہت سے لوگوں میں یہ تبصرہ ہیکہ اگر ناک کان وغیرہ نہ ہوں تو تصویر کے دائرے میں نہ ہوکر اسے جائز کہنا چاہے اسی خیال سے یہ نقشہ تیار کیا گیا ہے جب کہ کچھ لوگ اس نقشے کو مسجدوں میں ٹانگنے کو ناجائز کہتے ہیں، لہٰذا فقہ اور حدیث کی رو سے جو حکم شرعی ہو، حوالے کے ساتھ تحریر فرمائیں۔ نیز ایک شبہ یہ بھی ہوتا ہیکہ اگر سر کی ممانعت ہے تو ہاتھ پیر کی بھی ممانعت ہونی چاہئے، اسلئے کہ اہل شرک ہاتھ پیر کی بھی پوجا کرتے ہیں، لہذا جب ہاتھ پیر کی ممانعت نہیں تو ایسے سر کی بھی ممانعت نہ ہونی چاہئے، جسمیں آنکھ کان وغیرہ نہ ہوں۔

المستفتي: محمد سالم القاسمی، (مدرس مدرسہ شاہی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: ایسی تصویر کو حضرات فقہاء نے ممنوع اور مکروہ قرار دیا ہے، جس میں صرف سر موجود ہو اگر چہ اس سر میں ناک کان آنکھ ظاہر نہ ہوتے ہوں، لہٰذا جس نقشہ کا سوالنامہ میں ذکر ہے اس کو مساجد اور عبادت کی جگہ میں ٹانگنا ممنوع ہوگا، اس لئے کہ ممنوع اور مکروہ ہونے کیلئے سر کے ساتھ ناک کان وغیرہ ظاہر ہونا لازم نہیں ہے، بلکہ ممنوع ہونے کیلئے صرف سر کا ظاہر ہونا کافی ہے، اس کی واضح حدیث شریف موجود ہے، جو آگے آنے والی ہے، اور حدیث پاک میں تصویر کی جو ممانعت آئی ہے، اس ممانعت کی علت صرف مشرکین کی طرف سے پوجا نہیں ہے، بلکہ ممانعت کی علت حدیث میں صاف واضح ہے، تخلیق کخلق اللہ ہے، اللہ کی جاندار مخلوق کی طرح تصویر بنانا ہی اصل علت ہے، اس لئے اللہ کی طرف سے قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو اس بات کا مکلّف بنایا جائے گا، کہ اس تصویر میں روح ڈالیں، جس پر وہ قادر نہ ہوسکیں گے، اور زندگی و بقاء روح کیلئے ناک، کان آنکھ کا ظاہر ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ صرف سر کا موجود ہونا کافی ہے، جیسا کہ بہت سے انسان بھی زندہ ہوتے ہیں، جن کے آنکھ اور کان ظاہر نہیں اور بہت سے انسان ایسے بھی ہیں کہ جن کے پیدائشی ہاتھ نہیں ہیں، اور پیدائشی پیر نہیں ہیں، مگر سر موجود ہونے کی وجہ سے زندہ رہتے ہیں، اس

لئے کہ زندگی اور ذی روح ہونے کا مدار سر پر ہے، آنکھ کان کے ظاہر ہونے پر نہیں ہے، جہاں تک پوجا کرنے کی بات ہے، تو پوجا تو مشرکین درختوں کی بھی کرتے ہیں، اس سلسلہ میں واضح حدیث شریف، حدیث کی کتابوں میں موجود ہے، کہ جبرائیل علیہ السلام خدمتِ نبوی میں تشریف لانے والے تھے، مگر تشریف نہیں لائے بعد میں ملاقات پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ جس مکان میں آپ موجود تھے، اس میں تصویر ہے، اس میں ہم کیسے داخل ہوتے یا تو آپ اس تصویر کے سر کو کاٹ کر ختم کر دیجئے یا اس کو آپ ایسے بستر بنا دیجئے جس کو لوگ روند سکیں ہم ملائکہ کی جماعت ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتی جس میں تصویر ہوتی ہے، تو حدیث میں بھی اصل ممانعت کی علت سر کو قرار دیا ہے، اگر سر موجود ہو تو ناجائز ہے اور ملائکہ رحمت داخل نہیں ہوتے اور اگر سر کٹا ہوا ہو تو رحمت کے فرشتے داخل ہوتے ہیں اس موضوع سے متعلق کتب فقہ میں بیشمار جزئیات ہیں، اور کتب حدیث میں متعدد احادیث شریفہ وارد ہیں ہم وضاحت کیلئے فقہ کی چھ کتابوں کی عبارات اور دو حدیثیں نقل کر دیتے ہیں، ممکن ہے کہ اس سے آپس کا اختلاف دور ہو جائے، اور یہ بات بھی ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے، کہ حنفی فقہ کی جو جزئیات ہیں، ان کے موافق کوئی نہ کوئی حدیث شریف تلاش کرنے سے مل جاتی ہے، حضرت حکیم الأمت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے امداد الفتاویٰ ۶/ ۳۳۱ میں لمبی تفصیل کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ کے شیخ واستاذ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کا فیصلہ بھی اس قسم کی تصویروں کے بارے میں عدم جواز کا نقل فرمایا ہے۔

(۱) قوله أو مقطوع الرأس قيد بالرأس لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونها وكذا لا اعتبار لقطع اليدين أو الرجلين. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، زكريا ۲/ ۵۰، کوئٹہ ۲/ ۲۸)

(۲) قوله أو مقطوعة الرأس أي ممحوة فإنها إذا كان كذلك لا تعبد

فلا تكره، ولو قطع يداها أو رجلاها لا ترفع الكراهة ، وكذا لو أزيل الحاجبان والعينان . (مجمع الأنهر ، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، وما يكره فيها دارالكتب العلميه بيروت ١/١٨٩، قديم مصرى ١/٢٦)

(۳)قوله أو مقطوعة الرأس أي سواء كان من الأصل أو كان لها رأس، ومحي إلىٰ ماقال وقيد بالرأس لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونها وكذا لا اعتبار بقطع اليدين أو الرجلين . (شامى ، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، وما يكره فيها زكريا٢/٤١٨، كراچى ١/٦٤٨)

(۴)ولا اعتبار بالخيط بين الرأس والجسد لأن من الطيور ماهو مطوق ولا بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونهما. (تبيين الحقائق ، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ومايكره فيها زكريا ١/٤١٥، امدايه ملتان ١/١٦٦، كوئٹه١/٢٧٤)

(۵) قوله ومقطوعة الرأس وقيد بالرأس وما بعده لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين أو العينين لأنها تعبد بدونها ولا بقطع اليدين والرجلين كما في البحر . (طحطاوى على الدر، كوئٹه١/٢٧٤)

(۶)في الخلاصة لومحاوجه الصورة فهو كقطع الرأس بخلاف قطع يديها ورجليهاولو خيط على عنقها، بخيط لا ترفع الكراهة . (حلبى كبير ، كتاب الصلاة، كراهية الصلاة، فروع فى الخلاصة ، اشرفيه ديوبند/ ٣٦٠، صغيرى مكتبه مجتبائى دهلى قديم /١٩٠)

(۱)عن أبي هريرةؓ قال استأذن جبرائيل عليه السلام على النبي ﷺ فقال: أدخل فقال كيف ادخل وفي بيتك ستر فيه تصاوير فإما أن تقطع رؤوسها أو تجعل بساطا يوطأ فإنا معشر الملائكة لا تدخل بيتاً فيه تصاوير . (نسائى شريف ، ابواب الزينة ، باب ذكر أشد الناس عذابا، النسخة الهندية ٢/٣٠١، دارالسلام رقم:٥٣٦٧)

(۲) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ : أتاني جبرائيل فقال: لي أتيتک البارحة فلم يمنعني أن أكون دخلت إلا أنه كان على الباب تماثيل ، وكان فی البيت قرام ستر فيه تماثيل ، وكان فی البيت كلب ، فمر برأس التمثال الذي على باب البيت يقطع فيصير كهيئة الشجرة ، ومر بالستر فليقطع، فليجعل منه وسادتين منبوذتين توطئان. **الحديث** :(أبو داؤد شريف، الأدب ، باب فی الصور ، النسخة الهندية ۲/ ۵۷۳ ، دارالسلام رقم: ٤١٥٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/ ۵۰۶۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۵/۲۶ھ

محاکمہ متعلقہ مسئلۂ تصویر از مولانا خلیل احمد صاحب

سوال [۲۰۱۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید وعمرو میں حسب ذیل مکاتبت ہوئی اس میں حق کس کی تقریر ہے، اور اگر زید کی تقریر حق ہے، تو عمرو کی آخری تقریر کا کیا جواب ہے، وجہ اس مکاتبت کی یہ ہوئی کہ عمرو نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ پشت کی طرف سے فوٹو لینے میں جس میں چہرہ نہ آوے گنجائش معلوم ہوتی ہے، اور درمختار کی روایت محو ۃ الوجہ سے اس کا استدلال تھا، اس پر زید کی تقریر ہوئی پھر اس پر آگے سلسلہ چلا۔

تقریر زید: تصویر کشی کی فقہاء نے ہر طرح ممانعت فرمائی ہے، خواہ چھوٹی تصویر ہو خواہ بڑی تصویر ہو، مستبین الأعضاء ہو یا غیر مستبین الاعضاء فرق صرف کراہت صلوٰۃ میں، اور استعمال میں یا گھر میں رکھنے میں ہے:

أن التصاوير يحرم ، ولو كانت الصورة صغيرة كالتي على الدرهم أو كانت فی اليد أو مستترة أو مهانة مع أن الصلوٰة بذلک لا تحرم ، بل

ولا تكره لأن علة حرمة التصوير المضاهاة لخلق الله تعالىٰ وهي موجودة في كل ما ذكر وعلة كراهة الصلوٰة بها التشبه وهى مفقودة فيما ذكر كما يأتي. (شامي كتاب الصلاة، باب ما يكره فى الصلاة، ومالا يكره كراچى ١/٦٤٧، ٦٤٨، زكريا ٢/٤١٧، ٤١٨)

هذا كله فى اقتناء الصورة وأما فعل التصوير فهو غير جائز مطلقا لأنه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ كما مر. (شامى، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ومايكره فيها، كراچى ١/٦٥٠، زكريا٢/ ٤٢٠)

باقی یہ امر کہ پشت کی طرف سے کھینچی گئی تصویر کو محوۃ الوجہ پر قیاس کرلیا جاوے، اس کی نسبت احقر کو یہ وہم ہے کہ منہ کو مٹا دینے سے ذی روح کی تصویر نہیں رہتی ہے، اور اسی وجہ سے ایسے عضو کاٹ دینے سے جس سے زندگی باقی نہ رہے شامی میں اجازت دی ہے، اور

ممحوة عضو لا تعيش بدونه، درمختار وقيد بالراس لأنه لا اعتبار بإزالة الحاجبين والعينين لأنها تعبد بدونها. (شامي، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ومايكره فيها كراچى ٢/٦٤٨، زكريا ٢/٤١٨)

اور اسی وجہ سے عالمگیری میں لکھا ہے کہ محو کیلئے شرط ہے کہ رأس کا نشان بھی نہ رہے۔

وقطع الرأس أن يمحي رأسها بخيط يخاط عليها حتى لم يبق للرأس أثر أصلاً. (هنديه، كتاب الصلاة، الفصل الثاني فيما يكره فى الصلاة، وما يكره زكريا، قديم ١/١٠٧، جديد ١/١٦٦)

ان عبارتوں سے اور نیز علت مضاہات سے یہ شبہ پڑتا ہے، کہ پشت پر سے پوری تصویر لینا جائز ہے، اور محوۃ الرأس پر اس کا قیاس بعید ہے، اسلئے اس تصویر کے کھینچنے میں گنجائش سمجھ میں آتی ہے، غایت مافی الباب یہ ہے کہ اگر کسی چھوٹے نقشے میں مستبین الاعضاء نہ ہوں تو اس کے اوپر یا دائیں بائیں نماز میں کراہت نہ ہوگی۔

شبہات عمرو بر تقریر زید:

(۱) مسلم ہے مگر مجھ کو شبہ یہ ہے کہ وجہ یا رأس نہ ہونے کے وقت وہ تصویر ہی نہیں رہتی بلکہ پھول یا شجر کے حکم میں ہے، اسی لئے التصویر تحرم کے بعد جو تعمیم کی ہے، اس میں صغر واستتشار وامانت وغیرہ کو ذکر کیا ہے یا نہیں کیا ہے۔

أو مفقود الوجه أو الرأس أو عضو لا تعيش بدونه .

(۲) اگر اس کلمہ کو عام لیا جاوے تو اس کے قبل درمختار میں اولغیر ذی روح بھی مذکور ہے اس کو بھی عام ہونا چاہئے، حالانکہ یقیناً اس کا استثناء جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ تعمیم ذی روح میں ہے، اور نمبر ا میں لکھا جا چکا ہے کہ فقدان وجہ یا رأس کی وجہ سے وہ ذی روح میں داخل نہیں اور اس میں مضاہاۃ مخصوصہ تصویر میں ہے یا نہیں۔

(۳) پھر منع کی کیا وجہ ہے۔

(۴) عالمگیری سے مطلقاً یہ ثابت نہیں ہوتا اس نے صرف قطع رأس کی تفسیر کی ہے چنانچہ عبارت اس کی اس میں صریح ہے، اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ محو وجہ بھی بدون محو رأس معتبر نہیں اور درمختار میں مقطوعۃ الرأس کے بعد او الوجہ حرف تردید سے کہنا اس کے معتبر ہونے میں صریح ہے اور نمبر ۲ میں عدم مضاہاۃ مذکورہ ہو چکا ہے۔

اعتراضات بر شبہات عمرو: جو کچھ احقر کو شبہہ ہوا اس کا منشا صرف اس قدر ہے، کہ جو تصویر مع وجہ کے ہو اس کے وجہ کو مٹا دینے سے وہ تصویر ذی روح ہونے سے خارج ہو جاتی ہے، اور جو تصویر پشت کی جانب سے کھینچی گئی ہے، اسمیں گو وجہ نہیں آیا، لیکن پورے آدمی کی تصویر ہونے کی وجہ سے داخل حرمت ہونا چاہئے، اور اس کو محوۃ الوجہ پر قیاس نہیں کر سکتے ہیں، کیونکہ جب صرف سامنے کے رخ سے تصویر کھینچی جاوے تو البتہ وجہ کے مٹا دینے سے اب وہ ذی روح باقی نہیں رہی، کیونکہ سر بالکل جاتا ہی رہا، اور قفا ہے نہیں اور جب کہ قفا کی جانب سے تصویر لی گئی ہے، تو پورے آدمی کی تصویر ہوئی، اور وجہ کا نہ ہونا مضر نہیں، جیسے کہ وجہ والے میں قفا کا نہ ہونا مضر نہیں ویسے ہی قفا والی تصویر میں وجہ کا نہ ہونا

مضر نہیں، غرض کہ قفا والی تصویر پورے انسان کی تصویر ہے، اگر یہ خیال کیا جاوے کہ وجہ کے بغیر انسان زندہ یا باقی نہیں رہتا، تو اسی طرح صرف وجہ سے بھی انسان زندہ نہیں رہ سکتا ،تاوقتیکہ قفا نہ ہواس سے تو لازم آتا ہے، کہ صرف تصویر کا مجسمہ حرام ہو، اور کاغذ وغیرہ پر تصویر حرام نہ ہواس لئے کہ انسان بغیر پشت وقفا کے زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔

جواب عمرو از اعتراضات زید: قولہ لیکن پورے آدمی کی تصویر الخ اقول اسی میں تو کلام ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں جیسا نمبر ا میں لکھ چکا ہوں کہ وجہ یا رأس نہ ہونے کے وقت وہ تصویر ہی نہیں رہتی الخ ،قولہ وجہ کا نہ ہونا اِلٰی قولہ جیسے وجہ والی الخ ، اقول یہ خیال اس لئے مخدوش ہے کہ تصویر میں معظم مقصود وجہ مع الرأس ہی ہے ، کہ معرفت اسی سے ہے، اور مجمع محاسن وہی ہے، چنانچہ اسی بنا پر شائقان تصویر صرف وجہ ہی کی تصویر لینے اور رکھنے کو بھی کافی سمجھتے ہیں، برخلاف قفا کے اس میں یہ بات نہیں خصوصاً جبکہ پشت سے تصویر لینا اتفاقاً نہ ہو بلکہ اسی قصد سے ہو کہ وجہ کی ہیئت نہ آوے اس صورت میں تو ظاہر ہے کہ ایسا ہی ہے جیسا بالقصد محو کر دیا ہو، جو حاصل ہے محوۃ الوجہ او رأس کا اور قفا نہ آنا اکثر بلاقصد ہوتا ہے، اس لئے محوۃ کے حکم میں نہیں ہوسکتا پس قفا و وجہ میں دو فرق ہوئے اس لئے یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے،قولہ اسی طرح صرف وجہ سے بھی الخ ،اقول فقہاء کا عضو لا تعیش بدونہ پر جو کہ ایسا قاعدہ کلیہ ہے کہ وجہ و رأس بھی اس میں داخل ہوسکتا تھا، کفایت نہ کرنا اور محوۃ الوجہ او الرأس کا مستقلاً لانا مشعر اس امر کا معلوم ہوتا ہے، کہ وجہ و رأس کا وجود یا عدم محض اسی حیثیت سے معتبر نہیں کہ وہ عضو لا تعیش بدونہ کا وجود یا عدم ہے ورنہ اس کو جداگانہ ذکر کرنے کی حاجت نہ تھی ، بلکہ وجہ و رأس میں قطع نظر حیثیت مذکورہ سے نیز ایک خاص شان خصوصیت ہے کہ صرف اس کے مجموعہ کا وجود حکماً پوری تصویر کا وجود ہے، گو وہ اعضاء لا یعیش بدونہا سے خالی ہوں اسی طرح اس مجموعہ کا عدم پوری تصویر کا عدم ہے گو بقیہ اعضاء پر مشتمل ہو پس جب مجموعہ وجہ و رأس ہوگا گو قفا وغیرہ نہ ہو ، اس کو تصویر کہا جاوے گا، اور جب مجموعہ وجہ و رأس نہ ہوگا قفاء

وغیرہ ہو اس کو تصویر نہ کہا جاوے گا۔

آخر جمادی الاولیٰ ۱۳۲۸ھ: انتہیٰ **ماقال زید وعمرو وبینوا ماالحکم فیما قالا.**

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بندہ ناچیز باعتبار اپنے علم وفہم کے اس قابل نہیں ہے کہ علماء اعلام کے اختلاف کا فیصلہ کر سکے، مگر ہاں امتثالاً للأمر الشریف اس مسئلہ میں جو کچھ خیال میں آیا ہے عرض کرتا ہے، روایات فقہیہ کے دیکھنے سے یہ امر واضح ہے کہ عمل تصویر اور اقتناء تصویر میں فقہاء کے نزدیک فرق ہے، تصویر سازی کو مطلقاً حرام اور ناجائز تحریر فرماتے ہیں، اور اقتناء تصویر مطلقاً ناجائز نہیں لکھتے ہیں، بلکہ بعد تغیرات جائز تحریر فرماتے ہیں، لہٰذا ان وجوہ سے زید کا قول حق معلوم ہوتا ہے، کہ فوٹو لینے میں کسی جاندار کے خواہ وجہ کی طرف سے لیا جاوے یا پشت کی طرف سے عدم جواز ہو اگرچہ زید کی تعمیم مستبین الاعضاء یا غیر مستبین الاعضاء ان دونوں کی مساواۃ روایات سے مفہوم نہیں ہوتی، اور (روایۃ ترمذی، ابواب الآداب والإستئذان، النسخۃ الھندیۃ ۲/۱۰۸، دارالسلام رقم: ۲۸۰۶، ابو داؤد، باب فی الصور، النسخۃ الھندیۃ ۲/۵۷۳، دارالسلام رقم: ۴۱۵۸) جس کے الفاظ یہ ہیں۔

فمر برأس التمثال الذي علی باب البیت یقطع فیصیر کھیئۃ الشجرۃ.

اس امر کے اوپر دلالت کرتی ہے، کہ بعد قطع رأس تصویر ذی روح کی باقی نہیں رہتی، بلکہ وہ کالشجرۃ ہو جاتی ہے، حالانکہ وہ تصویر ظاہراً حیوان ہی کی تصویر معلوم ہوتی ہے، اور مضاہاۃ بخلق اللہ جو علۃ حرمت ہے متحقق معلوم ہوتی ہے، اور نیز مخصوص رأس کا مختلف فیہ ہونا بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ جب بعض اجزاء اصلیہ مفقود ہو گئے تو وہ تصویر ذی روح کی تصویر نہ رہی، ردالمختار میں ہے۔

وفیہ إشعار بأنہ لا تکرہ صورۃ الرأس وفیہ خلاف کما فی اتخاذھا کذا فی المحیط.

معلوم ہوتا ہے کہ بعض فقہاء نے ایسے جزء کا حکم کل قرار دیا ہے، اور ذی روح قرار دے کر اس

کو منع کیا ہے، اور بعض نے اس کو غیر ذی روح قرار دیا ہے، اور جائز فرمایا ہے: بندہ کے نزدیک ایسے اختلاف کی صورت میں اس خلاف کو نزاع لفظی پر محمول کیا جاوے اور حرمت کا محمل عام اس کو قرار دیا جائے کہ جب قصداً کسی ذی روح کی تصویر پشت کی جانب سے لی جاوے تو بروئے اطلاق روایات ناجائز ہو اور جبکہ تصویر کا لینا مقصود نہ ہو مثلاً کسی مکان جنگل یا پہاڑ کی تصویر لینی مقصود ہے، اور پشت کی جانب سے کسی انسان کی تصویر آ گئی یا اس قدر صغیر ہے کہ جو قریب سے بھی بدشواری فہم میں آتی ہے، گویا مقدار طیر سے بھی کم ہے، تو ایسی صورت میں جائز کہہ دیا جاوے، بظاہر کچھ مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ: خلیل احمد عفی عنہ (تتمہ اولیٰ/۳۲۲)

(۸) باب الجماعة

باجماعت نماز واجب ہے یا سنت؟

سوال [۲۰۱۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ باجماعت نماز پڑھنا کیا حکم رکھتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: باجماعت نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے جو واجب کے قریب ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ٦/٤٠٧، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ٩/٣٩٢)

قال (عبد الله بن مسعودؓ) إن رسول الله ﷺ، علمنا سنن الهدى وإن من سنن الهدى، الصلاة في المسجد الذي يؤذن فيه. (صحيح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة، النسخة الهندية ١/٢٣٢، بيت الأفكار رقم: ٦٥٤، صحيح ابن حبان دارالفكر ٣/٢١٠، رقم: ٢٠٩٩، المعجم الكبير للطبراني، داراحياء التراث العربي ٩/١٢٠، رقم: ٨٦٠٨)

عن ابن عباس عن النبى صلى الله عليه وسلم، قال: من سمع النداء فلم يأته، فلا صلاة له، إلا من عذر. (سنن ابن ماجه الصلاة، باب فضل الصلاة الجماعة في جماعة النسخة الهندية /٥٧، دارالسلام رقم: ٧٩٣، المستدرك، كتاب الصلاة قديم ١/٣٧٣، مكتبه نزار مصطفى البازجديد١/٣٦٤، رقم:٨٩٤، ٨٩٥)

الجماعة سنة مؤكدة للرجال، قال الزاهدى: أرادوا بالتأكيد الوجوب. (شامى كتاب الصلوٰة، باب الإمامة كراچى ١/٥٥٢، زكريا٢/٢٨٧)

الجماعة سنة مؤكدة أي قوية تشبه الواجب فى القوة. (تبيين الحقائق، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة امداديه، ملتان ١/١٣٢، زكريا١/٣٤٠، البحرالرائق،

کتاب الصلاة، باب الإمامة، زکریا ۱/۳۰۳، کوئٹه ۱/۳٤٤)

تجب على العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الجماعة من غير حرج. (حلبی کبیر، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة اشرفی /۵۰۸)

الصلوٰة بالجماعة فی الأصح مؤکدة شبیهة بالواجب فی القوة. (مراقی الفلاح دیوبند /۱۰۷، باب الإمامة، دارالکتاب دیوبند/ ۲۸۶) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر:۴۰/ ۱۱۳۵۴)

تارک جماعت مردود الشہادہ ہے

سوال [۲۰۱۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جماعت کا شرعی حکم کیا ہے، قصداً نماز باجماعت ترک کرنا کیسا ہے؟ ایسا امام جس میں کوئی خامی ہو، اسکے پیچھے نماز نہ پڑھیں جماعت ترک کردیں۔

المستفتي: محی الدین، قصبہ سہسپور، ضلع بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جماعت کا شرعی حکم یہ ہے کہ بلا عذر شرعی یا طبعی ترک کرنے والا فاسق ومردود الشہادۃ ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم ۳۵۹۸، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/ ۷۰، جدید ڈابھیل ۶/ ۱۴۹، فتاویٰ دارالعلوم ۳/ ۳۰۵، زکریا)

وتدل على الوجوب من أن تاركها من غير عذر ترد شهادته ويأثم الجيران بالسكوت عنه. (کبیری /٤٥٥، ۳٥۹، جدید زکریا/ ۳٤۱)

عن عبد الله، قال: من سره أن يلقى الله غداً مسلماً فليحافظ على هؤلاء الصلوات حيث ينادى بهن فإن الله شرع لنبيكم صلى الله عليه وسلم سنن الهدى، وإنهن من سنن الهدىٰ ولو أنكم صليتم في بيوتكم

كما يصلى هذا المتخلف فى بيته لتركتم سنة نبيكم ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم الحديث .(مسلم ، المساجد باب فضل صلاة الجماعة ، النسخة الهندية ١/٢٣٢ ، بيت الأفكار رقم: ٦٥٤)

امام کی خامی کیا ہے تعیین کیجئے، اس کے بعد جواب دیا جاسکتا ہے۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍صفر ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۵۲۰)

تارک جماعت کا حکم

سوال [۲۰۱٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بغیر عذر کے جماعت ترک کرنے والا شریعت کے نزدیک کس حکم کے دائرے میں داخل ہے، جو آدمی دینی نمائندہ ہو اور نماز باجماعت کا پابند نہ ہو اس کا حکم شریعت میں کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو شخص بلا عذر شرعی جماعت سے نماز نہیں پڑھتا وہ گنہگار اور فاسق اور مردود الشہادۃ ہے، اور جو شخص دینی نمائندہ ہو اور ترک جماعت کا عادی ہو وہ بھی فاسق اور مردود الشہادۃ ہے، وہ اس لائق نہیں کہ اسکو دین وشریعت کا نمائندہ بنایا جائے۔(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ٦/ ۴۰۹، فتاویٰ حقانی ۳/ ۱۲۷، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۹/ ۳۹۵)

عن أبي الأحوص ، عن عبد الله رضى الله عنه قال لقد رأيتنا وما يتخلف عن الصلوٰة ، إلا منافق قدعلم نفاقه ، أو مريض ، إن كان المريض ليمشى بين رجلين حتى يأتي الصلاة ، وقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم علمنا سنن الهدى ، وإن من سنن الهدى ، الصلاة فى المسجد الذي يؤذن فيه . (صحيح مسلم ، المساجد باب فضل صلاة الجماعة النسخة الهنديه ١/٢٣٢ ، بيت الأفكار قديم: ٦٥٤ ، صحيح ابن حبان دارالفكر ٣/ ٢١٠ ، رقم:

۲۰۹۹، المعجم الکبیر للطبراني، داراحیاء التراث العربي ۹/۱۲۰، رقم: ۸٦۰۸)

إن تارک الجماعة یستوجب إساء ة ولا تقبل شهادته إذا ترکها استخفافا بذلک.(فی منحة الخالق) إذا ترکها استخفافا أي تهاونا وتکاسلا ولیس المراد حقیقة الإستخفاف الذی هو الإحتقار فإنه کفر. (البحر الرائق ، کتاب الصلوٰة ، باب الإمامة ، زکریا ۱/ ٦۰۳، کوئٹه ۱/ ۳٤٤، منحة الحالق علی البحرالرائق ، کتاب الصلوٰة ، باب الإمامة کوئٹه ۱/ ۳٤٤، زکریا ۱/ ٦۰۳)

الجماعة سنة مؤکدة للرجال : قال الزاهدی أرادوا بالتأکید الوجوب (تحته) والأحکام تدل علی الوجوب من أن تارکها بلاعذر یعزر ویرد شهادته . (شامی کتاب الصلوٰة ، باب الإمامة زکریا ۲/ ۲۸۷، کراچی ۱/ ۵۵۲، حلبي کبیر ، کتاب الصلوٰة ، باب الإمامة اشرفیه/ ۵۰۹، شرح النقایه ، کتاب الصلوٰة ، باب الإمامة، اعزازیه دیو بند ۱/ ۸۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۳۵۸)

کسی کے انتظار میں جماعت میں تاخیر کرنا

سوال [۷۰۱۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے جماعت کھڑی ہونے والی ہے اور اسی مسجد میں ایک نابینا بھی نماز پابندی سے پڑھتا ہے ،جماعت ہونے والی ہے نابینا وضو کر رہا ہے امام صاحب تو انتظار کرنا چاہتے ہیں لیکن مقتدیوں پر گراں گذر رہا ہے ،تو ایسی صورت میں امام کو کیا کرنا چاہئے امام صاحب انتظار کریں، یا پھر نماز کیلئے کھڑے ہو جائیں۔

المستفتي: محمد فرقان، رامپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب جماعت کا وقت ہوگیا ہے، اور نمازی آچکے ہیں، تو بینا اور نابینا کے انتظار میں امام صاحب جماعت میں تاخیر نہیں کریں گے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ۳۰۵)

لو انتظر الإقامة ليدرك الناس الجماعة يجوز لواحد بعد الإجتماع لا الخ. (شامی باب صفة الصلوٰة، مطلب فی اطالة الركوع للجائی، زكريا ٢/ ١٩٨، كراچی ١/ ٤٩٥)

ينتظر الإقامة ليدرك الناس الجماعة يجوز ولو أخر بعد الاجتماع لا. (بزازيه، كتاب الصلوٰة، الفصل الأول فی الآذان، زكريا جديد ١/ ١٩، وعلی هامش الهنديه، زكريا قديم ٤/ ٢٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۶۷۶۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/٦/۱٦ھ

راستہ خراب ہونے کی وجہ سے ترک جماعت

سوال [۲۰۱۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میری رہائش گاہ اہل ہنود کے درمیان ہے اور وہاں سے مسجد بھی کافی دور ہے راستہ مخدوش ہے جماعت کی نماز کس طرح ادا کروں کیا بیوی کو شریک جماعت بنا سکتا ہوں، اگر اجازت ہے تو تکبیر کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: فضل الرحمٰن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعی راستہ مخدوش ہے تو آپ پر جماعت کے لئے مسجد حاضر ہونا لازم نہیں ہے، بلکہ گھر میں والدہ یا بیوی بہن وغیرہ کے ساتھ باجماعت

نماز ادا کرنا جائز ہے، البتہ ایک عورت ہے تو اسکو بھی پیچھے ہی کھڑا کرنا لازم ہے، مرد کے برابر کھڑی کرنے سے نماز فاسد ہوجائے گی۔

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ، من سمع المنادى فلـم يمنعه من اتباعه عذر قالوا: وما العذر ؟ قال خوف أو مرض الحديث. (أبوداؤد الصلاة ، باب التشديدفى ترك الجماعة النسخة الهندية ١/ ٨١، دارالفكر برقم: ٥٥١)

عن عبد الرحمن بن غنم ، قال: قال أبومالک الأشعرى لقومه: ألا أصلى لكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فصف الرجال ، ثم صف الولدان خلف الرجال ثم صف النساء خلف الولدان. (مسند احمد ٥/ ٣٤١، رقم: ٢٣٢٨٤)

عن أنس رضى الله عنه قال: صلى النبى صلى الله عليه وسلم في بيت أم سليم ، فقمت ويتيم خلفه ، وأم سليم خلفنا. (بخارى شريف ، الأذان ، باب صلوٰة النساء خلف الرجال ، النخسة الهنديه ١/ ١٢٠، رقم: ٨٦٣، ف: ٨٧١)

يسقط حضور الجماعة (إلى قوله) وخوف ظالم الخ. (مراقى الفلاح مع حاشية للطحطاوى كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة، فصل يسقط حضور الجماعة بواجبه قديم/ ١٦٢، جديد دارالكتاب ديوبند /٢٩٧، الدر المختار ، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة كراچى ١/ ٥٥٦، زكريا٢/ ٢٩٣، مصرى١/ ٤١١)

حتى لو صلى في بيته بزوجته أو جاريته أو ولده ، فقد أتى بفضيلة الجماعة الخ. (طحطاوى على المراقى ،كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة قديم/١٥٦، جديد، دارالكتاب ديو بند/٢٨٧)

المرأة إذا صلت مع زوجها فى البيت ، إن كان قدمها بحذاء قدم الزوج لا تجوز صلاتها بالجماعة . (شامى كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة مطبوعة كراچى ١/ ٥٧٢، زكريا٢/ ٣١٥، كوئٹه ١/ ٤٢٣) فقط اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
(الف فتویٰ نمبر: ٢٣/ ٦٤٦)

کیا نابینا پر باجماعت نماز ادا کرنا ضروری ہے

سوال [۲۰۱۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں ایک نابینا شخص ہوں مجھے احتلام قطرہ اور ریاح کی شکایت ہے، تو کیا مجھ پر باجماعت نماز ادا کرنا ضروری ہے، اگر جماعت سے نماز پڑھنا ضروری ہے تو اس کا اہتمام کس طرح کروں کیوں کہ میں نابینا ہوں۔ جواب دیں؟

المستفتي: نور محمد، محلّہ بارہ دری،
قصبہ: لہرپور، ضلع: سیتاپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: آپ نابینا ہیں اور بیماری بھی لاحق ہے تو اس بناء پر جماعت سے نماز پڑھنا آپکے اوپر سے معاف ہے گھر میں یا جہاں آپ کا قیام ہو وہیں تنہا نماز پڑھ لیا کریں، ہاں بشرط سہولت اگر مسجد میں جائیں تو نماز کے وقت میں جب چاہیں وضو کریں جائز ہے۔

والاعمیٰ عند أبي حنيفة قال ابن الهمام والظاهر أنه اتفاق. (حلبی کبیر، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی الإمامة اشرفیه دیوبند/ ۵۱۰، کبیری / ٤٧٥، طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوٰۃ، فصل یسقط حضور الجماعة جدید دارالکتاب دیوبند /۲۹۸، قدیم /۱٦۲، درمختار مع الشامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا ۲/ ۲۹۲، کراچی ۱/ ۵۵۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ٦٧٣٤)

مدرسہ میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھ کر مسجد میں دوبارہ جماعت سے نماز پڑھنا

سوال [۲۰۲۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں نے اجمیر

یا کوئی دوسری جگہ جانے کا ارادہ کیا مگر نماز ظہر ایک بجکر ۳۰ رمنٹ پر ہے اور ریل ایک بجے ہے، اور اذان بھی نہیں ہوئی ہے پانچ یا چھ آدمی مسجد میں تھے، ان لوگوں سے کہا تم لوگ میرے ساتھ نماز پڑھ لو تو جماعت کا ثواب مجھے مل جائیگا، اور تم لوگ جب مسجد میں جماعت ہوگی تو پھر پڑھ لینا تو اس طرح میں نے نماز پڑھ لی اور جب اذان ہوئی تو دوسرے لوگوں نے جماعت سے نماز دوبارہ پڑھ لی، تو اس طرح جماعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مفصل جواب سے نوازیں کرم ہوگا؟

المستفتي: مزمل الحق، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: صورت مذکورہ میں جن لوگوں نے مدرسہ میں فرض نماز ادا کرنے کے بعد مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی ہے وہ صحیح ہے اور ان کی مسجد میں باجماعت پڑھی ہوئی نماز نفل بن جائیگی۔

فقال (رسول الله صلى الله عليه وسلم) إذا جئت إلى الصلوة، فوجدت الناس فصل معهم، وإن كنت قد صليت تكن لك نافلة، وهذه مكتوبة .(سنن أبو داؤد، الصلاة، باب فيمن صلىٰ فى منزله ثم أدرك الجماعة يصلى معهم، النسخة الهنديه ١/٨٥، دارالسلام رقم: ٥٧٧، سنن الدارقطنى، كتاب الصلوٰة، باب إعادة الصلاة، فى جماعة دارالكتب العلميه بيروت ١/٢٨٣، رقم: ١٠٦٧، السنن الكبرىٰ للبيهقى، كتاب الصلاة، باب من قال الثانيه فرض وفيه نظر دارالفكر ٢٢٨/٣، رقم: ٣٧٤٣)

ثم اقتدى بالإمام متنفلاً ويدرك بذلك فضيلة الجماعة . (درمختار كتاب الصلوٰة، باب ادرك الفريضة زكريا٢/٥٠٦، كراچى ٢/٥٣) فقط **واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ رجمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۵۳۴۰)

کیا لوگوں کے طعنہ کے سبب تنہا گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے

سوال [۲۰۲۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نماز باجماعت کے بارے میں حدیث شریف میں تاکید وتلقین آئی ہے لیکن ایک شخص عالم دین ہے نماز باجماعت پڑھتا ہے کبھی کبھار دونمازیں یا لگاتار تین نمازیں گھر میں منفرداً پڑھ لیتا ہے، اس امر منکر سے ہم نے روکا تو وہ شخص کہتا ہے کہ میری کوئی خاص مشغولی نہیں ہے نماز پڑھنے مسجد جاؤں گا تو لوگ یہ کہیں گے کہ دیکھو ملا نے کا کام صرف مسجد جا کر نماز پڑھنے کا رہ گیا ہے، پھر منفرداً نماز پڑھنے پر دو دلیلیں قائم کرتا ہے۔

(۱) السلامة فی الوحدة.

(۲) ترک جماعت کے بھی اعذار ہیں، ان میں سے ایک عذر میرے ساتھ لگا ہوا ہے، حضرت مفتی صاحب کیا اس کی یہ عذر بیانی درست ہے، اگر نماز باجماعت پڑھے گا تو اس کی بیکاری اس کی عزت کھودے گی؟ موجودہ زمانہ میں کن حالات میں ترک جماعت درست ہے؟ مدلل اور مفصل بیان فرمائیں؟

المستفتي: محمد رضوان قاسمی، سورت

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ترک جماعت بلا عذر شرعی کرنے سے آدمی فاسق ہوجاتا ہے، گرچہ وہ اس کو تنہا اپنے گھر میں پڑھتا ہو اور مذکورہ عالم صاحب کی دونوں باتیں شریعت اسلامیہ سے دوری پر دلالت کرتی ہیں، اور یہ دونوں اعذار عذر شرعی نہیں ہیں، بلکہ جہالت اور دین حق سے ناواقفیت پر مبنی ہیں، بلکہ ایک عالم ہونے کی حیثیت سے بڑی پابندی کے ساتھ مسجد جا کر کے نماز پڑھے تاکہ اعتراض کرنے والوں کی عالم کے عمل سے اصلاح ہوجائے، اور اس سلسلہ میں مسلمانوں کو مسجد آکر باجماعت نماز پڑھنے کی ترغیب دیتے رہنا ایک عالم دین کی ذمہ داری ہے۔

عن عبد الله بن مسعودؓ قال: حافظوا على الصلوات الخمس حيث ينادي بهن،فإنهن من سنن الهدىٰ ، وإن الله عزوجل شرع لنبيه سنن الهدىٰ، ولقد رأيتنا وما يتخلف عنها إلا منافق ...... ولو صليتم في بيوتكم ، وتركتم مساجدكم، تركتم سنة نبيكم، ولو تركتم سنة نبيكم لكفرتم. (ابو داؤد ، الصلوٰة، باب التشديد فى ترك الجماعة، النسخة الهنديه ١/ ١٨١، دارالسلام رقم: ٥٥٠)

قال عبد الله ...... .ولعمرى ما اخال أحدكم إلا وقد اتخذ مسجداً في بيته ولو أنكم صليتم في بيوتكم كما يصلى هذا المتخلف في بيته لتركتم سنة نبيكم صلى الله عليه وسلم ولوتركتم سنة نبيكم صلى الله عليه وسلم لضللتم. (مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمى ١/ ٥١٦، رقم: ١٩٧٩، مسند أبي داؤد الطيالسى ، دارالكتب العلميه بيروت ١/ ٣٤٧، رقم: ٣١١، المعجم الكبير للطبرانى، دار احياء التراث العربي ٩/ ١١٦، رقم: ٨٥٩٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۴۹۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۴/۲۱ھ

ملا کہنے کی وجہ سے نماز باجماعت ترک کردینا

سوال [۲۰۲۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص عالم دین ہے باجماعت نماز پڑھتا، لیکن کبھی کبھی لگاتار دو یا تین نماز لگاتار گھر پر منفرداً پڑھ لیتا ہے ، اور عذر یہ بیان کرتا ہے کہ مسجد جاکر نماز پڑھوں گا تو لوگ کہیں گے ملا کا کام صرف مسجد جاکر نماز پڑھنا رہ گیا ہے، تو کیا اس کا یہ کہنا عذر میں شامل ہوگا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا عذر شرعی جماعت سے نماز نہ پڑھنا جائز نہیں ہے، اور لوگوں کا یہ کہنا کہ ملا کو صرف مسجد آکر نماز پڑھنے کا کام رہ گیا ہے یہ کوئی عذر

نہیں ہے، کیونکہ شریعت نے ترک جماعت کے لئے جن چیزوں کو عذر قرار دیا ہے یہ ان میں سے نہیں ہے، اور ایسا کہنے والا بے دین ہے، اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہدایت نصیب فرمائے ،اور کسی عالم دین کا اس طرح بازاری لوگوں کی بازاری باتوں سے متأثر ہوکر اقامت صلوٰۃ جیسی اہم عبادت کو ترک کردینا انتہائی بزدلی ہے، اور اسکی عادت بنالینا نہایت مذموم عمل ہے، ایسا شخص فاسق اور مردود الشہادت ہے، توبہ کرلے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۹/۳۹۴، ڈابھیل ٦/ ۴۰۷/ ۴۰۸، امداد الفتاویٰ زکریا ۱/ ۷۸٦)

الجماعة سنة مؤكدة للرجال ، قال الزاهدي: أرادوا بالتأكيد الوجوب ، تجب على الرجال العقلاء البالغين القادرين على الصلاة بالجماعة من غير حرج ، والظاهر أن المراد به العذر المانع : كالمرض، والشيخوخة ، والفلج ، بخلاف نحو المطر ، والطين ، والبرد، والعمیٰ . (شامی کتاب الصلوٰۃ ، باب الإمامة زکریا ۲/ ۲۸۷ تا ۲۹۰، کراچی ۱/ ۵۵۲ تا ۵۵٤، فتح القدير ، كتاب الصلوٰۃ ، باب الإمامة اشرفي ۱/ ۳۵۳، زکریا ۱/ ۳۵۳، کوئٹه ۱/ ۲۹۹، هنديه ، كتاب الصلوٰۃ، الباب الخامس فی الإمامة، زکریا قديم ۱/ ۸۲، جديد ۱/ ۱٤۰، تاتارخانیه ۲/ ۲۸۰، رقم: ۲٤۲۲)

عن عبد الله بن مسعودؓ قال: حافظوا على هؤلاء الصلوات الخمس حيث ينادي بهن ، فإنهن من سنن الهدي، وإن الله عزوجل شرع لنبيه صلى الله عليه وسلم سنن الهدي ، ولقد رأيتنا، وما يتخلف عنها إلا منافق...... ولو صليتم في بيوتكم ، وتركتم مساجدكم ، تركتم سنة نبيكم ولو تركتم سنة نبيكم لكفرتم. (ابوداؤد الصلوٰۃ ، باب التشديد فی ترك الجماعة ، النسخة الهنديه ۱/ ۸۱، دارالسلام رقم: ۵٤۳۵ ۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/ صفر ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۴۳۲)

مسجد میں دوران نماز الگ نماز پڑھنا

سوال [۲۰۲۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ فجر کی نماز جماعت سے ہورہی ہے امام قرأت کرر ہا ہے ایک شخص آیا اور جماعت کی دوصفوں کے فاصلہ پراس نے تنہا فرضوں کی نیت باندھ لی اور وہ بھی اتنی آواز سے قرأت کر کے پڑھنے لگا کہ امام کے پیچھے کے مقتدی کو اس شخص کی آواز سنائی دینے لگی اس کا یہ عمل کیسا ہے؟ کیا اس کی نماز ہو گی۔ جواب سے نوازیں آپ کی مہربانی ہوگی؟

المستفتي: عبدالحسیب سیفی،
شاہ آباد، ضلع: رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز کو جماعت کیساتھ پڑھنا سنت مؤکدہ بلکہ واجب ہے، لھذا دوران جماعت کسی شخص کا اکیلے نماز پڑھنا بہت برا عمل ہے، خصوصاً جبکہ وہ بلند آواز سے قرأت بھی کرر ہا ہو تو اس کی برائی اور بھی بڑھ جاتی ہے، اگر چہ اس شخص کا فریضہ ادا ہو جائے گا، حدیث شریف میں ایک واقعہ آتا ہے، کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے نماز پڑھائی نماز کے بعد دو شخصوں کو جماعت سے الگ بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کو سرزنش فرمائی۔

عن جابر بن یزید بن الأسود ، عن أبیه ، قال: شهدت مع النبی صلی الله علیه وسلم حجته ، فصلیت معه صلوٰة الصبح فی مسجد الخیف، فلما قضی صلوٰته انحرف ، فإذا هو برجلین فی أخریٰ القوم لم یصلیا معه ، فقال: علي بهما، فجییء بهما ترعد فرائصهما ، فقال: ما منعکما أن تصلیا معنا ، فقالا : یارسول الله ! إنا کنا قد صلینا فی رحالنا ، قال: فلا تفعلا ، إذا صلیتما فی رحالکما ، ثم أتیتما مسجد جماعة فصلیا معهم ، فإنها لکما نافلة. (ترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء فی الرجل یصلی وحده ثم

یدرك الجماعة النسخة الهندیه ١/٥٣، دارالسلام رقم: ٢١٩، سنن أبی داؤد ، الصلاة باب فیمن صلی في منزله ثم أدرك الجماعة یصلی بهم النسخة الهندیة ١/٨٥، دار السلام رقم: ٥٧٥، سنن النسائی ، الصلاة ، إعادة الفجر مع الجماعة لمن صلیٰ وحده النسخة الهندیه ١/٩٨، دارالسلام رقم: ٨٥٩، صحیح ابن خزیمه ، المکتب الاسلامی ٢/٧٨٩، رقم: ١٦٣٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٨ رمحرم ١٤٢٠ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٤/٦٠٠٢)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٢٨/١/١٤٢٠ھ

مسجد میں جماعت کے بعد تنہا نماز پڑھنا

سوال [٢٠٢٤]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عصر کی نماز جماعت سے ہورہی ہے، ایک شخص قرآن مجید پڑھ رہا ہے، وہ جماعت میں شامل نہیں ہوا، اورقرآن پڑھتا رہا اور وہ بھی اتنی آواز سے کہ امام اور مقتدیوں کو اسکی آواز آرہی ہے اور جماعت کے بعد قرآن رکھ کر تنہا نماز پڑھی، اس کے اس عمل کے بارے میں تفصیل سے بتائیں اس کا کیا حکم ہے؟ نوازش ہوگی۔

المستفتي: عبدالحسیب سیفی ،شاہ آباد، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں عین جماعت کےوقت فرض باجماعت سے ہٹ کرکسی دوسرے کام میں مشغول ہونا جائزنہیں اوربآواز بلندقرآن مجید پڑھنے کی بھی شرعاً اجازت نہیں ہے، بلکہ جماعت میں شامل ہوجانا لازم ہے۔

عن أبي هریرة رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ علیه وسلم : إذا أقیمت الصلاة ، فلا صلاة إلا المکتوبة . (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء إذا أقیمت الصلاة ، فلا صلاة إلا المکتوبة ، النسخة الهندیه ١/٩٦، دارالسلام رقم:

٤٢١ ، مصنف عبد الرزاق ، المجلس العلمی ٢/٤٣٦ ، رقم: ٣٩٨٩)

وفی القنیه: تارک الجماعة من غیر عذر یجب تعزیره. (شرح النقایه، کتاب الصلاة ، باب الجماعة ، اعزازیه دیوبند ١/٨٥)

إن تارک الجماعة یستوجب إساءة الخ. (البحرالرائق ، کتاب الصلوٰة ، باب الإمامة زکریا ١/٦٠٣ ، کوئٹه ١/٣٤٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ رمحرم ۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۶۰۰۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/۱/۱۴۲۰ھ

مال کی حفاظت کی وجہ سے مسجد نہ جاکر تنہا نماز پڑھنا

سوال [۲۰۲۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں اپنے گاؤں کے قریب میں کریشر چلاتا ہوں اور گنا خرید کر گڑ بنا کر فروخت کرتا ہوں میرے کریشر کی چہار دیواری نہیں ہے اور میں اس کا اکیلا نگراں ہوں اور جب مسجد میں نماز پڑھنے جاتا ہوں تو گنا اور گڑ چوری ہوجاتا ہے، کچھ لوگ اس گھات میں رہتے ہیں کہ یہ کس وقت یہاں سے جائے اور ہم اپنا کام بنائیں میں اس نقصان سے بچنے کیلئے کریشر پر بے جماعت کے نماز پڑھ لیا کروں تو میرے لئے یہ عذر شرعی ہے یا نہیں اور کریشر پر جماعت کا کوئی انتظام نہیں ہوسکتا؟

المستفتي: عبدالرحمٰن رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب تک آدمی کا انتظام نہ ہو اس وقت تک گنا اور گڑ کی حفاظت کیلئے مسجد کی جماعت چھوڑ کر کریشر پر تنہا نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔

عن ابن عباس رضی قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم، من سمع المنادی فلم یمنعه من اتباعه عذر ، قالوا: وما العذر ؟ قال: خوف ، أو مرض، لم تقبل

منه الصلاة التي صلي. (سنن أبي داؤد، الصلاة، باب التشديد فى ترك الجماعة النسخة الهندية ١/٨١، دارالسلام رقم: ٥٥١، المستدرك، كتاب الصلاة قديم ١/٣٧٣، مكتبه نزار مصطفى الباز، جديد١/٣٦٤، رقم: ٨٩٦)

وخوف على ماله أي من لص ونحوه إذا لم يمكنه غلق الدكان أو البيت الخ. (شامى، باب الإمامة، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، زكريا ٢/٢٩٣، كراچى ١/٥٥٦، حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح كتاب الصلاة، فصل يسقط حضور الجماعة بواحد من ثمانية عشر شيئاً دارالكتاب ديوبند١/٢٩٧، الموسوعة الفقهيه ٢٧/١٨٩) **فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱؍ربیع الاول ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۹۰۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/۳/۱۴۱۵ھ

اجرت لے کر نماز تراویح پڑھانے والے کی اقتداء کرے یا تنہا نماز پڑھے

سوال [۲۰۲٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تراویح کی نماز میں حافظ کو اجرت دینے اور لینے کا عام رواج بن چکا ہے اور زید ایک عالم ہے تو کیا زید اس مذکورہ حافظ کے پیچھے نماز تراویح پڑھے یا تنہا گھر میں الم تر کیف سے پڑھے جو بھی بہتر صورت ہو اس کو بیان فرمائیں کرم ہوگا؟

المستفتي: اسرار الحق، کشن گنج، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جماعت سے نماز پڑھنا، بہر صورت افضل اور بہتر ہے، اسلئے مذکورہ عالم کو جماعت میں شریک ہونا چاہئے اور حافظ کے اجرت لینے کی وجہ

سے عالم کے نماز کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی، بشرطیکہ مذکورہ عالم حافظ صاحب کو اجرت دینے والوں میں شامل نہ ہوں۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ زکریا ۱/۴۹٦)

عن أبي هريرةؓ، أن رسول الله ﷺ قال: صلوا خلف كل بر وفاجر.
(سنن الدار قطني، كتاب العيدين، باب صفة من تجوز الصلاة معه والصلاة عليه، دار الكتب العلميه بيروت ۲/ ٤٤، رقم: ۱۷٥۰)

عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ الجهاد واجب عليكم مع كل أمير براً كان أو فاجراً والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم براً كان أو فاجراً. (سنن أبي داؤد الجهاد، باب في الغزو مع أئمة الجور النسخة الهنديه ۱/ ۳٤۳، دار السلام رقم: ۲٥۳۳)

صلیٰ خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة (تحته في الشامية) أفاد أن الصلوٰة خلفهما أولیٰ من الإنفراد. (شامی كتاب الصلوٰة، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة اقسام زكريا ۲/ ۳۰۱، كراچی ۱/ ٥٦۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۹۳۰۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/ ۵/ ۱۴۲۸ھ

معذور شخص کا گھر پر نماز پڑھنا

سوال [۲۰۲۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں ایک عالم صاحب بیمار ہیں، نماز کیلئے مسجد نہیں جا سکتے معذور ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ محلّہ کے دو چار آدمی ان بزرگ کے ساتھ مل کر گھر پر ہی جماعت کر لیا کریں تو اس طرح ان بزرگ کی نماز جماعت سے ہوتی رہے گی، معلوم یہ کرنا ہے کہ وہ بزرگ تو معذور ہیں شرعاً مسجد نہیں جا سکتے ہیں یہ دوسرے حضرات جو مسجد چھوڑ کر بزرگ کیساتھ گھر پر جماعت کرتے ہیں کیا یہ لوگ مسجد کی جماعت چھوڑنے کے مجرم تو نہیں ہونگے، اور ان

عالم برزگ کا یہ عمل صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتي: عبدالرشید قاسمی، سیڑھا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مذکورہ عالم صاحب واقعی اتنے بیمار ہیں کہ نماز کے لئے مسجد نہیں جاسکتے ہیں تو ایسی صورت میں وہ اگر گھر میں تنہا نماز پڑھیں تو بھی ان کو جماعت کا ثواب ملے گا، البتہ اگر کبھی کبھار، ہفتہ عشرہ میں کوئی تندرست آدمی بخوشی مسجد کی جماعت سے رک کر ضعیف کیساتھ باجماعت نماز پڑھتا ہے تو اس کی گنجائش ہے، لیکن اس کی عادت نہ بنائی جائے اور نہ تندرست آدمی پر دباؤ ڈالا جائے کہ ضعیف کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھے، اس لئے کہ ضعیف کو گھر پر تنہا نماز پڑھنے کی صورت میں بھی جماعت کا ثواب مل رہا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ، جدید ڈابھیل ۷/ ٥٦٦)

عن ابن عباس رضـ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: من سمع المنادي فلم يمنعه من اتباعه عذر، قالوا: وما العذر؟ قال: خوف أو مرض، فلم يقبل الله منه الصلاة التي صلي. (سنن الدار قطني، كتاب الصلاة، باب الحث لجار المسجد على الصلاة فيه، إلا عن عذر، دارالكتب العلمية ١/ ٤٠٠، رقم: ١٥٤٢، السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصلاة، باب ترك الجماعة بعذر المرض والخوف دارالفكر ٤/ ٢٠٨، رقم: ٥١٥٠، ٥١٥١)

وإذا انقطع عن الجماعة لعذر من أعذارها وكانت نيته حضورها لولا العذر يحصل له ثوابها، والظاهر أن المراد به العذر المانع كالمرض والشيخوخة. (شامی باب الإمامة، مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد كراچی ١/ ٥٥٤، زكريا ٢/ ٢٩١) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٦/ جمادی الاولیٰ ١٤٢٩ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٨/ ٩٦١٣)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١٨/ ٥/ ١٤٢٩ھ

برص کی بیماری میں گھر پر نماز پڑھنا

سوال [۲۰۲۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص جس کو برص کی بیماری ہے لوگ اس سے کراہت کرتے ہیں، اور وہ نماز پڑھنے جاتا ہے، اگلی صف میں کھڑا ہوتا ہے اور کوئی شخص اس کے بغل میں کھڑا ہونا نہیں چاہتا ہے اس وجہ سے صف میں دو تین آدمی کی جگہ باقی رہ جاتی ہے، لوگ دوسری صف بنالیتے ہیں کیا اگلی صف میں جگہ باقی رہنے سے بلا کراہت دوسری صف والوں کی نماز ہوجائے گی، اور برص والے شخص کے بارے میں کیا کرنا چاہئے کیا اس کراہیت کی وجہ سے ایسے شخص کو گھر میں نماز پڑھنے کا حکم لگایا جاسکتا ہے؟

المستفتي: محمد سفیان، بہرائچ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برص والا شخص اگر اس نیت سے گھر میں نماز پڑھے تاکہ لوگوں کو ایذاء وتکلیف سے محفوظ رکھے، تو اس کو گھر میں ان شاء اللہ جماعت کا ثواب مل جائے گا، اسلئے اس کو اگلی صف میں کھڑے ہوکر نمازیوں میں انتشار پیدا کرنے سے گریز کرنا چاہئے، اور اگر اس کو مسجد ہی میں نماز کا شوق ہے تو پیچھے کی صفوں میں ایک کنارے کھڑے ہوکر نماز پڑھے۔

عن أبي هريرةؓ قال: وجد النبی ﷺ ريح ثوم فی المسجد فقال: من أكل من هذه الشجرة، فلا يقربن مسجدنا. (مسند أحمد بن حنبل ٢/٤٢٩، رقم: ٩٥٤٠، ٢/٢٦٤، رقم: ٧٥٧٣، ٢/٢٦٦، رقم: ٧٥٩٩)

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله ﷺ من سمع المنادى فلم يمنعه من اتباعه عذر، قالوا: وما العذر؟ قال: خوف أو مرض، لم تقبل منه الصلاة التی صلي. (سنن أبی داؤد، الصلاة، باب التشديد فی ترك الجماعة النسخة

الهندية ١/ ٨١، دارالسلام رقم: ٥٥١، المستدرك كتاب الصلاة قديم١/ ٣٧٣، مكتبه نزار مصطفى الباز جديد ١/ ٣٦٤، رقم:٨٩٦)

وفي الدرالمختار: وأكل نحو ثوم ويمنع منه (تحته فى الشامية) وكذلک ألحق بعضهم بذلک من بفيه بخر أوبه جرح له رائحة وكذلک القصاب والسماک والمجذوم والأبرص أولىٰ بالإلحاق .

(شامی ، باب مایفسد الصلوٰة ، مطلب فی الغرس فی المسجد ، زکریا ۲/ ٤٣٥، کراچی ١/ ٦٦١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ ؍ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۹۵۷۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/ ۴/ ۱۴۲۹ھ

کوڑھی کیلئے جماعت کا سقوط

سوال [۲۰۲۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کو کوڑھ کی بیماری ہے اسی حالت میں وہ مسجد میں نماز پڑھنے آتا ہے کچھ لوگ اس بات پر اعتراض کرتے ہیں، لہٰذا زید کا مسجد میں آنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث سے جواب دیں، ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے؟

المستفتي: سمیع الدین، شرف الدین،
حسن خاں، قاضی پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اعتراض کرنے والے حق پر ہیں، مذکورہ بیماری کی حالت میں زید کے حق میں مسجد میں حاضر ہوکر باجماعت نماز ادا کرنا شرعاً معاف ہے، بلکہ گھر میں تنہا نماز ادا کرنا اس پر لازم ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/ ٦۵)

عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: من أكل من هذه الشجرة

، يعني الثوم ، فلا يؤذينا في مسجدنا، (وقال في موضع آخر: فلا يقربن مسجدنا) ولايؤذينا بريح الثوم. (مسند ابن حنبل ۲/۲٦٦، رقم:۷۵۹۹، ۲/۲٦٤، رقم: ۷۵۷۳، ۲/۲۹، ٤، رقم: ۹۵٤۰)

عن ابن عباس ؓ قال: قال رسول الله ﷺ: من سمع المنادى فلم يمنعه من اتباعه عذر، لم تقبل منه الصلاة التي صلى، قالوا: وما العذر ؟ قال: خوف أو مرض. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ، كتاب الصلوٰة ، باب ترك الجماعة بعذر المرض والخوف دارالفكر بيروت ٤/۲۰۸، رقم: ۵۱۵۰، ۵۱۵۱)

وأكل نحو ثوم ويمنع منه وكذا كل مؤذ ولو بلسانه (تحته في الشامية) وكذلک ألحق بعضهم بذلک من بفيه بخر أو به جرح له رائحة، وكذلک القصاب والسماک والمجذوم والأبرص أولىٰ بالإلحاق .

(الدر المختار مع الشامي، باب مايفسد الصلوٰة ، مطلب في الغرس في المسجد زكريا ۲/٤۳۵، كراچی ۱/٦٦۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲رشوال ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۵/ ۱۴۴۹)

کوڑھ کے مریض کا جماعت میں شریک ہونا

سوال [۲۰۳۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا اسلام کوڑھ کے بیماروں کو مسجد میں غسل اور نماز کی اجازت دیتا ہے؟

المستفتي: ایم شمسی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: ایسے لوگوں کو جمعہ اور جماعت میں حاضر ہونا لازم نہیں ہے، بلکہ اپنے گھر تنہا نماز ادا کرنے کا حکم ہے اور مسجد میں آنا بھی ممنوع ہے، اسلئے کہ

ان سے ملائکہ اور دیگر مسلمانوں اور نمازیوں کو ایذا پہنچتی ہے۔

عن أبی هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ : من أكل من هذه الشجرة، يعنی الثوم ، فلا يؤذينا في مسجد نا، (وقال فی موضع آخر: فلا يقربن مسجدنا) و لايؤذينا بريح الثوم. (مسند ابن حنبل ٢/٢٦٦، رقم:٧٥٩٩، ٢/٢٦٤، رقم: ٧٥٧٣، ٢/٤٢٩، رقم: ٩٥٤٠)

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله ﷺ: من سمع المنادي فلم يمنعه من اتباعه عذر ، قالوا: وما العذر؟ قال: خوف أو مرض. (سنن الدار قطنی ، کتاب الصلاة ، باب الحث لجار المسجد على الصلاة فيه ، إلا من عذر دارالكتب العلمية ١/ ٤٠٠، رقم: ١٥٤٢)

قلت علة النهی أذى الملائكة وأذى المسلمين (إلىٰ قوله) و كذلک ألحق بعضهم بذلک من بفيه بخر أو به جرح له رائحة و كذلک القصاب والسماک والمجذوم والأبرص أولىٰ بالإلحاق وقال سحنون: لا أرى الجمعة عليهما الخ. (شامی ، باب مايفسد الصلوٰة ، مطلب فی الغرس فی المسجد، زکریا٢/ ٤٣٥، کراچی ١/ ٦٦١، مصری ١/ ٦١٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴/ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/ ۲۱۳۷)

کھانسی کے مریض کا مسجد میں نماز کے لئے جانا

سوال [۲۰۳۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کو کھانسی کا مرض لاحق ہے، وہ مسجد میں نماز پڑھتا ہے، جس سے مقتدیوں کو تکلیف ہوتی ہے؟ ایسے شخص کیلئے بہتر طریقہ کیا ہے؟ کیا وہ مسجد کے بجائے گھر میں نماز پڑھ سکتا ہے؟

کیا اسے جماعت ومسجد کا ثواب ملے گا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جی ہاں ایسے شخص کیلئے بہتر طریقہ یہی ہے کہ بجائے مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے گھر میں تنہا نماز پڑھ لیا کرے۔

عن أبی هریرةؓ قال: قال رسول اللهﷺ: من أكل من هذه الشجرة، یعنی الثوم، فلا یؤذینا في مسجدنا (وقال فی موضع آخر: فلا یقربن مسجدنا) ولایؤذینا بریح الثوم. (مسند ابن حنبل ۲/۲٦٦، رقم:۷۵۹۹، ۲/۲٦٤، رقم: ۷۵۷۳، ۲/۴۲۹، رقم: ۹۵٤۰)

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله ﷺ: من سمع المنادي فلم یمنعه من اتباعه عذر، فلا صلاة له، قالوا: وما العذر؟ قال: خوف أو مرض. (المستدرك، کتاب الصلاة قدیم ۱/۳۷۳، مکتبه نزار مصطفی الباز، جدید ۱/۲٦٤، رقم: ۸۹٦)

أذی المسلمین وأذی الملائكة فبالنظر إلی الأولی یعذر فی ترک الجماعة وحضور المسجد وبالنظر إلی الثانیة یعذر فی ترک حضور المسجد ولو کان وحده الخ. (شامی، باب مایفسد الصلوٰة، مطلب فی الغرس فی المسجد زکریا ۲/۴۳۵، کراچی ۱/٦٦۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/رجب ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲٦/۱۸۵۳)

جماعت کے وقت سنت ونفل پڑھنے کا حکم

سوال [۲۰۳۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کو ایک عالم

صاحب نے یہ بتایا کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو داخل مسجد کوئی سنت یا نفل پڑھنے کا حکم نہیں ہے، بلکہ اگر نیت باندھلی ہے تو نیت توڑ دینی چاہئے، زید اس پر عمل کرنے لگا کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ وہ عالم صاحب شافعی مسلک کے تھے۔

المستفتي: مقتدیان، جامع
مسجد، منڈی دھنورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام سنتوں اور نوافل کے بارے میں شرعی مسئلہ یہ ہے کہ جماعت شروع ہونے کے بعد سنت یا نفل کی نیت باندھنا مشروع نہیں ہے البتہ اگر پہلے سے نیت باندھ رکھی ہے تو ایک رکعت پڑھنے کی صورت میں دوسری رکعت اور تین رکعت پڑھنے کی صورت میں چوتھی رکعت تخفیف کے ساتھ پڑھ کر جلدی سے سلام پھیر دے اور جماعت میں شریک ہو جائے نیت توڑنا لازم نہیں؟۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۳/۷۰، جدید ڈابھیل ۷/۱۹۳)

قال اللّٰہ تعالیٰ : وَلاَ تُبْطِلُوْا أَعْمَالَكُمْ .(سورة محمد:۳۳)

عن أبي هريرةؓ عن النبي ﷺ أنه قال: إذا أقيمت الصلاة ، فلا صلاة إلا المكتوبة. (صحيح مسلم، الصلاة ، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن النسخة الهندية ۱/۲٦۷، بيت الأفكار رقم: ۷۱۰، مسند الدارمي، دار المغني ۲/۹۰۷، رقم: ۱٤۸۸، مسند البزار ، مكتبه العلوم والحكم ۱٥/۲٦۳، رقم: ۸۷۳٦)

قوله تركها أى لا يشرع فيها ، وليس المراد بقطعها لما مر أن الشارع فى النفل لا يقطعه قطعاً . (شامى ،كتاب الصلوٰة ، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش زكريا۲/٥۱۰، ۲/٥۰۲، كراچى ۲/٥٦، ۲/٥۰، تقريرات رافعى على الشامى ، باب ادراك الفريضة كراچى و زكريا ۲/۹٦، هكذا فى البحر ، كتاب الصلوٰة ، باب إدراك الفريضة زكريا۲/۱۲٥، كوئٹه ۲/۷۱، و مثله فى الكنز /۳٦)

لہٰذا مسئولہ صورت میں زید کو جنھوں نے نیت توڑنے کا مسئلہ بتایا ہے وہ درست نہیں

ہے؟ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ٦۷۴۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/ ٦/ ۱۴۲۱ھ

جماعت شروع ہونے کے بعد نوافل کی نیت باندھنا

سوال [۲۰۳۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نماز فجر میں امام کے فرض نماز شروع کر دینے کے بعد کسی شخص کا اسی مسجد میں سنتوں کیلئے نیت باندھ لینا کیا قرآن وحدیث سے ثابت ہے، جبکہ اسے امام کے قرآن پڑھنے کی آواز بھی سنائی دے رہی ہے، کیا اسے اس کا پورا ثواب ملے گا یا گناہ کا کام ہے، پورے ثبوت کے ساتھ خلاصہ کر کے سمجھائیں، اللہ آپ کو ثواب عطاء فرمائے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: فرض نماز کی جماعت شروع ہو جانے کے بعد فجر کے علاوہ باقی نماز میں سنتوں کی نیت باندھنا جائز نہیں مکروہ ہے۔

عن أبي هريرةؓ عن النبي ﷺ أنه قال: إذا أقيمت الصلاة فلاصلاة إلا المكتوبة. (صحيح مسلم الصلاة، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن النسخة الهندية ۱/ ۲٤۷، بيت الأفكار رقم: ۷۱۰)

البتہ فجر میں جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد بھی سنت کی نیت باندھ کر اسی مسجد میں جماعت کی صفوں سے بالکل الگ ایک کنارے یا باہر کے حصہ میں سنت فجر پڑھنا جائز ہے انشاء اللہ ثواب بھی ملے گا اس سلسلہ میں حدیث میں صحابہ کا عمل موجود ہے۔

عن أبي هريرة رضى الله عنه أن النبي ﷺ، قال: إذا أقيمت الصلاة، فلا صلاة إلا المكتوبة، إلا ركعتي الصبح. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الصلاة، دارالفكر ٤/ ۳۵، رقم: ٤٦۵۱)

عن عبد اللّٰہ ؓ أنه دخل المسجد، والإمام في الصلوٰة فصلى ركعتي الفجر. (طحاوی شریف قدیم۱/۲۱۹، جدید دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۴۸۵، رقم: ۲۱۵۸)

عن أبي الدرداء أنه كان يدخل المسجد والناس صفوف في صلوٰة الفجر فيصلى الركعتين في ناحية المسجد ثم يدخل مع القوم في الصلوٰة. (طحاوی شریف قدیم ۱/۲۲۰، جدید دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۴۸۷، رقم: ۲۱۶۴) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/۵/۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۵۲۸۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۵/۱۴۱۸ھ

جماعت کھڑی ہونے کے بعد اگلی صف میں سنن ونوافل پڑھنا

سوال [۲۰۳۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کی سب سے اگلی صف میں سنت پڑھنا کیسا ہے؟ اور اگر مکروہ ہے تو کونسا مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی تشریح فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتي: اسرار احمد، محلّہ ضابطہ گنج، نجیب آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جماعت شروع ہونے سے قبل اگلی صف میں سنت ونوافل پڑھنا جائز ہے اور جماعت شروع ہونے کے بعد سنت ونوافل اگلی صف میں مکروہ تحریمی ہے۔

عن أبي هريرة ؓ أن النبی ﷺ أنه قال: إذا أقيمت الصلاة، فلا صلاة إلا المكتوبة. (صحیح مسلم، المساجد، باب کراهة الشروع فی نافلة بعد شروع المؤذن النسخة الهندية ۱/۲۴۷، بیت الأفکار رقم: ۷۱۰، مسند البزار، مکتبه العلوم والحکم

١٥/ ٢٦٣، رقم: ٨٧٣٦)

عن ابن عباس رضؓ قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأخذ المؤذن في الإقامة، فجذبني النبي ﷺ، وقال أتصلي الصبح أربعاً. (مسند أبي داؤد الطيالسي، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ٤٥٦، رقم: ٢٨٥٩، صحيح ابن خزيمه، المكتب الإسلامي ١/ ٥٥٨، رقم: ١١٢٥)

وأشدها كراهة أن يصليها مخالطا للصف مخالفا للجماعة الخ. (شامی كتاب الصلوٰة، باب ادراك الفريضة مطلب هل الإساءة دون الكراهة زكريا ٢/ ٥١١، كراچی ٢/ ٥٦)

ويكره للمفرد أن يقوم فی الصف الخ. (كبيری/ ٣٤٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۵/ ۱۷۵۳)

جماعت کے وقت تنہا صف میں نماز پڑھنا

سوال [۲۰۳۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید جس وقت جماعت ہوتی ہے، اس وقت جماعت والی صف میں کھڑا ہو کر اپنی نماز بغیر امام کی اقتداء کے ادا کرتا ہے، اور چند اشخاص اس کے ایماء پر ویسا ہی کرتے ہیں ایسے مفسدین کے لئے شرعی حکم کیا ہے، اور ان کا یہ فعل شرعاً کیسا ہے؟

المستفتي: محمد اسلام، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی بڑی فضیلتیں اور ترک جماعت پر بڑی وعیدیں آئی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری طبیعت چاہتی ہے کہ لکڑی جمع کرواؤں پھر نماز کھڑی کرنے کا حکم دوں اور جو لوگ جماعت میں

شریک نہ ہوں ان کے گھروں میں آگ لگادوں۔

عن أبي هريرةؓ عن النبی ﷺ ، قال : لقد هممت أن آمر فتيتی أن يـجـمـعوا حزم الحطب ، ثم آمر بالصلوٰة فتقام ، ثم أحرق على أقوام لا يشهـدون الصلوٰة. (ترمذی شریف ، الصلاة ، باب ماجاء فيمن سمع النداء فلا يجيب ، النسخة الهنديه ١/ ٥٢، دارالسلام رقم:٢١٧)

پھر جماعت کا امام متبع شریعت بھی ہو اس کے باوجود تنہا نماز پڑھنا اور صف میں پڑھنا بالکل درست نہیں، جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ فاسق اور گنہگار ہیں۔

عـن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ : إذا أقيـمت الصلاة ، فـلا صلاة إلا المكتوبة. (مسنـد الدارمی ، دارالمغني ٢/ ٩٠٧ ، رقم: ١٤٨٨ ، مصنف عبد الرزاق ، المجلس العلمي ٢/ ٤٣٦ ، رقم: ٣٩٨٩)

عـن وابصةؓ ، أن رسـول الله صـلـى الله عـليـه وسلم ، رأي رجلا يصـلى خلف الصف وحده، فأمره أن يعيد. (سنن أبي داؤد ، الصلاة ، باب الرجل يصلى وحده خلف الصف ، النسخة الهندية ١/ ٩٩، دارالسلام رقم: ٦٨٢، صحيح ابن خزيمه ، المكتب الإسلامي ١/ ٧٥٤، رقم: ١٥٧٠، المعجم الكبير للطبراني، داراحياء التراث العربي ٢٢/ ١٤١، رقم: ٣٧٤، مصنف عبد الرزاق ، المجلس العلمى٢/ ٥٩ ، رقم: ٢٤٨٢)

وأشـدهـا كـراهة أن يصليها مخالطاً للصف مخالفا للجماعة. (شامی باب إدراك الفريضة ، مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش ، زكريا ٢/ ٥١١، كراچی ٢/ ٥٦، البنايه، كتاب الصلوٰة ، باب إدراك الفريضة ، اشرفيه ديوبند ٢/ ٥٦٩)

والأحـكـام تـدل عـلـى الـوجـوب مـن أن تاركها بلا عذر يعزر وترد شهادته. (شـامـی كتـاب الـصلوٰة ، باب الإمامة زكريا٢/ ٢٨٧، كراچی ١/ ٥٥٢، تبيين الـحـقـائـق ، كتـاب الـصلوٰة ، باب ادراك الفريضة امداديه ملتان ١/ ١٨٢، زكريا ١/ ٤٥٢،

شرح النقایه ، کتاب الصلاۃ ، باب الجماعۃ ۱/ ۸۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴۲۰/۳/۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۶۰۹۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰/۶/۳ھ

جماعت کے قعدہ اخیرہ میں شمولیت افضل ہے یا الگ سے دوسری جماعت کرنا

سوال [۲۰۳۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بعض مرتبہ چند حضرات جن میں اہل علم بھی شامل ہوتے ہیں مسجد میں پہونچے تو امام صاحب جماعت کی آخری رکعت پڑھا رہے تھے، ایک دو ساتھی وضو بنا کر قعدہ اخیرہ میں شریک ہوگئے، اور جماعت میں شرکت کرلی باقی سب حضرات اطمینان سے وضو کرتے رہے یہ سوچ کر کہ ہمارے ساتھ مولانا ہیں دوسری جماعت کرلیں گے تو معلوم یہ کرنا ہے کہ مسجد کی جماعت کی شمولیت زیادہ افضل ہے اگر چہ قعدۂ اخیرہ ہی ملے یا دوسری جماعت کرکے مکمل نماز امام صاحب کے ساتھ ادا کرنا افضل ہے فقہاء کے نزدیک یہ طرز عمل کیسا ہے؟

المستفتي: محمد اصغر، سیڈھا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام صاحب آخری رکعت یا قعدۂ اخیرہ میں ہوں اس وقت اگر کچھ لوگ مسجد میں آئیں اور جلدی جلدی وضو کرکے قعدۂ اخیرہ یا آخری رکعت میں شریک ہوسکتے ہوں تو ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ اپنی جماعت الگ کرنے کے بجائے مسجد کی جماعت میں شامل ہوجائیں کیونکہ اس صورت میں بھی جماعت کی فضیلت حاصل ہوجائیگی اب اگر دوسری جماعت اسی مسجد میں کریں گے تو فعل مکروہ کا ارتکاب لازم آئیگا، اور اگر مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ کریں گے تو مسجد کا ثواب ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوگا، اسلئے بہتر یہی ہے کہ جلدی

جلدی وضو کر کے آخری رکعت یا قعدہ اخیرہ میں شریک ہوجائیں، ہاں البتہ اگر کسی دوسری مسجد میں تاخیر سے جماعت ہوتی ہے اور وہاں مکمل نماز تکبیر اولیٰ کیساتھ پڑھنے کا ارادہ ہے تو پھر توازن اورتقابل کے اعتبار سے بہتر یہی ہے کہ دوسری مسجد میں پوری نماز باجماعت پڑھ لی جائے۔

عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: من أدرک الإمام جالساً قبل أن يسلم فقد أدرک الصلاة. (سنن الدارقطني، كتاب الجمعة، باب فيمن يدرك من الجمعة ركعة أو لم يدركها، دارالكتب العلميه بيروت ٢/ ١٠، رقم:١٥٨٩)

وكذا لو فاتت أحدهم تكبيرة الافتتاح أو ركعة أو ركعتان ويمكنه إدراكها في غيره لا يذهب إليه لأنه صار محرزا فضيلة الجماعة في مسجده فلا يترک حقه. (كبيری/٦١٣)

ولو فاتته ندب طلبها في مسجد آخر. (شامی كتاب الصلوٰة، باب الإمامة مطلب في تكرار الجماعة في المسجد زكريا ٢/ ٢٩١، كراچی ١/ ٥٥٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٣٠ ربیع الاول ١٤٢٩ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٨/ ٩٥٤٠)

دس تا پندرہ سال تک کے بچوں کو لیکر جماعت کرنا

سوال [٣٠٣٧]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ یہ بات مدرسہ کے انتظامی امور میں داخل ہے کہ (بطور اصلاح ونگرانی) مدرسہ کا ہر مدرس مدرسہ میں مقیم بچوں کو ایک وقت کی نماز پڑھائیگا، ان بچوں کی عمر ١٠ تا ١٥ سال ہے زید کہتا ہے کہ ان کمسن بچوں کی امامت درست نہیں اور وہ نماز نہیں پڑھاتا اور اس کا نماز نہ پڑھانے پر اصرار ہے او روہ بچوں کو نماز نہ پڑھا کر خود اپنی نماز الگ پڑھتا ہے، اگر بچے ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں تو کیا ثواب اس تنہا نماز سے بھی گھٹ جائیگا۔

المستفتي: عبدالمعید قاسمی، ہلدوانی، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر بالغ مقتدی کوئی نہ ہوتو صرف بچوں کو مقتدی بنا کرامامت کرانے سے جماعت کا ثواب مل جاتا ہے، تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں بچوں کولیکر جماعت کرنے میں زیادہ ثواب ہے، ہاں البتہ اگرزید بالغوں کی جماعت میں شرکت کیلئے کسی مسجد میں نماز پڑھتا ہے تو اس سے زید کو روکنا درست نہیں ہے بچوں کی امامت کرانے کیلئے زور زبردستی نہ کی جائے بلکہ اختیار دیا جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند زکریا۳/۴۲)

وتحصل فضيلة الجماعة بصلوٰته مع واحد . (أى من الصبيان)

(الاشباه والنظائر /١٦٩)

وكذا إن كانت معه امرأة أو صبي يعقل كانت جماعة لأنهما من أهل الصلاة. (شرح النقايه ، كتاب الصلاة ، باب الجماعة اعزازيه ديوبند ١/ ٨٥)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹؍محرم ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/ ٦۴٦١)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۱/۱۴۲۱ھ

عیدگاہ میں پنجوقتہ نماز ادا کرنا

سوال [۲۰۳۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے شہر احمد گڈھی کی آبادی بڑھتی بڑھتی عیدگاہ تک پہونچ گئی ہے فی الحال مسجد بنانے کی ہمت نہیں ارادہ ہے تو کیا عیدگاہ میں مسجد کا انتظام ہونے تک نماز پنجگانہ باجماعت ادا کیجا سکتی ہے، عیدگاہ کا حکم منسوخ تو نہیں ہوجائے گا عیدگاہ کمیٹی کو مزاحمت کرنیکا اختیار رہے یا نہیں؟

المستفتي: محمد ابراہیم، احمد گڈھ، راجستھان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عیدگاہ میں نماز پنجوقتہ ادا کرنا جائز ہے اس میں نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے سے عیدگاہ کا حکم منسوخ نہ ہوگا، اور عیدگاہ کی کمیٹی کے لوگوں کو عیدگاہ میں نماز پڑھنے سے نہیں روکنا چاہئے۔ (مستفاد کفایت المفتی قدیم ۷/۱۱۳، جدید زکریا ۷/۱۱۴، زکریا مطول ۱۰/ ۴۶۷)

لو أن مقبرة من مقابر المسلمين عفت فبنى قوم عليها مسجدا لم أر بذلك بأساً وذلك لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمين لدفن موتاهم لا يجوز لأحد أن يملكها فإذا درست واستغنى عن الدفن فيها جاز صرفها إلى المسجد لأن المسجد أيضا وقف من أوقاف المسلمين. (عمدة القاری، كتاب الصلوٰة، قبيل باب الصلاة في مرابض الغنم، داراحياء التراث العربي بيروت ٤/١٧٩، جديد زكريا٣/٤٣٥) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم محرم ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۵۸۵)

ایک ہی باؤنڈری میں مسجد چھوڑ کر مدرسہ میں نماز پڑھنے کا حکم؟

سوال [۲۰۳۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

الف: مسجد رہٹہ معافی کی جسمیں اختلاف ہے اور ہم نماز مدرسہ میں مسجد کی اذان سے پہلے اذان بھی اور نماز بھی پڑھتے ہیں کیا ہماری اس طرح نماز ہو رہی ہے یا نہیں آپ فتویٰ کے تحت آگاہ فرمائیں۔

ب: مسجد اور مدرسہ کی باؤنڈری ایک ہے اذان مسجد کے وقت پر پڑھی جاتی ہے، کیا یہ درست ہے اگر یہ درست نہیں ہے تو اسے فتویٰ کے ذریعہ سمجھائیں؟

المستفتي: سروت حسین، رہٹہ معافی، خاص، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جولوگ مسجد کی باونڈری میں مسجد سے الگ اذان وجماعت کرتے ہیں وہ لوگ مسجد میں نماز پڑھنے کے ثواب سے محروم ہیں اوران کی نماز ادا تو ہوجاتی ہے واجب الاعادہ نہیں ہے لیکن برملا اعلانیہ طور پر جماعت مسجد کی مخالفت کی وجہ سے سخت گنہگار ہوں گے، ان کو اپنی اس حرکت سے فوراً باز آجانا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم٦/ ١٧٨، جدید ڈابھیل ٦/ ٤١٧، میرٹھ ٩/ ٤٠٠)

عن عبد الله ،قال: من سره أن يلقى الله غداً مسلما فليحافظ على هؤلآء الصلوات حيث ينادى بهن ، فإن الله شرع لنبيكم ﷺ سنن الهدى وإنهن من سنن الهدى ولو أنكم صليتم فى بيوتكم كما يصلى هذا المتخلف فى بيته لتركتم سنة نبيكم ، ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم .

(مسلم ، المساجد ، باب فضل الصلوٰة الجماعة النسخة الهندية ١/ ٢٣٢، بيت الأفكار رقم: ٦٥٤، مسند أبي يعلى الموصلي، دارالكتبالعلمية بيروت ١/ ٢٤٧، رقم: ٣١١، مصنف عبد الرزاق ، المجلس العلمي ١/ ٥١٦، رقم: ١٩٧٩ مسند أحمد بن حنبل ١/ ٣٨٢، رقم: ٣٦٢٣، ١/ ٤١٥، رقم: ٣٩٣٦، ١/ ٤٥٥، رقم: ٤٣٥٥) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللّٰہ عنہ
۲۲/ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/ ۲۴۰۴)

دوسری منزل پر جماعت کرنا

سوال [۲۰۴۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد دومنزلہ ہے اس کے نیچے کے حصہ میں جماعت کرنا چاہئے یا اوپر کے حصہ میں، اگر اوپر کے حصہ میں جماعت کریں تو نیچے کا حصہ جو اصل مسجد ہے وہ خالی رہے گا، نیز ایسا کرنا یعنی نیچے کے حصہ کو

چھوڑ کر اوپر جماعت کرنا کیسا ہے؟ کیا شریعت میں اس کی کوئی نظیر ہے اور اگر نیچے اوپر دونوں میں پانچوں وقت کچھ لوگ نیچے اور کچھ لوگ اوپر جماعت کریں یعنی ایک ہی وقت میں الگ الگ اذان واقامت کے ساتھ اوپر نیچے جماعت کرنا کیسا ہے، اور دونوں میں سے کس کی نماز صحیح ہے کیا فقہ کی کتابوں میں ایسی کوئی مثال ملتی ہے کہ اگر نیچے کے حصہ میں گرمی زیادہ لگتی ہو یا گھٹن رہتی ہو یا جگہ تنگ رہتی ہو ان اعذار کی وجہ سے کبھی کبھی نیچے کے حصہ کو چھوڑ کر اوپر کی منزل میں جماعت کر سکتے ہیں؟

المستفتي: عبدالرشید، سیڈھا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر دو منزلہ مسجد کے اوپر کا حصہ بھی باقاعدہ نماز کیلئے مسقّف بنایا گیا ہے تو گرمی کے عذر کی وجہ سے نیچے کا حصہ چھوڑ کر اوپر کے حصہ میں جماعت کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند قدیم ۴/ ۱۵۰، کفایت المفتی قدیم ۳/ ۱۱۶، زکریا مطول ۴/ ۳۰۳)

البتہ بلا کسی عذر کے نیچے کا حصہ چھوڑ کر اوپر جماعت کرنے کو علماء نے مکروہ لکھا ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ۲۸۷)

نیز ایک وقت میں اوپر نیچے الگ الگ جماعت کرنا ممنوع اور مکروہ ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ۵۲۶)

ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة الخ. (شامی، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة زکریا ۲/ ۲۸۸، کراچی ۱/ ۵۵۲)

الصعود على سطح كل مسجد مكروه ولهذا إذا اشتد الحر يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة. (هنديه كتاب الكراهية آداب المساجد زکریا قدیم ۵/ ۳۲۲، جدید ۵/ ۳۷۲)

إذا صلى فوق المسجد مقتديا بالإمام أجزأه. (المبسوط للسرخسی، کتاب

الصلوٰۃ، باب الحدث فی الصلوٰۃ، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۱۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲؍ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۹/ ۳۴۲۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۴/۲۲ھ

مسجد کی چھت پر نماز باجماعت ادا کرنا

سوال [۲۰۴۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ گرمی کی شدت کی وجہ سے مسجد میں فرض نماز باجماعت پڑھنے کے بجائے مسجد کی چھت پر نماز ادا کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اس مسئلے کا جواب تحریر فرمائیں، عین نوازش ہوگی

المستفتي: قاری سلمان صاحب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مسجد کی چھت جماعت خانہ کی شکل کی نہیں ہے اور نہ ہی اس کو باجماعت نماز کیلئے مقرر کیا ہے بلکہ خالی چھت پڑی ہوئی ہے، تو اس پر جماعت کرنا اور اصل مسجد اور جماعت خانہ کو باجماعت نماز پڑھنے سے چھوڑ دینا مکروہ ہے اگرچہ شدت گرمی کی وجہ سے کیوں نہ ہو۔

نقل عن المفيد كراهة الصعود على سطح المسجد ويلزمه كراهة الصلوٰة أيضاً فوقه الخ. (شامی، باب مایفسد الصلوٰۃ، مطلب فی أحکام المسجد زکریا ۲/ ۴۲۸، کراچی ۱/ ۶۵۶)

وإذا صلىٰ فوق المسجد مقتديا بالإمام أجزأه. (المبسوط للسرخسی، کتاب الصلوٰۃ، باب الحدث فی الصلوٰۃ، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۱۰)

الصعود على سطح كل مسجد مكروه، ولهذا إذا اشتد الحر يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد، فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة. (هنديه كتاب الكراهية، آداب المساجد

زکریا قدیم ۵/ ۳۲۲، جدید ۵/ ۳۷۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/ ۲۵۲۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/ ۱/ ۱۴۱۲ھ

شدید گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا

سوال [۲۰۴۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ گرمی کی شدت کی وجہ سے مسجد کی چھت پر فرض نماز جماعت کیساتھ ادا کرنا کیسا ہے؟ جیسا کہ بہت سی مساجد میں ایسا ہوتا ہے جواب سے نوازکر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتي: منصار الدین، سہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مسجد دو منزلہ ہے، یا جماعت خانہ اوپر کی منزل میں ہے تو دوسری منزل میں بلا کراہت جماعت کرنا جائز ہے اور اگر صرف مسجد کی چھت ہے اس میں نیچے کی منزل کی طرح جماعت خانہ نہیں ہے، تو ایسی چھت پر جماعت خانہ کو چھوڑ کر جماعت کرنا مکروہ ہے، اگر چہ شدت گرمی کی وجہ سے کیوں نہ ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱/ ۴۸۸، جدید میرٹھ ۱۱/ ۱۳۱)

کراهة الصعود على سطح المسجد ويلزمه كراهة الصلوة فوقها الخ.
(شامي باب مايفسد الصلوٰة، مطلب في أحكام المسجد زكريا ٢/ ٤٢٨، كراچي ١/ ٦٥٦)

وإذا صلىٰ فوق المسجد مقتديا بالإمام أجزأه. (المبسوط للسرخسي، كتاب الصلوٰ ة، باب الحدث في الصلوٰة، دارالكتب العلميه بيروت ١/ ٢١٠)

الصعود على سطح كل مسجد مكروه ولهذا إذا اشتد الحر يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لايكره الصعود على سطحه للضرورة. (هنديه كتاب الكراهية، آداب المساجد، زكريا قديم ٥/ ٣٢٢، جديد ٥/ ٣٧٢)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۳۰۹۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۳/۱۴۱۳ھ

رمضان میں نماز عشاء کی جماعت محلّہ میں ادا کرنا

سوال [۲۰۴۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ رمضان کی تراویح کے سلسلہ میں فتاویٰ کی روشنی میں اتنی تو گنجائش معلوم ہوتی ہے کہ محلّہ کی مسجد چھوڑ کر ایک دوسری جماعت الگ سے بنالی جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ حفاظ کرام کو قرآن سنانے کا موقع مل سکے، لیکن اس کے ساتھ مفتیان کرام یہ بھی شرط لگاتے ہیں کہ عشاء کی فرض نماز باجماعت مسجد ہی میں سب ادا کریں اس کے بعد تراویح کی دوسری جماعت کرنے والے چاہیں تو مسجد سے الگ دوسری جگہ اپنی جماعت کرلیں، اس سلسلہ میں جناب کی رائے معلوم ہوجاوے کہ واقعی عشاء کی نماز سب کو مسجد ہی میں پڑھنی ہوگی یا اس میں کوئی گنجائش بھی ہے کہ جہاں تراویح سنانا ہو وہاں عشاء پڑھی جا سکے؟

المستفتي: از اسلامک دعوۃ اکادمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رمضان المبارک کے علاوہ عام دنوں میں بھی مسجد میں فرض باجماعت پڑھنے کی احادیث شریفہ میں بہت تاکید آئی ہے، حضرت سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد میں آکر فرض نماز باجماعت نہ پڑھنے والوں پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے، ان کے گھروں کو جلا دینے تک فرمایا ہے۔

عن أبي هريرةؓ أن رسول الله ﷺ قال: والذی نفسی بیده لقد هممت أن آمر بحطب، فیحطب ثم آمر بالصلوٰة، فیؤذن لها، ثم آمر رجلا فیؤم الناس ثم أخالف إلى رجالٍ، فأحرق عليهم بيوتهم. (صحیح البخاری،

الصلاة ، باب وجوب صلاة الجماعة، النسخة الهنديه ١/ ٨٩، رقم: ٦٣٥، ف:٦٤٤)

اور رمضان المبارک میں ایک فرض کا اجر ستر گنا ہوجاتا ہے، اور غیر رمضان میں ستائیس گنا ہے،تو ستائیس کوستر سے ضرب دینے سے ۱۸۹۰ر گنا ثواب ایک فرض نماز مسجد میں آ کر پڑھنے سے ملتا ہے۔

عن سلمانؓ قال خطبنا رسول الله ﷺ -إلى-ومن أدى فيه فريضة كان كمن أدى سبعين فريضة فيما سواه. (صحيح ابن خزيمه ، المكتب الإسلامي ٢/ ٩١١، رقم: ١١٨٨ ، شعب الإيمان للبيهقي ، دارالكتب العلميه٣/ ٣٠٥، رقم: ٣٦٠٨)

عن عبد الله بن عمرؓ أن رسول الله ﷺ قال: صلاة الجماعة ، تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة. (صحيح البخاری ، الصلاة، باب فضل صلاة الجماعة وكان الأسود ، النسخة الهنديه ١/ ٨٩، رقم: ٦٣٦، ف:٦٤٥، صحيح مسلم ، المساجد ، باب فضل صلاة الجماعة النسخة الهنديه ١/ ٢٣١، بيت الأفكار رقم: ٦٥٠)

نیز صحیح حدیث شریف میں ہے کہ گھر سے وضو کر کے فرض نماز باجماعت پڑھنے کیلئے مسجد کو چلے تو ایک ایک قدم پر ایک ایک درجہ بلند ہوتا ہے ایک ایک گناہ معاف ہوتا ہے، ایک ایک ثواب لکھا جاتا ہے۔

عن أبي هريرةؓ يقول: قال رسول الله ﷺ -إلى- إذا توضأ فأحسن الوضوء ثم خرج إلى المسجد لايخرجه إلا الصلاة لم يخط خطوة إلا رفعت له بها درجة ، وحط عنه بها خطيئة . (صحيح البخاری ، الصلاة ، باب فضل الجماعة ، النسخة الهنديه ١/ ٨٩، رقم: ٦٣٨، ف: ٦٤٧)

اسلئے رمضان میں عشاء کی فرض نماز ضرور مسجد میں جا کر کے ادا کرنی چاہئے اس کے بعد تراویح کی نماز مسجد سے الگ کسی ہال، یا کسی فیکٹری یا کسی گھر میں باجماعت ادا کی جائے تو شرعاً اس کی اجازت ہے،اور جہاں تراویح کی نماز ادا کی جائے وہاں فرض نماز ادا نہ کیجائے بلکہ فرض نماز کیلئے مسجد کو لازم پکڑیں۔

عـن زيـد بن ثابت (إلىٰ قوله) فصلوا أيها الناس فى بيوتكم فإن أفضل صلاة المرء فى بيته إلا الصلاة المكتوبة . (صحيح بخارى كتاب الاعتصام ، باب ما يكره من كثرة السوال ، النسخة الهنديه ٢/١٠٨٣ ، رقم :٢٩٩٧، ف: ٧٢٩٠)

صـلـوٰة الـمـرء فـى بيتــه أفـضـل مـن صـلـوٰتـه فى مسجدي هذا إلا الـمكتوبة. (سـنن أبي داؤ د ، باب صلاة الـرجـل التـطـو ع فـى فى بيته، النسخة الهنديه ١/٢٠٤ ، دارالسـلام رقـم: ١٠٤٤ ، الـمعجم الأوسط ، دارالفكر٣/١٥٩ ، حديث:٤١٧٨، المعجم الكبير، دار احياء التراث العربي٥/١٤٤ ، رقم: ٤٨٩٣)

عن عبد الله قال: إن رسول الله ﷺ عـلمنا سنن الهدى و إن من سنن الهدىٰ الصلوٰة فى المسجد الذى يؤ ذن فيه. (مسلم،كتاب المساجد، باب فضل صلوة الجماعة الخ، النسخة الهندية ١/٢٣٢، بيت الأفكار رقم: ٦٥٤)

عـن عبد الله قال: من سره أن يلقى الله غداً مسلماً ، فليحافظ على هـذه الـصـلـوات حيـث ينادي بهن ، فإن الله شرع لنبيكم سنن الهدى ، وإنهـن مـن سـنـن الهـدىٰ، ولـو أنـكم صليتم فى بيوتكم كما يصلى هذا الـمتخلف فى بيته ، لتركتم سنة نبيكم ، ولوتركتم سنة نبيكم لضللتم ، ومـا مـن رجـل يتـطهـر ، فيـحسن الطهور ، ثم يعمد إلى مسجد من هذه الـمسـاجـد ، إلا كتـب الله لـه بـكـل خطوة يخطوها حسنة ، ويرفعه بها درجة ، ويـحـط عـنـه بها سيئة ، ولقد رأيتنا ، وما يتخلف عنها إلا منافق مـعـلوم النفاق ، ولقد كان الرجل يؤتى به يهادى بين الرجلين حتى يقام فى الصف . (مسـلـم شريف ، المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدىٰ النسخة الهندية ١/٢٣٢، بيت الأفكار رقم: ٦٥٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/ ۸۴۰۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۶/۱۴ھ

خارج از مسجد جماعت ادا کرنا

سوال [۲۰۴۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد بوسیدہ ہونے کے باعث دوبارہ تعمیر کرائی جارہی ہے ابھی اندر کا کھن توڑا گیا ہے برآمدہ صحیح وسالم ہے اب مصلیان مسجد برآمدہ چھوڑ کر مسجد سے ملحق مسجد سے خارج بچوں کے پڑھنے کی جگہ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں، تو کیا مسجد کا صحن یا برآمدہ بالکل چھوڑ کر خارج مسجد جماعت کرنا بلاکراہت صحیح ہے یا کچھ کراہت ہے اگر مسجد کے صحن اور برآمدہ میں نماز ادا کی اور کسی عذر کیوجہ سے اندر کی محراب کے بالکل سیدھے سیدھ امام کا مصلّیٰ نہ بچھائیں تو نماز میں کچھ کراہت ہوگی یا نہیں یا جماعت کالعدم ہوگی۔

المستفتي: سید اشرف علی، شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بچوں کے پڑھنے کی جگہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے، اسلئے نماز تو وہاں بلاکراہت صحیح ہوجائیگی لیکن مسجد کا ثواب نہیں ملیگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/ ۵۷)

عن أبي الأحوص، قال: قال عبد الله ...وقال: إن رسول الله ﷺ علمنا سنن الهدى، وإن من سنن الهدى الصلاة في المسجد الذي يؤذن فيه. (صحيح مسلم المساجد، باب صلاة الجماعة النسخة الهنديه ١/ ٢٣١، بيت الأفكار رقم: ٦٥٤، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ٩/ ١٢٠، رقم: ٨٦٠٨، صحيح ابن حبان دارالفكر ٣/ ٢١٠، رقم: ٢١٠٠)

امام کو وسط صف میں ہونا چاہئے بالکل محراب کے مقابل میں کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے، لہٰذا اگر امام وسط صف میں ہے تو نماز بلاکراہت جائز اور درست ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۱/ ۴۱۹)

عن أبي هريرة ؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وسطوا

الإمام وسدوا الخلل. (ابوداؤد، الصلاة، باب مقام الإمام من الصف النسخة الهنديه١/٩٩، دارالسلام رقم: ٦٨١، السنن الكبرىٰ للبيهقى، الصلاة، باب مقام الإمام من الصف، دارالفكر جديد٤/٢٦٤، رقم:٥٣٠٥)

السنة أن يقوم الإمام إزاء وسط الصف ألا ترىٰ أن المحاريب ما نصبت إلا وسط المساجد وهى قد عينت لمقام الإمام لئلا يلزم عدم قيامه فى الوسط فلولم يلزم ذلک لايكره. (شامى، كتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب فى كراهية قيام الإمام فى غير المحراب زكريا٢/٣١٠، كراچى ١/٥٦٨، الموسوعة الفقهية ٣٦/١٩٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۸۰۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵؍۴؍۱۴۱۷ھ

مسجد کے علاوہ جگہ میں جماعت سے نماز پڑھنا

سوال [۲۰۴۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں تبلیغی اجتماع ہورہا ہے، محل اجتماع سے چندقدم غالبًا پانچ سو میٹر کے فاصلہ پر مسجد ہے، ذمہ دار حضرات کام کررہے ہیں اوراس مصلحت سے مغرب کی نماز اسی جگہ میں پڑھ لیتے ہیں کہ اجتماع کی تاریخ تک ایک ماحول بنے نیز سب طرح کے لوگوں کو جمع کرکے دینی بات کی جائے جبکہ مسجد کے پر ہونے میں دوتین صفیں باقی رہتی ہیں کیا ایسی صورت میں مسجد میں نماز پڑھنا ضروری ہے اور کیا محل اجتماع میں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے کیا وہاں پرنماز پڑھنے سے منع کرنا ضروری ہے۔

المستفتي: مجیب الرحمٰن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: مسجد میں جماعت کیساتھ نماز پڑھنے کی جو فضیلت

ہے وہ اجتماع کی جگہ پر نماز پڑھنے سے حاصل نہیں ہوسکتی، لیکن اجتماع کی ضروریات کی وجہ سے اگر اجتماع کی جگہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی جائے تو بلاکسی کراہت کے جائز اور درست ہے، اور مسجد میں نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے عنداللہ گنہ گار نہ ہوگا۔

قال عبد الله بن مسعودؓ : علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم سنن الهدى وإن من سنن الهدىٰ الصلوٰة في المسجد الذي يؤذن فيه.

(صحيح مسلم ، المساجد، باب صلاة الجماعة ، النسخة الهندية ١/ ٢٣٢، بيت الأفكار رقم: ٦٥٤، صحيح ابن حبان دارالفكر ٣/ ٢١٠، رقم: ٢٠٩٩، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ٩/ ١٢٠، رقم: ٨٦٠٨)

عن عبد الرحمن بن أبي بكرة عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلوٰة فوجد الناس قد صلوا فذهب إلىٰ منزله فجمع أهله ثم صلى بهم. (المعجم الأوسط ، دارالفكر ٥/ ١٣٢، رقم: ٦٨٢٠، ٣/ ٢٨٤، رقم: ٤٦٠١، مجمع الزوائد ٢/ ٤٥، رقم: ٢٠١٧٧، وفيه رواه الطبراني في الكبير والأوسط ورجاله ثقاة)

وإن صلى أحد في بيته بالجماعة لم ينالوا فضل جماعة المسجد. (شامي ، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد زكريا ٢/ ٢٩٥، كراچی ٢/ ٤٥)

وإن صلى بجماعة في البيت اختلف المشائخ فيه والصحيح أن للجماعة في البيت فضيلة وللجماعة في المسجد فضيلة أخرىٰ فإذا صلىٰ في البيت بجماعة فقد حاز فضيلة أدائها بالجماعة وترك الفضيلة الأخرىٰ والصحيح أن أدائها بالجماعة في المسجد أفضل وكذلك في المكتوبات. (هنديه ، كتاب الصلوٰة ، باب التاسع في النوافل فصل في التراويح زكريا

قدیم ۱/ ۱۱٦، جدید ۱/ ۱۷۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ شعبان ۱۴۲۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۱۳/ ۹۵۷۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۸/۱۶ھ

دوران نماز کسی مقتدی کا الگ سے زور سے تلاوت کرنا

سوال [۲۰۴۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے حافظ وقاری مستند ہے اور طہارت ونماز وغیرہ کے مسائل سے بھی بخوبی واقف ہے، عمر مقتدی ہے مگر ائمہ حضرات پر بیجا حکمرانی اور ظلم وزیادتی کرنیکا عادی ہے اس وجہ سے ہر امام سے اسکی ٹھوں ٹھاں رہتی ہے اب موجودہ امام کے پیچھے تقریباً سات ماہ سے نماز نہیں پڑھتا کوئی شرعی ومعقول وجہ بھی نہیں بیان کرتا، جماعت ہوتی ہے تو اپنی نماز پڑھتا رہتا ہے کبھی قرآن پاک پڑھتا ہے، لہذا دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ عمر کی نماز ہوتی ہے یا نہیں تلاوت کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

المستفتي: حاجی محمد غیور، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: باجماعت نماز کے وقت جماعت میں شرکت نہ کرکے آواز سے تلاوت کرنا اور جماعت میں شرکت نہ کرکے اسی وقت اپنی نماز الگ پڑھنا بہت بڑا گناہ ہے نماز تو ہوجائے گی مگر ثواب نہیں ملے گا اور الگ سے گناہ بھی ہوگا حدیث میں آیا ہے، کہ اگر کوئی شخص فرض نماز پہلے پڑھ چکا ہے پھر مسجد میں جماعت کے وقت پہونچتا ہے تو اس کو بھی جماعت میں شرکت کرنے کا حکم ہے اور جس نے اپنا فرض نہیں پڑھا اس کا مسئلہ تو بہت اہم ہے، بعض دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ نماز پڑھنے والے کو اپنی نماز لوٹانے کا حکم فرمایا ہے، حدیث شریف ملاحظہ کریں۔

عن وابصة بن معبد رضی اللہ عنہ أن رجلاً صلی خلف الصف وحده ، فأمره النبي

ﷺ **أن يعيد الصلاة .** (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء فی الصلاة خلف الصف وحده، النسخة الهندية ۱/ ۳۱، دارالسلام رقم: ۲۳۱، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ۲/ ۵۹، رقم: ۲۴۸۲، صحيح ابن خزيمه المكتب الإسلامى ۱/ ۷۵۴، رقم: ۱۵۷۰، المعجم الكبير للطبرانی، داراحياء التراث العربي ۲۲/ ۱۴۱، رقم: ۳۷۴)

عن يزيد بن الأسود رضي الله عنه قال: شهدت مع النبی صلی الله عليه وسلم حجته ، فصليت معه صلاة الصبح في مسجد الخيف، فلما قضى صلاته انحرف ، فإذا هو برجلين في أخرى القوم لم يصليا معه ،فقال : علي بهما، فجيء بهما ، ترعد فرائصهما ، فقال: مامنعكما أن تصليا معنا، فقالا: يا رسول الله ! إنا كنا قد صلينا في رحالنا ، قال: فلا تفعلا ، إذا صليتما في رحالكما ،ثم أتيتما مسجد جماعة فصليا معهم ، فإنها لكما نافلة. (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء فی الرجل يصلی وحده ثم يدرك الجماعة النسخة الهنديه ۱/ ۳۰، دارالسلام رقم: ۲۱۹، صحيح ابن خزيمه ، المكتب الإسلامى ۲/ ۷۸۹، مسند أبي داؤد الطيالسى ، دارالكتب العلمية بيروت ۲/ ۷۱، رقم: ۱۳۴۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۴۳۸)

قیام اللیل کی جماعت

سوال [۲۰۴۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ غیر رمضان میں قیام اللیل کے نام سے کچھ رکعات باجماعت ادا کرتے ہیں، کیا اس طرح کرنا جائز ہے اور قیام اللیل کی حقیقت وتعداد کیا ہے؟

المستفتي: محمد عبد السبحان، کیلی فورنیا، امریکہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رمضان کی تراویح، صلاۃ الکسوف اور صلاۃ الاستسقاء کے علاوہ کسی بھی طرح کی نفل نماز کا جماعت کے ساتھ پڑھنا حدیث وفقہ سے ثابت نہیں ہے، اس لئے حضرات حنفیہ کے نزدیک رمضان المبارک اور غیر رمضان میں مذکورہ تینوں نمازوں کے علاوہ کوئی بھی نفل نماز جماعت کیساتھ پڑھنا جس میں مقتدی کی تعداد تین سے زائد ہو چاہے تہجد ہو یا صلاۃ التسبیح ہو یا کوئی اور نماز ہو جماعت کے ساتھ پڑھنا راجح قول کے مطابق مکروہ تحریمی ہے، حضرت گنگوہیؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ وغیرہ نے مکروہ تحریمی کے قول کو ترجیح دی ہے، نیز قیام اللیل کے عنوان سے غیر رمضان میں جب قیام اللیل کا ثبوت ہی نہیں ہے تو اس کی حقیقت اور تعداد کا سوال بھی نہیں ہوتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم/۳۵۴، جدید زکریا/ ۳۳۶، باقیات فتاویٰ رشیدیہ/۱۸۳، فتاویٰ عثمانی زکریا۱/ ۴۳۸، تا ۴۴۴، مکتوبات/ ۳۱، ۲۳۷، دفتر اول بحوالہ احسن الفتاویٰ زکریا۳/ ۴۷۶، فتاویٰ دارالعلوم زکریا۴/۲۲۳-۴۲۳، فتاویٰ رحیمیہ جدید زکریا۴/ ۱۳۶، آپ کے مسائل اور ان کا حل جدید۴/ ۲۰۸، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۹، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۷/ ۲۳۸ تا ۲۴۹، میرٹھ ۱۱/ ۳۰۶ تا ۳۰۸، کتاب المسائل ۱/ ۴۱۶، احسن الفتاویٰ زکریا۳/ ۴۶۹ تا ۴۷۶)

التطوع بجماعة ...... أى يكره ذلك على سبيل التداعى . (درمختار، الصلاة، باب الوتر والنوافل، كراچى ٢/ ٤٨، ٤٩، زكريا ٢/ ٥٠٠)

قال الطحطاوى والتداعى أن يجتمع أربعة فأكثر على إمام ودون ذلك لا يكره إذا صلوا فى ناحية من المسجد كذا فى القهستانى ونقله فى البحر عن الصدر الشهيد وظاهر إطلاقه الكراهة أنها تحريمية . (طحطاوى على الدر كتاب الصلوٰة، باب الإمامة كوئٹه١/ ٢٤٠)

التطوع بالجماعة إذا كان على سبيل التداعى يكره. (هنديه، كتاب الصلوٰة، الباب الخامس فى الإمامة الفصل الأول فى الجماعة، زكريا قديم ١/٨٣، جديد١/ ١٤١)

اعلم أن النفل بالجماعة على سبيل التداعى مكروه على ما تقدم ماعدا التراويح وصلاة الكسوف والاستسقاء . (حلبى كبير، كتاب الصلوة، قيام الليل اشرفى ديوبند١ /٤٣٢، شامى كتاب الصلوٰة ، باب الوتر والنوافل ، مطلب فى كراهة الإقتداء فى النفل كراچى٢ /٤٨، زكريا٢ /٢٨٨، حاشية الطحطاوى،كتاب الصلوٰة ، قبيل فصل فى بيان النوافل ، دارالكتاب/٣٨٦، بزازية على هامش هنديه ، كتاب الصلوٰة ، الفصل الثالث فى التراويح زكريا٤ /٢٩، زكريا جديد١ /٢٢، خلاصة الفتاوى ١ /٦٣،حلبى كبير ، كتاب الصلوٰة، باب التراويح اشرفيه ديوبند /٤٠٨، الفتاوىٰ التاتارخانيه،كتاب الصلوٰة ، الفصل العاشر فى التطوع زكريا٢ /٢٩٢، رقم: ٢٤٥٩، فتح القدير ، كتاب الصلوٰة ، باب الإستسقاء زكريا٢ /٩١، كوئٹه ٢ /٥٩، البحرالرائق ، كتاب الصلوٰة ، قبيل باب ادراك الفريضة كوئٹه ٢ /٧٠، زكريا ٢ /١٢٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۳۴۰)

تہجد کی جماعت

سوال [۲۰۴۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے محلّہ کی مسجد میں صرف ہمارے ہی یہاں ایک ہی جگہ بڑی راتیں جو سال میں تین راتیں ہوتی ہیں ان راتوں میں ہمارے امام صاحب تہجد کی نماز باجماعت ادا کرتے ہیں ، تو یہ کہاں تک درست اور جائز ہے، اس پر بھی فتنہ برپا ہے، اس کا بھی جواب دیں۔

المستفتي: قطب الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ راتوں یا دیگر راتوں میں تہجد کی نماز باجماعت جسمیں تین سے زائد افراد ہوں مکروہ ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا۴/ ۳۱۲)

التطوع بجماعة خارج رمضان أی یکره ذلک علی سبیل التداعی بأن یقتدی أربعة بواحدة کما فی الدر (إلی قوله) یکره الإقتداء فی صلوٰة رغائب وبراء ة وقدر الخ. (الدر المختار، کتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل زکریا۲/ ۵۰۰، کراچی ۲/ ٤۹)

التطوع بالجماعة إذا کان علی سبیل التداعی یکره. (هندیه، کتاب الصلوٰة، باب فی الإمامة الفصل الاول فی الجماعة، زکریا قدیم ۱/ ۸۳، جدید ۱/ ١٤١) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ رجب ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/ ۱۸۷۰)

نوافل کی جماعت

سوال [۲۰۴۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا نوافل کے لئے جماعت کی جاسکتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مقتدی ایک یا دو ہیں تو بلا کراہت جائز ہے، تین ہیں اختلاف ہے، چار ہیں یا زائد ہیں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔

ویکره إذا کان الإمام والمقتدی معا متنفلین به (إلی قوله) لو اقتدی به واحد أو اثنان لا یکره وفی الثلٰثة إختلاف المشائخ وفی الأربعة یکره اتفاقاً الخ. (غنیة المستملی، کتاب الصلوٰة، تراویح اشرفیه دیوبند/ ٤۰۸)

عن شمس الأئمة أن هذا فیما کان علی سبیل التداعی أما لو اقتدیٰ واحد بواحد أو اثنان بواحد لایکره وإذا اقتدیٰ ثلاثة بواحد اختلف فیه، وإن اقتدیٰ أربعة بواحد کره اتفاقاً. (مراقی الفلاح مع حاشیه الطحطاوی، کتاب

الصلوٰۃ، قبیل فصل فی بیان النوافل دارالکتاب دیوبند /٣٨٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٦/شوال ١۴٠٧ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٢٣/ ٣٠٧)

رمضان المبارک میں با جماعت تہجد پڑھنا

سوال [٢٠٥٠]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے محلّہ کی مسجد میں صرف ماہ رمضان المبارک میں با جماعت نماز تہجد پڑھی جاتی ہے اور وقت بھی متعین کیا ہوا ہے، اس طرح نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: محمد وقاص علی، متعلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صلوٰۃ کسوف، صلوٰۃ استسقاء، اور صلوٰۃ تراویح کے علاوہ دیگر کسی بھی نفل نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھا جائے اور مقتدی تین سے زائد ہو جائیں، تو بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے، اور اگر مقتدی تین ہوں تو اختلاف ہے، اور دو یا ایک ہوں تو گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم/٣٥۴، جدید زکریا/٦ ٣٣، فتاویٰ محمودیہ قدیم ٢/١٦٠، جدید ڈابھیل ٧/ ٢٣، فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۴/ ٢٢١، احسن الفتاویٰ زکریا ٣/ ۴٦٩، امداد الفتاویٰ زکریا ١/ ٢۴٨، ایضاح المسائل/ ٥٩)

أن التطوع بالجماعة إنما يكره إذا كان على سبيل التداعي، أما لو اقتدىٰ واحد بواحد أو اثنان بواحد لا يكره، وإذا اقتدىٰ ثلاثة بواحد اختلف فيه، وإن اقتدىٰ أربعة بواحد كره اتفاقاً . (تاتار خانيه قديم١/ ٦٣٦، جديد زكريا٢/ ٢٩٢، رقم: ٢٤٥٩، كتاب الصلوٰة، الفصل العاشر فى التطوع، در مختار مع الشامى كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، مطلب فى كراهة الإقتداء فى النفل كراچى ٢/ ٤٩، زكريا ٢/ ٥٠٠، عالمگيرى، كتاب الصلوٰة، باب فى الإمامة الفصل الأول

فی الجماعة زکریا قدیم/۸۳، جدید ١/ ١٤١، البحرالرائق، کتاب الصلوٰة ، باب الإمامة زکریا ١/ ٦٠٤، ١/ ٣٤٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۹۰۲۸)

مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا

سوال [۲۰۵۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں دو مرتبہ وقتیہ نماز جماعت سے ادا کی جاسکتی ہے، یا نہیں؟

المستفتی: محمد نسیم، دملوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا مکروہ ہے اسلئے کہ پہلی جماعت میں لوگ کم شریک ہونگے اور وہ یہ اعتماد کرلیں گے کہ جماعت ثانیہ مل جائیگی۔

عن الحسن قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ ، إذا دخلوا المسجد، وقد صلي فيه ، صلوا فرادي . (المصنف لإبن أبي شيبه ، كتاب الصلاة ، باب من قال يصلون فرادى ، ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جديد ٥/ ٥٥، رقم: ٧١٨٨)

لأن التكرار يؤدى إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة ، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة وتقليل الجماعة مكروه . (بدائع ،كتاب الصلاة ، فصل فى بيان محل وجوب الأذان ١/ ١٥٣، زكريا ١/ ٣٧٩، بيروت ١/ ٦٥٥، المبسوط للسرخسى ، كتاب الصلوٰة ، باب الأذان ، دارالكتب العليمه بيروت ١/ ١٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۵۷۷)

متعدد اعذار کی بنا پر نماز کے تکرار کا حکم

سوال [۲۰۵۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں اصل مسئلہ پوچھنے سے قبل کچھ ضروری باتیں بطور تمہید کے لکھ رہا ہوں تاکہ مسئلہ کی نوعیت کھل کر سامنے آجائے، جو اس طرح ہے کہ ہمارے شہر مالیگاؤں میں ڈاکٹروں اور مریضوں کا معاملہ ایک الگ نوعیت کا ہے، رمضان المبارک میں دن کے اوقات میں مریض بہت کم آتے ہیں عموماً وہی لوگ آتے ہیں جو روزہ نہیں رکھتے جن کی تعداد بہت کم ہوتی ہے، اس کی بہ نسبت تقریباً ۸۰/اسی فیصد مریض افطار کے بعد ہی آتے ہیں اور مریضوں کا یہ سلسلہ افطار کے بعد سے تین چار گھنٹہ چلتا ہے، مغرب اور عشاء کے درمیان اتنا کم وقت ہوتا ہے، کہ اتنے سارے مریضوں کی تشخیص ناممکن ہوتی ہے، اور عجلت میں جانچ کر بغیر تشخیص کے دوائیں تجویز کرنے سے مریضوں کا بھی نقصان ہوتا ہے، اور ہمارا ضمیر بھی مطمئن نہیں ہوتا، دوسری طرف ذہن بھی نماز کی طرف لگا رہتا ہے اور یکسوئی اور بے فکری نہیں ہوتی جو ڈاکٹر حضرات نمازی ہیں غیر رمضان میں تو وہ مریضوں کو منتظر چھوڑ کر اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور کبھی صرف فرض پر اکتفاء کر کے چلے آتے ہیں، اور سنن ووتر گھر آکر پڑھ لیتے ہیں، عام دنوں میں تو مریض بیس، پچیس منٹ انتظار کر لیتے ہیں، مگر رمضان میں اگر ڈاکٹر حضرات تراویح پڑھ کر آئیں گے تو اتنا طویل انتظار مریضوں کے بس کی بات نہیں ہے، دوسرے یہ کہ عورتوں اور بچوں کیلئے بھی بعد تراویح آنا نہایت مشکل ہوتا ہے، زیادہ رات ہونے سے بچے سونے لگتے ہیں، اور عورتوں کیلئے آنا بھی مناسب نہیں ہوتا، خصوصاً دور سے آنے والے مریضوں کو شدید پریشانی ہوتی ہے، کیونکہ ہر ڈاکٹر کے کچھ مریض ایسے ہوتے ہیں جو خواہ کتنی بھی دور رہتے ہوں اسی ڈاکٹر سے دوا لینا پسند کرتے ہیں، ایسی صورت میں مریضوں کو منتظر چھوڑ کر تراویح کیلئے جائیں تو نماز میں بھی خشوع وخضوع نہیں رہتا۔

لہذا مذکورہ مسائل کی بنا پر ہم ڈاکٹر حضرات نے گذشتہ بیس سالوں سے شہر کے بعض محلوں کی مساجد میں تراویح ثانی کا مع فرض ووتر اہتمام کر رکھا ہے، جس کی نوعیت یہ ہوتی ہے کہ عشاء کے فرض بغیر اقامت کے باجماعت پڑھتے ہیں، جماعت ثانی کا امام پہلے امام کے مصلیٰ سے ہٹ کر امامت کرتا ہے، پھر تراویح اور وتر ہوتے ہیں، مساجد کا انتخاب اسلئے کرتے ہیں کہ وضو اور استنجاء کی سہولت ہوتی ہے، اور مسجد کے نام پر محترم جگہ ہونے کی وجہ سے کثیر تعداد شریک ہوتی ہے، یہ واضح رہے کہ یہ جماعت ثانی اور تراویح پہلی جماعت اور تراویح پر اثر انداز نہیں ہوتی اور نہ ہی اس عمل سے اسکی تخفیف ہوتی ہے، بلکہ یہ عمل شدید ضرورت کے تحت دفع ضرورت کیلئے کیا جاتا ہے، جبکہ تراویح اول ونماز و جماعت کا مقام معمول کے مطابق برقرار رہتا ہے، جماعت ثانی میں وہی لوگ شریک ہوتے ہیں، جو جماعت اول اور تراویح نہیں پڑھ سکتے، ڈاکٹروں کی اس جماعت ثانی اور تراویح سے مندرجہ ذیل فوائد سامنے آئے ہیں۔

(۱) اس میں ڈاکٹر حضرات کی مندرجہ بالا پریشانیوں کا بہتر حل ہے، کہ یکسوئی سے مریضوں کا معائنہ کر کے اطمینان بخش تشخیص کر سکتے ہیں اگر جماعت ثانی کا انتظام نہ ہوتو بہت سوں کی تراویح تو کیا فرض بھی ضائع ہونے کا قوی امکان ہے، جیسا کہ ہم نے ماضی میں اس کا مشاہدہ کیا ہے؟

(۲) اس جماعت ثانی وتراویح سے تاجر حضرات بھی فائدہ اٹھاتے ہیں کیوں کہ ایک دوکان کو گھر کے دو افراد باری باری سے سنبھال لیتے ہیں، ایک جماعت اول میں شریک ہوجاتا ہے، دوسرا جماعت ثانی میں اس طرح دونوں یکسوئی وبے فکری سے نماز تراویح کی سعادت حاصل کر لیتے ہیں، ویسے تو بہت سے لوگ دنیاوی مفادات کے تحت تر واتح نہیں پڑھتے لیکن اس ماہ مبارک کی برکتوں سے ایسے حضرات بھی کچھ نہ کچھ متاثر ضرور ہوتے ہیں، اور جب دیکھتے ہیں کہ جماعت وتراویح ثانی کا نظم ونسق ہے تو یہ بارونق ماحول انہیں بھی متاثر کر کے صفوں میں لا کھڑا کرتا ہے، اور یہ ان کیلئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوتی ہے، ادھر مالیگاؤں میں دہائیوں

قبل جیسے حالات بھی نہ رہے، کہ عشاء بعد لوگ کاروبار بند کرکے سو جاتے تھے، اب تو یہاں صنعتی شہر ہونے کی وجہ سے شب و روز کاروبار جاری رہتا ہے، لوگوں کی مصروفیات کئی گنا بڑھ گئی ہیں، ڈاکٹر حضرات بھی عام دنوں میں ساڑھے دس گیارہ بجے تک مصروف رہتے ہیں اسی کے ساتھ دینی ماحول ہونے کی وجہ سے تراویح کا بالکل ترک کردینا بھی مشکل ہوتا ہے، اگر جماعت ثانی وتراویح کا انتظام نہ کیا جائے تو ڈاکٹروں اور تاجروں کا ایک بڑا طبقہ اس سعادت سے محروم ہو جائے گا، ہمارے اس عمل کی تائید حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے شہر کے کچھ بااثر علماء ربانی بھی زبانی طور سے کرتے ہیں۔

تو کیا ہم ڈاکٹر حضرات مذکورہ مسائل کے پیش نظر ایسی مسجد میں جہاں اذان واقامت وجماعت عشاء وتراویح اور وتر ہو چکی ہو وہاں پر بغیر اقامت کے عمومی جماعت کے امام کے مصلی سے ہٹ کر فرض وتراویح اور وتر باجماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتي: ڈاکٹر سعید الرحمٰن انصاری،
خیرآباد، مالیگاؤں، مہاراشٹر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: سوالنامہ کے ہر گوشہ پر غور کیا گیا جو اعذار پیش کئے گئے ہیں ان اعذار کے پیش نظر فرض نماز کیلئے مسجد اور محلّہ سے متعلق لوگوں کیلئے تکرار جماعت کی اجازت نہ ہوگی چاہے ہیئت اولیٰ کو بدل دیا گیا ہو اس کیلئے متبادل شکل یہ ہوسکتی ہے، کہ ہر ایک ڈاکٹر اپنی اپنی قریبی مسجد میں عشاء کی فرض نماز جماعت کیساتھ پڑھ لے اس کے بعد مطب میں آکر کے اپنا کام شروع کردے اور رمضان المبارک میں عشاء کی فرض نماز میں دس بارہ منٹ سے زیادہ نہیں لگتے اور مریض مطب میں آکر دس بارہ منٹ انتظار کرے تو کوئی دیر نہیں سمجھی جاتی ہے، پھر ڈاکٹروں کے مشورہ سے تراویح کے واسطے جو وقت مقرر کیا جاتا ہے اسی وقت میں سب لوگ متعینہ مسجد میں امام کے مصلیٰ سے ہٹ کر تراویح اور وتر کی جماعت کرلیں یہ بہترین شکل ہے، اس میں مسئلہ شرعی پر اثر بھی نہیں پڑے گا اور

ڈاکٹروں کی ضرورت بھی پوری ہوجائے گی، اور مریضوں کے اعذار کا لحاظ بھی ہے۔
(مستفاد: امداد الأحکام ۲/ ۲۴۸)

قال عبد الله بن مسعودؓ إن رسول الله ﷺ علمنا سنن الهدیٰ، وإن من سنن الهدیٰ الصلاة فی المسجد الذی یؤذن فیه. (صحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلوٰة الجماعة، النسخة الهندیه ۱/ ۲۳۲، بیت الأفكار رقم: ٦٥٤، صحیح ابن حبان، دارالفکر ۳/ ۲۱۰، رقم: ۲۰۹۹، المعجم الكبير للطبرانی، داراحياء التراث العربي ۹/ ۱۲۰، رقم: ۸٦۰۸)

ولأن التکرار یؤدی إلی تقلیل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فیستعجلون، فتکثر الجماعة وإذا علموا أنها لا تفوتهم الجماعة یتأخرون فتقل الجماعة وتقلیل الجماعة مکروه بخلاف المساجد التی علی قوارع الطرق لأنها لیست لها أهل معروفون فإذا الجماعة فیها مرة بعد أخریٰ لا یؤدی إلی تقلیل الجماعة لأن أهل المسجد ینتظرون أذان المؤذن المعروف فیحضرون حینئذ. (بدائع الصنائع، کتاب الصلاة، فصل فی بیان محل وجوب الأذان زکریا ۱/ ۳۸۰، کراچی ۱/ ۱۵۳، بیروت ۱/ ٦٥٥، المبسوط للسرخسی، کتاب الصلاة، با الأذان، دارالکتب العلمیه بیروت ۱/ ۱۳۵، ۱۳٦، منحه الخالق، کتاب الصلاة، باب الآذان کوئٹه ۱/ ۲٥۹، زکریا ۱/ ٤٥۱، الموسوعة الفقهیه ۲۷/ ۱۷٥، ۲۷/ ۱۷۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/ ۸۰۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/ ۵/ ۱۴۲۴ھ

دارالحدیث میں جماعت ثانیہ

سوال [۲۰۵۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مدرسہ میں

مسجد نہ ہونے کے سبب دار الحدیث میں ایک عرصہ سے نماز ہورہی ہے، امام اور مؤذن بھی مقرر ہیں، پانچوں وقت اذان اور جماعت پابندی کے ساتھ ہوتی ہے، اس میں طلبہ کئی کئی جماعت کر لیتے ہیں اور پہلی جماعت میں شرکت کا اہتمام نہیں کرتے عین جماعت کے وقت اطمینان کے ساتھ ہوٹلوں میں چائے وغیرہ پیتے رہتے ہیں، اگر ان سے کہا جائے چلئے جماعت کا وقت ہوگیا تو کہہ دیتے ہیں کہ آپ چلئے ہم اپنی جماعت بعد میں الگ کر لیں گے، بعض جماعت ہوتے ہوئے پہونچ جاتے ہیں اور ابھی ایک رکعت باقی ہوتی ہے، یا قعدہ اخیرہ میں ہوتے ہیں تو اس جماعت میں شرکت نہیں کرتے بلکہ ان کے سلام پھیرنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں سلام پھیرنے کے بعد نمازی اپنی جگہ سے اٹھنے بھی نہیں پاتے کہ ان کے کچھ پیچھے اپنی الگ جماعت کر لیتے ہیں، اس طرح کئی کئی جماعتیں کر لیتے ہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس طرح کئی جماعت کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے، اور طلبہ کے اس عمل پر نکیر کی کوئی ضرورت ہے یا نہیں؟

المستفتي: محمد عابد بجنوری، متعلم دار العلوم، دیوبند

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگرچہ دار الحدیث شرعی مسجد کے حکم میں نہیں ہے، مگر پنجوقتہ نمازوں کیلئے عبادت خانہ کے حکم میں ہے، نیز اس کیلئے امام ومؤذن بھی متعین ہیں، اس لئے پہلی جماعت اصل جماعت شمار ہوگی، اور بلا عذر محض بے توجہی کی وجہ سے پہلی جماعت ترک کر کے جماعت ثانیہ یا ثالثہ کرنا مقتضائے جماعت کے خلاف ہے، اسلئے دوسری اور تیسری جماعت قائم کرنا اگرچہ اس کو کراہت تحریمی نہیں کہا جاسکتا ہے، لیکن کراہت تنزیہی اور خلاف سنت ہے اس لئے بلا عذر پہلی جماعت ترک کر کے دوسری اور تیسری جماعت کرنا ممنوع ہوگا، نیز جن مسجدوں میں جماعت ثانیہ مکروہ اور ممنوع ہے وہ وہ مسجدیں ہیں جن کیلئے امام ومؤذن متعین ہیں، اور جن مسجدوں میں امام ومؤذن متعین نہیں ہیں، ان میں جماعت ثانیہ کی گنجائش ہے۔

لہٰذا ممانعت کی جو علت مسجد شرعی میں موجود ہے وہی علت یہاں بھی موجود ہے۔
(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲۵۲/۱۵، جدید ڈابھیل ۴۳۴/۶)

عن الحسن قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ ، إذا دخلوا المسجد، وقد صلي فيه ، صلوا فرادي .(المصنف لإبن أبي شيبه ، كتاب الصلاة ، باب من قال يصلون فرادى ، ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جديد ٥٥/٥، رقم:٧١٨٨)

إن أمرهم بالصلوٰة شهراً أو سنة ثم مات يورث الخ . (فتح القدير، كتاب الوقف ، فصل وإذا بنى مسجداً لم يزل ملكه زكريا٦/٢١٨، كوئٹه ٥/٤٤٥، دارالفكر بيروت ٦/٢٣٥، تاتارخانية، كتاب الوقف ، الفصل الحادى والعشرون فى المساجد ٥/٨٤١، جديد زكريا٨/١٥٧، رقم:١١٤٩٩)

لأن فى الإطلاق هكذا تقليل الجماعة معنى فإنهم لا يجتمعون إذا علموا أنها لا تفوتهم .(شامى ،كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة ، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد زكريا٢/٢٨٩، كراچى ١/٥٥٢)

وفى تكرار الجماعة في مسجد واحد تقليلها ؛ لأن الناس إذا عرفوا أنهم تفوتهم الجماعة يعجلون للحضور ، فتكثر الجماعة ، وإذا علموا أنه لا تفوتهم ، يؤخرون فيؤدي إلى تقليل الجماعات.(المبسوط للسرخسى ، كتاب الصلاة ، باب الأذان ١/١٣٥، ١٣٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۷۶۰۸/۳۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۶/۱۳ھ

جماعت ثانیہ کرنے والوں کی نماز مع الکراہت ادا ہوتی ہے

سوال [۲۰۵۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جب مسجد بنی ہے

اس وقت سے لے کر اب تک دیوبندی عقائد کے لوگ نماز پڑھتے رہے اور اب بھی پڑھتے ہیں، لیکن اب بریلوی کے لوگ اچانک بوقت مغرب جا کر باقاعدہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، پہلے دیوبندی حضرات جماعت کے ساتھ پنجوقتہ نماز پڑھتے ہیں بعدہٗ بریلوی الگ سے اسی مسجد میں دوبارہ اذان کہ کر دوبارہ جماعت کیساتھ نماز پڑھتے ہیں، اب آیا بیک وقت دو جماعت ہوسکتی ہیں، یا ایک مسجد میں دوبارہ جماعت کیساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اب اگر ان کو روکا جاتا ہے، تو تنازع بڑھ جانے کا اندیشہ ہے، اگر ان کو روکا نہ جائے تو آگے چل کر کے مکمل قابض ہو جائیں گے، چونکہ مسجد کے اطراف میں بریلوی کی اکثر تعداد ہے حضرت والا کچھ ایسا حل بتلائیں کہ تنازع کو رفع کیا جا سکے۔

المستفتي: شاکر علی، سیوتہ،
پوسٹ، خاص، بسواں، سیتاپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ایک مسجد میں دوبارہ جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو لوگ پہلے پڑھ لیتے ہیں ان کی نماز بلا کراہت درست ہوجاتی ہے اور بعد والوں کی کراہت کیساتھ، مسئلہ تو یہی ہے اور حل کیا ہوسکتا ہے، آپ زیادہ بہتر جانتے ہیں، آپ واقف ہیں ہم واقف نہیں۔

ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة . (درمختار مع الشامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا ۲/۲۸۸، کراچی ۱/۵۵۲، حاشية الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة کوئٹہ ۱/۲٤۰، البنایه، کتاب الصلاة، باب الإمامة اشرفيه ديوبند ۲/۳۲۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۸؍ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۵۹۸۱)	۱۸/۱/۱۴۲۰ھ

جس ہال میں پنجگانہ نماز ہوتی ہو اس میں جماعت ثانیہ کرنا

سوال [٥٥ ٢٠]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ یہاں مدرسہ میں پانچوں نمازیں ایک بڑے ہال میں ہوتی ہیں، باضابطہ مسجد کا نظم نہیں ہے لیکن جگہ کی تنگی کی وجہ سے اس ہال کو درسگاہ اور طلبہ کے آرام کیلئے بھی استعمال کر لیتے ہیں، تو کیا یہ ہال مسجد کے حکم میں کہلائے گا نیز اس میں جماعت ثانیہ درست ہوگی یا نہیں اور پھر باضابطہ مسجد کا نظم ہو جانے کے بعد کیا اس ہال کا احترام اور مسجدوں کی طرح لازم ہے؟

المستفتي: مفتی ابرار الحق، لاتور، مہاراشٹر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اس ہال میں عیدگاہ کا حکم ثابت ہوگا کہ جنبی وحائضہ کا داخل ہونا جائز ہے اسلئے کہ وہ شرعی مسجد نہیں ہے اور جماعت ثانیہ ممنوع اور ناجائز ہے، اسلئے کہ جماعت ثانیہ کی کراہت کی علت مسجد شرعی ہونے پر نہیں ورنہ اسٹیشن اور مسافر خانہ کی مسجد میں بھی مکروہ ہونی چاہئے تھی، کیونکہ وہ بھی مسجد شرعی ہے بلکہ جماعت ثانیہ کی ممانعت وکراہت کی علت تکثیر جماعت کا متاثر ہونا ہے، اور کراہت کی یہ علت مذکورہ ہال میں بھی موجود ہے اسلئے وہاں کے رہنے والوں کیلئے اس ہال میں جماعت ثانیہ مکروہ ہوگی۔

لأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة وتقليل الجماعة مكروه. (بدائع كتاب الصلاة، فصل في بيان محل وجوب الأذان كراچی ١/١٥٣، زكريا ١/٣٨٠، بيروت ١/٦٥٥، المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة، باب الأذان دارالكتب العلميه بيروت ١/١٣٥، شامي كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد زكريا ٢/٢٨٩، كراچی ١/٥٥٢، منحة الخالق على البحر، كتاب الصلوٰة، باب الأذان كوئٹه ١/٢٩٥،

زکریا ۱/ ۱۵۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹؍ربیع الاول ۱۴۱۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۳۸۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۳/۱۴۱۶ھ

محلّہ کے لوگوں کیلئے جماعت ثانیہ

سوال [۲۰۵۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں جماعت ثانیہ کے مکروہ ہونے کی کیا علت ہے، بعض جگہوں پر مسجد بالکل فل ہوجاتی ہے اور سڑکوں پر بھی جگہ نہیں رہتی اور دوبارہ نماز ادا کی جاتی ہے۔

المستفتي: محمد شاہد، محلّہ قاضی
فیل، قصبہ: سیانہ، ضلع: بلندشہر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محلّہ کے لوگوں کیلئے جماعت ثانیہ مکروہ ہے اور باہر سے آنیوالے لوگوں کیلئے مکروہ نہیں ہے، اور محلّہ کے لوگوں کیلئے اسلئے مکروہ ہے کہ اگر دوسری جماعت بھی معتبر مان لی جائے تو پہلی جماعت جو اصل جماعت ہے وہ متاثر ہوجائیگی لوگ اس جماعت کو کوئی اہمیت نہیں دیں گے، سستی اور غفلت کرکے دوسری جماعت کا انتظار کرنے لگیں گے، اسلئے روزانہ کے نمازی اور محلّہ کے لوگوں کیلئے اپنی مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا مکروہ ہے، اگر کسی جگہ ایسا ہی ہے جیسا سوال میں درج ہے کہ ایک ہی مسجد ہے، اور نمازیوں کی تعداد اتنی ہے کہ سڑک بھی فل ہوجاتی ہے، اس کے باوجود کافی نمازی جگہ نہ ملنے کی وجہ سے باقی رہ جاتے ہیں تو ایسی مجبوری کی شکل میں دوسری جماعت بلا کراہت جائز ہوگی اسلئے کہ ایسی صورت میں کراہت کی کوئی علت موجود نہیں ہے۔

التکرار یؤدی إلی تقلیل الجماعة -إلی- بخلاف المساجد التي علی قوارع الطرق، لأنه لیست لها أهل معروفون، فأداء الجماعة فیها

مرة بعد أخرى ، لا يؤدى إلى تقليل الجماعات . (بدائع الصنائع ، كتاب الصلاة ، فصل فی بيان محل وجوب الأذان، درالكتب العلمية بيروت ١/٦٥٥، زكريا ١/٣٨٠، كراچی ١/١٥٣، المبسوط للسرخسی،كتاب الصلاة ، باب الأذان دارالكتب العلميه بيروت ١/١٣٥، شامی كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد زكريا٢/٢٨٨، كراچی١/٥٥٣، الموسوعة الفقهية الكويتية ١٢/٢٣٠، ٢٧/١٧٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/محرم الحرام ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۳۴/۶۴۴۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۱/۱۹ھ

ایک مسجد میں تکرار جماعت کا حکم

سوال [۲۰۵۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں ایک مرتبہ نماز جماعت اولیٰ کے ساتھ ہوگئی اب تھوڑی دیر بعد نمازی اور جمع ہوگئے تو اب دوسری جماعت کی جاوے، تکبیر پڑھی جاوے اور اسی مصلیٰ پر کھڑے ہوں جہاں پر پہلا امام کھڑا ہوا تھا یا دوسری جگہ فاصلہ دے کر، اگر کچھ لوگ قبل وقت معین اور امام معین کے بغیر جماعت کرلیں بعدہٗ کچھ نمازی جماعت بعد کو مع امام معین کے کریں تو جماعت اولیٰ کون سی ہوگی؟

المستفتي: اسرار احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق : مقامی لوگوں کو مسجد میں دوسری جماعت کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، اور جب ان کے لئے جماعت ثانیہ جائز نہیں تو اذان واقامت کا سوال نہیں پیدا ہوتا ہے۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكرة ، عن أبيه ، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحی المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا، فذهب إلى

منزله، فجمع أهله، ثم صلى بهم. (المعجم الأوسط دارالفكر ١٣٢/٥، رقم: ٦٨٢٠)

يكره تكرار الجماعة في مسجد محلة بأذان وإقامة. (شامی، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ٢٨٨/٢، كراچی ٣٩٥/١)

وإن صلى فيه أهله بأذان وإقامة، أو بعض أهله، يكره لغير أهله وللباقين من أهله أن يعيدوا الأذان والإقامة . (بدائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان محل وجوب الأذان زكريا ٣٧٩/١، كراچی ١٥٣/١، دارالكتب العلميه بيروت ٦٥٤/١)

وإذا دخل القوم مسجداً قد صلى فيه أهله كرهت لهم أن يصلوا جماعة، بأذان وإقامة ولكنهم يصلون وحداناً بغير أذان وإقامة. (المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة، باب الأذان، دارالكتب العلميه بيروت ١٣٥/١)

وقت مقررہ اور متعین امام سے قبل جولوگ نماز جماعت سے ادا کریں گے ان کی یہ جماعت جماعت ثانیہ کے درجہ میں ہے، جو ممنوع ہے **اصل جماعت وہی شمار ہوگی جو وقت معین میں معین** امام کی معیت میں ادا کی جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم/۳۵٦، جدید زکریا/ ۳۳۸)

لو صلى بعض أهل المسجد بإقامة وجماعة، ثم دخل المؤذن والإمام وبقية الجماعة، فالجماعة المستحبة لهم، والكراهة للأولىٰ . (عالمگیری، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، زكريا قديم ٥٤/١، جديد ١١١/١، تاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل الثاني في المتفرقات، كوئٹه ٥٢٨/١، زكريا ١٥٦/٢، رقم: ٢٠١٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۴ / جمادی الاُخریٰ ۱۴۲۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/ ۸۴۲٦)	۱۴۲۵/٦/۲۴ھ

مسجد تنگ ہونے کی وجہ سے جماعت ثانیہ قائم کرنا

سوال [۲۰۵۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک بازار کی مسجد

ہے اسمیں نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے ایک ساتھ سب نمازی مسجد میں نہیں سما سکتے، لہٰذا جماعت ثانیہ کی ضرورت پڑتی ہے، اور کبھی کبھی جماعت ثالثہ بھی ہوتی ہے، اور لوگوں کا یہ خیال بن گیا کہ ہم بعد کی جماعت میں شریک ہونگے اور کچھ لوگوں کا ایسا بھی خیال ہے کہ اگر ہم بعد میں جائیں تو امامت کا موقع بھی مل جائیگا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ وثالثہ کی کیا حیثیت ہے نیز جو لوگ اس خیال سے جماعت اولیٰ میں شریک نہیں ہوتے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور جو لوگ امامت کی غرض سے پہلی جماعت چھوڑتے ہیں ان کی امامت کیسی ہے؟

المستفتی: محمد نذرالاسلام، آسامی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس مسجد میں امام ومؤذن اور محلّہ کے لوگوں نے وقت پر نماز ادا کرلی ہے، اسمیں دوبارہ سہ بارہ جماعت کی گنجائش نہیں ہے، اگر مسجد تنگ ہے تو وسعت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے یا قریب کی دوسری مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کریں، نیز اس خیال سے جماعت ترک کرنا کہ دوسری یا تیسری جماعت میں شریک ہوجائیں گے یا امامت کا موقع مل جائیگا، یہ قطعاً جائز نہیں ہے ایسا کرنے والے سخت ترین گنہگار ہیں، حدیث شریف میں اس پر سخت ترین وعید آئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں کسی کو کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں خود ان لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں شریک نہیں ہیں اور ان کے متعلق کسی کو حکم دوں کہ لکڑیوں کا ایک ڈھیر جمع کرکے ان کے گھروں کو جلا دیں۔ (الحدیث) اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ لوگوں پر پہلی جماعت میں شریک ہونا ضروری ہے، اسلئے کہ اگر دوسری یا تیسری جماعت کی اجازت ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے پر اتنی سختی نہ فرماتے، کیونکہ دوسری تیسری جماعت کی اجازت کی صورت میں ان کیلئے عذر ہوتا اور یہ وعید نہ ہوتی لہٰذا معلوم ہوا کہ پہلی جماعت ہی میں شرکت ضروری ہے، دوسری یا

تیسری جماعت کی اجازت نہیں ہے۔

عن أبی هريرةؓ أن رسول الله ﷺ قال: والذي نفسي بيده لقد هممت أن آمر بحطب، فيحطب، ثم آمر بالصلاة، فيؤذن لها، ثم أمر رجلاً فيؤم الناس ثم أخالف إلى رجالٍ، فأحرق عليهم بيوتهم. (بخاری الصلاة، باب وجوب صلاة الجماعة، النسخة الهنديه ١/٨٩، حديث:٦٣٥، ف: ٦٤٤، مسلم شريف، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة، وبيان التشديد فی التخلف عنها، النسخة الهندية ١/٢٣٢، بيت الأفكار رقم: ٦٥١)

عن عبد الرحمن بن أبي بكرة عن أبيه، أن رسول الله ﷺ أقبل من نواحی المدينة يريد الصلوٰة، فوجد الناس قد صلوا، فمال إلیٰ منزله، فجمع أهله فصلى بهم. (المعجم الأوسط، دارالفكر ٣/٢٨٤، رقم: ٤٦٠١)

عن الحسن، قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا دخلوا المسجد، وقد صلى فيه صلوا فرادیٰ. (المصنف لإبن أبی شيبه، كتاب الصلاة، باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جديده/٥٥، رقم: ٧١٨٨)

ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أو في مسجد لا إمام له ولا مؤذن له. (شامی زكريا، كتاب الصلاة، باب الإمامة، زكريا ٢/٢٨٨، كراچی ١/٥٥٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۷۲۲۰)

ایک ہی مسجد میں متعدد بار نماز جمعہ قائم کرنا

سوال [۲۰۵۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امریکہ میں کئی مساجد میں نماز جمعہ مع خطبہ ایک سے زائد مرتبہ پڑھی جاتی ہے، کیا اس طرح پڑھنا صحیح ہے،

دلائل کی روشنی میں ائمہ اربعہ کے مسالک کو واضح فرمائیں؟

المستفتي: عبدالسبحان، کیلی فورنیا، امریکہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ایک ہی مسجد میں جگہ کی تنگی اور دوسری جگہ میسر نہ ہونے کی صورت میں متعدد بار جمعہ کی نماز خطبہ کے ساتھ ادا کرنے کی گنجائش ہے، اس لئے کہ تکرار جماعت کی ممانعت کی اصل علت تقلیل جماعت ہے جو یہاں پر مفقود ہے اور چوں کہ یہاں پر جگہ کی قلت اور انسانوں کی تکثیر کی وجہ سے تکرار جماعت کی ضرورت پڑی ہے جو اصل جماعت کی تقلیل کا سبب نہیں ہے، جیسا کہ مسافروں کی جماعت ثانیہ تقلیل کا سبب نہیں ہے، اور ان کے لئے جماعت ثانیہ کے وقت اقامت کی گنجائش ہوتی ہے، اسی طرح یہاں بھی دوسری تیسری جماعت کے لئے اقامت کی گنجائش ہوگی۔

إنا أمرنا بتكثير الجماعة وفي تكرار الجماعة في مسجد واحد تقليلها لأن الناس إذا عرفوا أنهم تفوتهم الجماعة يعجلون للحضور فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنه لا تفوتهم يؤخرون فيؤدى إلى تقليل الجماعة -إلى- فكل من حضر يصلي فيه، فإعادة الجماعة فيه مرة بعد مرةٍ لا تؤدى إلى تقليل الجماعات. (المبسوط، كتاب الصلاة، باب الأذان، دارالكتب العلميه بيروت ١/٣٧٩، ١٣٦)

وإذا علموا أنها لا تفوتهم الجماعة فيتأخرون فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروهة، بخلاف المساجد التى على قوارع الطرق لأنها ليست لها أهل معروفون فأداء الجماعة منها مرة بعد أخرى لا يؤدى إلى تقليل الجماعة. (بدائع الصنائع، كتاب الصلوٰة، فصل فى بيان محل وجوب الاذان كراچى ١/١٥٣، بيروت ١/٦٥٥، زكريا ١/٣٧٩، ومثله فى الشامية كتاب الصلوٰة، باب الإمامة، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد كراچى ١/٥٥٢، ٥٥٣، زكريا٢/٢٨٨، وهكذافى

إعلاء السنن ،كتاب الصلوٰة ، باب كراهة تكرار الجماعة فى مسجد المحلة بيروت ٤/ ٢٦١)

والضابطة عندنا أن كل فرض أداء كان أو قضاء يؤذن له ويقام سواء أداه منفرداً أو بجماعة . (هنديه ، كتاب الصلاة، الباب الثانى فى الأذان، زكريا قديم ١/ ٥٥، جديد ١/ ١١١، تبيين الحقائق ، كتاب الصلوٰة ، باب الأذان ، امداديه، ملتان ١/ ١٩٢، زكريا ١/ ٢٤٦)

فإن صلوا بجماعة وأقاموا وتركوا الأذان أجزأهم ولا يكره ويكره لهم ترك الإقامة . (بدائع الصنائع زكريا، كتاب الصلاة، فصل في بيان محل وجوب الأذان ١/ ٣٧٨، كراچى ١/ ١٥٣ ، بيروت ١/ ٦٥٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/ ذی قعدہ ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۳۰۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/ ۱۱/ ۱۴۳۴ھ

مسجد کی سہ دری یا حجرہ میں جماعت ثانیہ کرنے کا حکم

سوال [۲۰۶۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نماز با جماعت ہو چکنے کے بعد مسجدوں کی سہ دری یا ادھر اُدھر حجرہ میں دوسری جماعت کی کیا حیثیت ہے کرلینی چاہئے یا نہیں؟

المستفتي: محمد یونس، جامع مسجد، احمد گڈھ، پنجاب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: محلّہ کی مسجد میں باضابطہ جماعت ہوجانے کے بعد اس سے متصل دائیں بائیں حجرہ میں محلّہ کے لوگوں کے لئے اور روزانہ کے نمازیوں کیلئے الگ سے جماعت کرنے کی ایسے ہی ممانعت ہے، جیسے حدود مسجد میں ممانعت ہوتی ہے، اسلئے کہ اصل جماعت جس طرح حدود مسجد میں جماعت ثانیہ کی وجہ سے متاثر ہوتی ہے اسی طرح حدود مسجد سے متصل کمرہ میں جماعت ثانیہ کرنے کی وجہ سے بھی متاثر ہوتی ہے۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكره ، عن أبيه ، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا، فذهب إلى منزله، فجمع أهله ، ثم صلى بهم .(المعجم الأوسط دارالفكر ٥/١٣٢، رقم:٦٨٢٠، ٣/٢٨٤، رقم: ٢٦٠١، مجمع الزوائد، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٤٥، رقم: ٢١٧٧، وفيه رواه الطبراني فى الكبيروالأوسط ورجاله ثقات)

ولأن التكرار يؤدى إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة، فيستعجلون فتكثر الجماعة ، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروهة ، بخلاف المساجد التى على قوارع الطرق لأنها ليست لها أهل معروفون، فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدى إلى تقليل الجماعات، وبخلاف ما إذا صلى فيه غير أهله، لأنه لايؤدى إلى تقليل الجماعة. (بدائع ، كتاب الصلوٰة ، فصل فى بيان محل وجوب الاذان زكريا١/ ٣٨٠، كراچى ١/١٥٣، بيروت ١/٦٥٥، المبسوط للسرخسى ، كتاب الصلاة ، باب الأذان ، دارالكتب العليمه بيروت ١/١٣٥، ١٣٦، شامى ، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة ، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد زكريا٢/٢٨٨، كراچى ١/٥٥٢، ٥٥٣، منحة الخالق ، كتاب الصلاة ، باب الأذان كوئٹه ١/٢٥٩، زكريا١/ ٤٥١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ر شعبان ۱۴۲۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۹۳۹۴/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۸/۸/۱۴ھ

مسجد یا اس سے متصل دوسری جگہ میں دوسری جماعت کرنا

سوال [۲۰۶۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد میں جمعہ اور پنجوقتہ نمازوں کی جماعت ہوتی ہے ایک بار ہونے کے بعد دوبارہ جماعت ہوگی یا نہیں؟

مسجد کے دائیں جانب ایک ہال کمرہ ہے جس میں پہلے پڑھائی ہوتی تھی، اس میں اب صحن کی جانب دروازے کھول دیئے ہیں دیوار ختم کر کے صحن سے اسمیں صفیں نکالدی ہیں، جس طرح مسجد کے اندر والے حصہ میں تین گیٹ ہیں اسی طرح کے اس کمرہ میں بھی گیٹ ہیں دو کواڑ لگے ہوئے نہیں ہیں، صحن مسجد کی اور حجرہ کی صف ایک ہی ہے آخر تک صف کا نشان لگا ہوا ہے ، جمعہ کی نماز میں اس حجرے میں صف بھی بچھاتے ہیں اندرون صف کے مقابل تین صفیں ہوجاتی ہیں یا بالکل مسجد کی صف کے مقابل ہوجاتی ہیں جب تبلیغی جماعت والے آتے ہیں، تو وہاں کھانا بھی پکاتے ہیں اور ایک کونے میں مسجد کا سامان بھی رکھا ہوا ہے، اب مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ ان تمام حالتوں میں اس میں دوبارہ نماز ادا کرسکتے ہیں یا نہیں، اگر کر سکتے ہیں تو کس کیلئے جائز ہے ایک تو تبلیغی جماعت والے سفر کر کے آتے ہیں، تو افراد زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگ دوبارہ جماعت کرسکتے ہیں یا نہیں، اسی طرح مقامی لوگوں کیلئے دوبارہ جماعت کرنا کیسا ہے؟

المستفتي: مصلیان، جامع مسجد، شاہی مزرعہ
پی ٹی ایل ایس نگر مہال، پنجاب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو مسجدیں محلّہ اور آبادی سے متعلق ہوتی ہیں اور ان کے نمازی وہیں سے متعلق ہوتے ہیں ایسی مسجدوں میں مقامی لوگوں کیلئے دوبارہ جماعت کرنا جائز نہیں ہے، مکروہ ہے چاہے امام کے مصلیٰ سے ہٹ کر کے ہیئت بدل کر ہی کیوں نہ ہو پھر بھی مکروہ اور ممنوع ہے نیز مسجد سے متصل اگر کوئی کمرہ ہے مقامی لوگوں کیلئے وہاں بھی الگ سے جماعت کرنا مکروہ اور ممنوع ہے۔

مسجد سے متصل جس حجرہ کا سوالنامہ میں تذکرہ کیا گیا شاید وہ جماعت خانہ سے خارج ہے، ضرورت کی وجہ سے وہاں تک صف بن جاتی ہے تو اس جگہ پر اور اس کے علاوہ مسجد کے حدود میں کسی اور کنارے پر باہر سے آنیوالے لوگ جو آبادی کے رہنے والے

نہیں ہیں، ان کیلئے دوسری جماعت کرنا بلاکراہت جائز ہے؟ اسی طرح تبلیغی جماعت والے کہیں باہر سے آرہے ہوں اور یہاں پہو نچتے پہو نچتے جماعت نکل جائے تو ان لوگوں کیلئے بھی حدودِ مسجد کے اندر الگ سے جماعت کرنا جائز ہے اسلئے کہ یہ لوگ اس مسجد کے مستقل مقتدی نہیں ہیں، ان کے اس وقت الگ سے دوسری جماعت کرنے کی صورت میں مسجد کی اصل جماعت متأثر نہیں ہوتی ہے۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكره، عن أبيه، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة، فوجد الناس، قد صلوا، فذهب إلى منزله، فجمع أهله، ثم صلى بهم. (المعجم الأوسط دارالفكر ١٣٢/٥، رقم: ٦٨٢٠، ٢٨٤/٣، رقم: ٢٦٠١، مجمع الزوائد، دارالكتب العلمية بيروت ٤٥/٢، رقم: ٢١٧٧، وفيه رواه الطبراني في الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

عن الحسن، قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا دخلوا المسجد، وقد صلى فيه صلوا فرادىٰ. (المصنف لإبن أبى شيبه، كتاب الصلاة، باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جديده/٥٥، رقم: ٧١٨٨)

التكرار يؤدى إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة، فيستعجلون فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة وتقليل الجماعة مكروه، بخلاف المساجد التى على قوارع الطرق لانها ليست لها أهل معروفون فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدى إلى تقليل الجماعات، وبخلاف ما إذا صلى فيه غير أهله لأنه لايؤدى إلى تقليل الجماعة لأن أهل المسجد ينتظرون أذان المؤذن المعروف فيحضرون حينئذٍ الخ. (بدائع الصنائع، كتاب الصلوٰة، فصل فى بيان محل وجوب الاذان زكريا ٣٨٠/١، كراچى ١٥٣/١، بيروت ٦٥٥/١، شامى، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، زكريا ٢٨٨/٢، ٢٨٩،

کراچی ۱/۵۵۲، ۵۵۳، المبسوط، کتاب الصلاۃ ، باب الأذان ، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۳۵، ۱۳٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/ ۸۳۸۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۵/۱۴۲۵ھ

کیا دوسری صف میں جماعت ثانیہ کی جا سکتی ہے؟

سوال [۲۰٦۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری مسجد میں لوگ جب نماز باجماعت سے فارغ ہو جاتے ہیں تو کچھ بعد میں آنیوالے حضرات کہتے ہیں کہ ہم دوسری جماعت کرلیں گے ہم امام کی جگہ پر کھڑے نہیں ہوں گے ایک صف پیچھے کھڑے ہو کر دوسری جماعت کرلیں گے، کیا ایسا کرنا درست ہے؟ نیز جماعت ثانیہ کون سی مسجد میں بلا کراہت جائز اور درست ہے؟ واضح فرمائیں؟

المستفتي: محمد ذوالفقار، مظفر نگری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی مسجد جس میں امام ومؤذن متعین ہوں، اس میں محلّہ کے بعد میں آنے والے لوگوں کیلئے جماعت ثانیہ کرنا جائز نہیں ہے، نیز امام کی جگہ سے ہٹ کر ایک صف پیچھے کھڑے ہو کر اور حدود مسجد سے باہر دالان یا کمرے میں بھی جماعت ثانیہ کرنا مکروہ ہے اور ایسی مسجد جس میں جماعت ثانیہ جائز ہے، وہ ہے جو شاہراہ عام پر قائم ہو اور باہر کے لوگ جوق در جوق آتے رہتے ہوں، اور اپنی جماعت کر کے نماز پڑھ کر چلے جاتے ہوں، نیز محلّہ کی مسجد میں دور دراز سے آنے والے لوگوں کیلئے بھی جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے، اسلئے کہ دور دراز سے آنیوالے لوگوں کی جماعت ثانیہ کرنے کی وجہ سے اصل جماعت متأثر نہیں ہوتی اور جماعت ثانیہ کی ممانعت کی علت اصل جماعت کا متأثر ہو جانا ہے، اسلئے محلّہ کے لوگوں کیلئے جماعت ثانیہ ممنوع ہے اور باہر سے آنیوالے لوگوں کے

لئے بلا کراہت جائز اور درست ہے۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكره ، عن أبيه ، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحى المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا ، فمال إلى منزله، فجمع أهله ، فصلى بهم .(المعجم الأوسط دارالفكر ٣/٢٨٤، رقم :٤٦٠١)

عن الحسن ، قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا دخلوا المسجد، وقد صلى فيه صلوا فرادىٰ. (المصنف لإبن أبى شيبه ، كتاب الصلاة، باب من قال يصلون فرادى و لا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جديده/٥٥، رقم:٧١٨٨)

لأن التكرار يؤدى إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة، فيستعجلون فتكثر الجماعة ، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة ، وتقليل الجماعة مكروه ، بخلاف المساجد التى على قوارع الطرق، لأنها ليست لها أهل معروفون، فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدى إلى تقليل الجماعات وبخلاف ما إذا صلى فيه غير أهله لأنه لايؤدى إلى تقليل الجماعة لأن أهل المسجد ينتظرون أذان المؤذن المعروف فيحضرون حينئذٍ . (بدائع الصنائع ، كتاب الصلوٰة ، فصل فى بيان محل وجوب الاذان زكريا ١/٣٨٠، كوئٹه ١/١٥٣، بيروت ١/٦٥٥، كراچى ١/١٥٣، المبسوط للسرخسى ، كتاب الصلاة ، باب الأذان ، دارالكتب العلميه بيروت ١/١٣٥، ١٣٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/۸۸۱۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۶/۵/۱۹ھ

مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا

سوال [۲۰۶۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جماعت ثانیہ

مسجد میں درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: محمد اسرار دھامپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: آبادی اور محلّہ کی مسجد میں مقامی لوگوں کیلئے دوبارہ جماعت کرنا جائز نہیں خواہ مصلّٰی سے ہٹ کر تبدیل ہیئت کے ساتھ کیوں نہ ہو اسلئے کہ جماعت ثانیہ کی وجہ سے اصل جماعت متأثر ہوجاتی ہے، البتہ غیر مقامی لوگوں کیلئے تبدیل ہیئت کیساتھ درست ہے۔ (کفایت المفتی، قدیم ۳/۹۲، جدید ۳/۱۳۴، زکریا جدید مطول ۴/۳۱٦)

عن عبد الرحمن بن أبي بكره، عن أبيه، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة، فوجد الناس، قد صلوا، فذهب إلى منزله، فجمع أهله، ثم صلى بهم. (المعجم الأوسط دارالفكر ٥/١٣٢، رقم: ٦٨٢٠، ٣/٢٨٤، رقم: ٤٦٠١، مجمع الزوائد، دارالكتب اللعمية بيروت ٢/٤٥، رقم: ٢١٧٧، وفيه رواه الطبراني فى الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

عن الحسن، قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا دخلوا المسجد وقد صلى فيه، صلوا فرادىٰ. (المصنف لإبن أبى شيبه، كتاب الصلاة، باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جديده/٥٥، رقم: ٧١٨٨)

التكرار يؤدى إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة، فيستعجلون فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروه، بخلاف المساجد التى على قوارع الطرق، لأنها ليست لها أهل معروفون، فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدى إلى تقليل الجماعات وبخلاف ما إذا صلى فيه غير أهله لأنه لايؤدى إلى تقليل الجماعة لأن أهل المسجد ينتظرون أذان المؤذن المعروف فيحضرون حينئذٍ. (بدائع الصنائع، كتاب الصلوٰة، فصل فى بيان محل وجوب الاذان

زکریا ۱/۳۷۹، کراچی ۱/۱۵۳، بیروت ۱/٦۵۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴/ رجمادی الأخری ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/۸۴۲۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/٦/۲۴ھ

محلّہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ

سوال [۲۰٦۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں ایک مرتبہ جماعت ہو چکی ہے پھر اسی مسجد میں دوسری جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یعنی جماعت ثانیہ کرنا کیسا ہے؟ مفصل جواب سے نوازیں۔

المستفتي: محمد جیلانی بگھیلا گھاٹ، دربھنگہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس مسجد کے امام ومؤذن متعین ہوں اور محلّہ اور آبادی کی مسجد ہو، تو اس میں وہاں کے باشندوں کیلئے باقاعدہ جماعت ہو چکنے کے بعد دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكره ، عن أبيه ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أقبل من بعض نواحى المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا، فذهب إلى منزله، فجمع أهله ، ثم صلى بهم .(المعجم الأوسط دارالفكر ۵/۱۳۲، رقم: ٦۸۲۰)

عن الحسن ، قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخلوا المسجد، وقد صلى فيه صلوا فرادىٰ(المصنف لإبن أبى شيبه ، كتاب الصلاة، باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون مؤ سسة علوم القرآن جديد ۵/۵۵ ، رقم: ۷۱۸۸)

يكره تكرار الجماعة فى مسجد محله بأذان وإقامة الخ . (شامى

كتاب الصلاة ، باب الإمامة كراچی ۱/۵۵۲، زکریا۲/۲۸۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/ ۲۶۷۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/۵/۱۴۱۲ھ

ایک مسجد میں جمعہ کی جماعت ثانیہ کرنا

سوال [۲۰۶۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد جو تین منزلہ ہے شہر میں واقع ہے اس میں نماز جمعہ ہوتی ہے، لوگ اتنی کثیر تعداد میں شرکت کرتے ہیں کہ مسجد اپنے وسیع ہونے کے باوجود تنگ پڑ جاتی ہے، جس کی بنا پر نماز جمعہ اس کے اندر دومرتبہ ہوتی ہے، دومرتبہ نماز جمعہ جو ہوتی ہے، اسکے امام الگ الگ ہیں اور دونوں ہم مسلک ہیں دونوں کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اگر نہیں ہوتی تو پہلے والے کی نہیں ہوتی یا دوسرے کی نہیں ہوتی اور کیوں نہیں ہوتی شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: محمد اسعد، خان گنج، فیض آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر شہر میں اس مسجد کے علاوہ کوئی دوسری مسجد دور دور تک نہیں ہے جہاں جا کر یہ لوگ اپنا فریضہ ادا کرسکیں اور دوسری جماعت کرنے کیلئے کوئی دوسری جگہ بھی نہیں ہے، اور دوسری جماعت نہ کرنے کی صورت میں لوگوں کی ایک بھاری تعداد جمعہ سے محروم ہوجاتی ہے اور اس تعداد کو وقت پر حاضر ہونے میں کوئی تاخیر بھی نہیں ہوتی ہے، تو ایسی شدید ضرورت کے تحت اس مسجد میں دومرتبہ جمعہ کی نماز پڑھی جانے کی گنجائش ہے، اگر یہ اعذار نہیں ہیں تو جائز نہیں ہے، مگر جماعت ثانیہ کیلئے باقاعدہ اذان نہ دی جائے اس کی گنجائش اس وقت تک ہے، جب تک دوسری مسجد کا نظم نہ ہو سب لوگوں پر ضروری ہے، کہ دوسری مسجد قائم کرنے کا انتظام کریں تکرار جماعت کی ممانعت اسلئے ہے کہ اس کی وجہ سے اصل جماعت متأثر ہوجاتی ہے، یہاں سوالنامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل جماعت متأثر نہیں

ہے نیز یہاں تکرار نہ کیا جائے تو شہر کی بھاری تعداد کو جمعہ سے محروم ہونا پڑیگا۔

ولأن في الإطلاق هكذا تقليل الجماعة معنى فإنهم لا يجتمعون إذا علموا أنهم لا تفوتهم. (شامي كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة ،مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد زكريا٢/ ٢٨٩ ،كراچى ١/ ٥٥٣)

أمرنا بتكثير الجماعة وفي تكرار الجماعة في مسجد واحد تقليلها لأن الناس إذا عرفوا أنهم تفوتهم الجماعة يعجلون للحضور فتكثر الجماعة ، وإذا علموا أنه لا تفوتهم يؤخرون ، فيؤدى إلى تقليل الجماعات. (مبسوط سرخسى ،كتاب الصلاة، باب الأذان دارالكتب العلميه بيروت ١/ ١٣٥ ، بدائع الصنائع، كتاب الصلاة ، تكرار الجماعة فى المسجد زكريا١/ ٣٧٩، كراچى ١/ ١٥٤ ، بيروت١/ ٦٥٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰/محرام الحرام ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۱۴۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۱/۱۴۱۸ھ

دومنزلہ مسجد میں بیک وقت دو جماعت قائم کرنا

سوال [۲۰٦٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی گاؤں میں دو پارٹی ہیں ،اوراس گاؤں کی مسجد دومنزلہ ہے ایک پارٹی نیچے نماز پڑھتی ہے، دوسری پارٹی اوپر کی منزل میں نماز پڑھتی ہے، جبکہ دونوں ٹھیک ایک ہی وقت میں نماز باجماعت ادا کرتی ہیں،اور دونوں پارٹی کے امام بھی الگ الگ ہیں تو کیا اس طرح سے دونوں پارٹی کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

المستفتي: اسرارالحق مظاہری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: جس جگہ مسجد بن گئی نیچے سے لیکر اوپر آسمان

تک سب ایک ہی مسجد ہے اور ایک مسجد میں دو جماعت کرنا مکروہ ہے ، لہٰذا دونوں پارٹیوں کا ایک ہی وقت میں الگ الگ جماعت کرنا جائز نہ ہوگا البتہ دونوں پارٹیوں کی نماز ہوجائیگی لیکن یہ فعل نا جائز ہوگا، اور دونوں پارٹی کے لوگ اس ناجائز کام میں شریک مانے جائیں گے، لہٰذا ان کو چاہئے کہ آپس میں مصالحت کرکے ایک جماعت کریں ۔
(مستفاد: امدادالفتاویٰ زکریا۱/ ۳۶۸، محمودیہ قدیم ۷/۹۱، جدید ڈابھیل ۶/۴۳۴، رحیمیہ قدیم ۱۵۳۷، جدید زکریا۴ ۱۵۰۸، عزیز الفتاویٰ ۱/ ۱۹۱)

ویکره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة (درمختار) وفي الشامية ويكره أي تحريما لقول الكافي لا يجوز، والمجمع لا يباح وشرح الجامع الصغير إنه بدعة. (شامي زكريا كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد ۲/۲۸۸، شامي كراچي ۱/۵۵۲، ۵۵۳، المحيط البرهاني، كتاب الصلاة ، الفصل الثاني في النوافل والواجبات المجلس العلمي جديد ۲/۱۰۲، ۱۰۳، رقم: ۱۳۱٤، الفتاویٰ التاتارخانيه ، كتاب الصلاة ، الفصل الثاني المتفرقات زكريا ۲/۱۵۵، رقم: ۲۰۱۲، منحة الخالق ، كتاب الصلوٰة ، باب الأذان كوئٹه ۱/۲۰۹، زكريا ۱/٤۵۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۷۲۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۵/۶/۱۴۲۱ھ

اختلاف کی وجہ سے دو جماعتیں کرنا

سوال [۲۰۶۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد میں بریلوی اور دیوبندی کا جھگڑا ہوگیا ہے ایک امام پہلے سے مقرر تھے وہ دیوبندی تھے، جھگڑا ہونے کے بعد بریلوی لوگ بریلوی امام لائے اور ایک مسجد میں دو جماعتیں ہونے لگیں، ایک اذان سے دو جماعتیں ہوتی ہیں بریلوی پہلے نماز پڑھتے ہیں اور دیوبندی جگہ بدل کران

سے پیچھے پڑھتے ہیں، مثلاً ایک بجے ظہر کی نماز بریلوی لوگ پڑھتے ہیں اندر کے حصے میں اور دیو بندی ڈیڑھ بجے باہر یا چھت پر نماز پڑھتے ہیں اور امام مقرر دیو بندیوں کی طرف سے ہے اور ہم دیو بندی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں کس کی نماز صحیح ہے تفصیلی طور پر ارشاد فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

المستفتي: سفیر الدین، متعلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر امام سابق کے اندر امامت کی اہلیت ہے تو ان کی جماعت بلا کراہت درست ہے وہ جماعت ثانیہ نہیں ہے بلکہ تفریق المسلمین کا گناہ بریلوی مبتدعین اور ان کے امام پر ہوگا، اور ان کی جماعت معتبر نہیں ہے، امام سابق کی جماعت میں کوئی کراہت نہیں ہے!

ولو صلى بعض أهل المسجد بإقامة وجماعة ثم دخل المؤذن والإمام وبقية الجماعة، فالجماعة المستحبة لهم والكراهة للأولىٰ الخ. (عالمگیری، کتاب الصلاۃ، باب الأذان زکریا قدیم ۱/ ٥٤، جدید ۱/ ۱۱۱، الفتاویٰ التاتار خانیہ، کتاب الصلاۃ، الفصل الثاني في المتفرقات، زکریا ۲/ ۱٥٦، رقم: ۲۰۱۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۳۴۱)

محراب سے ہٹ کر جماعت ثانیہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے

سوال [۲۰٦۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے گاؤں کی مسجد (جسمیں پنجوقتہ نماز ہوتی ہے) میں ایک مرتبہ جماعت ہو چکی ہے جماعت ثانیہ کرنا چاہتے ہیں، اگر محراب سے ہٹ کر دائیں یا بائیں جانب کرلیں تو جائز ہے یا نہیں۔

المستفتي: محمد محبوب، ستونگلہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اہل محلہ ہی محراب سے ہٹ کر دائیں یا بائیں جانب جماعت ثانیہ کریں تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز مکروہ تنزیہی ہوگی اور یہی صحیح اور مفتیٰ بہ قول ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۳۲۲)

عن عبد الرحمن بن أبي بكره ، عن أبيه ، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحي المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا، فذهب إلى منزله، فجمع أهله ، ثم صلى بهم .(المعجم الأوسط دارالفكر ٥/١٣٢، رقم: ٦٨٢٠، ٣/٢٨٤، رقم: ٤٦٠١، مجمع الزوائد ، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٤٥، رقم: ٢١٧٧، وفيه رواه الطبراني في الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

عن الحسن ، قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخلوا المسجد وقد صلى، فيه صلوا فرادىٰ. (المصنف لإبن أبي شيبه ، كتاب الصلاة، باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن ، جديد ٥/٥٥، رقم: ٧١٨٨) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۶۸۴)

مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

سوال [۲۰٦٩]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور دوسری جماعت کے ہوتے ہوئے اکیلے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲) مسجد میں نماز الگ پڑھکر بعد کو ایک شخص کے ہمراہ نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: اسرار احمد، دھامپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق :(۱) جس مسجد میں پنج وقتہ نماز باجماعت ہوتی ہو اس میں دوسری جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے، نیز ایسے مقامات پر دوسری جماعت کے ہوتے ہوئے بھی تنہا نماز پڑھنا بہتر ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم/۳۵۴، جدید زکریا ۳/۶/۳۳۶، کفایت المفتی قدیم ۳/ ۹۷، جدید زکریا ۳/ ۱۴۰، زکریا مطول: ۴/ ۳۲۱)

عن عبد الرحمن بن أبي بكره ، عن أبيه ، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحی المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا، فذهب إلى منزله، فجمع أهله ، ثم صلى بهم . (المعجم الأوسط دارالفكر ۵/۱۳۲، رقم: ٦٨٢٠، ٣/٢٨٤، رقم: ٤٦٠١، مجمع الزوائد ، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ٤٥، رقم: ٢١٧٧، وفيه رواه الطبرانی فی الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

عن الحسن ، قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا دخلوا المسجد، وقد صلى فيه صلوا فرادىٰ. (المصنف لإبن أبی شيبه ، كتاب الصلاة، باب من قال يصلون فرادى ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جديده/٥٥، رقم: ٧١٨٨)

التكرار يؤدى إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة، فيستعجلون فتكثر الجماعة ، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة ، وتقليل الجماعة مكروه. (بدائع الصنائع ، كتاب الصلوٰة ، فصل فی بيان محل وجوب الاذان زكريا ١/ ٣٨٠ كراچی ١/١٥٣، بيروت ١/ ٦٥٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ / جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/ ۸۴۲۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/ ۳/ ۱۴۱۳ھ

اہل محلّہ کا مسجد سے متصل حجرہ میں جماعت ثانیہ کرنا

سوال [۲۰۷۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محلّہ کی مسجد جس

میں اوقات متعینہ کے ساتھ پنجوقتہ باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے، جماعت کی نماز ہوجانے کے بعد، بعد میں آنیوالے حضرات مسجد کی خارجی جگہ میں دودوتین تین مرتبہ جماعت بنا کر عام طور پر نماز ادا کرتے ہیں، اس کے بعد والی جماعتوں کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اگر لوگوں کو روکا جاتا ہے، تو وہ جھگڑا کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں، شرعی حکم تحریر فرمائیں؟

المستفتي: انعام اللہ، گلشہید، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرات فقہاء نے ایک مسجد میں تکرار جماعت کو اسلئے مکروہ لکھا ہے، کہ مکرر جماعت ہونے سے جو مسجد کی اصل جماعت ہے، اس میں نمازیوں کی کمی آجاتی ہے، لہٰذا جس صورت میں بھی تکرار جماعت کی وجہ سے مسجد کی اصل جماعت متأثر ہوکر اس میں نمازیوں کی کثرت کے بجائے کمی آجاتی ہو وہ مکروہ اور ممنوع ہوگی، لہٰذا سوالنامہ میں مسجد سے متصل حدود مسجد سے خارج جگہ میں ایک ایک دودو تین تین مرتبہ جماعت بنا کر نماز پڑھنا ممنوع اور مکروہ ہوگا، اسلئے کہ اہل محلّہ کا مسجد سے متصل حجرہ میں دوسری یا تیسری جماعت کرنا مکروہ ہے اس سے باز رہنا لازم ہے، اور منع کرنے پر جھگڑے پر آمادہ ہونے والے غلطی پر ہیں، ان کو شرعی مسئلہ بتلادیا جائے، حضرات صحابہ میں سے جن لوگوں کو اتفاق سے جماعت نہیں ملتی تھی وہ الگ سے جماعت نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ تنہا نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكره، عن أبيه، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحی المدينة يريد الصلاة، فوجد الناس، قد صلوا، فذهب إلى منزله، فجمع أهله، ثم صلى بهم. (المعجم الأوسط دارالفكر ٥/١٣٢، رقم: ٦٨٢٠، ٣/٢٨٤، رقم: ٤٦٠١، مجمع الزوائد، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٤٥، رقم: ٢١٧٧، وفيه رواه الطبراني فی الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

عن الحسن، قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا دخلوا

الـمسجد، وقد صلى فيه صلوا فرادىٰ. (المصنف لإبن أبى شيبه، كتاب الصلاة، باب من قال يصلون فرادى و لا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جديده/٥ ٥، رقم: ٨٨ ٧١)

روى عن أنس بن مالك ؓ أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا إذا فاتتهم الجماعة صلوا فى المسجد فرادىٰ، ولأن التكرار يؤدى إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة وإذا علموا أنها لاتفوتهم، يتأخرون، فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروه (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل فى بيان محل وجوب الآذان زكريا١/ ٣٨٠، كراچى ١/١٥٣، بيروت ١/٦٥٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍شعبان ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/ ۷۷۸۸)

جہاں امام اور مؤذن متعین نہ ہوں وہاں جماعت ثانیہ کرنا

سوال [۲۰۷۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) محلّہ کی مسجد میں جس میں باقاعدہ جماعت ہوتی ہو اس میں دوبارہ محراب سے ہٹ کر کے جماعت کرنا کیسا ہے؟

(۲) محلّہ کی مسجد جس میں باقاعدہ جماعت تو نہیں ہوتی بلکہ کبھی کبھی ہو جاتی ہے اسمیں دوبارہ محراب سے ہٹ کر جماعت سے نماز ادا کرنا کیسا ہے؟

المستفتي: محمد ایوب منی پوری، متعلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: (۱) محلّہ کے لوگوں کیلئے محراب سے ہٹ کر بھی جماعت ثانیہ کرنا مکروہ ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ/۴ ۳۵، امداد الفتاویٰ ۱/۴/ ۳۶۴)

عن عبد الرحمن بن أبي بكره، عن أبيه، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحى المدينة يريد الصلاة، فوجد الناس، قد صلوا، فذهب إلى

منزله، فجمع أهله ، ثم صلى بهم .(المعجم الأوسط دارالفكر ١٣٢/٥، رقم: ٦٨٢٠، ٢٨٤/٣، رقم: ٤٦٠١، مجمع الزوائد ، دارالكتب العلمية بيروت ٤٥/٢، رقم: ٢١٧٧، وفيه رواه الطبراني في الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

(۲) اگر امام ومؤذن مقرر نہیں ہیں تو ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ کی گنجائش ہے۔

ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام لهٔ ولا يؤذن الخ. (درمختار ، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ٥٥٢/١، زكريا٢/٢٨٨)

كما في مسجد ليس لهٔ إمام ولا مؤذن ، ويصلى الناس فيه فوجاً فوجاً. (شامی كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد زكريا٢/٢٨٨، كراچی ٥٥٢/١)

أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن (الدر) أي ويصلى الناس فيه فوجاً فوجاً . (حاشية الطحطاوی على الدر المختار كوئٹه١/ ٢٤٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/۳/۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۸۹۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۰/۳/۱۴۱۵ھ

محلّہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے

سوال [۲۰۷۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جس مسجد میں امام او رمؤذن دونوں مقرر ہیں تو اس مسجد میں جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کراہت ہے تو کون سی؟

المستفتي: شرف الحق، پیربھوم، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی مسجد میں محلّہ والوں کا جماعت ثانیہ کرنا یعنی

جماعت دومرتبہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/۴۶)

عن عبد الرحمن بن أبي بكره ، عن أبيه ، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحی المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا، فذهب إلى منزله، فجمع أهله ، ثم صلى بهم .(المعجم الأوسط دارالفكر ٥/١٣٢، رقم: ٦٨٢٠، ٣/٢٨٤، رقم: ٤٦٠١، مجمع الزوائد، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٤٥، رقم: ٢١٧٧، وفيه رواه الطبراني فى الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة وفي الشامية ويكره أي تحريماً الخ. (الدرالمختار مع الشامى ، كتاب الصلاة، باب الإمامة ، مطلب في تكرار الجماعة فى المسجد مصرى ١/٥١٦، كراچی ١/٥٥٢، زكريا٢/٢٨٨)

وإذا دخل القوم مسجداً قد صلى فيه أهله كرهت لهم أن يصلوا جماعة بأذان وإقامة . (المبسوط للسرخسى ، كتاب الصلاة، باب الأذان، دارالكتب العلمية بيروت ١/١٣٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/ ۲۴۴۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸/۱۱/۱۴۱۱ھ

جماعت خانہ میں جماعت ثانیہ

سوال [۳۰۷۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں ایک مسجد میں امام ہوں، آج نماز جمعہ میں عین نماز کے وقت بارش ہوگئی، نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد سے ملحق روڈ پر بھی نماز ہوتی ہے لیکن بارش ہونے کی وجہ سے روڈ پر پانی بہنے لگا جو ناپاک تھا، اس وجہ سے نماز کیلئے موجود افراد کی تعداد اتنی ہوگئی جو مسجد میں کسی حال میں نہیں سما سکتی تھی، چنانچہ میں نے اعلان کردیا کہ لوگ ناپاک جگہ پر نماز نہ پڑھیں بلکہ نماز کے بعد ایک اور جماعت ہوجائے گی، اور اس کیلئے ایک امام مقرر کردیا پہلے نماز

میں نے پڑھائی اور دوسری نماز مؤذن صاحب نے اگر دوسری نماز نہ ہوتی تو قریب میں کوئی ایسی مسجد بھی نہ تھی جہاں پر جمعہ کی نماز مل سکتی تھی ، اور اگر روکا نہ جاتا تو عوام بھیگے ہوئے ناپاک روڈ پر ہی نماز پڑھ لیتے ان تمام وجہوں کو دیکھ کر دوسری نماز کا اعلان کیا چونکہ یہ مسئلہ میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا بلکہ ایک جگہ کی جامع مسجد میں دیکھا تھا کہ نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری تیسری اور چوتھی تک نماز ہوئی تھی ، تو پھر خیال پیدا ہوا کہ کسی کا عمل تو حجت نہیں ہے ، اسلئے ذہن میں خلجان پیدا ہوگیا کہ نماز ہوئی یا نہیں ؟ اگر نماز نہیں ہوئی تو اس غلطی کے ازالہ کی کیا صورت ہوسکتی ہے ، مقتدی مسائل میں کافی اعتماد کرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے اعتماد کا فائدہ اٹھا کر میں کسی بڑی غلطی کا مرتکب ہو رہا ہوں ، اسلئے جو بھی صورت ہو آگاہ فرمائیں ، اور اگر نماز ہوگئی تو فبہا ونعمت جو بھی صورت ہو تحریر فرمادیں ؟

المستفتي: عطاء الرحمٰن قاسمی ،
۲۰ /۱۷: مین روڈ ، کیلاش نگر ، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تکرار جماعت کی کراہت کا مدار اصل جماعت کی کثرت کا متأثر ہونا ہے ، اور پہلی جماعت میں کثرت کے بجائے قلت پیدا ہونا ہے ، جہاں کراہت کی یہ علت پائی جائے گی وہاں تکرار جماعت مکروہ ہے ، لہٰذا اگر کسی مسجد سے متصل مدرسہ کا کوئی ہال یا کمرہ ہے اس میں محلّہ کے مصلی اور روزانہ نماز پڑھنے والے لوگ جماعت کرنے لگیں تو یہ بھی مکروہ ہوگا ، اسلئے کہ اگر چہ یہ خارج مسجد ہے لیکن یہ جماعت مسجد کی اصل جماعت کی قلت کا باعث بنی ہوئی ہے ، اور جہاں اصل جماعت کی کثرت متأثر نہ ہو بلکہ کثرت بدستور باقی رہے ، یا اصل جماعت متعین نہیں ہے تو وہاں پر تکرار جماعت مکروہ نہیں ہے ، اسلئے کہ یہاں تکرار جماعت اصل جماعت کی قلت کا باعث نہیں ہے ، لہٰذا فقہاء کی جزئیات کی گہرائی میں پہونچنے کے بعد یہ بات واضح ہوگئی

کہ سوالنامہ میں بارش اور کیچڑ کے اعذار کی وجہ سے ایک ہی مسجد میں جمعہ کی نماز دوبارہ ادا کرنا مکروہ نہیں ہے،، کیونکہ یہاں دوسری جماعت پہلی جماعت کی کثرت کو متأثر کرنے والی نہیں ہے، لہٰذا آپ نے پیش آمدہ اعذار کی بنا پر جو عمل کیا ہے، وہ شرعاً جائز اور درست ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں ہے۔ فقہی جزئیات ملاحظہ فرمایئے!

ولأن التكرار يؤدى إلى تقليل الجماعة، لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة، فيستعجلون فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون، فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروه، بخلاف المساجد التى على قوارع الطرق، لأنها ليست لها أهل معروفون، فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدى إلى تقليل الجماعات وبخلاف ما إذا صلى فيه غير أهله، لأنه لايؤدى إلى تقليل الجماعة، لأن أهل المسجد ينتظرون أذان المؤذن المعروف فيحضرون حينئذٍ. (بدائع الصنائع، كتاب الصلوٰة، فصل فى بيان محل وجوب الاذان زكريا ١/ ٣٨٠، كراچى ١/١٥٣، بيروت ١/٦٥٥،٦٥٦، المبسوط للسرخسى، كتاب الصلوٰة، باب الأذان، دارالكتب العلميه بيروت ١/١٣٥،١٣٦، منحة الخالق، كتاب الصلاة، باب الأذان كوئٹه ١/٢٥٩، زكريا ١/٤٥١، الموسوعة الفقهية الكويتية ١٢/ ٢٣٠، ٢٧/١٧٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴۲۳/٦/۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳٦/۱۵۷۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/٦/۲۳ھ

جماعت ثانیہ سے متعلق ایک جامع فتویٰ

سوال [۲۰۷۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) بس اڈہ اور اسٹیشن کی مسجدوں میں جب امام ومؤذن متعین ہوں جماعت ثانیہ جائز ہے، یا نہیں؟ امداد الأحکام کی بعض عبارات سے عدم جواز کی بات سمجھ میں آتی ہے۔

(۲) محلّہ کی مسجد میں روزمرہ کے نمازیوں کیلئے جماعت ثانیہ مکروہ ہونا فقہاء نے لکھا ہے، تو کیا محلّہ کی مسجد میں دوسرے علاقہ سے آئے ہوئے لوگوں کیلئے یا دور دراز سے آنے والے مسافروں کیلئے جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں؟ اور محلّہ کے لوگوں کیلئے حدود مسجد سے خارج دالان اور کمروں میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے یا نہیں؟

المستفتي: محمد ثابت، منصور پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اسٹیشن اور بس اڈہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ، ثالثہ، رابعہ کرنا بلا کراہت جائز ہے، اگرچہ ان مسجدوں میں آجکل باقاعدہ امام ومؤذن متعین ہوچکے ہوں جیسا کہ سہارنپور، دیوبند، مظفر نگر، میرٹھ اور مرادآباد کے اسٹیشن پر مسجدیں بنی ہوئی ہیں اور یہ مسجدیں آنے جانے والے مسافروں ہی کیلئے تعمیر کی گئی ہیں، اور یہ مسجدیں مسلمانوں کے محلّہ میں نہیں ہیں، بلکہ ہر آنے اور جانے والے مسافروں کی نماز کے لئے یہ مسجدیں تعمیر کی گئی ہیں، لہٰذا ہر آنے اور جانے والے لوگوں کیلئے ان مسجدوں میں اپنی اپنی الگ جماعت کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہوگا، ہاں البتہ امام ومؤذن کے ساتھ جو جماعت ہوتی ہے، اس کے لئے اذان دی جائے اس کے علاوہ بقیہ جماعتوں کیلئے اذان نہ دی جائے گی، یہ ایسا ہے جیسا کہ محلّہ کی مسجد میں باہر سے آنیوالے مسافر جن کو محلّہ کی متعین جماعت کیساتھ نماز پڑھ کر جانا ہے ان کا اصل جماعت سے پہلے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ کر جانا سب کے نزدیک جائز ہے، اور اس کے بعد محلّہ کے لوگوں کی باضابطہ جماعت ہوتی ہے، اور امداد الفتاویٰ ۱/۳۶۴، اور ۳۷۴، میں اسی طرح لکھا ہوا موجود ہے، نیز امداد الأحکام میں جو مسئلہ لکھا گیا ہے، اسمیں مسجد طریق کی وضاحت نہیں ہے اور یہاں زیر بحث مسئلہ بس اڈوں، ریلوے اسٹیشنوں اور راستوں کی مساجد سے متعلق ہے، ایسی مساجد میں اگرچہ امام ومؤذن متعین ہوں تکرار جماعت بلا کراہت جائز ہے، اور امداد الاحکام کے مرتب مولانا ظفر احمد تھانویؒ نے یہ مسئلہ اعلاء السنن میں وضاحت کیساتھ لکھا ہے، جسمیں

جواز کی بات واضح طور پر موجود ہے، اورتکرار جماعت، جماعت ثانیہ وثالثہ وغیرہ کی کراہت کی اصل علت متعین جماعت میں قلت کا ہونا ہے، اور یہ علت محلوں کی مسجدوں میں پائی جاتی ہے، ان مساجد میں نہیں، ملاحظہ فرمائیں اعلاء السنن، مبسوط سرخسی، فتاویٰ شامی اور بدائع الصنائع کی عبارات:

رجل دخل مسجداً قد صلى أهله فيه يصلى بغير أذان وإقامة ؛ لأن في تكرار الجماعة تقليلها بأن كل واحد لا يخاف فوت الجماعة ، فيكون مكروها كذا فى القطوف الدانية لشيخنا المحدث الجنجوهىؒ ، وإنما اختصّت الكراهة بمسجد المحلة لانعدام علتها في مسجد الشارع والسوق ونحوهما، فإن الناس فيه سواء لا اختصاص له بفريق دون فريق وهذا هو مذهب أبي حنيفةؒ . (اعلاء السنن ، كتاب الصلوٰة ، باب كراهة تكرار الجماعة في المسجد المحلة ، بيروت ٤/ ٢٦١)

إنا أمرنا بتكثير الجماعة وفي تكرار الجماعة في مسجد واحد تقليلها ؛ لأن الناس إذا عرفوا أنه لا تفوتهم يؤخرون فيؤدّي إلى تقليل الجماعات ، وبهذا فارق المسجد الذي علىٰ قارعة الطريق، لأنه ليس له قوم معلومون ، فكل من حضر يصلّي فيه فاعادة الجماعة فيه مرةًبعد مرة ، لاتؤدّي إلى تقليل الجماعات . (المبسوط للسرخسى ، كتاب الصلوٰة ، باب الأذان، دارالكتب العلمية بيروت ١/ ١٣٥، ١٣٦)

يكرهُ تكرار الجماعة في مسجد محلة بأذان وإقامة إلا إذا صلّي بهما فيه أولاً غير أهله أوأهله لكن بمخافتة الأذان ولو كرر أهله بدونهما أو كان مسجدطريق جاز إجماعاً. (شامى ،كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة ، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد كراچى ١/ ٣٩٥، زكريا ٢/ ٢٨٨)

وأما مسجد الشارع فالناس فيه سواء لا اختصاص لهُ بفريق دون

فريق. (شامی ، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد كراچی ١/٥٥٣، زكريا٢/٢٨٩)

وتقليل الجماعة مكروه بخلاف المساجد التی علی قوارع الطرق. (بدائع الصنائع ، كتاب الصلوٰة ، فصل فی بيان محل وجوب الأذان كراچی ١/١٥٣، بيروت ١/٦٥٥، زكريا ١/٣٨٠)

(٢) محلّہ کی مسجد میں اسی محلّہ کے لوگوں کے لئے ، یا اس مسجد میں اکثر وبیشتر آ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے لئے جماعت ثانیہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے، اسی طرح روزمرہ کے نمازیوں کے لئے حدود مسجد سے خارج دالان اور کمروں وغیرہ میں بھی جماعت ثانیہ کرنا اسی طرح مکروہ ہے، جس طرح حدود مسجد میں جماعت ثانیہ کرنے میں ہوتا ہے؛ اس لئے کہ روز مرہ کے نمازیوں کا جماعت ثانیہ کرنا چاہے احاطۂ مسجد کے کمروں میں کیوں نہ ہو، اصل جماعت میں قلت اور کمی کا باعث ہے ، اسی وجہ سے حضرت الاستاذ مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ مفتی اعظم ہند چھتہ مسجد کے دائیں بائیں کے دالانوں اور کمروں میں بھی طلبہ کے لئے جماعت ثانیہ کرنے کو منع فرماتے تھے۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكره ، عن أبيه ، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحی المدينة يريد الصلاة ، فوجد الناس ، قد صلوا، فذهب إلى منزله، فجمع أهله ، ثم صلى بهم . (المعجم الأوسط دارالفكر ٥/١٣٢، رقم: ٦٨٢٠، ٣/٢٨٤، رقم: ٤٦٠١، مجمع الزوائد، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٤٥، رقم: ٢١٧٧، وفيه رواه الطبرانی فی الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

عن الحسن ، قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ إذا دخلوا المسجد، وقد صلى فيه صلوا فرادیٰ. (المصنف لإبن أبی شيبه ، كتاب الصلاة، باب من قال يصلون فرادی ولا يجمعون مؤسسة علوم القرآن جديد٥/٥٥، رقم:٧١٨٨)

التكرار يؤدی إلى تقليل الجماعة، لأن الناس إذا علموا أنهم

تفوتهم الجماعة، فيستعجلون فتكثر الجماعة ، و إذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون ، فتقل الجماعة ، و تقليل الجماعة مكروه ، بخلاف المساجد التي على قوارع الطرق، لأنها ليست لها أهل معروفون، فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدي إلى تقليل الجماعات وبخلاف ما إذا صلى فيه غير أهله، لأنه لايؤدي إلى تقليل الجماعة، لأن أهل المسجد ينتظرون أذان المؤذن المعروف فيحضرون حينئذٍ.

(بدائع الصنائع ، كتاب الصلوٰة ، فصل في بيان محل و جوب الاذان، کراچی ١/١٥٣ ، بیروت ١/٦٥٥، زکریا ١/٣٧٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۰۹۹۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۳/۱۴۳۴ھ

ایسی مسجد جس میں تکرار جماعت جائز ہے

سوال [۲۰۷۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تکرار جماعت کے متعلق فقہ کی کتابوں میں یہ مذکور ہے کہ ایسی مسجد میں دوبارہ جماعت قائم کی جاسکتی ہے جن کا کوئی امام ومؤذن متعین نہ ہو، عام طور پر تو مسجد کا امام ومؤذن متعین ہی ہوتا ہے، لہذا اس مسجد سے کونسی مسجد مراد ہے جسمیں تکرار جماعت کر سکتے ہیں۔

المستفتي: عبداللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی مسجد میں جماعت کا تکرار جائز ہے، جوشاہ راہ عام پر قائم ہو اور جوق در جوق لوگ آتے رہتے ہوں اور جماعت ہوتی رہتی ہو اور ایسی مسجد دو قسموں پر ہے۔(۱) وہ مسجد جسمیں کوئی امام مقرر نہیں ہوتا ہے آنیوالے اپنی اپنی نماز پڑھکر چلے جایا کرتے ہیں۔(۲) وہ مسجد جس میں امام تو مقرر ہوتا ہے، لیکن آنیوالے لوگ اس امام

کے پیچھے نماز کا اہتمام نہیں کر سکتے تو ان کے لئے امام کی نماز سے پہلے ہی نماز پڑھکر جانے کی اجازت ہے، اور امام کی نماز کے بعد بھی الگ سے جماعت کرنیکی اجازت ہے لیکن امام کے مصلی سے ہٹ کر آنیوالوں کے امام کا کھڑا ہونا بہتر ہے، نیز محلّہ کی مسجد جس میں امام ومؤذن متعین ہیں، اس میں محلّہ کے لوگوں کے لئے جماعت ثانیہ قائم کرنا جائز نہیں ہے، نیز مسجد کے احاطہ میں حدود مسجد سے باہر دالان یا کمرے میں بھی جماعت ثانیہ قائم کرنا مکروہ ہے، ہاں البتہ اس محلّہ کے علاوہ دوسری جگہوں سے آنے والے لوگوں کیلئے امام کے مصلے سے ہٹ کر جماعت ثانیہ کرنا بلا کراہت جائز ہے، اسلئے کہ آنے والے لوگوں کی جماعت ثانیہ کی وجہ سے اصل جماعت پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔

وإن كان مسجداً ليس له أهل معلوم بأن كان على شوارع الطريق لا يكره تكرار الأذان والإقامة فيه . (بدائع، کتاب الصلوٰة، فصل فی بیان محل الأذان کراچی ١/١٥٣، بیروت ١/٦٥٤، زکریا ١/٣٧٩)

ولأن التكرار يؤدى إلى تقليل الجماعة ، لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة وإذا علموا أنها لاتفوتهم يتأخرون ، فتقل الجماعة ، وتقليل الجماعة مكروه ، بخلاف المساجد التى على قوارع الطرق لأنها ليست لها أهل معرفون فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى ، لا يؤدى إلى تقليل الجماعات ، وبخلاف ماإذا صلىٰ فيه غير أهله لأنه لا يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن أهل المسجد ينتظرون أذان المؤذن المعروف فيحضرون حينئذٍ . (بدائع الصنائع کتاب الصلاة، فصل فی بیان محل وجوب الأذان بیروت ١/٦٥٥، بدائع الصنائع زکریا ١/٣٨٠، کوئٹه ١/١٥٣، کراچی ١/١٥٣، المبسوط للسرخسی، کتاب الصلوٰة، باب الأذان، دارالکتب العلمیة بیروت ١/١٣٥، ١٣٦، اعلاء السنن، کتاب الصلوٰة، باب کراهة تکرار الجماعة فی مسجد المحلة بیروت ٤/٢٦١)

وإن كان المسجد على قارعة الطريق ، وليس فيه قوم معينون فلا بأس بتكرار الجماعة . (الفتاویٰ التاتار خانيه ، كتاب الصلاة ، الفصل الثانی في المتفرقات، زكريا٢/١٥٦ ، رقم: ٢٠١٣)

وإن كان المسجد على قارعة الطريق ، وليس فيه قوم معينون ، فلا بأس بتكرار الجماعة فيه؛لأن تكرار الجماعة في هذا الفصل لا يؤدي إلى تقليل الجماعة . (المحيط البرهاني ، كتاب الصلاة ، الفصل الثاني فی الفرائض المجلس العلمی جديد ٢/١٠٣ ، رقم: ١٣١٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ر محرم الحرام ۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/۸۶۸۴)

مسافر کا محلّہ کی مسجد میں متعینہ جماعت سے قبل اپنی جماعت کرنا

سوال [۲۰۷٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی محلّہ کی مسجد میں متعینہ جماعت سے پہلے مسافر حضرات اپنے سفر کے تقاضہ کی وجہ سے جماعت کرنا چاہیں اور مسجد کے دائیں بائیں کوئی خارج مسجد جگہ نہ ہوتو کیا مسجد ہی میں اقامت کے ساتھ اندر یا باہر کے حصہ میں جماعت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتي: عبد الرشید، سیڈھا، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ صورت میں مسافرین جماعت کے وقت مقررہ سے پہلے محراب سے ہٹ کر اندر یا باہر کے حصہ میں اقامت کے ساتھ جماعت کر سکتے ہیں، اس سے مسجد کی اصل جماعت پر فرق نہیں پڑتا ہے ۔

قال في المنبع ...... وبالأذان الثاني احتراز عما إذا صلى في مسجد المحلة جماعة بغير أذان حيث يباح إجماعاً ......يكره تكرار الجماعة

في مسجد محلة بأذان وإقامة إلا إذا صلى بهمافيه أولاً غير أهله أو أهله لكن بمخافتة الأذان. (شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد زکریا۲/۲۸۸، کراچی ۱/۵۵۲)

هذا وقدمنا فی باب الأذان عن آخر شرح المنية عن أبي يوسفؒ أنه إذا لم تكن الجماعة على الهيئة الأولىٰ لا تكره، وهو الصحيح، وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة كذا فی البزازية، انتهىٰ، وفی التاتارخانية عن الولوالجية: وبه نأخذ. (شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد زکریا۲/۲۸۹، کراچی ۱/۵۵۲)

وروی عن محمد رحمه الله أنه لم ير بالتكرار بأساً إذا صلوا في زاوية المسجد على سبيل الخفية .....وفی الولوالجية ولم يقم مقام الأول وبه نأخذ......وإن كان المسجد على قارعة الطريق وليس فيه قوم معينون فلا بأس بتكرار الجماعة . (الفتاویٰ التاتارخانیہ، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی المتفرقات ۲/۱۵۵، ۱۵٦، رقم: ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، المحيط البرهاني، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثاني فی الفرائض، المجلس العلمي جديد۲/۱۰۲، ۱۰۳، رقم: ۱۳۱٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴؍صفر المظفر ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/۱۰۹۷۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲/۲۴/ ۱۴۳۴ھ

بازار کی مسجد میں متعدد جماعت کرنا

سوال [۲۰۷۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بازار میں ایک مسجد ہے جس میں بازار کے دن نمازیوں کی بہت تعداد ہو جاتی ہے، ایک جماعت میں سب حضرات کی شرکت ممکن نہیں ہوتی بلکہ متعدد جماعتوں کی ضرورت پڑتی ہے تو کیا ایسی صورت میں متعدد جماعت کرنے کی گنجائش ہے نیز واضح رہے کہ اس مسجد کے امام اور

مؤذن وغیرہ سب متعین ہیں اس مسجد میں نماز کا مدار بازار والوں پر ہے اور آس پاس وہاں کوئی مکان نہیں ہے، اگر بازار بند ہوجائے تو مسجد سنسان ہوجاتی ہے، وہاں پر ہفتہ میں صرف دو دن بازار لگتا ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جماعت ثانیہ یا متعدد بار ایک مسجد میں جماعت کرنے کے ممانعت کی علت تقلیل جماعت ہے، یعنی جب سب لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ متعدد بار جماعت کی جاسکتی ہے تو وقت مقررہ پر پہونچنے کی کوشش نہیں کریں گے جس کی بناء پر مقتدیوں کی تعداد کم ہوگی، جبکہ شریعت نے ہمیں تکثیر جماعت کا حکم دیا ہے، لہٰذا تقلیل جماعت کے سبب جماعت ثانیہ سے روکا گیا ہے، لیکن بازار کی مسجد میں چوں کہ مصلیان دیگر محلوں کے ہوتے ہیں اور ایک وقت میں سب کا مسجد میں سمانا بھی مشکل ہے تو تقلیل جماعت کا سبب نہ ہونے کی وجہ سے بازار کے دونوں دنوں میں حسب ضرورت دوبار سہ بار جماعت کرنے کی گنجائش ہے عبارت ملاحظہ فرمایئے:

إنا أمرنا بتكثير الجماعة وفي تكرار الجماعة في مسجد واحد تقليلها ؛ لأن الناس إذا عرفوا أنهم تفوتهم الجماعة يعجلون للحضور، فتكثر الجماعة ، وإذا علموا أنه لا تفوتهم يؤخرون فيؤدي إلى تقليل الجماعات. (المبسوط للسرخسي ، كتاب الصلاة ، باب الأذان ، دارالكتب العلمية بيروت ١/١٣٥، وهكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلاة ، فصل في بيان محل وجوب الأذان كراچی ١/١٥٣، زكريا١/٣٧٩، ٣٨٠، بيروت ١/٦٥٥، ٦٥٦، منحة الخالق ، كتاب الصلاة ، باب الأذان كوئٹه١/٢٥٩، زكريا ١/٤٥١، الموسوعة الفقهيه ١٢/٢٣٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍رجب المرجب ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۷۷۳۳/۳۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۴؍۷؍۱۴۲۳ھ

کن صورتوں میں جماعت ثانیہ جائز اور کن صورتوں میں ممنوع

سوال [۲۰۷۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو کیا نماز ثانی جماعت ثانیہ کرنے سے ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

المستفتي: محمد یامین، خداوندپور، بیگوسرائے، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے اندر تکرار جماعت کا حکم مختلف ہے ہر صورت کا حکم الگ الگ درج ہے۔

(۱) مسجد طریق ہو جس کے نمازی معین نہ ہوں۔

(۲) امام ومؤذن معین نہ ہوں۔

(۳) مسجد محلّہ میں اہل محلّہ کے علاوہ دوسرے لوگوں نے جماعت کی ہو۔

(۴) مسجد محلّہ میں اہل محلّہ نے بلا اعلان اذان یا بلا اذان جماعت کی ہو ان تمام صورتوں میں جماعت ثانیہ بالاِجماع جائز ہے۔

(۵) مسجد محلّہ میں اہل محلّہ نے اعلان اذان سے جماعت کی ہو اور تکرار جماعت بھی بالاتفاق اذان سے ہو، تکرار جماعت بلا اذان ہو اور جماعت ثانیہ ہیئت اولیٰ ہی پر ہو یہ دونوں صورتیں مکروہ ہیں، اہل محلّہ نے محراب سے عدول کر کے جماعت ثانیہ کی ہو تب بھی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے، اور یہی مفتی بہ قول ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۳۲۲، ۳/۳۲۶)

عن عبد الرحمن بن أبي بكره، عن أبيه، أن رسول الله ﷺ أقبل من بعض نواحی المدينة يريد الصلاة، فوجد الناس، قد صلوا، فذهب إلى منزله، فجمع أهله، ثم صلى بهم. (المعجم الأوسط دارالفكر ۵/۱۳۲، رقم: ۶۸۲۰، ۳/۲۸۴، رقم: ۴۶۰۱، مجمع الزوائد، دارالكتب العلمية بيروت ۲/۴۵،

رقم: ٢١٧٧، وفيه رواه الطبراني في الكبير والأوسط ورجاله ثقات)

ويكره تكرار الجماعة، بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن (تحته في الشاميه) ويكره أي تحريماً ..... يكره تكرار الجماعة في مسجد محلة بأذان وإقامة، إلا إذا صلى بهما فيه أولا غير أهله أو أهله لكن بمخافتة الأذان، ولو كرر أهله بدونهما أو كان مسجد طريق جاز إجماعاً، كما في مسجد ليس له إمام ولا مؤذن ويصلي الناس فيه فوجاً فوجاً –إلى– إذا لم تكن الجماعة على الهيئة الأولىٰ لا تكره، وإلا تكره، وهوالصحيح، وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة، كذا في البزازية انتهى وفي التاتارخانية عن الولوالجية وبه نأخذ. (شامي، كتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، زكريا٢/٢٨٨، ٢٨٩، كراچی ١/٥٥٢، ٥٥٣، التفاویٰ التاتارخانيه، كتاب الصلاة، الفصل الثاني في المتفرقات٢/١٥٥، ١٥٦، رقم: ٢٠١٢، ٢٠١٣، ٢٠١٤، المحيط البرهاني كتاب الصلاة، الفصل الثاني في الفرائض المجلس العلمي جديد٢/١٠٢، ١٠٣، رقم: ١٣١٤، ١٣١٥، بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان محل وجوب الأذان، دارالكتب العلمية بيروت ١/٦٥٥، ٦٥٦، زكريا ١/٣٧٩، ٣٨٠، كراچی ١/١٥٣، المبسوط، كتاب الصلاة، باب الأذان، دارالكتب العلميه بيروت ١/١٣٥، ١٣٦، منحة الخالق، كتاب الصلاة، باب الأذان، كوئٹه ١/٢٥٩، زكريا١/٤٥١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍محرم الحرام ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۴۸۱)

جماعت ثانیہ کہاں جائز اور کہاں مکروہ ہے

سوال [۲۰۷۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) ایک مسجد میں

دوبارہ جماعت کرنا کیسا ہے، اس مسئلہ کو واضح کرکے مفصل جواب دیں، اگر جماعت کرنا درست ہے تو اسمیں ائمہ کا کیا اختلاف ہے؟

(۲) اگر مسجد میں امام اور مؤذن مقرر ہیں تو کیا مسئلہ ہے اور امام ومؤذن مقرر نہ ہوں تو کیا مسئلہ ہے اختلافی مسئلہ ہو تو پوری وضاحت سے جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل عنایت فرمائیں۔

المستفتي: محمد جیلانی، بگھیلا گھاٹ، دربھنگہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۱) ہیئت اولیٰ کے ساتھ مقامی لوگوں کا محلّہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، اور ہیئت اولیٰ کی تبدیلی کیساتھ مثلاً محراب سے ہٹ کرکسی کنارے پر جماعت ثانیہ کی جائے تو حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے، اور طرفین کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۷/۱۱۹، جدید ڈابھیل ٦/۴۳۵، فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۳/۲٦، جدید زکریا ۴/۱۳۴)

يكره تكرار الجماعة في مسجد محلة بأذان وإقامة الخ. (شامی کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد کراچی ۱/۵۵۲، زکریا ۲/۲۸۸)

(۲) اگر امام ومؤذن مقرر ہیں یا محلّہ کا مخصوص شخص نماز پڑھایا کرتا ہے، تو مکروہ ہے اور اگر امام ومؤذن مقرر نہیں ہیں یا محلّہ کی مسجد نہیں ہے، راستہ اور اسٹیشن کی مسجد ہے یا محلّہ ہی کی مسجد ہے لیکن جماعت ثانیہ کرنے والے مسافر ہیں تو ان تمام صورتوں میں بلا کراہت جائز ہے۔

ولو كرر أهله بدونها أو كان مسجد طريق جاز إجماعاً، كما في مسجد ليس لهٗ إمام ولا مؤذن ويصلي الناس فيه فوجاً فوجاً الخ. (شامی، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد کراچی ۱/۵۵۳، زکریا ۲/۲۲۸، وهكذا فی التاتارخانیه، کتاب الصلاۃ، الفصل الثانی فی المتفرقات

زکریا۲/۱۵۶، رقم: ۲۰۱۳، ۲۰۱٤، المحیط البرهاني کتاب الصلاة، الفصل الثانی في الفرائض المجلس العلمی جدید۲/۱۰۳، رقم: ۱۳۱٤، حاشیة الطحطاوي علی الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة کوئٹه۱/۲٤۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲/ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/۳۱۱۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲/۴/۱۴۱۳ھ

چار صورتوں میں جماعت ثانیہ جائز ہے

سوال [۲۰۸۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) اگر مسجد میں جماعت اولیٰ ہو چکی ہو تو جماعت ثانیہ کس صورت میں ادا کی جائے گی جو احاطۂ مسجد میں ہی ادا کر سکیں اور ایک امام مسجد اندورن احاطہ مسجد جہاں امام کے نماز پڑھانے کی جگہ مقرر ہے جماعت ثانیہ کو اسی مقام پر پڑھتا ہے، جس سے جماعت اولیٰ اور جماعت ثانیہ میں کوئی فرق نہیں رہتا تو کیا امام مسجد کا یہ عمل شرعاً جائز ہے؟

المستفتي: ابرار حسین، کاتب قانون گویان، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چار صورتوں میں تکرار جماعت بالاجماع جائز ہے۔

(۱) مسجد طریق ہو جسکے نمازی معین نہ ہوں۔

(۲) اس مسجد میں امام ومؤذن معین نہ ہوں۔

(۳) مسجد محلّہ میں غیر اہل محلّہ نے جماعت کی ہو۔

(۴) مسجد محلّہ میں بلا اعلان اذان یا بلا اذان جماعت کی ہو۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا۳/۳۲۲)

(۲) اس میں دو صورتیں بالاجماع فقہائے احناف مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔

(۱) مسجد محلّہ نے اہل محلّہ کے اعلان اذان سے جماعت کی ہو اور تکرار جماعت بھی

اذان سے ہو۔

(۲) جماعت ثانیہ بلا اذان ہو اور جماعت ہیئت اولیٰ پر محراب ہی میں ہو۔
(مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا۳/۳۲۲)

اور ایک صورت مکروہ تنزیہی ہے کہ بلا اذان محراب سے ہٹ کر ہیئت اولیٰ کے خلاف جماعت ثانیہ کی جاوے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا۳/۳۲۲ تا ۳۲٦، فتاویٰ رشیدیہ قدیم/۳۵۴، جدید زکریا/۳۳٦)

ویکره تكرار الجماعة، بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن (تحته في الشامية) يكره تكرار الجماعة في مسجد محلة بأذان وإقامة، إلا إذا صلى بهما فيه أولا غير أهله أو أهله لكن بمخافتة الأذان، ولو كرر أهله بدونهما أو كان مسجد طريق جاز إجماعاً، كما في مسجد ليس له إمام ولا مؤذن، ويصلى الناس فيه فوجاً فوجاً –إلى– إذا لم تكن الجماعة على الهيئة الأولىٰ لا تكره، وإلا تكره، وهو الصحيح، وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة، كذا في البزازية. (شامي، كتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب في تكرار الجماعة فى المسجد زكريا ٢/٢٨٨، ٢٨٩، كراچى ١/٥٥٢، ٥٥٣، هكذا فى بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل فى بيان محل وجوب الأذان، دارالكتب العلمية بيروت ١/٦٥٥، ٦٥٦، زكريا ١/٣٧٩، ٣٨٠، كراچى ١/١٥٣، المبسوط للسرخسى، كتاب الصلاة، باب الأذان دارالكتب العلميه بيروت ١/١٣٥، ١٣٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ر محرم الحرام ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۴۸۲)

بارش کی وجہ سے ایک ہی مسجد میں متعدد بار نماز جمعہ یا نماز عید ادا کرنا

سوال [۲۰۸۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عیدین یا جمعہ کے

وقت بارش ہونے پر لوگوں کی بھیڑ ہوتو مسجد میں ایک بار جماعت سے نماز ہونے پر دوبارہ اسی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتي: مدرسہ عربیہ اشاعت العلوم، کرن کھیرا کولہ، مہاراشٹر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عیدین یا جمعہ کے وقت بارش ہونے پر اگر لوگوں کی بھیڑ ہو اور مسجد تنگ پڑ جائے تو اگر کوئی دوسری ایسی مسجد ہو جس میں جمعہ نہیں ہوتا ہے، تو اس میں بھی جمعہ کرلیا جائے یا کسی کا بڑا گھر بڑا ہال ہو تو اس میں بھی جمعہ یا عیدین پڑھ سکتے ہیں، لیکن اگر کوئی دوسری ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پر بقیہ لوگوں کا جمعہ یا عیدین ادا کرنا آسان ہو تو ایسی مجبوری اور عذر کی وجہ سے جمعہ اور عیدین کیلئے جماعت ثانیہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ جماعت ثانیہ کی ممانعت کی علت تقلیل جماعت ہے اور یہاں یہ علت موجود نہیں ہے۔

لأن التكرار يؤدى إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة، فيستعجلون فتكثر الجماعة وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة وتقليل الجماعة مكروه. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان محل وجوب الأذان زكريا ۱/ ۳۸۰، كراچی ۱/ ۱۵۳، بيروت ۱/ ٦٥٥، المبسوط للسرخسی، كتاب الصلاة، باب الأذان، دارالكتب العلمية بيروت ۱/ ۱۳۵، ۱۳٦، الموسوعة الفقهية الكويتية ۱۲/ ۲۳۰، ۲۷/ ۱۷۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/ ۱۰۸۱۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۳۳/۱۱/۱ھ

(۸) باب الإمامة

(۱) فصل: فی أوصاف الإمام

شریعت اسلامی میں امام کا مرتبہ

سوال [۲۰۸۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بکر مسجد میں پیش امام ہے، اور مسجد کے اندر ہی بنے مدرسہ میں مدرس ہے اور اسی مدرسہ میں رہتا ہے، نماز پڑھانے عین وقت پر اور کئی دفعہ وقت مقررہ سے ایک یا دو منٹ بعد مصلے پر آتا ہے، کبھی کبھی نماز فجر میں اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ غلطی ہو جانے پر نماز دہرانے تک کا وقت کم رہ جاتا ہے۔

جمعہ کے دن ہمارے یہاں پینٹھ (بازار) لگتی ہے اور شام کو کئی وجہ سے نمازیوں کی تعداد بہت بڑھ جاتی ہے گذرے جمعہ کو مغرب میں نمازی کافی تھے، مگر مسجد کے صحن میں آگے کافی جگہ چھوڑ کر برآمدے سے کئی صف پیچھے صفیں بچھائی گئیں جو جوتے اتارنے کی جگہ تک پہونچ گئیں، (مسجد کے برآمدے میں کافی پنکھے لگے ہیں، اور بجلی بھی آرہی تھی) نتیجۃً جماعت ہونے پر لوگوں کو جماعت میں شریک ہونے میں دقت ہوگئی، نماز ختم ہونے پر نمازیوں نے اعتراض کیا کہ اتنی جگہ ہوتے ہوئے نمازیوں کو جوتیوں میں دھکیل دیا گیا ہے اور ایسا کئی بار ہوا ہے جسکے لئے امام صاحب کو کئی بار کہا گیا ہے، اور کئی بار ہنگامہ ہوا ہے، مگر امام صاحب نے کبھی دھیان نہیں دیا زید بھی امام سے دو صف پیچھے بیٹھا ہوا تھا جو مسجد کے ذمہ دار آدمیوں میں سے ہے، زید نے کہا امام صاحب اکثر عین وقت پر یا ایک دو منٹ بعد مصلے پر آتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ آج کون سا دن ہے اور کتنے نمازی بڑھیں گے، اور نماز پڑھانے کو کھڑے ہو جاتے ہیں، امام صاحب کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نماز سے پانچ منٹ پہلے آئیں اور صفوں وغیرہ کا دھیان کریں اور صفیں قاعدے سے بچھوائیں اور

اسی بات پر کئی بار ہنگامہ ہو چکا ہے، اس پر امام صاحب نے طیش میں اٹھ کر اپنے نیچے کا مصلی اٹھا کر زید کے منھ پر ماردیا اور کہا کہ اب تم نماز پڑھانا زید نے کہا اگر آپ نماز نہیں پڑھائیں گے تو کوئی اور نماز پڑھائے گا، اس مسئلہ میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں کہ جس امام نے مصلی پھینک کر زید کے منھ پر ماردیا ہو اور کہا ہو کہ اب تم نماز پڑھانا، زید امام صاحب سے دوصف پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔

(۱) کیا ایسا کرنے پر مصلیٰ کی توہین نہیں ہوئی اور آداب مسجد کی توہین نہیں ہوئی، اور اگر مصلیٰ اور مسجد کی توہین نہیں ہوئی تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، اور اگر جائز ہے تو کن حالات میں جواب باصواب عنایت فرمائیں۔

(۲) کیا زید کیلئے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، اگر جائز ہے تو کن حالات میں جائز ہے، جواب باصواب عنایت فرمائیں۔

المستفتي: صغیراحمد، بازارگنج، ٹھاکردوارہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کبھی کبھار وقت سے ایک دومنٹ تاخیر کرکے آئے تو یہ شرعاً قابل اعتراض اور ناجائز عمل نہیں ہے، جسکی وجہ سے آپس میں فتنہ وفساد برپا کیا جائے اور ایسی تاخیر کو درگذر کرنا چاہئے نیز اگر اس طرح معمولی تاخیر سے لوگوں میں انتشار کا خطرہ ہے تو امام کا ادب واحترام اور اعلیٰ مقام کو ملحوظ رکھتے ہوئے بطور درخواست اور یاددہانی کے امام کو آگاہ کرنا چاہئے، اور اتنی بات کرنے کیلئے امام کے سامنے آمرانہ اور حاکمانہ انداز اختیار کرنا اور اسی انداز سے گفتگو کرنا شرعاً درست نہیں ہے، شریعت اسلامی میں امام کا بہت بڑا درجہ ہے، اسلئے اس کا لحاظ رکھنا ہر مسلمان پر لازم ہے، اور جمعہ کے روز جب مجمع کثیر ہوتا ہے تو امام صاحب کو ازخود اس کا خیال رکھنا چاہئے، اور اگر امام کو خیال نہ رہے تو بہت ادب اور مہذب انداز سے یاددہانی کرانی چاہئے کوئی تشدد اور سخت جملہ زبان سے نہ نکالنا چاہئے، اور سوالنامہ کی عبارت

میں نمازیوں کو جوتیوں میں دھکیل دیا گیا یہ نہیں دیکھتے کہ آج کون سا دن ہے اور کتنے نمازی بڑھیں گے اور نماز پڑھانے کو کھڑے ہو جاتے ہیں یہ الفاظ سخت غیر مہذب اور بے ادبی اور حاکمانہ اور گستاخانہ ہیں اور ایسے الفاظ سے نااہل جاہل کو بھی تکلیف اور غصہ آ سکتا ہے، اور امام کا درجہ تو شریعت میں بہت اونچا ہے تو ایسے الفاظ سے امام کو بھی ضرور تکلیف اور ایذاء پہونچ سکتی ہے، اور امام کو شرعاً ۵؍منٹ قبل آنا لازم نہیں ہے، اور نہ ہی یہ امام کی ذمہ داری ہے بلکہ وقت پر آنا لازم ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر شروع ہوتے وقت مصلیٰ پر تشریف لایا کرتے تھے اور کبھی تکبیر شروع ہونے کے بعد تشریف لایا کرتے تھے، اس لئے امام پر بے جا سختی نہیں کرنی چاہئے۔

أقيمت الصلوٰة فقمنا فعدلنا الصفوف قبل أن يخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم، الحديث. (مسلم شريف، كتاب الصلوٰة، باب متى يقوم الناس للصلوٰة، النخسة الهنديه ١/ ٢٢٠، بيت الأفكار رقم: ٦٠٥)

اور زید کی گفتگو پر امام صاحب کا زید کے منھ پر مصلیٰ پھینک کر مارنا مذکورہ طرز گفتگو کی بناء پر ہے اسلئے طرز عمل زید اور امام صاحب دونوں کا غیر مہذب ہے اس لئے اس واقعہ میں دونوں غلطی پر ہیں، اور کسی ایک کو خاص کر کے مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا ہے اور ایسی صورت میں امام صاحب کو تنہا ظالم یا فاسق نہیں قرار دیا جا سکتا اور ایسے امام کے پیچھے نماز میں کوئی خرابی نہ ہوگی اور اس واقعہ کا حل صرف یہ ہے کہ آپس میں معافی تلافی کر لیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍ربیع الاول ۱۴۱۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/ ۲۵۸۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/۳/۱۴۱۲ھ

امام کیسا ہونا چاہئے؟

سوال [۲۰۸۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی پنجوقتہ نماز

پڑھانے والا امام اس طرح نماز پڑھاتا ہو۔

(۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی سمت نہ کرے۔

(۲) جب نیت باندھے تو ہاتھوں کو ناف سے خوب اوپر رکھے دائیں ہاتھ کی تینوں انگلیوں کو کلائی پر نہ رکھے بلکہ لٹکا کر رکھے۔

(۳) تلاوت کرتا ہو تو لحن جلی کے ساتھ کرتا ہو، تبدیلی حرف با حرف کرتا ہو، حرکات وسکنات میں غلطی کرتا ہو، نون مشدد ومیم مشدد پر غنہ نہ کرتا ہو، ادغام شفوی، اخفاء شفوی اور اقلاب واخفاء کا غنہ نہ کرتا ہو۔ (قرأت نماز میں)

(۴) اللہ اکبر کی آواز رکوع اور سجدے میں مکمل پہونچنے کے بعد ختم کرتا ہو۔

(۵) سجدے میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھوں کو زمین پر ٹیکتا ہو۔

(٦) قرأت مسنونہ سے ہٹ کر پڑھتا ہو۔ (اکثر وبیشتر)

(۷) منع کرنے کے باوجود بھی جو اپنی غلطیوں کو دور نہ کرتا ہو، تو ایسے شخص کا امام بننا کیسا ہے؟ جن مقتدیوں کو غلطیوں کا علم ہے انکے لئے بھی کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی قرآن شریف وحدیث پاک کے حوالے سے جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتي: محمد شاہد، باڑہ ہندوراؤ، دہلی ۱۱۰۰۰٦

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام کا متبع شریعت اور نماز کے ضروری مسائل سے واقف کار ہونا لازم ہے، اور سوالنامہ میں جن امور کا ذکر ہے ان میں نماز کے آداب اور مستحبات کے خلاف عمل کا ذکر ہے، ایسی صورت میں نماز درست ہوجاتی ہے واجب الاعادہ نہیں ہے؛ لیکن مستحب طریقہ سے نماز نہیں ہو پاتی ہے، اس لئے امام صاحب کو مذکورہ امور کے متعلق توجہ دلانا چاہئے، اور امام صاحب کو مان لینا چاہئے، اب رہی امام صاحب کو امامت پر باقی رکھنے یا معزول کرنے کی بات تو اس سلسلہ میں انتظامیہ کو اختیار ہے کہ مسجد کی کمیٹی امام کو توجہ دلادے ضد کرنے کی صورت میں مسجد کی کمیٹی ان کو معزول کرسکتی ہے۔

عن أبي مسعود الأنصاري رضـ **قال: قال رسول الله** صلى الله عليه وسلم **: يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله ، فإن كانوا في القراء ة سواء ، فأعلمهم بالسنة.** (صحيح مسلم ، المساجد ، باب من أحق بالإمامة ، النسخة الهندية ١/٢٣٦، بيت الأفكار رقم: ٦٧٣، سنن الترمذی ، الصلاة ، باب من أحق بالإمامة النسخة الهندية ١/٥٥، دارالسلام رقم: ٢٣٥)

والأحق بالإمامة ....الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ، ثم الأحسن تلاوة وتجويدا للقراء ة ثم الأورع ، ومعنى الحسن فى التلاوة أن يكون عالما بكيفية الحروف والوقوف وما يتعلق بها. (درمختار مع الشامی ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة، زكريا ٢/٢٩٤، كراچی ١/٥٥٧، حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح ، كتاب الصلاة ، فصل في بيان الأحق بالإمامة ، دارالكتاب ديوبند ١/٣٠٠، البنايه ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة اشرفيه ديوبند ٢/٣٢٩، شرح النقايه ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة اعزازيه ديوبند ١/٨٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍شعبان ۱۴۳۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۴۸۰/۳۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۸/۱۴ھ

امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

سوال [۲۰۸۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں نمازیوں میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ دو امام ہیں اور دونوں اچھی تعلیم یافتہ ہیں، اور دونوں قابل اعتبار ہیں، مگر ان میں سے ایک اعلی برادری کے ہیں، اور ایک ادنیٰ برادری کے ہیں، اب ان میں سے کچھ لوگ اعلیٰ برادری والے کو امام بنانا چاہتے ہیں، اور کچھ لوگ ادنیٰ برادری والے کو امام بنانا چاہتے ہیں، تو ایسی صورت میں کس کو امام بنانا افضل ہے؟

المستفتي: مبارک علی، مہر کی پٹی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں اعلیٰ برادری اور ادنیٰ برادری کی کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ تقویٰ، پرہیزگاری اور علم دین کی حیثیت ہے، لہٰذا دینداری، تقویٰ، پرہیزگاری اور علم کے اعتبار سے جو اعلیٰ ہوگا وہ دوسروں کے مقابلہ میں امامت کا زیادہ حقدار اور افضل ثابت ہوگا، لہٰذا دونوں میں سے جو علم اور تقویٰ میں فائق ہو اس کو امام بنالیا جائے، اگر دونوں اچھی تعلیم یافتہ ہیں قابل اعتبار ہیں تو دونوں میں سے جو تقویٰ اور عبادت میں آگے بڑھا ہوا ہو، اور قراءت بھی اس کی دوسرے سے اچھی ہو اس کو امام بنالیا جائے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ .(حجرات : ٢٦)

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوٰة ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة ثم الأورع . (تنوير الابصار مع الدر، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ١/٥٥٧، زكريا٢/٢٩٤)

عن أبي مسعود الأنصاريؓ قال: قال رسول الله ﷺ: يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله، فإن كانوا فى القراءة سواء، فأعلمهم بالسنة فإن كانوا فى السنة سواء فأقدمهم هجرة . (صحيح مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة، النسخة الهندية ١/٢٣٦، بيت الأفكار رقم: ٦٧٣)

عن مرثد بن أبي مرثد الغندى، وكان بدريا، قال: قال رسول الله ﷺ: إن سركم أن تقبل صلاتكم، فليؤمكم خياركم، فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم . (المعجم الكبير للطبراني، داراحياء التراث العربي ٢٠/٣٢٨، رقم: ٧٧٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸؍رجب ۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۸۹۱۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/۷/۱۴۲۶ھ

کیا اسلام میں امام کا اعلیٰ نسب والا ہونا مطلوب ہے؟

سوال [۲۰۸۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ چندروز قبل حضرت مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی مدرس مدرسہ دارالعلوم دیوبند کی مکمل ومدلل مسائل نماز نظرنواز ہوئی یقیناً مولانا موصوف نے اس کتاب میں نماز کے متعلق سیکڑوں مسائل درج کئے ہیں جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے اشد لازمی سمجھتا ہوں، کتاب کے صفحہ نمبر ۷۰ پر مولانا فرماتے ہیں کہ امام اعلیٰ نسب والا ہو، میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) کیا اسلام میں ادنیٰ نسب اور اعلیٰ نسب کا تصور ہے؟

(۲) کون سا نسب اعلیٰ ہے اور کون سا ادنیٰ؟

(۳) کیا رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے تعلق سے ایسی مثالیں شریعت مطہرہ میں موجود ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ امام کے لئے اعلیٰ نسب کو ترجیح دی گئی ہو؟

(۴) کیا ادنیٰ نسب والوں کو امامت کا اختیار نہیں ہے؟

(۵) کیا ادنیٰ نسب والوں کو ذلت اور حقارت کی نظر سے دیکھنا، نیز ایسے لوگ جو ادنیٰ نسب کو حقیر سمجھیں ان کیلئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

المستفتي: ناصر پرویز، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مولانا رفعت قاسمی نے اپنی کتاب میں فتاویٰ رحیمیہ ۳/ ۲۸ کی عبارت نقل کی ہے اور فتاویٰ رحیمیہ میں فقہ کی مشہور کتاب شرح النقایہ ۱/ ۸۶ کے حوالہ سے فتویٰ لکھا گیا ہے، اور شرح النقایہ میں مستدرک حاکم قدیم ۲/ ۲۴۶، جدید ۵/ ۸۶۴، رقم: ۴۹۸۱ کی ایک حدیث شریف ہے جس کے الفاظ "فليؤمكم خياركم" ہے، اور بیہقی قدیم ۳/ ۹۰، جدید ۴/ ۲۳۸، رقم: ۵۲۳۵ کی حدیث: "اجعلوا أئمتكم خياركم" کا حوالہ ہے، فتاویٰ رحیمیہ میں شرح نقایہ سے حدیث کے الفاظ کو نقل

فرمایا ہے، اور" أئمتکم خیارکم " سے انھوں نے اپنی طرف سے اعلیٰ حسب والا اور نسبی شرافت کی قید لگائی ہے، اور مولانا رفعت قاسمی نے اپنی کتاب میں فتاویٰ رحیمیہ کی عبارت اعلیٰ حسب کے بجائے اعلی نسب نقل فرمایا ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کتابت کی غلطی ہو، بہرحال شرح النقایہ کی کسی عبارت میں نہ اعلیٰ نسب کی قید ہے، اور نہ ہی اعلی حسب کی اور نہ ہی نسبی شرافت کی قید ہے، بلکہ یہ قیودات ان حضرات کی طرف سے ہی ہیں اور شرح النقایہ فقہ کی مشہور کتاب میں صرف "اجعلوا أئمتکم خیارکم " اور" فلیؤمکم خیارکم" کے الفاظ ہیں، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم اپنے میں سے بہتر آدمی کو امام بناؤ، اور چاہئے کہ تم میں سے بہتر آدمی تمہارا امام بنے یہ حدیث کے الفاظ کا ترجمہ ہے، اور بہتر آدمی کون ہے، تو اس کے بارے میں قرآن کریم نے اعلان فرمایا ہے، " إن أکرمکم عند اللہ أتقاکم " (سورہ حجرات، آیت:۱۳) بیشک تم میں سے سب سے بہتر اور مکرم اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو، لہٰذا امامت کی افضلیت میں اعلی نسب، اور نسبی شرافت کی قید سے ہم کو اتفاق نہیں ہے، اسلئے کہ حدیث وفقہ میں اس کی قید نہیں ہے شرح النقایہ کی مکمل عبارت اور حدیث شریف مع حوالہ کے ملاحظہ فرمائیں:

وأما في زماننا فقد يكون الرجل ماهرا بالقراءة ولا حظ له في معرفة الأحكام ، فالأعلم بالسنة أولىٰ إلا أن يطعن عليه في دينه لأن الناس يرغبون في الاقتداء به وقد ورد عن ابن عمر مرفوعاً اجعلو أئمتكم خياركم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم ، رواه البيهقى ، بسندضعيف وفي رواية إن سركم أن تقبل صلاتكم فليؤمكم علماؤكم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم ، رواه الطبرانى ، وفي رواية الحاكم فليؤمكم خياركم وسكت عنه .

(شرح النقايه ، كتاب الصلاة، باب القراءة في الصلاة ، اعزازيه ديوبند ١/ ٨٦)

حدیث کے لئے ملاحظہ فرمائیں: المعجم الكبير للطبراني، داراحياء التراث العربي ٢٠/ ٣٢٨، رقم: ٧٧٧، سنن الدارقطني ، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ٧٤، رقم: ١٨٦٣،

١٨٦٥، المستدرك كتاب معرفة الصحابة قديم ٢٤٦/٢، مكتبه نزار مصطفى الباز جديد٥/١٨٦٥، رقم:٤٩٨١، السنن الكبرىٰ للبيهقي، باب اجعلوا أئمتكم خياركم ماجاء في إمامة ولد الزنا، دارالفكر جديد٤/٢٣٨، رقم:٥٢٣٥)

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵؍جمادی الثانیہ ۱۴۲۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۹۳۴۳/۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۸/۶/۲۵ھ

حافظ اور عالم حافظ میں امامت کا حقدار کون ہے؟

سوال [۲۰۸٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب مقررہ نماز پڑھانے تشریف نہ لائیں، مصلیوں میں ایک حافظ صاحب اور ایک حافظ عالم مفتی بھی ہیں، تو نماز پڑھانے کا حق عالم حافظ مجود کو ہے یا حافظ صاحب کو ہے، اگر یہ حق عالم صاحب کا ہے تو ایسی نماز جو حافظ کے پیچھے پڑھی گئی ہے، جبکہ عالم موجود ہے اور وہ پڑھانا بھی چاہ رہا ہے تو مؤذن کا عالم کو چھوڑ کر حافظ کو آگے بڑھانا کیسا ہے اور یہ نماز جو حافظ کے پیچھے پڑھی گئی ہے کیا درجہ رکھتی ہے۔

المستفتي: عقیل احمد، فیروزآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حافظ عالم کی موجودگی میں نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار وہی ہے، لیکن عالم حافظ کے باوجود صرف حافظ کا نماز پڑھا دینا اور عالم صاحب کا ان کے پیچھے نماز پڑھ لینا بلا کراہت جائز اور درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ولو قدموا غير الأولىٰ أساؤوا بلا أثم (تحته في الشامية) قال في التاتارخانية: ولو أن رجلين في الفقه والصلاح سواء إلا أن أحدهما أقرأ فقدم القوم الآخر فقد أساؤوا وتركوا السنة، ولكن لا يأثمون لأنهم قدموا رجلاً صالحاً. (درمختار مع الشامي، كتاب الصلاة، باب الإمامة، كراچی ٥٥٩/١،

زکریا۲/ ۲۹۷، مستفاد فتاویٰ دارالعلوم ۳/ ۹۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍محرم الحرام ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۰۹۰۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۱/۲ھ

افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کو مستقل امام متعین کرنا

سوال [۲۰۸۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ قراءۃ مفروضہ ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں ہیں اگر کوئی شخص اتنی مقدار قرأت کرنے پر قادر ہے اور بقیہ قرأت کرنے پر قادر نہیں ہے، تو کیا ایسے شخص کا امام بننا درست ہے، جبکہ قاری صاحب موجود ہوں، اور اگر بن گیا تو نماز صحیح ہوجائیگی یا نہیں، اگر نماز صحیح ہوجائے گی تو تحریر فرمائیں ۔جواب دے کر ممنون فرمائیں؟

المستفتي: جمیل احمد قاسمی، بستوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اتفاقی طور پر اگر ایسا شخص امام بن جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، البتہ مستقل طور پر ایسے شخص کو امام بنانا اور مستحق کو حق نہ دینا درست نہیں ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳/ ۴۱، جدید زکریا)

الأحق بالإمامة تقديماً بل نصبا الأعلم بأحكام الصلاة ، (إلى قوله) فإن اختلفوا اعتبر أكثر هم ولو قدموا غير الأولىٰ أساء وا.

(شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵۵۹، زکریا۲/ ۲۹۴،۲۹۷، حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، الصلاة، فصل في بيان الأحق، باب الإمامة دارالکتاب دیوبند۱/ ۳۰۱) **فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍محرم الحرام ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/ ۲۰۹۴)

اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کی امامت

سوال [۲۰۸۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اعلیٰ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ شخص کیلئے شریعت کی رو سے امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کسی مستقل امام کے ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کا نماز پڑھانا کیسا ہے؟

المستفتي: محمد مرشد الہ آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: امامت کا زیادہ حقدار قرأت اور علم کے اعتبار سے اعلیٰ شخص ہی ہے، لیکن اعلیٰ کے ہوتے ہوئے قرأت اور علم کے اعتبار سے ادنیٰ شخص کی امامت بھی بلا کراہت جائز اور درست ہے، اور اعلیٰ کو امام بنانا صرف افضلیت اور اولیت کے اعتبار سے ہے، جائز اور ناجائز ہونے کے اعتبار سے نہیں ہے۔

عن أبي مسعود الأنصاري رضـ **قال: قال رسول الله** ﷺ : **يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله ، فإن كانوا فى القراءة سواء ، فأعلمهم بالسنة.** (صحيح مسلم ، المساجد ، باب من أحق بالإمامة ، النسخة الهندية ١/٢٣٦، بيت الأفكار رقم: ٦٧٣، سنن الترمذى ، الصلاة ، باب من أحق بالإمامة النسخة الهندية ١/٥٥، دارالسلام رقم: ٢٣٥)

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ، ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة ثم الأورع. (شامى ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة كراچى ١/٥٥٧، زكريا ٢/٢٩٤)

مستقل امام کے ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شخص کا امام بن کر نماز پڑھانا مکروہ ہے چاہے وہ دوسرا شخص علم وفضل کے اعتبار سے مستقل امام کے مقابلے میں زیادہ اعلیٰ اور افضل کیوں نہ ہو، ہاں البتہ مستقل امام بخوشی اجازت دیدے تو بلا کراہت نماز درست ہوجاتی ہے۔

عن أبي مسعودؓ قال: قال رسول الله ﷺ.....ولا تؤم الرجل في سلطانه، ولا تقعد على تكرمته إلا أن يأذن لك. (سنن النسائي، كتاب الإمامة، باب من أحق بالإمامة، النسخة الهندية ١٧/٨٩، دارالسلام رقم:٧٨١)

صاحب البيت والمسجد وإمام المسجد أحق بالإمامة من غيره وإن كان الغير أفقه وأقرأ وأورع وأفضل منه إن شاء تقدم وإن شاء .... قدم من يريده.

(طحطاوی علی المراقي، كتاب الصلوٰة، فصل في بيان الأحق بالإمامة، دارالكتاب:٢٩٩)

وقال بعض أهل العلم إذا أذن له فلا بأس أن يصلى به. (بذل المجهود، الصلاة، باب إمامة الزائر دارالبشائر الإسلاميه ٥/ ٤٨٠، مطبع میرٹھ قدیم ١/٢/ ٣٣، سنن الترمذي، الصلاة، باب ماجاء فيمن زار قوماً فلا يصلى بهم، النسخة الهنديه ١/ ٨١ تحته دارالسلام رقم: ٣٥٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ رجمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۱۲۸)

امام ومؤذن کے فرائض وذمہ داریاں

سوال [۲۰۸۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام کی کیا ذمہ داری ہے نیز مؤذن کے کیا فرائض ہیں، امام کیسا ہونا چاہئے، روشنی ڈالتے ہوئے امام کا مقتدیوں پر کیا حق ہے، جبکہ صورت حال بڑی خطرناک ہے، امام کیساتھ نوکر سا معاملہ رکھا جاتا ہے، امامت کو ایک ڈیوٹی کی حیثیت دی جاتی ہے۔

المستفتي: محمد ہارون، راجستھان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام ومؤذن دونوں متبع شریعت ہونے چاہئیں اور امام کی ذمہ داری صرف نماز پڑھانے کی ہوتی ہے، اور مؤذن کی ذمہ داری

صرف اذان دینے کی ہوتی ہے، اور امام پر ایسی ذمہ داری کی شرط لگانا ممنوع ہے، جو اس منصب کے خلاف ہو، ہاں البتہ مؤذن پر شرط لگائی جائے اور مؤذن اس شرط پر راضی ہو تو اس سے وہ کام لینا درست ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳/ ۴۶، جدید زکریا ۳/ ۸۶، زکریا مطول ۴/ ۲۹۶)

كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف المزني، عن أبيه، عن جده، أن رسول الله ﷺ قال: الصلح جائز بين المسلمين، إلا صلحا حرم حلالاً، أو أحل حراماً، والمسلمون علىٰ شروطهم، إلا شرطاً حرم حلالاً، أو أحل حراماً. (سنن الترمذي، الأحكام، باب ماذكر عن رسول الله في الصلح بين الناس، النسخة الهندية ۱/ ۲۵۱، دارالسلام رقم: ۱۳۵۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ صفر ۱۴۱۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۶۲۰)

امام صاحب ومؤذن نماز سے کتنی دیر قبل مسجد میں آئیں

سوال [۲۰۹۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب کو اور مؤذن صاحب کو نماز سے کتنی دیر پہلے مسجد میں آکر بیٹھنا چاہئے؟

المستفتي: محمد محبوب، مغل پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: موجودہ زمانے میں لوگوں کے حالات کے پیش نظر نماز کیلئے وقت کی تعیین کردی جاتی ہے، اور امام ومؤذن دونوں باتنخواہ ہوتے ہیں، اسلئے ان پر مقررہ وقت کی پابندی لازم ہے، ہاں اگر ان سے آنے میں کبھی تاخیر ہوجائے تو ان پر لعن طعن کرنے سے احتراز کیا جائے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ۳۰۱، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۴/ ۱۹۱، جدید ڈابھیل ۵/ ۳۲۴)

إذا كان في الوقت متسع فينبغي أن يزيل العارض أولاً ثم يشرع في الصلاة. (الموسوعة الفقهية الكويتية ٢/ ٨٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٦ / جمادی الاولیٰ ١٤١٩ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۷۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٦/ ٥/ ١٤١٩ھ

امام کا تکبیر سے قبل یا تکبیر ہوتے ہوئے مصلے پر بیٹھنا

سوال [۲۰۹۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب کا تکبیر ہوتے ہوئے یا تکبیر سے پہلے آ کر مصلے پر بیٹھنا کیسا ہے؟

المستفتي: محمد یونس، ملک ماپور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: امام صاحب کا اقامت کے وقت یا اقامت سے پہلے مصلے پر جا کر بیٹھ جانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ ائمہ مجتہدین اور فقہاء میں سے کسی سے ثابت نہیں ہے، بلکہ یہ عمل حدیث وفقہ کے حکم کے خلاف ہے، حدیث میں آیا ہے، کہ جب تکبیر شروع ہوجائے تو امام صاحب کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ کھڑے ہوکر مقتدیوں کی صفیں درست کرائیں اسلئے امام صاحب کا یہ عمل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فقہاء اور امام ابوحنیفہؒ کے عمل کے خلاف ہے، اسلئے ایسا عمل امام صاحب کو ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔

عن سماك سمعت النعمان بن بشير قال: كان رسول الله ﷺ يسوي صفوفنا إذا قمنا للصلاة، فإذا استوينا كبر. (سنن أبي داؤد، الصلاة، باب تسوية الصفوف النسخة الهندية ١/ ٩٧، دارالسلام رقم: ٦٦٥، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ٢١/ ١٠٧، رقم: ١١٨)

عن عمرؓ أنه كان يؤكل رجلا بإقامة الصفوف ولا يكبر حتى يخبر أن الصفوف قد استوت . (ترمذی، الصلاة، باب ماجاء في اقامة الصفوف، النسخة الهنديه ۱/ ۳۱، دارالسلام رقم: ۲۲۷)

روى عن علي وعثمان رضي الله عنهما أنهما كانا يتعاهد أن ذلك ويقولان استووا. (ترمذی شریف، الصلاة، باب ماجاء في إقامة الصفوف، النسخة الهنديه ۱/ ۳۱، دارالسلام رقم: ۲۲۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ر شعبان ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/۸۵۲۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۸/۵ھ

بوقت اقامت امام صاحب کا سیدھے مصلے پر جانا

سوال [۲۰۹۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جماعت سے پہلے امام صاحب کا صف میں آکر تھوڑی دیر بیٹھنا ضروری ہے یا حجرہ سے آکر سیدھے مصلے پر نماز پڑھانے چلے جانا چاہئے، اگر امام صاحب بغیر بیٹھے ہوئے نماز پڑھادیں تو کیا حکم ہے؟

المستفتي: محمود علی، محمدی مسجد، کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب نماز کا وقت ہوجائے تو امام صاحب کا صف میں آکر بیٹھ جانا کہیں سے ثابت نہیں، جبکہ حضور اکرم ﷺ بھی نہیں بیٹھتے تھے، بلکہ سیدھے مصلے پر تشریف لیجاتے تھے، اسلئے سیدھے مصلے پر پہونچ جانا ہی سنت کے مطابق ہوگا۔

أقيمت الصلوٰة، فقمنا، فعدلنا الصفوف، قبل أن يخرج إلينا رسول الله ﷺ، فأتى رسول الله ﷺ حتى إذا قام في مصلاه قبل أن

یکبر الحدیث . (مسلم شریف ، المساجد ، باب متی یقوم الناس للصلاۃ ، النسخة الهندیة ۱/ ۲۲۰، بیت الأفکار رقم: ٦۰۵، سنن النسائی الصلاۃ ، إقامة الصفوف قبل خروج الإمام النسخة الهندیة ۱/ ۹۲ ، دارالسلام رقم: ۸۰۹، صحیح ابن خزیمه ، المکتب الإسلامی ۲/ ۷۸٤، رقم: ۱۲۲۸)

عن أبي هريرةؓ قال: أقيمت الصلاة، وعدلت الصفوف قياماً فخرج إلينا رسول الله ﷺ ، فلما قام في مصلاه ...... فكبر فصلينا معه .(صحیح البخاري الغسل ، باب إذا ذكر في المسجد أنه جنب ...... النسخة الهندیه ۱/ ٤۱، رقم: ۲۷۵)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲٦ / شعبان ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۴۲۵)

امام رکوع وسجود کی تسبیحات کے درجات میں سے کس پر عمل کرے

سوال [۲۰۹۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام کے لئے رکوع وسجود میں کتنی بار تسبیح کہنا احسن ہے، کتب فقہ میں تسبیحات کے تین درجے بتلائیں گئے ہیں، (۱) ادنیٰ (۲) اوسط (۳) اکمل، تو امام کون سے درجے پر عمل کرے اور یہ بھی مذکور ہے، کہ اگر قوم زیادتی پر راضی ہے تو امام زیادتی بھی کرسکتا ہے، اب اگر زیادتی کرے تو کتنی تسبیحات کے بقدر زیادتی کرسکتا ہے، وضاحت کے طور پر تحریر فرمائیں۔

المستفتي: علی احمد، محلّہ زنبہ عنایت خاں، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) **أن ادنیٰ تسبیحات الرکوع والسجود الثلث وإن الأوسط خمس مرات والأکمل سبع مرات الخ**. (کبیری ، کتاب الصلوۃ ، الفرع الرابع الرکوع ، جدید اشرفیه دیوبند/ ۲۸۲ ، قدیم

رحیمیه دیوبند/۲۷۷، صغیری، مطبع مجتبائی دهلی /۱۵۳)

(۲) والزيادة مستحبة بعد أن يختم على وتر خمس أو سبع أو تسع مالم يكن إماماً فلا يطول ، الخ .(شامی ،کتاب الصلاة، باب صفة الصلوٰة، قبیل مطلب فی إطاعة الركوع للجائی زکریا۲/۱۹۸، کراچی ۱/۴۹۴، مطبوعه کوئٹه ۱/۳۶۵)

ونقل في الحلية عن عبد الله بن المبارك واسحاق وإبراهيم والثوری أنه يستحب للإمام أن يسبح خمس تسبيحات ليدرك من خلفه الثلث ، الخ . (شامی کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطلب فی إطاعة الركوع للجائی زکریا۲/۱۹۹، کراچی ۱/۴۹۵، کوئٹه ۱/۳۶۶)

واعلم أن التطويل المكروه وهو الزيادة علىٰ قدر أدنىٰ السنة عند ملل القوم حتى أن رضوا بالزيادة لا يكره وكذا إذا ملوا من قدر أدنىٰ السنة ، لا يكره الخ. (کبیری،کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، جدید اشرفیه دیوبند/۳۱۶، قدیم رحیمیه دیوبند/۳۰۸)

أما الإمام فلا يزيد على الثلاث إلا أن يرضى الجماعة الخ .(صغیری مطبع مجتبائی دهلی /۱۵۳)

عبارت ۱/اور۲/کا ماحصل یہ ہے کہ سنیت کا ادنیٰ درجہ تین ۳/مرتبہ ہے، اوسط ۵/ پانچ مرتبہ ہے اور اکمل ۷/سات مرتبہ ہے یا اس سے زائد ہے جبکہ طاق طریقے سے ہو، اور عبارت ۴/۵/کا ماحصل یہ ہے کہ امام سنیت کے ادنیٰ درجہ پر عمل کرے، اور اگر لوگ راضی ہوں تو اوسط درجہ اختیار کر سکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/۲۳۷)

امام کا دو تین منٹ تاخیر کر کے نماز پڑھانا

سوال [۲۰۹۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر امام کو وقت

مقررہ سے کسی مجبوری کی وجہ سے دو تین منٹ تاخیر ہوجائے نماز پڑھانے میں تو اس میں مقتدیوں کی جانب سے کچھ اعتراض ہوسکتا ہے یا نہیں، یعنی مقتدی انتظار کریں گے یا نہیں؟ اور مقتدی امام پر تقاضہ کر سکتے یا نہیں؟

المستفتي: محمد عرفان، دانشمندان، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وقت میں وسعت ہو اور پہلے سے بیٹھے ہوئے مقتدی پر کسی قسم کی گرانی محسوس نہ ہو تو وقت مقررہ پر امام کے نہ پہونچنے کی وجہ سے دو تین منٹ مقتدی حضرات انتظار کریں گے، نیز امام صاحب کسی مجبوری کے تحت وقت متعینہ پر نہ آسکیں تو مقتدی حضرات کو تقاضہ نہیں کرنا چاہئے البتہ درخواست کر سکتے ہیں۔

وینتظر المؤذن الناس ویقیم للضعیف المستعجل ولا ینتظر رئیس المحلة الخ. (هندیه، کتاب الصلوٰة، الفصل الثانی في کلمات الأذان والإقامة وکیفیتهما زکریا قدیم ۱/ ۵۷، جدید ۱/ ۱۱٤)

وفي الوقت سعة فیعذر . (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الأذان، زکریا ۱/ ٤٤٧، کوئٹہ ۱/ ۲۵۷) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۴۰۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۵/۵/۲۷ھ

متعینہ شخص کے انتظار میں جماعت میں تاخیر کرنا

سوال [۲۰۹۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام کے موجود ہونے کے باوجود امام کا کسی متعینہ شخص کے انتظار میں اکثر جماعت کو وقت مقررہ سے لیٹ کرنا جبکہ مقتدیوں کو یہ بات ناپسند ہو شرعاً کیسا ہے؟

المستفتي: عقیل احمد، نثار احمد، حاجی جاوید، رشید احمد، محمد عالم، حاجی پورہ فیروزہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق :امام کے کسی متعین شخص کے انتظار میں متعینہ وقت سے تاخیر کرنے پر جب مقتدیوں پر گراں گذرے تو انتظار نہیں کرنا چاہئے، وقت پر نماز شروع کردینی چاہئے ، اس طرح کسی ایک شخص کے انتظار میں بار بار لیٹ اور تاخیر کرنے کی صورت میں مسجد کا نظام خراب ہوتا ہے، اورنمازیوں کو ایذاء پہنچتی ہے اورنظام کا خراب کرنا اورنمازیوں کو ایذاء پہونچانا شرعاً جائز نہیں ہے، ہاں البتہ کبھی کبھار کسی بڑی شخصیت کی آمد میں معمولی سی تاخیر ہوجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح کسی شری آدمی کا انتظار نہ کرنے پر شر پھیلانے اورفتنہ برپا کرنے کا خطرہ ہوتو بھی کبھی کبھار اس کے فتنہ سے بچنے کیلئے تاخیر کرنے میں بھی امام پر کوئی اعتراض نہیں ہے، لیکن اگر بار بار وہ لیٹ آتا ہے اورامام کو انتظار کراتا ہے، تونمازیوں کی ذمہ داری ہے کہ سب اکٹھا ہوکر اس شری آدمی کوملامت کریں۔

رئیس المحلة لا ینتظر مالم یکن شریراً والوقت متسع .(درمختار مع حاشیة الطحطاوی ، کتاب الصلاۃ ، باب الأذان کوئٹه ۱/۱۸۹)

وأما الانتظار قبل الشروع فی غیر مایکرہ تأخیرہ کمغرب ، وعند ضیق وقت فالظاهر عدم الکراهة ولو لمعین إلا إذا ثَقُل علیٰ القوم

.(حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار ، کتاب الصلاۃ، فصل وإذا أراد الشروع ۱/۲۲۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍محرم الحرام ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/۱۰۹۱۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲؍۱؍۱۴۳۴ھ

کیا امام پر مقتدیوں کی رعایت کرنا لازم ہے؟

سوال [۲۰۹٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں، سلام پھیرتے ہیں اس پر کچھ مقتدی یوں کہتے ہیں کہ ہماری درود شریف پوری

نہیں ہوتی اور آپ سلام پھیر دیتے ہیں، تو کیا امام کو مقتدیوں کی رعایت کرنی چاہئے، یا نہیں کرنی چاہئے؟

المستفتي: محمد آصف، سنبھلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں جبکہ امام صاحب التحیات درود شریف وغیرہ پڑھ کر جلدی فارغ ہو جاتے ہیں، اور مقتدی حضرات کی درود شریف مکمل باقی رہ جاتی ہے، تو ایسی صورت میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ مقتدی امام کی متابعت کرتے ہوئے اسی کے ساتھ سلام پھیر دیں، درود شریف وغیرہ پوری کرنا ضروری نہیں۔

عن أبي هريرة ؓ عن النبی ﷺ أنه قال: إنما جعل الإمام ليؤتم به، فلا تختلفوا عليه، فإذا ركع فاركعوا. (صحیح البخاری، الصلاة، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، النخسة الهنديه ١٠٠/١٥، رقم:٧١٣، ف: ٧٢٢، مسند الدارمی، دارالمغني ٧٩٨/٢، رقم:١٢٩١، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ٤٦١/٢، رقم:٤٠٨٢)

ولو سلم الإمام قبل أن يفرغ المقتدی من الدعاء الذی يكون بعد التشهد وقبل أن يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم فإنه يسلم مع الإمام. (عالمگیری، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة، الفصل السادس فيما يتابع الإمام وفيما لا يتابعه، زكريا قديم ٩٠/١، جديد ١٤٨/١)

لو سلم الإمام قبل أن يفرغ المقتدى من التشهد فإنه يتم التشهد ولو سلم الإمام قبل أن يفرغ المقتدى من الدعاء الذی يكون بعد التشهد أو قبل أن يصلی على النبی ﷺ فإنه يسلم مع الإمام بخلاف التشهد لأن قراء ة التشهد واجبة، ولهذا يلزم السهو بتركه ساهياً بخلاف الدعاء والصلوٰة على النبی ﷺ. (خانيه، كتاب الصلوٰة، باب افتتاح الصلوٰة، فصل فی من يصح الإقتداء به وفی

من لا یصح ، زکریاجدید ۱/ ٦٢، وعلى هامش الهندیه ۹٦/۱، تاتارخانية ، كتاب الصلوٰة، الفصل الثالث فى كيفية الصلاة ۱۹۱/۲، رقم: ۲۱۰۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم/ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۰۸۷٦)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱/۱۲/۱۴۳۳ھ

امام کو مقتدیوں کی کس قدر رعایت کرنی چاہئے

سوال [۲۰۹۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) امام کو مقتدی کی رعایت کرنی چاہئے یا نہیں؟

(۲) امام صاحب کو اگر رعایت کرنی چاہئے تو کس قدر اور کن کن رکن میں کرنی چاہئے ہر رکن میں یا بعض رکن میں؟

(۳) امام رکوع سے اٹھ کر سجدہ میں کتنی دیر کے بعد جائے، اٹھتے ہی فوراً چلا جائے یا تھوڑا رک کر اگر رک کر جائے تو اس کی مقدار بیان فرمایئے؟

(۴) امام کو ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہونے کیلئے کتنی دیر تک ٹھہرنا چاہئے، نیز یہ بھی تحریر فرمایئے کہ نماز سکون کے ساتھ امام کو کب کب پڑھنی چاہئے؟ اور کب کب نہ پڑھنی چاہئے؟

المستفتي: احقر محمد نزیر، متعلم مدرسہ شاہی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۱) امام کو مقتدیوں کی رعایت کرنی چاہئے۔

عن أبي هريرةؓ أن رسول الله ﷺ قال إذا صلى أحدكم للناس فليخفّف فإن فيهم الضعيف والسقيم والكبير، وإذا صلى أحدكم لنفسه فليطوّل ماشاء. (بخاری شریف ، کتاب الأذان ، باب تخفيف الإمام فی القيام واتمام الركوع والسجود ۹۷/۱، رقم: ٦۹٤، ف:۷۰۳)

أن الإمام ينبغي له أن يراعي حال قومه. (مبسوط سرخسي ١٦٢/١)

(۲) امام کوصرف قرأت میں مقتدیوں کی رعایت کرنی چاہئے، اس طور پر کہ مقدار مسنونہ یعنی فجر اورظہر میں طوال مفصل عصراورعشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل سے زیادہ قرأت کرنے کومقتدیوں کی رعایت کی بنیاد پرترک کردے، ہاں البتہ ارکان وواجبات وسنن مکمل طور پراداکرے، اس رعایت کی بنیاد پرکوتاہی نہ کرے۔

ويسن في الحضر لإمام ومنفرد طوال المفصل في الفجر والظهر، وأوساطه في العصر والعشاء، وقصاره في المغرب. (درمختار مع الشامي زكريا٢/ ٢٦١، كراچی ١/ ٤٩٢)

ويكره تحريماً تطويل الصلوٰة على القوم زائداً على قدر السنة، في قراءة وأذكار رضى القوم أولا لإطلاق الأمر بالتخفيف. (شامي زكريا٢/ ٣٠٤، كراچی١/ ٥٦٤)

ولا يزيد على القراءة المستحبة ولا يثقل على القوم، ولكن يخفف بعد أن يكون على التمام والإستحباب. (عالمگيری، زكريا قديم ١/ ٧٨، جديد ١/ ١٣٥)

(۳) امام کورکوع سے سراٹھانے کے بعداطمینان کیساتھ قومہ کرناچاہئے کہ تمام اعضاء اپنی حالت پرصحیح سالم آجائیں، جس کی مقدارایک تسبیح کے بقدرہے، اورقومہ میں جودعاء پڑھنا حدیث سے ثابت ہے، وہ دعاپڑھنابھی افضل اورمستحب ہے۔

عن أبي سعيد الخدري قال: كان رسول الله ﷺ إذا رفع رأسه من الركوع قال ربنا لك الحمد ملءُ السموات والأرض، وملءُ ما شئت من شيء بعد، أهل الثناء والمجد أحق ما قال العبد وكلنا لك عبد، اللّٰهمّ: لا مانع لما أعطيت، ولا معطي لما منعت، ولا ينفع ذاالجد منك الجد.

(مسلم شريف، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسهمن الركوع النسخة الهندية ١/ ١٩٠، بيت الأفكار رقم:٤٧٧)

وتعديل الأركان أي تسكين الجوارح قدر تسبيحة فى الركوع والسجود وكذا فى الرفع منهما علىٰ ما اختاره الكمال . (درمختارمع الشامی ، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ ، کراچی ١/٤٦٤، زکریا٢/١٥٧)

(۴) امام کو ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہونے میں تعدیل ارکان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اورتعدیل ارکان میں جتنا وقت لگ جائے اتنی دیر ٹھہرے۔

عن أبي هريرةؓ أن رسول الله ﷺ ، دخل المسجد فدخل رجل فصلى، فسلم على النبى ﷺ فرد وقال: ارجع فصل فإنک لم تصل فرجع فصلى كما صلى ثم جاء فسلم على النبى ﷺ فقال: ارجع فصلّ فإنک لم تصل ثلثاً فقال والذى بعثک بالحق ما أحسن غيره فعلمنى، فقال: إذا قمت إلى الصلاة فكبر، ثم اقرأ ما تيسر معک من القرآن، ثم اركع حتى تطمئن راكعاً ، ثم ارفع حتى تعتدل قائماً ، ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ، ثم ارفع حتى تطمئن جالساً وافعل ذلک فى صلاتک كلها . (صحیح البخاری، کتاب الأذان ، باب وجوب القرأة للإمام والمأموم فی الصلوات کلها الخ النسخة الهندية ١/١٠٤، رقم:٧٤٨، ف:٧٥٧)

ومقتضى الدليل وجوب الطمانينة في الأربعة أي فى الركوع والسجود وفي القومة والجلسة. (شامی، کتاب الصلاۃ ، صفة الصلاۃ کراچی ١/٤٦٤، زکریا٢/١٥٧)

(۵) امام چونکہ مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہوتا ہے،اس لئے اسے ہر حال میں نماز خشوع وسکون کے ساتھ پڑھنی چاہئے ، ہاں البتہ اگر کوئی خوف کی حالت ہو یا کوئی اورضرورت وغیرہ ہوتو نماز میں زیادہ سے زیادہ اختصار کرنا بہتر ہے،مثلاً نماز شروع ہوگئی،اوراسی اثناء میں بارش ہونے لگےاور کچھ لوگ مسقّف حصہ سے باہر بھیگ رہے ہوں یاسخت گرمی کا زمانہ ہےاور کچھ لوگ دھوپ میں کھڑے ہوں ،یااسٹیشن میں نماز پڑھی جارہی ہے،اورگاڑی نکل

جانے کا خطرہ ہے تو اس قسم کے حالات میں زیادہ سے زیادہ اختصار کرکے ماتجوز بہ الصلوٰۃ کے ساتھ جلد نماز ختم کردینی چاہئے، اور عام حالات میں مفصلات سے مسنون قرأت کرنا مسنون اور افضل ہے۔

عن أبي هريرةؓ أن رسول الله ﷺ قال: إذا صلى أحدكم للناس فليخفّف، فإن فيهم الضعيف، والسقيم، والكبير، وإذا صلى أحدكم لنفسه، فليطوّل ماشاء. (بخاري شريف، كتاب الأذان، باب إذا صلى لنفسه فليطول ماشاء النسخة الهندية ۱/۹۷، رقم:٦٩٤، ف:۷۰۳)

الإمام ضامن أي متكفل لصلوٰة المؤتمين بالإتمام – إلى قوله – فالضامن هنا ليس لمعنى الغرامة بل يرجع إلى الحفظ والرعاية. (مرقاة المفاتيح، شرح مشكوٰة المصابيح امداديه ملتان ۲/۱٦٥)

فقد ظهر من كلامه أنه لا ينقص عن المسنون، إلا لضرورة كقراء ته بالمعوذتين لبكاء الصبي. (شامی، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ۱/٥٦٥، زكريا۲/۳۰٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
یکم ربیع الاول ۱۴۲٦ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/۸۷۵۵)	۱/۳/۱۴۲٦ھ

کسی کی آہٹ پر امام کا رکوع کو لمبا کرنا

سوال [۲۰۹۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا قول ہے کہ اگر امام نے بحالت رکوع کسی ان جان آدمی کے آنے کی آہٹ محسوس کی اور اعانت علی الصلوٰۃ کی وجہ سے نہ کہ اس کو اپنی طرف مائل کرنیکی وجہ سے رکوع کو ایک دو تسبیح کے بقدر طول دیدیا تو درست ہے، کیونکہ کبیری میں موجود ہے۔

’’إن كان لا يعرف الجائي فلا بأس به لأنه إعانة على الطاعة، لكن

یطیل مقدار تسبیحةٍ أو تسبیحتین، وهکذا في کتب الأردویة بحواله فتاویٰ عالمگیری وذکر فی الصغیری إن کان لایعرف الجائی فلا بأس أن یطیل قدر مالا یثقل علی القوم، وکذاإن أطال القراء ة الخ".

اورامام کی نیت صرف اعانت نماز ہے، نہ کہ میلان قوم لیکن عمرو کہتا ہے یہ غلط ہے، اب آپ بیان فرمائیں کہ کس کا قول صحیح اور معتبر ہے، اوران جان کیلئے صرف اعانت نماز کی خاطر اگر بقدرایک دو تسبیح کے طول دیا جائے تو درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: اچھن خان صاحب، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: سوالنامہ میں زید نے اپنے قول کے اثبات میں کبیری کی عبارت صحیح نقل نہیں کی ہے، کبیری کی عبارت یوں ہے۔

وأکثر العلماء حملوه علی الکراهة وکذا المروی علی ما إذا کان الإمام یعرف الجائی بعینه أما إذا کان لا یعرفه فقد قالوا لا بأس به لأنه إعانة علی الطاعة لکن یطول مقدار مالا یثقل علی القوم بأن یزید تسبیحة أو تسبیحتین علی المعتاد لأن الزیادة علیٰ ذلک سبب للتنفیر کما تقدم وعلی هذا لوطول القراء ة فی الرکعة الأولیٰ لیدرک الناس تلک الرکعة لا بأس به إذا کان مقدار مالا یثقل، واعلم أن لفظ لا بأس یفید فی الغالب أن ترکه أفضل وینبغی أن یکون هنا کذلک فإن فعل العباد لأمرٍ فیه شبهة عدم إخلاصها لله تعالیٰ لا شک أن ترکه أفضل لقوله ﷺ دع ما یریبک إلی مالا یریبک ولأنه، وإن کان إعانة علی إدراک الرکعة ففیه إعانة علی التکاسل وترک المبادرة والنهی للصلوٰة قبل حضور وقتها فالأولیٰ ترکه الخ. (کبیری، کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة اشرفیه دیوبند/۳۱۷، قدیم/۳۰۹)

خط کشیدہ عبارت سے یہی ثابت ہے کہ ہرحال میں آنے والے کی رعایت میں طول نہ

دینا ہی افضل اور اولیٰ ہے، نیز صغیری کی پوری عبارت سے بھی عدم طول افضل اور احوط ثابت ہوتا ہے۔

وقیل إن کان لا یعرف الجائی فلا بأس أن یطیل قدر مالا یثقل علیٰ القوم، وکذا إن أطال القراءة لأجل إدراک الناس الرکعة الأصح أن ترکه أولیٰ وأما لو أطال الرکوع عند مجي الجائی تقرباً للّٰه تعالیٰ من غیر أن یتخالج قلبه شئی سوی تقرب فلا بأس به، أي بفعله الإطالة ولا شک أن مثل هذه الحال فی غایة الندرة وهذه المسئلة تلقب بمسئلة الریاء التی ینبغی التحرز والإحتیاط فیها، الخ. (صغیری مطبع مجتبائی دهلی /۱۷۱)

لہٰذا ہر حال میں عدم طول ہی اولیٰ ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍ جمادی الثانیہ ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/۷/۳۷۷)

نماز میں بٹن کھلا رکھنے والے امام کی امامت

سوال [۲۰۹۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب کے کرتے کے بٹن نماز پڑھاتے وقت کھلے رہ گئے، تو امام صاحب کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس طرح (یعنی بٹن کھلے رہنے کی حالت میں نماز) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے حقیقت کا اظہار فرمائیں۔

المستفتي: سید شمشاد علی، محلّہ مانپور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفیق: حدیث میں خارج نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بٹن کھلے رکھنے کا ثبوت ہے۔

عن معاوية بن قرة عن أبيه قال أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في رهط من مزينة لنبايعه ، وإن قميصه لمطلق أو قال زر قميصه مطلق الحديث : (شمائل ترمذی ، باب ماجاء فی لباس رسول الله صلی الله‌علیه و سلم /٥، ابوداؤد شریف، کتاب اللباس ، باب فی حل الإزار، النسخة الهندية ٢/٥٦٤، دار السلام رقم: ٤٠٨٢، صحيح ابن حبان ، كتاب اللباس ، ذكر الإباحة للمرء أن يكون مطلق الإزار فی الأحوال ، دارالفكر ٥/٢٥٧، رقم: ٥٤٦١، المعجم الكبير للطبرانی، داراحياء التراث العربی ١٩/٢١، رقم:٤١)

لہٰذا کبھی کبھار کھلے رہنے سے اعتراض نہیں کرنا چاہئے تاہم بہتر یہی ہے کہ بند رکھا جائے، کیونکہ فقہاء نے کھلے رکھنے کو غیر اولیٰ قرار دیا ہے۔

وإن كان اختياراً لما هو خلاف الأولى خصوصاً في الصلوات (وقوله) ولم يكن هذا من عامة أحواله صلى الله عليه وسلم الخ . (بذل المجهود ، کتاب اللباس ، باب فی حل الإزار قديم مطبوعه ميرٹھ ٥/٥٢، دارالبشاء الاسلاميه بيروت ١٢/١٠٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ ر ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۳۷۰)

گریبان کھلے ہونے کی حالت میں نماز پڑھانا

سوال [۲۱۰۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امامت کر رہا ہے، یعنی نماز پڑھا رہا ہے، یا مقتدی ہے حال یہ ہے کہ امام یا مقتدی میں سے کسی کے گریبان کا بٹن کھلا ہوا ہے تو کیا زید کی امامت حالت نماز میں گریبان کے بٹن ایک یا دو یا تینوں کھلے ہوں درست ہے یا نہیں؟ جواب تحریر کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتي: محمد مختار، نگلہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: گریبان کھلے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، چاہے ایک بٹن ہو یا دو بٹن یا تین ہر حال میں نماز بلا کراہت جائز ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار گریبان کھولکر نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ (مستفاد: محمودیہ قدیم ۵۰/۷، امداد الفتاویٰ زکریا ۴۳۶/۱، بذل المجہود، کتاب اللباس، باب فی حل الإزار قدیم مطبع میرٹھ ۵۲/۵)

عن عروة بن عبد الله بن قشير، قال: حدثني معاوية بن قرة عن أبيه، قال: أتيت رسول الله ﷺ فبايعته، وإنّ زرّقميصه لمطلق، قال عروة: فما رأيت معاوية ولا ابنه في شتاء لا صيفٍ، إلا مطلقة أزرارُهما. (سنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب حل الإزار، النسخة الهندية ۲۵۶/۲، دارالسلام رقم: ۳۵۷۸)

حدثنا معاوية بن قرة، حدثنا أبي، قال: أتيت رسول الله ﷺ في رهط من مزينة، فبايعناه، وإن قميصه لمطلق الأزرار، قال: فبايعناه، ثم أدخلت يدي في جيب قميصه فمسست الخاتم، قال عروة: فما رأيت معاوية ولا ابنه قط إلا مطلقي أزرارهما في شتاء ولاحر ولا يزرران أزرارهما أبداً. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس؛ باب في حل الإزار، النسخة الهندية ۵۶۴/۲، دارالسلام رقم: ۴۰۸۲، صحيح ابن حبان، كتاب اللباس ذكر الإباحة للمرء أن يكون مطلق الأزرار في الأحوال دارالفكر ۲۹۷/۵، رقم: ۵۴۶۱، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ۲۱/۱۹، رقم: ۴۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۳۱۲۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۴/۵ھ

صاحب عمامہ کی بلا عمامہ والے امام کے پیچھے نماز

سوال [۲۱۰۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں نماز روزانہ

جماعت سے ہوتی ہے لیکن ایک شخص روزانہ اپنی نماز تنہا ادا کرتا ہے، معلوم کرنے پر وہ شخص کہتا ہے کہ میرے سر پر عمامہ ہے، اور امام صاحب کے سر پر عمامہ نہیں ہے، اسلئے میری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوگی، جبکہ امام صاحب ایک عالم ہیں اور عمامہ والے صاحب جاہل ہیں، اس صورت میں عمامہ والے کی نماز امام صاحب کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟

المستفتي: احمد نبی، بیر تھان، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بغیر عمامہ کے نماز پڑھنا اور امامت کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے اس میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ (مستفاد: عزیز الفتاویٰ ۸/۳۹)

اور جماعت کیساتھ نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، اگر کوئی شخص بلا عذر شرعی جماعت میں شریک نہ ہو تو وہ مستحق تعزیر اور گنہگار رہے، چنانچہ صاحب عمامہ مقتدی کا پیش امام کے پاس عمامہ نہ ہونے کی وجہ سے جماعت میں شریک نہ ہونا گناہ کا سبب ہے، جماعت میں شریک ہونا ضروری ہے۔

عن عبد الله ، قال: من سره أن يلقى الله غدا مسلماً فليحافظ على هؤلاء الصلوات حيث ينادى بهن، فإن الله شرع لنبيكم صلى الله عليه وسلم سنن الهدىٰ، وإنهن من سنن الهديٰ، ولو أنكم صليتم في بيوتكم كما يصلى هذا المتخلف في بيته لتركتم سنة نبيكم ، ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم. (صحيح مسلم ، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة ،النسخة الهندية ١/ ٢٣٢، بيت الأفكار رقم:٦٥٤)

يجب التعزير على تاركها أي الجماعة بغير عذر الخ. (البحر الرائق، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة زكريا ١/ ٦٠٣، كوئٹه ١/ ٣٤٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۴۰۲۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۴/ ۵/ ۱۴۱۵ھ

چین والی گھڑی پہن کرنماز پڑھنا

سوال [۲۱۰۲]: کیافرماتے ہیں علماءکرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی شخص امامت کرتاہے، یا مقتدی ہے، حالت نماز میں چین والی گھڑی پہن کرامام نماز پڑھارہا ہے، یا مقتدی نماز پڑھ رہاہے،تو کیا چین والی گھڑی پہن کرنماز پڑھنے یاپڑھانے سےنماز میں کراہت آجاتی ہے یانماز ہی فاسدہوجاتی ہے جوبھی مسئلہ ہواس کی تشفی بخش تشریح فرماکر ممنون فرمائیں،کرم ہوگا؟

المستفتي: محمدمختار،سکٹھونگلہ،مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگرچین والی گھڑی پہن کرنماز پڑھی جائےتونماز نہ فاسد ہوتی ہے،اورنہ ہی مکروہ ہوتی ہے، بلکہ زیادہ سے زیادہ بجائے چین کے چمڑے کی استعمال کی جائے،تومحض احتیاط کی بات ہوسکتی ہے۔(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم۱۲/۴۰۹، جدید ڈھابیل۶/ ۶۶۹،فتاویٰ رحیمیہ قدیم۶/ ۲۷۹،جدیدزکریا۱۰/ ۱۵۷)

ولا يكره في المنطقة حلقة حديد أونحاس وعظم ....والحاصل أن كل مافعل تجبرا كره، وما فعل لحاجة لا. (الدر المختار، كتاب الحضر والإباحة، فصل في اللبس كراچی ٦/٣٥٩، زكريا٩/ ٥١٧)

ولابأس باستعمال منطقة ملتقاها فضة. (هنديه، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس مايكره من ذلك وما لا يكره، زكريا قديم ٥/ ٣٣٢، جديد ٥/ ٣٨٤)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیراحمدقاسمی عفااللہ عنہ
۵ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر:۲۸/۳۱۲۰)

الجواب صحیح:
احقرمحمدسلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۳/۴/۵ھ

تہبند اور بنیائن پہن کر امامت کرنا

سوال [۲۱۰۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب تہبند اور بنیائن پہن کر اور بنیائن پر ایک لنگی ڈال کر نماز پڑھا دیتے ہیں، باوجود یکہ انکے پاس کرتہ وغیرہ موجود رہتا ہے اور عذر میں گرمی پیش کرتے ہیں، مفصل ومدلل جواب سے نوازیں کرم ہوگا۔

المستفتي: عبد القیوم، پوسٹ:
امان اللہ پٹی، پورنیہ، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بنیائن تہبند اوڑھ کر صلحاء ومعزز لوگوں کی مجلس میں حاضر ہونا معیوب سمجھا جاتا ہے، لہٰذا ایسا لباس پہن کر نماز پڑھانا شرعاً مکروہ ہوگا اور امام کی نماز مکروہ ہونے کیوجہ سے مقتدیوں کی نماز بھی مکروہ ہوجائیگی۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/ ۴۰۸، فتاویٰ دار العلوم زکریا ۴/ ۱۲۳)

يٰبَنِيٓ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ. (سورۂ اعراف آیت: ۳۱)

وكذلك يكره أن يصلي في ثياب البذلة (إلى قوله) أو ثياب المهنة الخ. (كبيري كتاب الصلوٰة، فصل في بيان الذي يكره فعله في الصلوٰة وما لا يكره /۳۳۷، جديد اشرفيه ديوبند/ ۳٤۹، الدر المختار، باب مايفسد الصلوٰة، مطلب في مكروهات الصلوٰة زكريا ۲/ ٤۰۷، كراچی ۱/ ٦٤۰، فتاوىٰ عالمگیری، كتاب الصلوٰة، الباب السابع في مايفسد الصلوٰة، الفصل الثاني في ما يكره في الصلوٰة، زكريا قديم ۱/ ۱۰۷، جديد ۱/ ۱٦٥، فتاوىٰ دار العلوم زكريا ٤/ ۱۰۰)

وقيد الكراهة في الخلاصة والمنية بأن يكون رافعاً كميه إلى المرفقين الخ. (شامي، باب مايفسد الصلوٰة، مطلب في كراهة التحريمة والتنزيهية

کراچی ۱/ ٦٤٠، زکریا۲/ ٤٠٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۵/ ۱۵٦۷)

پٹھانی سوٹ پہنکر نماز پڑھنا

سوال [۲۱۰۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ صالح ایک مسجد کے امام ہیں، حافظ وقاری ہیں بظاہر شریف آدمی معلوم ہوتے ہیں، ایک مدرسہ کے درجۂ حفظ کے مدرس ہیں، چونکہ جوان شخص ہیں، لباس میں غالبًا پاکستانی لباس یعنی پٹھانی سوٹ (کرتا شلوار) پہننے کے عادی ہیں، نماز میں کبھی ان کی شلوار ٹخنوں سے نیچے نہیں رہتی نماز سے باہر ہم نے نہیں دیکھا کہ ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہیں یا نہیں؟ ان سے معلوم کیا تو وہ منع کرتے ہیں، کہ ٹخنوں سے نیچے میں نماز کے علاوہ بھی نہیں پہنتا ہوں، غفلت اور لاپرواہی میں کبھی ایسا ہوجائے وہ الگ بات ہے، ایک شخص نے مذکورہ امام کے پیچھے نماز اسلئے پڑھنا چھوڑ دیا ہے کہ یہ لباس پہنکر نماز نہیں ہوتی ہے، صالحین کا لباس کلیوں کا کرتا مغلی پائجامہ ہی پہنا جائے، تو کیا مذکورہ امام کا لباسِ مذکورہ پہن کر نماز پڑھانا مکروہ تحریمی ہے؟ مذکورہ مقتدی فرماتے ہیں، کہ یہ لباس پہن کر نماز پڑھانا جائز نہیں اور اس امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، صحیح قول ارشاد فرمائیں؟

المستفتي: حافظ شرافت اللہ، شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پٹھانی سوٹ پہن کر نماز پڑھانے سے نماز میں کوئی کراہت نہیں آتی، نماز بلا کراہت درست ہوجاتی ہے، لیکن چونکہ یہ علماء وصلحاء کا لباس نہیں ہے، اسلئے ائمہ کو اس طرح کے لباس سے احتراز کرنا چاہئے، خصوصاً جبکہ مقتدی اس کو ناپسند کرتے ہوں تو احتیاط اور بھی لازم ہوجاتی ہے، حسنات الابرار سیئات المقربین کی جہ

سے لیکن بہرحال نماز فی نفسہ درست ہوجاتی ہے، ہاں البتہ اگر پائجامہ ٹخنوں سے نیچے بلااختیار چلا جاتا ہو، تو نماز مکروہ نہیں ہوتی لیکن اگر خود ٹخنوں سے نیچے کرلیتے ہوں تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اور امام صاحب شرعاً فاسق شمار ہوں گے، صلحاء کا لباس کلی والا کرتا اور پائجامہ ہے، اسی کو اختیار کرنا بہتر ہے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ قدیم ۷/۲۷۲، جدید ڈابھیل ٦/۵۳)

يٰبَنِيٓ آدَمَ خُذُوا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ. (سورة الأعراف: ۳۱)

عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: ما أسفل من الكعبين من الإزار في النار. (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب ما أسفل من الكعبين ففي النار، النخسة الهنديه ۲/ ۸٦۱، رقم: ۵۵۵۹، ف: ۵۷۸۷)

عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: لا ينظر الله يوم القيمة إلى من جر إزاره بطراً. (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء، النسخة الهنديه ۲٦/۸٦۱، رقم: ۵۵٦۰، ف: ۵۷۸۸)

ويكره للرجال السراويل التي تقع على ظهر القدمين. (شامي كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس كراچی ٦/۳۵۱، زكريا ۹/۵۰٦)

ولو ستر قدميه في المسجد يكره. (هنديه قديم، كتاب الصلوٰة، باب ما يفسد الصلوٰة، ومايكره فيها، الفصل الثاني في مايكره في الصلوٰة ومالا يكره، زكريا قديم ۱/۱۰۸، جديد ۱/۱٦٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰؍ صفر ۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۲۰۱۹)

لقطہ کی قمیص پہن کر نماز پڑھانے کا حکم

سوال [۲۱۰۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امام مسجد ہے، ایک صاف شفاف قمیص کرتا مسجد کے صحن میں پاتا ہے، بطور نشان دہی

(اعلان) تا کہ جس کا ہو حاصل کرلے مسجد میں ٹانگ دیتا ہے، عشرہ دوعشرہ تک کوئی نمازی اور دیگر شخص مالک نہ بنا، پھر مسجد کے محلّہ کے ملحقہ گھر والوں سے معلوم کیا ممکن ہے بندروں کے ذریعہ آیا ہو، مگر مالک کا پتہ نہیں چلا دریں اثناء امام صاحب کو اچانک ایک تقریب میں باہر ضرورۃً بر بنا مجبوری جانا پڑ گیا، کرتا صاف دھلا ہوا اس وقت مہیا نہیں تھا، اس کو پہن کر تقریب میں شرکت کر لی کئی دن لگ گئے، اپنے آپ بھی نمازیں پڑھیں اور پڑھائی بھی واپسی میں اتار کر دھوبی کو دیدیا تا کہ صاف کر کے رکھدیا جائے اور مالک کو سونپ دیا جائے دھوبی نے پہچان کر ذکر کیا یہ کرتا گاؤں والے ڈاکٹر جو کہ غیر مسلم ہیں ان کا ہے، جو راستہ میں گر گیا تھا وہ راستہ ملحقہ مسجد سے جاتا ہے، دھلا کر پیسے ادا کر کے ان کو واپس کر دیا گیا اب امام صاحب کو وہ نمازیں لوٹانی ضروری ہیں جو کہ اس کرتے کو پہن کر پڑھی گئی ہیں از روئے شرع کیا کفارہ واجب ہے امام صاحب کو پریشان کیا جارہا ہے، جبکہ ایک مولانا صاحب نماز لوٹانے سے منع فرماتے ہیں؟

المستفتي: حافظ محمد صدیق، ناظم:
مدرسہ تعلیم القرآن شیر کوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں امام صاحب کے سوال میں ذکر کردہ کپڑا پہنکر نماز پڑھانے کیوجہ سے نماز میں کوئی فرق نہیں آیا ہے، نماز کا لوٹانا لازم نہیں تھے، سب کی نمازیں صحیح ہوگئیں ہیں، ہاں البتہ امام صاحب ہندو مالک کو واقعہ بتادیں تو زیادہ بہتر ہے، اور اگر امام صاحب غریب آدمی ہیں تو مالک سے معذرت خواہ ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔

عن عياض بن حمار قال: قال رسول الله ﷺ: من وجد لقطة فليشهد ذا عدل، أو ذوى عدل، ولا يكتم ولا يغيب، فإن وجد صاحبها فليردها عليه، وإلا فهو مال الله عزوجل يؤتيه من يشاء.

(سنن أبي داؤد، اللقطة، باب التعريف فى أخذ اللقطة النسخة الهندية ۱/ ۲۴۰،

دارالسلام رقم: ۱۷۰۹ ، سنن ابن ماجه اللقطة ، باب اللقطة ، النسخة الهندية ۱/۱۸۰، دارالسلام رقم: ۲۵۰۵)

فينتفع الرافع بها لو فقيراً الخ. (درمختار كتاب اللقطة كراچی ٤/٢٧٩، زكريا٦/٤٣٧، ٤٣٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ رشعبان ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۲/۳۵۷۲)

شخص واحد کا دو جگہ نماز جمعہ کی امامت کرنا

سوال [۲۱۰٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بعض خطیب حضرات متعدد جگہ نماز جمعہ کی امامت کرتے ہیں، تو خطیب کی امامت ثانیہ میں شریک مقتدیوں کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ مدلل و مفصل جواب تحریر کریں۔

المستفتي: محمد عبد السبحان، کیلی فورنیا، امریکہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ایک جگہ نماز جمعہ پڑھانے کے بعد امام صاحب متنفل ہوگئے اور متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز درست نہیں ہے، اس لئے خطیب کی جماعت ثانیہ میں شریک مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۱۲/ ۵۰۹)

وشروط صحة الإقتداء أربعة عشر شيئاً –إلى قوله– وأن لا يكون الإمام أدنىٰ حالاً من المأموم كافتراضه وتنفل الإمام . (مراقي الفلاح مع الطحطاوى ، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة دارالكتاب ديوبند/ ۲۹۰، شامی كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة كراچی ۱/ ۵۷۹، زكريا ۲/ ۳۲٤)

ومن شروط الإمام أن لا يكون الإمام أدنىٰ حالاً من المأموم ؛ فلا يصح إقتداء مفترض بمتنفل . (الفقه على المذهب الأربعة مكمل / ۲۳۵)

ولا مفترض بمتنفل وبمفترض فرضاً آخر لأن اتحاد الصلاتين شرط عندنا. (شامی كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ٢/ ٣٢٤، كراچی ١/ ٥٧٩)

ولا اقتداء المفترض بالمتنفل. (هنديه، كتاب الصلوٰة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بيان من يصلح إماما لغيره زكريا قديم ١/ ٨٦، جديد ١/ ١٤٣)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍ ذیقعدہ ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/ ۱۱۲۸۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۷/ ۱۱/ ۱۴۳۴ھ

غیر شادی شدہ کی امامت

سوال [۲۱۰۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ غیر شادی شدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی کراہت ہے یا نہیں، نہیں تو کیوں (حدیث میں ہے) ''**النكاح نصف الإيمان**'' جبکہ ابھی ایمان ہی تکمیل کو نہیں پہونچا تو نماز بغیر کراہت کے کیسے صحیح ہوگی، نیز حدیث شریف مذکور کا کیا مطلب ہے کیا حقیقتاً غیر شادی شدہ کا ایمان ناقص ہوتا ہے، حالانکہ بہت سے بزرگان دین غیر شادی شدہ رہے، کیا ان کا ایمان ناقص تھا، مفصل اور تسلی بخش جواب تحریر فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتي: محمد خالد قاسمی، نماز کمیٹی جماعت المسلمین،
مدرسہ تعلیم القرآن پائلی پاڑہ، آزادنگر ٹرامبے، بمبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حدیث شریف کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بغیر نکاح کے نفس ایمان ناقص رہتا ہے، بلکہ لفظ ایمان یہاں پر بمعنی دین کے ہے، اور فساد دین کا مدار دو شہوتوں پر ہے، (۱) شہوت بطن، (۲) شہوت فرج جب انسان نکاح کر لیتا ہے، تو فرج کے راستہ سے فساد دین کا خطرہ باقی نہیں رہتا ہے تو گویا نصف دین فساد سے محفوظ ہو کر کامل ہو چکا

ہے، اور باقی نصف میں خطرہ باقی رہتا ہے، (شہوت بطن سے فساد دین کا خطرہ باقی رہتا ہے، اس لئے اگلہ جملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے" **فليتق الله في النصف الباقي**" فرمایا ہے ،لہٰذا حقیقت میں یہ مراد نہیں ہے کہ بغیر نکاح کے آدمی ناقص فی الإیمان اور فاسق ہوتا ہے، جسکی وجہ سے نماز میں کراہت آتی ہو، بلکہ فساد کے ایک پہلو سے حفاظت مراد ہے،اس لئے غیر شادی شدہ کی امامت بلا کراہت درست ہوگی۔

عن أنس بن مالک رضؓ **قال: قال رسول الله** صلى الله عليه وسلم **: من تزوج فقد استكمل نصف الإيمان ، فليتق الله في النصف الباقي** . (المعجم الأوسط دارالفكر جديد ٥/٣٧٢، رقم: ٧٦٤٧، ٦/٢٨٦، رقم: ٨٧٩)

الغالب في إفساد الدين الفرج والبطن وقد كفىٰ بالتزوج أحدهما ولأن في التزوج التحصن عن الشيطان و كسر التوقان و دفع غوائل الشهوة وغض البصر وحفظ الفرج الخ . (مرقات ،كتاب النكاح ،الفصل الثالث مكتبه امداديه ملتان ٦/١٩٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۰۶۱)

قاری وعالم صاحب اگر انگریزی ڈاکٹر ہوں تو ان کی امامت کا کیا حکم ہے؟

سوال [۲۱۰۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب مولانا وقاری ہیں اور انگریزی ڈاکٹری کرتے ہیں اب ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ آپ سے گزارش ہے کہ تسلی بخش جواب سے نوازیں۔

المستفتي: عبدالرقیب، پوسٹ،

سری کونہ، ضلع: کچھاڑ، صوبہ: آسام

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مذکورہ امام صاحب انگریزی ڈاکٹری کیساتھ شریعت کے پابند ہیں تو انکے پیچھے نماز اور انکی امامت بلاکراہت جائز ہے، نیز برائے علاج اگر ڈاکٹر غیر محرم کی نبض پکڑے یا کسی دوسری ضرورت سے اس کے اعضاء دیکھے تو گناہ نہیں ہے۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال أشد الناس عذابا يوم القيامة إثنان إمرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال: هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عنى بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم علىٰ من كرهه. (سنن الترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء فی أم مؤماوهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/۸۳، دارالسلام رقم:۳۵۹)

وإن كان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يكره له التقدم الخ. (طحطاوی علی المراقی، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة، دارالكتاب ديوبندجديد/۱ ۳۰، قديم/ ١٦٤)

إن كان هو أحق بالإمامة ومع هذا يكرهون إمامته لايكره له أن يؤمهم، قال محمد: إذا عرف فرائض الصلاة، وأدا بها فلا معتبر لكراهة القوم. (الفتاوىٰ تاتارخانية، كتاب الكراهية الفصل الرابع رفع الصوت عند قراءة القرآن ۱۸/۵۹، رقم:۲۸۰۲۵)

ويجوز للطبيب أن ينظر إلىٰ موضع المرض منها للضرورة الخ.

(هدايه، كتاب الكراهية، فصل فی الوطی و النظر واللمس اشرفی ديوبند ٤/٤٥٩)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ر ربیع الآخر ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر:۲۵/۱۷۵۰)

امامت کے ساتھ تجارت کا حکم

سوال [۲۱۰۹]: کیافرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب یا عالم صاحب اگر امامت کے ساتھ تجارت کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں یا نہیں، جبکہ اس دور میں مشاہرہ اتنا نہیں مل پاتا جس سے اخراجات پورے ہوسکیں؟

المستفتي: محمد ہارون، راجستھان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام صاحب یا عالم صاحب کیلئے امامت وتدریس کے ساتھ تجارت کرنا بلا کراہت جائز ہے اس میں کسی شبہ وتردد کا سوال نہیں۔

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الإجارة، باب كسب الرجل وعمله بيديه، دارالفكر جديد ۹/ ۵٦، رقم: ۱۱۹۰۷، شعب الإيمان للبيهقي، باب في حقوق الأولاد، دارالكتب العلمية بيروت ٦/ ٤٢٠، رقم: ۸۷٤۱)

ہاں البتہ تجارت کی وجہ سے فریضۂ امامت میں کوتاہی نہ ہونی چاہیے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳/ ۸۱۸، جدید زکریا ۳/ ۱۲۲، زکریا مطول ۴/ ۱۳۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/ صفر ۱۴۱۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵٦۲۱)

ثوب جاذب سے استنجاء کرنے والے شخص کی امامت

سوال [۲۱۱۰]: کیافرماتے ہیں علماء کرام مسائل ذیل کے بارے میں: کہ (۱) ایسے کپڑے سے استنجاء کرنا جس کے اندر جذب کرنیکی صلاحیت ہو اور وہ پاک ہوجائے جائز ہے یا نہیں؟ (۲) مذکورہ صفات والے کپڑے سے استنجاء کرنیوالے کے امام بننے میں کسی قسم کی کراہت تو

نہیں ہے؟ (۳) اوراگرکسی شخص نے پیشاب وغیرہ کے مرض کی بناپر ایسے کپڑے سے استنجاء کیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور ایسے شخص کے امام بننے کے بارے میں علماء دین کیا فرماتے ہیں؟

المستفتي: فضل الرحمٰن، نواب پورہ، راجووالا کنواں، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عذر کی صورت میں جذب کرنے والے کپڑے اور کاغذ سے استنجاء کر لینا جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۱/ ۳۷۹)

ويسن أ ن يستنجى بحجر منق الخ ونحوه من كل طاهر مزيل بلا ضرر. (مراقى الفلاح) كما لمدر وهو الطين اليابس، والتراب، والخلقة البالية، والجلد الممتهن. (حاشيه الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الطهارة، دارالكتاب ديوبند/ ٤٥)

(۲) بلاکراہت امامت جائز ہے۔

(۳) استنجاء جائز ہے اور امامت درست ہے، بشرطیکہ وضو کے بعد قطرہ نہ نکلے۔

ولا يصلى الطاهر خلف من به سلسل البول. (هنديه، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره، زكريا قديم ١/ ٨٤، جديد ١/ ١٤٢، البنايه، كتاب الصلاة، باب الإمامة ١/ ٧، اشرفيه ٢/ ٣٥٦، شامى، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچى ١/ ٥٧٨، زكريا ٢/ ٣٢٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍شعبان ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/ ۱۹۳۱)

سیاہ خضاب لگانے والے کی امامت

سوال [۲۱۱۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو امام یا مولانا

صاحب سیاہ خضاب لگاتے ہوں ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی ہے یا ناجائز، کیونکہ حدیث میں ہے، جو سیاہ خضاب لگائے وہ جنت کی بو بھی نہیں پائیگا،

المستفتي: مزمل الحق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سیاہ خضاب لگانا بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے، اور بعض فقہاء کے نزدیک مکروہ ہے، اسلئے اگر کوئی شخص بیوی کو خوش کرنے کیلئے سیاہ خضاب لگاتا ہے، تو اس کو مکروہ تحریمی نہیں کہا جاسکتا اور نہ ہی ایسے شخص کو فاسق کہا جاسکتا ہے، زیادہ سے زیادہ خلاف اولیٰ کہا جاسکتا ہے، اور خلاف اولیٰ کا ارتکاب کرنے والا شرعاً فاسق نہیں ہوتا، اور اس کی امامت بلاکراہت درست ہے، اسلئے اس امام صاحب سے پوچھا جائے کہ سیاہ خضاب کس بناء پر لگاتے ہیں۔

يستحب للرجل خضاب شعره ولحيته ولو في غير حرب في الأصح، والأصح أنه عليه السلام لم يفعله ويكره بالسواد، وقيل: لا وفي الشامية تحت قوله ويكره بالسواد أي بغير الحرب.... الخ، وإن ليزين نفسه للنساء فمكروه وعليه عامة المشائخ، وبعضهم جوزهٔ بلا كراهة روى عن أبي يوسف أنه قال كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين لها. (ردالمحتار على الدر المختار، شامی کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره کراچی ٦/٤٢٢، زکریا ٩/٦٠٥، کذا فی عالمگیری، کتاب الکراهية، الباب العشرون فی الزينة زکریا قديم ٥/٣٥٩، جديد ٥/٤١٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ رمحرم الحرام ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۶۴۵۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۱/۱۴۲۱ھ

بیوی کوخوش کرنے کیلئے سیاہ خضاب لگانے والے کی امامت

سوال [۲۱۱۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ابھی جوان ہے نزلہ ہوجانے کی وجہ سے کچھ بال سفید ہوگئے ہیں، بیوی کوخوش کرنے کیلئے سیاہ خضاب لگاتا ہے ایک جگہ امامت کرتا ہے، بعض مقتدیوں کو کالا خضاب لگانے پر اعتراض ہوا تو مدرسہ شاہی سے فتویٰ منگایا گیا، جس میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بیوی کوخوش کرنے کیلئے سیاہ خضاب لگاتا ہے تو اس کو مکروہ تحریمی نہیں کہا جاسکتا، اور نہ ہی ایسے شخص کو فاسق کہا جاسکتا ہے، اور اس کی امامت بلاکراہت درست ہے، فتویٰ نمبر ۶۶۵۷، لیکن اب اس پر بعض مقتدیوں کا کہنا ہے کہ امام صاحب نے سیاہ خضاب لگا کر بیوی کوتو خوش کرلیا لیکن مقتدی اس سیاہ خضاب لگانے کی بناپر ناراض ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ بعض مقتدیوں کا اس طرح ناراض ہونا کیسا ہے، اور بیوی کو خوش کرنے کیلئے سیاہ خضاب لگانے کی بناء پر بعض مقتدیوں کی ناراضگی کے باوجود امامت کرنا کیسا ہے تمام اجزاء کا تفصیل سے جواب دیں؟

المستفتي: محمد صابر عالم، امام مسجد
رحمانی، رحمت نگر، کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوان بیوی کوخوش کرنے کیلئے داڑھی میں سیاہ خضاب لگانا شریعت میں جائز ہے جو مدرسہ شاہی کے پہلے فتویٰ میں لکھا جاچکا ہے، اور امام صاحب فتویٰ پر عمل کررہے ہیں تو امام صاحب کے اس فتویٰ پر عمل کرنے کی وجہ سے مقتدیوں کا ناراض ہونا شرعاً جائز نہیں ہے، ایسی صورت میں مقتدی گنہگار رہوں گے، امام صاحب پر کوئی گناہ نہیں ہے، فتویٰ آچکنے کے بعد پھر اعتراض کرنا بلاوجہ ہے جس سے اعتراض کرنے والے اور ناراض ہونے والے خود گنہگار رہوں گے، اور امام صاحب کی

امامت میں کسی قسم کی کراہت نہیں آئے گی۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال: کان یقال أشد الناس عذابا یوم القیامة إثنان إمرأة عصت زوجها ، وإمام قوم وهم له کارهون، قال: هناد: قال جریر: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقیل لنا: إنما عنی بهذا الأئمة الظلمة ، فأما من أقام السنة ، فإنما الإثم علیٰ من کرهه . (سنن الترمذی ، الصلاة، باب ماجاء من أم قوماً وهم له کارهون ، النسخة الهندیة ۱/ ۸۲، دار السلام رقم: ۳۵۹)

وإن کان هو أحق بها منهم ولا فساد فیه ومع هذا یکرهونه لایکره له التقدم . (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاة ، فصل فی بیان الأحق بالإمامة / ۱٦٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ ر رجب ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ٦٨٤٨)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/ ۷/ ۱۴۲۱ھ

سیاہ خضاب لگانے والے کی امامت

سوال [۲۱۱۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کو نزلہ ہونے کی وجہ سے اس کے کچھ بال سفید ہو گئے ہیں، زید ابھی جوان ہے اور امامت بھی کر رہا ہے، اس حال میں زید خضاب لگا کر امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتي: محمد صابر عالم، امام مسجد رحمانی، رحمت نگر، کرولہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سیاہ خضاب لگانا بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے اور بعض فقہاء کے نزدیک مکروہ ہے، اسلئے اگر کوئی شخص بیوی کو خوش کرنے کیلئے سیاہ خضاب

لگاتا ہے، تو اس کو مکروہ نہیں کہا جاسکتا اور نہ ہی ایسے شخص کو فاسق کہا جاسکتا ہے، زیادہ سے زیادہ خلاف اولیٰ کہا جاسکتا ہے، اور خلاف اولیٰ کا ارتکاب کرنے والا شرعاً فاسق نہیں ہوتا، اوراس کی امامت بلاکراہت درست ہوتی ہے، اسلئے اس امام صاحب سے پوچھا جائے کہ سیاہ خضاب کس بناء پر لگاتے ہیں۔

يستحب للرجل خضاب شعره ولحيته ولوفي غير حرب في الأصح، والأصح أنه عليه السلام لم يفعله ويكره بالسواد، وقيل: لا. (درمختار) وقال ابن عابدين تحت قوله يكره بالسواد أي بغير الحرب...... الخ، وإن تزين نفسه للنساء فمكروه، وعليه عامة المشائخ، وبعضهم جوزهٗ، بلا كراهة، روى عن أبي يوسف أنه قال: كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين لها. (ردالمختار على الدر المختار، شامي، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، كراچی ٦/٤٢٢، زكريا ٩/٦٠٥، كذا في الهنديه، كتاب الكراهية، الباب العشرون في الزينة، زكريا قديم ٥/٣٥٩، جديد ٥/٤١٤، الموسوعة الفقهية الكويتية ١١/٣٥٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍جمادی الاولی ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۶۵۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۵/۹ھ

امامت کی اجرت مقرر کرنا

سوال [۲۱۱۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امامت کیلئے اجرت مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ توضیح فرمائیں۔

المستفتي: اسرار احمد، اہل ضابطہ گنج، نجیب آبادر، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: امامت کیلئے اجرت مقرر کرنا جائز ہے۔(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم۴/ ۲۶۱، جدید ڈابھیل۱۷/ ٦٨)

ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن و الفقه والإمامة والأذان الخ. (الدر المختار ، كتاب الإجارة ، مطلب في الاستئجار على الطاعات، كوئٹه ٥/ ٣٨، زكريا٩ /٧٦، كراچی ٦ /٥٥، هكذا عالمگيرى، كتاب الإجارة ، الباب السادس عشر ...... ولاستئجار على الطاعات ، زكريا قديم ٤ /٤٤٨، جديد ٤ /، فتاوىٰ بزازيه، كتاب الإجارة ، نوع في تعليم القرآن زكريا جديد ٢ /٢٢، وعلى هامش الهنديه ٥ /٣٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۷۰۹)

باتنخواہ امام کی امامت

سوال [۲۱۱۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو امام تنخواہ طے کر کے نماز پڑھاتا ہے، اس کے بارے میں بتائیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: ذاکر حسین، کٹ گھر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: امام کیلئے تنخواہ طے کرکے نماز پڑھانا بلا کراہت جائز ہے، مگر تراویح میں قرآن سنانے کی اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

ولا تصح الإجارة لأجل الطاعات ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان . (درمختار مع الشامى ، كتاب الإجارة ، باب إجارة الفاسدة، مطلب في الإستئجار على الطاعات كراچی٦ /٥٥، زكريا ٩ /٧٦، امداد الفتاوىٰ

زکریا۳/ ۳٤٠، الموسوعة الفقهية ٦/٢١٥، ٢٢/٢٠٢)

ویفتی الیوم بالجواز أي بجواز أخذ الأجرة علی الإمامة وتعلیم القرآن والفقه والأذان ، کما فی عامة المعتبرات. (مجمع الأنهر ،کتاب الإجارة ، باب الإجارة الفاسدة، دارالکتب العلمیة بیروت ٣/٥٣٣، مصری قدیم ٢/٣٨٤)

وفی الروضة : وفی زماننا یجوز للإمام والمؤذن والمعلم أخذ الأجرة ، ومثله في الذخیرة. (البحر الرائق ، کتاب الإجارة ، باب إجارة الفاسدة کوئٹه٨/ ٢٠، زکریا٨/٣٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ / جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲ / ۴۹۲۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸ / ۶ / ۱۴۱۷ھ

مسجد کی دوکان کے کرایہ سے تنخواہ پانے والے کی امامت

سوال [۲۱۱۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کے کرایہ کی آمدنی سے تنخواہ پانے والے امام کے پیچھے جبکہ اسکو علم ہے کہ تنخواہ مسجد کی آمدنی سے دی جاتی ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور ہمیشہ اسی کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: حبیب اللہ خان، بنگلور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: بلا کراہت اس امام کے پیچھے نماز درست اور صحیح ہوجائے گی، کیونکہ مسجد کے مکانات کا کرایہ مسجد کے لئے حلال اور جائز ہے، لہٰذا اس سے تنخواہ حاصل کرنا بھی بلا کراہت جائز ہوگا۔

المتولی إذا أمر المؤذن أن یخدم المسجد وسمی له أجرا معلوماً لکل سنة .... فإذا نقد الأجر من مال المسجد حل للمؤذن أخذه. (البحر

الرائق، کتاب الوقف زکریا ٥/٤٠٥، کوئٹه ٥/٢٤٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ ررمضان المبارک ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/۱۲۲۵)

جمعہ کی نماز پڑھا کر سرکار سے پورے ماہ کی تنخواہ لینے والے کی امامت

سوال [۲۱۱۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری مسجد سائیں توکل شاہ انبالہ شہر کے امام قاری اسحاق صاحب سہارنپوری جو تقریباً چالیس، پینتالیس سال سے امام ہیں، پنجاب وقف بورڈ کی طرف سے نماز پڑھانے کی تنخواہ بورڈ دیتا ہے، بورڈ نے پنجگانہ نماز اور جمعہ وعیدین کی نمازوں کے لئے امام صاحب کا تقرر کیا لیکن امام صرف جمعہ کی نماز سے پہلے آتے ہیں اور سنیچر کے روز صبح فجر پڑھا کر چلے جاتے ہیں، باقی اور دنوں میں جو یہاں مؤذن ہیں وہ نماز پڑھاتے ہیں، کیا یہ اجرت ان کیلئے جائز ہے یا نہیں؟ ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: وکیل عثمانی، مقتدی مسجد، انبالہ شہر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر قاری اسحاق صاحب سہارنپوری مؤذن یا کسی دوسرے کو جو صحیح طریقہ سے نماز پڑھانے پر قادر ہے اپنا نائب امام بنا کر چلے جاتے ہیں اور قاری صاحب کی اس نیابت میں وقف بورڈ کے ذمہ داروں کو کوئی اعتراض نہیں ہے، اور ادھر ان کے نائبین بخوشی نیابت کا فریضہ انجام دیتے ہیں تو ایسی صورت میں قاری صاحب موصوف کیلئے وقف بورڈ کی طرف سے ملنے والی تنخواہ بلا تردد جائز اور حلال ہے، اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کسی قسم کی کراہت بھی نہیں ہے، شریعت میں اس قسم کی نیابت جائز اور

درست ہے، اور آپس کی تراضی سے اس قسم کے عمل کی اجازت ہے۔

عبد اللہ بن عمرو بن عوف المزني ، عن أبيه ، عن جده ، أن رسول الله ﷺ قال: الصلح جائز بين المسلمين ، إلا صلحا حرم حلالا، أو أحل حراما، والمسلمون على شروطهم إلا شرطاً حرم حلالا، أو أحل حراما. (ترمذی شریف ، الأحکام ، باب ما ذکر عن رسول اللّٰہ ﷺ فی الصلح بین الناس ،النسخة الهندية ١ / ٢٥١، دارالسلام رقم: ١٣٥٢)

كما استفيد من عبارة الهداية المأمور بإقامة الجمعة حيث يستخلف؛ لأنه على شرف الفوات لتوقته فكان الأمر به إذنا في الإستخلاف دلالة. (هدايه، كتاب أدب القاضي إلى القاضي ، باب كتاب القاضي إلى القاضي اشرفی دیوبند٣/١٤١، هنديه ، كتاب أدب القاضي ، الباب الخامس في التقليد والعزل زكريا قديم ٣/٣١٦، جديد ٣/٢٨٤، شامي، كتاب القضاء ، مطلب في استخلاف القاضي نائبا عنه ، زكريا ٨/٧٦، کراچی ٥/٣٥٢)

الأمور بمقاصدها. (الاشباہ والنظائر/٥٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٣/ جمادی الثانیہ ١٤٢٤ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٧/٤/٨٠٧٤)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٣/٦/١٤٢٤ھ

کیا امام کو ملنے والا کھانا امام کے اہل خانہ کھا سکتے ہیں؟

سوال [٢١١٨]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی امام کسی مسجد میں امامت کرتا ہے، اور اس کے بیوی بچے اس کے ساتھ رہتے ہیں، وہ امامت کے علاوہ کچھ کام بھی کرتا ہے، اس کام کے پیسے بھی حاصل کرتا ہے، اور امام ہونے کے تحت کچھ گھروں سے اس کا کھانا بھی آتا ہے، اگر وہ امام اس کھانے کو اپنے بیوی اور بچوں کو کھلا دے

تو وہ کھانا اس کے گھر والوں کیلئے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: سعد انوار ابن عبدالحفیظ، لاجپت نگر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام صاحب کو امامت کے بدلہ میں جو کھانا ملتا ہے، وہ ان کی ملکیت ہے اس میں ان کو جس طرح چاہیں تصرف کا اختیار ہے، چاہے خود کھائیں یا بال بچوں کو کھلائیں، یا مہمان کو کھلائیں کسی کو کوئی اعتراض کا حق نہیں ہے، اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کسی بندہ کو اللہ تعالیٰ مال و دولت یا اس کے قبیل کی کوئی چیز عطا کرے تو اس کیلئے بہتر یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنی ذات پر پھر بیوی بچوں وغیرہ پر خرچ کرے۔

عن عامر بن سعد بن أبي وقاص قال: –إلی– وسمعته یقول: إذا أعطی اللّٰہ أحدکم خیراً، فلیبدأ بنفسه، وأهل بیته. (صحیح مسلم الإمارة، باب الناس تبع لقریش والخلافة في قریش النسخة الهندیة ۲/ ۱۲۰، بیت الأفکار رقم:۱۸۲۲)

عن عامر بن سعد، قال: سألت جابر بن سمرة، عن حدیث رسول اللّٰہ ﷺ، فقال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: إذا أعطی اللّٰہ أحدکم خیراً فلیبدأ بنفسه وأهله. (المعجم الکبیر للطبراني، دار احیاء التراث العربي ۲/ ۱۹۸، رقم: ۱۸۰۳)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/ ۵۸۲۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۲۳/ ۶/ ۱۴۱۹ھ

طلبہ کے نام پر سرکاری وظیفہ لے کر اس کو نہ دینے والے کی امامت

سوال [۲۱۱۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے اپنے اسکول کے طلبہ کے نام پر سرکاری وظیفہ لیا اور وہ طلبہ کو نہ دے کر اپنی ضروریات میں خرچ کرلیا

ایسے شخص کا امام بننا یا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟

المستفتي: منظور احمد، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلبہ کے نام پر وظیفہ لے کر خود خرچ کرنے والا شخص فاسق ہے، اسکی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

عن أنس بن مالک ؓ، أن رسول الله ﷺ قال: لا یحل مال امرئ مسلم إلا بطیب نفسه. (سنن الدارقطنی، کتاب البیوع، دارالکتب العلمیه بیروت ۳/۲۲، رقم: ۲۸٦۲)

أما الفاسق، فتجوز الصلاة خلفه ..... ولکن مع هذا یکره تقدیمه .

(المحیط البرهانی، کتاب الصلاة، الفصل السادس، أحکام الإمامة والإقتداء جدید المجلس العلمي ۲/۱۷۸، رقم: ۱۵۱۲)

لا یجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحدٍ بغیر سبب شرعيٍ الخ.

(شامی، باب التعزیر بأخذ المال، کراچی ٤/٦١، زکریا ٦/١٠٦)

لیس لأحد أن یأخذ مال غیره بلا سبب شرعی. (الشرح المجله رستم اتحاد بکڈپو ١/٦٢، رقم المادة: ٩٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۵۳۲)

چندہ کی رقم سے ۲۵/ فیصد رقم لینے والے معلم کی امامت

سوال [۲۱۲۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جس ادارہ میں مدرس تعلیمی کام انجام دیتا ہے، اس سے ماہ رمضان کے چندے کی رقم میں سے ۲۰/ ۲۵/ فیصد مع تنخواہ کے رقم وصول کرتا ہے، تو کیا ایسی صورت میں اسکے لئے یہ رقم لینا جائز

ہے، اور چندے کی رقم میں سے ۲۰/۲۵ رفیصد رقم وصول کرنے والا معلم اگر کسی مسجد میں امامت کرتا ہوتو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے۔

آپ ان سب مسئلوں کا جواب قرآن کی روشنی میں مع تفصیل و دلیل اور تصدیق کے ساتھ دینے کی زحمت گوارہ کریں۔

المستفتي: محمد سیف اللہ صدیقی، کاشی پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ۲۰/۲۵ رفیصد کا انعام قابل اعتراض انعام ہے، اتنا زیادہ انعام نام کا انعام ہے، حقیقت میں یہ اصل تنخواہ سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے، اس لئے اتنا زیادہ انعام نہیں ہونا چاہئے، بلکہ دس فیصد، زیادہ سے زیادہ پندرہ فیصد ہو اس سے آگے نہیں بڑھانا چاہئے، اگرچہ جائز ہے، لیکن یہ احتیاط کے خلاف ہے، نیز چندہ وصول کرنے والے مدرس پر لازم ہے، کہ زکوٰۃ کی رقوم میں سے ایک پیسہ بھی خرچ نہ کرے، اس لئے کہ زکوٰۃ کی رقم اس کے پاس امانت ہے، اور امانت میں خیانت باعث فسق ہے، اور سفر خرچ وغیرہ امداد کی رقم سے یا اپنی جیب خاص سے یا مدرسہ سے پیشگی لے لیا کرے اور بعد میں زکوٰۃ کی رقم جمع کرنے کے بعد مدرسہ کے دفتر سے اپنا حساب صاف کرلے، اگر مسئلہ معلوم ہونے کے بعد بھی کوئی مدرس یا سفیر زکوٰۃ کی رقم میں سے اپنا فیصدی انعام اور تنخواہ لیتا ہے، تو ایسا شخص خائن اور فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۶/۲۹۲)

عن أنس بن مالکؓ قال: ماخطبنا النبی ﷺ إلا قال: لا إیمان لمن لا أمانة لہ، ولادین لمن لا عھد لہ. (مسند امام احمد ۳/۱۳۵، رقم: ۱۲۴۱۰، ۳/۱۵٤، رقم: ۱۲۵۹۵، ۳/۲۱۰، رقم: ۱۳۲۳۱، مسند البزار، مکتبه العلوم والحکم ۱۳/٤۳۹، رقم: ۷۱۹٦، صحیح ابن حبان دارالفکر ۱/۱۵۰، رقم:۱۹٤، المعجم الکبیر للطبرانی، دار احیاء التراث العربي ۱۰/۲۲۷، رقم:۱۰۵۵۳، ۱۱/۲۱۳، رقم:۱۱۵۳۲)

ویشترط أن یکون الصرف تملیکا لا إباحة. (الدر المختار علی هامش رد المختار، کتاب الزکاة، باب المصرف کراچی ۲/ ۳٤٤، زکریا۳/ ۲۹۱)

ویکره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمی ومبتدع. (الدرالمختار علیٰ هامش ردالمختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲/ ۲۹۸، کراچی ۱/ ۵۵۹)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍محرم الحرام ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/ ۷۴۸۴)

زکوٰۃ وصدقات کھا کر تعلیم حاصل کرنے والے کی امامت

سوال [۲۱۲۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید مدرسہ میں ملازم ہے اور مسجد میں امام بھی ہے زید نے ایسے مدرسہ میں تعلیم حاصل کی ہے، جہاں زکوٰۃ فطرہ وغیرہ کی رقم کے ذریعہ مدرسہ کے اخراجات پورے ہوتے ہیں، زید کے اوپر بھی زکوٰۃ فطرہ وغیرہ کا پیسہ خرچ ہوا ہے، اب بکر کا یہ کہنا ہے، کہ زید کو مسجد میں امام نہ رکھا جائے ،زید کے پیچھے نماز درست نہیں ہے، اسلئے کہ زید نے مدرسہ میں رہ کر زکوٰۃ فطرہ صدقہ وغیرہ کے پیسہ کے ذریعہ سے تعلیم حاصل کی ہے، موجودہ وقت میں بھی مدرسہ سے زکوٰۃ فطرہ وغیرہ کے پیسے سے تنخواہ ملتی ہے جس کے ذریعہ زید اپنے اخراجات پورے کرتا ہے، کیا بکر کا یہ کہنا درست ہے، جبکہ ہندوستان کے اندر ۹۹؍ فیصد ائمہ نے ایسے مدارس میں ہی تعلیم حاصل کی ہے، جنکے اخراجات مذکورہ بالا مدات کی رقوم سے پورے ہوتے ہیں ،ایسی شکل میں مسلمانان ہند کیا کریں، برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب مرحمت فرمائیں تاکہ یہ دماغی خلجان دور ہو اور مسلمانان ہند سکون واطمینان کیساتھ اللہ کا فریضہ ادا کرسکیں؟

المستفتي: عبدالعزیز شوالہ، چاند پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طالبان علم دین کیلئے زکوٰۃ کی رقم پاک اور حلال ہے، اگرچہ طالب علم کے ماں باپ مالدار کیوں نہ ہوں، نیز طالبان علم دین کو زکوٰۃ کی رقم دینے اوران پرخرچ کرنے میں زکوٰۃ دہندگان کوڈبل ثواب ملتا ہے، ایک زکوٰۃ ادا کرنے کا ثواب دوسرا علم دین کی اعانت کا ثواب اس لئے طالب علم کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا زیادہ افضل ہے ،لہٰذا مذکورہ امام پرجوالزام ہے وہ غلط ہے،اورالزام لگانے والاسخت ترین گنہگار ہوگا۔

التصدق على العالم الفقير أفضل الخ. (البحرالرائق، کتاب الزكوٰة، قبيل باب صدقة الفطر زكريا ۲/ ٤٣٦، کوئٹہ ۲/ ۲٥٠، هنديه، کتاب الزكوٰة، الباب السابع من المصارف، زكريا قديم ١/ ١٨٧،جديد ١/ ٢٤٩)

وأنفع للمسلمين بتعليم الخ. (مراقى الفلاح، کتاب الزكوٰة، قبيل باب صدقة الفطر/ ٣٩٤، جديد دارالكتاب ديوبند/ ٧٢٢)

اورمدارس کے ملازمین کوزکوٰۃ کے پیسہ سے تنخواہ نہیں دی جاتی ہے، بلکہ امداد کی رقم سے دی جاتی ہے،اس لئے یہ بھی محض الزام ہے،اس کا وبال بکر پر ہوگا۔

عن أبي بكر ن الصديق رضـ **قال: قال رسول الله** صلى الله عليه وسلم: **ملعون من ضار مؤمنا ، أو مكر به.** (سنن الترمذی، البروالصله، باب ماجاء فی الخيانة، والغش النسخة الهندية ٢/ ١٠، دارالسلام رقم: ١٩٤١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍رجب۱۴۱۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۲۷۵۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹/۷/۱۴۱۲ھ

حلال وحرام پیشہ والے کے یہاں کھانا کھانے والے کی امامت

سوال [۲۱۲۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) ایک شخص سودی لین دین کا کاروبار کرتا ہے،اس کے ساتھ جائز کاروبار بھی کرتا ہے،

اس شخص کےلڑکے باپ کے مال سے جائز کاروبار کرتے ہیں،لڑکےاور باپ شرکت میں ہیں،جبکہ یہ شخص مسجد سےمتعلق خرچ کی ضروریات ودین کےدوسرےکاموں میں بھی حصہ لیتاہے،اس طرح شخص مذکورکے یہاں مسجد سےمتعلق لوگوں کی طرح مسجد کےامام صاحب بھی اس کے یہاں ازروئے دفع شراگرکھانا تناول فرمائیں تو ان کی امامت ازروئےشرع کیسی ہے؟

(۲)شخص مذکورکے یہاں ایک تو کبھی کبھی مسجد کےامام صاحب کےکھانےکااتفاق ازروئے دفع شرہوتاہے،اورایک صورت یہ کہ بلاجھجک بلاسوچےسمجھےکھاتے رہتے ہیں،توان دونوں صورتوں میں کچھ فرق ہے یاکہ دونوں صورتوں میں کھانےکاایک حکم ہے؟یعنی کس صورت میں اجازت اورکس صورت میں ممانعت ہے؟

المستفتي:سراج انور،قصبہ منڈاور،بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق :(۱)سوالنامہ سےواضح ہوتاہے،کہ اس شخص کا اصل کاروبارجائزآمدنی کاہے،اورسودی لین دین ضمنی ہےاورفقہاءنےلکھاہےکہ جس کے یہاں حلال آمدنی غالب ہواورحرام مغلوب ہوتواس کے یہاں کھاناکھاناجائزہے،اوراس کا پیسہ مسجد میں لگانا بھی جائزہے،اسلئےکہ یہی سمجھاجائےگاکہ حلال مال سےکھلارہاہے،اور حلال ہی مال مسجد میں دےرہاہے،باقی اندرونی حال کیاہے،اس کا ذمہ داروہ خود ہے دوسرےمسلمان اورمسجد نہیں۔

إن کان غالب ماله حلالاً ، لا بأس بقبول هديته والأكل منها كذا في الملتقط الخ. (عالمگیری، کتاب الکراهية ، الباب الثانی عشر فی الهدايا والضيافات زکریا قدیم ٥/٣٤٣ ، جدید ٥/٣٩٧)

إلا إذا اعلم أن أكثر ماله حلال بأن كان صاحب تجارة أو زرع فلا بأس به لأن أموال الناس ، لا تخلوا عن قليل حرام فالمعتبر الغالب وكذا

أكل طعامهم كذا فى الإختيار. (عالمگيرى، كتاب الكراهية ، الباب الثاني عشر فى الهدايا والضيافات، زكريا قديم٥/٣٤٢، جديد٥/٣٩٦، الدر المنتقىٰ، كتاب الكراهية ، فصل فى الكسب جديد بيروت ٤/١٨٦، ١٨٧، مصرى قديم٢/٥٢٩)

(۲) پہلے سوال کے جواب سے واضح ہو چکا ہے کہ جب اس کے یہاں اکثر کاروبار اور غالب آمدنی حلال اور جائز ہے، تو اس کے یہاں بلاتردد کھانا کھانا بھی جائز ہے چاہے سوچ کر کھائے یا بلاسوچے سمجھے کھائے۔

وأما الإهداء والضيافة فينظر إن كان غالبا المهدي والضيف لا يقبله مالم يجز أن ذلك المال حلال، وإن كان غالب ماله حلالاً، فلا بأس بأن يقبل حتى يتبين عنده أنه حرام. (البنايه ، كتاب الكراهية ، فصل فى البيع اشرفيه ١٢/٢٠٩ ، المحيط البرهاني، المجلس العلمي٨/٣٧،رقم: ٩٦١٧)

إلا إذا اعلم أن أكثر ماله من حل ، بأن كان صاحب تجارة أو رزع فلا بأس به وفى البزازية غالب مال المهدي ، إن كان حلالاً ، لا بأس بقبول هديته وأكل ماله مالم يتبين أنه من حرام لأن أموال الناس لا يخلو عن حرام فيعتبر الغالب . (مجمع الأنهر ، كتاب الكراهية ، فصل فى الكسب جديد بيروت ٤/١٨٦، ١٨٧، مصرى قديم ٢/٥٢٩)

فإن كان غالب ماله حلالاً فإنه لا بأس بالإجابة والأكل. (كتاب الفقة على مذهب الأربعة ، كتاب الحظر والإباحة دارالفكر ٢/٣٧ ، عالمگيرى ، كتاب الكراهية ، الباب الثانى عشر فى الهدايا والضيافات زكريا قديم ٥/٣٤٢، جديد ٥/٣٩٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ
(الف فتویٰ نمبر ۳۶/ ۷۹۹۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۳/۱۹ھ

حضرت حسینؓ مع رفقاء شہید نہ ہوتے تو دین ٹھوکریں کھاتا کہنے والے کی امامت

سوال [۲۱۲۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایسا عقیدہ یا جملہ بولنے والے شخص کے بارے میں جو یہ کہے کہ حضرت امام حسینؓ اپنا اور اپنے احباب و رفقاء کا کربلا میں سر نہ کٹاتے تو اللہ کا یہ دین دین اسلام ٹھوکریں کھاتا پھرتا، آپ سے ادباً عرض ہے کہ کیا ان جملوں میں اسلام کی تذلیل وتوہین نہیں ہے، پھر بولنے والا یہ بھی دعوی کرے، کہ ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے، آپ حضرات عدل وتحقیق سے کام لیتے ہوئے قرآن پاک، احادیث طیبہ، ائمہ مجتہدین وفقہاء کرام کے فرمان کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں، کیا ایسے شخص پر توبہ لازم ہے، یا تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی، اور اگر ایسا شخص امامت کرے تو اس کی اقتداء کی جائے یا نہیں، حنفی مسلک کے مطابق حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں؟

المستفتي: حافظ عبدالغفار، ملک پور، سیملی کانٹھ روڈ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت امام حسینؓ اور ان کے رفقاء کا کربلا میں ظالم یزیدی لشکر کے ہاتھوں سے شہید ہوجانا اور ان کا اہل بیت کو بے دردی سے شہید کردینا ان ظالموں کی انتہائی بدنصیبی اور بدبختی ہے، اور اہل بیت کی شہادت قیامت تک کے لئے پوری امت مسلمہ کے واسطے دردناک صدمہ کا باعث ہے، امت محمدیہ اس بھیانک حادثہ کو کبھی فراموش نہیں کرسکتی، تمام امت پر اس کا صدمہ باقی ہے، اور باقی رہے گا، لیکن متکلم کا یہ جملہ کہ دین اسلام ٹھوکریں کھاتا پھرتا دین اسلام کے بارے میں ایک بھونڈی اور جاہلانہ تعبیر ہے، اور

آیت قرآنی: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْناً. (المائدہ:۳۱) کے مصداق کے سراسر خلاف ہے، اس لئے ایسا جملہ استعمال کرنے سے گریز کرنا لازم وضروری ہے، اور ایسے شخص کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے، کہ اسلام کے بارے میں ایسا جملہ استعمال کرنے سے باز رہے، اور توبہ کرے اور احساس پیدا ہوجانے کے بعد امامت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ ۲/ ۸۶/ ۸۷، ڈابھیل)

وَإِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً. (طه: ۲۰)

عن أبي عبيدة بن عبد الله ، عن أبيه ، قال: قال رسول الله ﷺ : التائب من الذنب كمن لا ذنب له . (سنن ابن ماجه ، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة ، النسخة الهندية ۱/ ۳۱۳، دارالسلام رقم: ۴۲۵۰، المعجم الكبير للطبراني، داراحياء التراث العربي ۱۰/ ۱۵۰، رقم: ۱۰۲۸۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

كتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ / ربیع الاول ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۰۲۶)

الیکشن میں کھڑے ہونے والے امام کے پیچھے نماز کا حکم

سوال [۲۱۲۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ موضع گاندھی بڑی کی مسجد میں ایک امام ہیں جو مقامی ہیں، مسلمانان گاندھی بڑی نے مشورہ سے انہیں الیکشن میں کھڑا کردیا اور بفضلہ تعالیٰ وہ الیکشن جیت بھی گئے ہیں مگر مسلمانوں کے ایک سو آٹھ گھروں میں سے سولہ گھر امام صاحب کیخلاف ہوگئے ہیں جن میں دو نمازی بھی ہیں، دونوں نمازیوں کا کہنا ہے کہ امام کا الیکشن ناجائز ہے سو ہم اس امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے، اور کوئی امام لاؤ تب ہی جماعت کی نماز پڑھیں گے ورنہ علیحدہ نماز پڑھیں گے، باقی تمام نمازی انہیں امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں دونوں مخالف نمازیوں کا کہنا ہے کہ ان امام صاحب کی

امامت جائز ہے تو فتویٰ منگا دو ہمیں کوئی اعتراض نہیں رہے گا، سواب جلد از جلد جواب سے نوازیں عین کرم ہوگا۔

المستفتي: ایس مسعود علوی، گاندھی بڑی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر امور سیاسیہ میں امام صاحب مناسبت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے اہل ہیں اور شریعت کے بھی، نماز روزہ وغیرہ کے بھی پابند ہیں تو امام صاحب فاسق نہیں ہیں، ان کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ہے، بلا کراہت درست ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۹/۴/۷ ۳۷، جدید زکریا ۹/۳۵۲، زکریا مطول ۳/۳ ۲۵)

نیز الیکشن لڑنا ناجائز نہیں ھے جبکہ پابند شریعت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰؍ ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۰۳۸)

کیا طبیب امامت کرسکتا ہے

سوال [۲۱۲۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) کوئی طبیب امامت کرسکتا ہے یا نہیں جبکہ وہ علم دین سے وابستہ ہے وضع قطع بھی درست ہے، تفسیر وفقہ وقراءت سے درس پا کر واقف ہوا ہے۔

(۲) طبیب ایک روپیہ کی دوا دیکر دس روپیہ چارج کرتا ہے۔

(۳) یا بغیر دوا دئے تشخیص مرض کی فیس لیتا ہے، تو کیا یہ جائز ہے؟ یا کوئی دوا مثلا پچاس پیسہ کی آتی ہے، اور اسی دوا کو مارکیٹ میں تمام لوگ چار روپیہ میں فروخت کرتے ہیں ایسا کرنا کیسا ہے؟

المستفتي: سجاد حسین قاسمی،
دار الشفاء، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق :(۱) طبیب وحکیم کیلئے بلاکراہت امامت کرنا جائز ہے، محض ڈاکٹری کرنے کی وجہ سے مستحق امامت ہونے سے خارج نہ ہوں گے خصوصاً جبکہ عالم دین ہوں اور ظاہراً کسی شرعی فسق کے مرتکب نہ ہوں۔

(۲) ایک روپیہ کی دوا دیکر دس روپیہ لینا یہ دوا فروشی ہے، اور فروخت کرنے میں مالک کو اختیار ہے کہ جتنا چاہے، نفع لے لیا کرے اور خریدار کو پسند ہو تو لے ورنہ کسی اور کے یہاں جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم/ ۵۵۷، جدید زکریا/ ۵۴۰)

(۳) اور تشخیص امراض کی فیس ایک قسم کی اجرت ہے اسلئے اس کا لینا بھی جائز ہے۔

الأجرة وهو ما يستحق على عمل الخير الخ. (درمختار، كتاب الإجارة زكريا۹/ ٤، كراچی٦/ ٤)

والأجر ما يستحق على عمل الخير . (تبيين الحقائق، كتاب الإجارة، مكتبه امداديه، ملتان ٥/ ١٠٥، زكريا٦/ ٧٧، البحر الرائق، كتاب الإجارة، زكريا ٨/ ٤، كوئٹه ٨/ ٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۹/ ۳۴۴۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۴/۲۴ھ

ڈاکٹر عالم کی امامت

سوال [۲۱۲٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب مولوی ہیں، لیکن وہ انگریزی ڈاکٹری کرتے ہیں، اب ان کے لئے امامت کرنا جائز ہے یا نہیں، اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ مع دلائل کے بیان فرمائیں۔

المستفتي: محمد اسلام الدین
فاروقی، سری کوفہ، پچھاڑ، آسام

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض انگریزی دواؤں سے ڈاکٹری کرنیکی وجہ سے مستحق امام ہونے سے خارج نہ ہوگا، جبکہ کوئی شرعی فسق کا مرتکب نہ ہو اور حکیم وڈاکٹر کیلئے مرض کا پتہ لگانے کیلئے اجنبیہ عورت کے اعضاء مرض کا دیکھنا اور نبض پکڑنا بھی جائز ہے، جبکہ بدنیتی نہ ہو۔

ویجوز للطبیب أن ینظر إلی موضع المرض منها للضرورة الخ. (هدایه، کتاب الکراهیة، فصل في الوطئی والنظر واللمس، اشرفی دیوبند ٤/٤٥٩، شامی، کتاب الإباحة، فصل فی النظر واللمس، کراچی ٦/٣٧١، زکریا ٩/٥٣٣، مجمع الأنهر، کتاب الکراهیة، فصل فی النظر ونحوه دارالکتب العلمیة بیروت ٤/١٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/۲٦٧٠)

پیشاب کی نالی بنے ہوئے غسل خانہ میں غسل کرنے والے کی امامت

سوال [۲۱۲۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کے غسل خانہ میں جو کہ غسل کرنے کیلئے ہے لیکن اسمیں پیشاب کی نالی بنی ہوئی ہے، گاہے بگاہے کوئی اسمیں پیشاب بھی کرتا ہے اور امامِ مسجد اسمیں غسل بھی کرتے ہیں تو کیا اس غسل خانہ میں غسل کرنے کے بعد امام کی امامت جائز ہے؟ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب غسل خانہ میں نالی بنی ہوئی ہے، اور پیشاب جمع ہونے کا خطرہ نہیں تو اسمیں بلاکراہت پیشاب کرنا جائز ہے اور غسل میں بھی نجاست کا شک نہ ہونا چاہئے، امام کے پیچھے نماز بلاکراہت درست ہے، نیز امام صاحب پر ان حالات میں اعتراض اور الزام وارد کرنے والوں پر رجوع کرنا ضروری ہے۔

من ثم لو کان أرضه بحیث لایعود منه رشاش أو کان له منفذ لایثبت

فيه شيئى من البول لم يكره البول فيه إد لا يجر إلى وسواس لأمنه . (بذل المجهود ، كتاب الطهارة ، باب في البول في المستحم قديم ۱/ ۱۹، دارالبشائر الإسلاميه ۱/ ۲۰۹)

مکروہ اس وقت ہے جب پیشاب بہہ جانے کاراستہ نہ ہو بلکہ غسل خانہ میں جمع ہوجاتا ہو۔

وإنما نهى عن ذلک إذا لم يكن له مسلک يذهب فيه البول الخ.
(شامی ، کتاب الطهارة ، قبيل مطلب فی الفرق بين الإستبراء ، کراچی ۱/ ۳٤٤، زکریا دیو بند ۱/ ۵٥٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ ر ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۳۷۰)

مسائل نماز سے ناواقف شخص کی امامت

سوال [۲۱۲۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص مسائل نماز سے واقف نہیں ہے، سب نمازیوں نے ملکر اس کو امام بنالیا ہے، ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: محی الدین، سہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: افضل یہی ہے امام مسائل نماز سے واقف ہو، اگر ایسا نہ ہو، تو مسائل سے ناواقف شخص کی امامت بھی بلاکراہت درست ہے۔
(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳/ ۲۳۵)

الأولیٰ بالتقديم الأعلم بالسنة . (الفتاویٰ التاتارخانہ ، کتاب الصلاۃ، الفصل السادس ، من هو أحق بالامامة ، زکریا ۲/ ۲٤۷، رقم: ۲۳۱۸)

عن أبي مسعود الأنصاري قال: قال رسول الله ﷺ يؤم القوم

أقرأهم لكتاب الله ، فإن كانوا في القراءة سواء فأعلمهم بالسنة. (صحيح مسلم ، المساجد ، باب من أحق بالإمامة ، النسخة الهندية ١/٢٣٦ ، بيت الأفكار رقم: ٦٧٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/صفر ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۵۲۱)

فجر کی نماز اول وقت میں پڑھ کر دوسری جگہ امامت کرنا

سوال [۲۱۲۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی امام صاحب نماز فجر اول وقت میں پڑھ لیں، (یعنی اذان فجر کے فوراً بعد) پھر کہیں دوسری مسجد میں امامت کا اتفاق ہو جائے اور پھر وہ دوسری مرتبہ نماز پڑھا دیں، تو اس کے متعلق کیا حکم ہے آیا نماز درست ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: عیاض اللہ، نئی بستی کوٹلہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جس شخص نے فجر کی فرض نماز پڑھ لی ہے اس کیلئے اسی فجر کی نماز میں دوسرے لوگوں کی امامت جائز نہیں ہے، اور جو لوگ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھیں گے، ان کی نماز صحیح نہ ہوگی اعادہ کرنا واجب ہوگا، اسلئے کہ امام کے حق میں یہ نماز نفل ہے۔

عن أبي هريرة رضـ عن النبي ﷺ أنه قال: إنما جعل الإمام ، ليؤتم به، فلا تختلفوا عليه . (صحيح البخاري، الصلاة ، باب إقامة الصف من تمام الصلاة ١/١٠٠ ، رقم: ٧١٣ ، ف: ٧٢٢ ، مسند دارمي، دار المغني ٢/٧٩٨ ، صحيح مسلم ، الصلاة، باب ائتمام المأموم بالإمام ، النسخة الهندية ١/١٧٧ ، بيت الأفكار رقم: ٤١٤)

ولا يصلي المفترض خلف المتنفل الخ. (هدايه ، كتاب الصلاة، باب

الإمامة اشرفی دیو بند ۱/ ۱۲۷، قدوری ، کتاب الصلاۃ ، باب صفة الصلاة ، امدادایه دیو بند ۱/ ۹ ۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ رجب ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۹/ ۳۲۴٦)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۶/ ۷/ ۱۴۱۳ھ

امام کو حدث لاحق ہونے پر دوسرے شخص کو خلیفہ بنانے کی ایک شکل

سوال [۲۱۳۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دوران نماز قعدہ اخیرہ میں امام کا وضو ٹوٹ جائے اور امام کسی کو خلیفہ بنا کر آگے کرنے کی کوشش کرے، مگر وہ شخص آگے نہ آئے بلکہ پہلی صف کے مقتدیوں کیساتھ بیٹھا رہے ، اور سلام پھیر دے او ر دوسرے مقتدی اس کے سلام کیساتھ سلام پھیر دیں، تو یہ عمل درست ہے یا نہیں، اور امام اپنی نماز کس طرح پوری کریگا؟

المستفتي: شعیب احمد، میرٹھی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب امام کے خلیفہ بنانے پر وہ شخص آگے نہیں بڑھا بلکہ اس نے پہلی صف میں بیٹھے بیٹھے امامت کی نیت کرلی اور لوگوں نے اس کی اقتداء میں اپنی نماز پوری کرلی تو یہ عمل درست ہے، اور سب کی نماز درست ہوجائیگی ، اور امام بغیر قرأت کے اپنی نماز پوری کریگا، کیونکہ یہ لاحق کے حکم میں ہے، اور اگر نماز پوری نہیں ہوئی تو جس کو خلیفہ بنایا ہے اس کے پیچھے بقیہ نماز پوری کریگا۔

إمام أحدث فقدّم رجلاً من آخر الصفوف ثم خرج من المسجد فإن نوى الثاني أن يكون إماما من ساعته و نوىٰ أن يؤمهم في ذلك المكان جازت صلاة الخليفة و صلاة الإمام الأول و من كان علىٰ يمين الخليفة و علىٰ يساره في صفّه و من كان خلفهُ. (خانیه ، کتاب الصلاۃ ، فصل

فی الإستخلاف، زکریاجدید ۱/۷۳، وعلی هامش الهندیه ۱/۱۱٥، هندیه ، کتاب الصلوٰة، فصل فی الإستخلاف زکریا۱/٩٦، تاتارخانیه ، کتاب الصلاة ، الفصل : ١٦، الإستخلاف ۲/۳۷٥، رقم:۲۷۱۷)

لو استخلف رجلاً فإنهٗ یصلی صلاته ثم إذا رجع الأول وقد بقی من صلاته شیءٌ یتم خلف الخلیفة ، وإن فرغ الخلیفة أتم صلاته بغیر قراءةٍ لأنه لاحق. (تاتارخانیه ، کتاب الصلاة ، الفصل: ١٦، الإستخلاف ، زکریا۲/ ۳۷۰، رقم:۲٦٩٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ ر ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۳۵۲)

دوران نماز ڈراؤنی آواز سے برابر ڈکار لینے والے امام کی امامت

سوال [۲۱۳۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب کو نماز کے دوران یعنی امامت کے فرائض انجام دیتے وقت ڈکار اتنی زور سے آتی ہے کہ مسجد گونج جاتی ہے، اور ڈکار اتنی زور سے ہوتی ہے کہ لوگ چونک جاتے ہیں، ڈکار کی آواز اتنی زور سے ہوتی ہے کہ جس سے ڈراؤنی شکل ہوجاتی ہے، یہ ڈکار وہ جان کر نہیں لیتے ہیں، ایسی حالت میں کیا امام صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: قاسم، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر ایسی ڈراؤنی آواز کیساتھ ڈکار لیتا ہے کہ اس سے لوگ چونک جاتے ہیں، اور ہر نماز میں کثرت سے ایسا ہوتا ہے، اور اسکی وجہ سے اسکے پیچھے نماز پڑھنے سے لوگ گریز کرتے ہیں اور عام لوگوں میں نفرت پیدا ہوگئی ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہوگا، بشرط سہولت دوسرا امام مقرر کرلینا بہتر ہے، نیز مذکورہ امام کے

پیچھے نماز فاسد بھی نہیں ہوگی۔

إن كان الإمام يتنحنح عند القراء ة ، إن لم يكن كثيراً لابأس به ، وإن كثر فغيره أولىٰ منه ، إلا من يكون يتبرك بالصلاة خلفه. (فتح القدير ، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ١/ ٣٥٩، كوئٹه ١/ ٣٠٣)

ولو أم قوما وهم له كارهون إن لفسادٍ فيه أو لأنهم أولىٰ بالإمامة منه كره الخ. (الدر المنتقىٰ ،كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة دارالكتب العلمية بيروت ١/ ١٦٢، مصرى قديم ١/ ١٠٧، الدرالمختار ، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ٢/ ٢٩٨، كراچى ١/ ٥٥٩، مصرى ١/ ٥٣)

والظاهر أن العلة النفرة ولذا قيد الأبرص بالشيوع ليكون ظاهراً . (شامى، كتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب فى إمامة الأمرد كراچى ١/ ٥٦٢، زكريا ٢/ ٣٠٢، مصرى ١/ ٥٢٥، البحرالرائق ، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ١/ ٦٠٩، كوئٹه ١/ ٣٤٨)

ولو عطس أو تجشأ فحصل منه الكلام لا تفسد . (فتاوىٰ عالمگيرى ، كتاب الصلوٰة ، باب مايفسد الصلوٰة ، الفصل الأول فيما يفسد الصلوٰة ، زكريا قديم ١/ ١٠١، جديد ١/ ١٦٠، فتاوىٰ قاضى خان ، كتاب الصلوٰة ، فصل فيما يفسد الصلوٰة ، زكريا جديد ١/ ٨٥، وعلى هامش الهنديه ١/ ١٣٦، الدرالمختار، باب مايفسد الصلوٰة ، ومايكره فيها ، مطلب فى مواضع التى لا يجب فيها رد السلام كراچى ١/ ٦١٩، زكريا ٢/ ٣٧٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰؍ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۵/ ۱۷۵۵)

بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والوں کی اقتداء

سوال [۲۱۳۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص بیٹھ کر

رکوع سجدہ سے نماز پڑھتا ہے، تو اس کی اقتداء میں قیام کے ساتھ رکوع سجدہ کرنے والے کی نماز درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو شخص بیٹھ کر رکوع سجدہ کرتا ہے اس کی اقتداء میں کھڑے ہوکر رکوع سجدہ کرنے والے کی نماز درست ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بیٹھ کر نماز پڑھائی تھی۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ۲۶۵، کتاب المسائل ۱/ ۴۱۱)

عن عائشةؓ قالت: لما ثقل رسول الله صلى الله عليه وسلم –إلىٰ– فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى جلس عن يسار أبي بكر ، فكان أبوبكر يصلى قائماً، وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى قاعداً، يقتدى أبوبكر بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم ، والناس مقتدون بصلاة أبي بكر. (صحيح البخاري، الصلاة ، باب الرجل يأتم الإمام ، ويأتم الناس بالماموم ١/ ٩٩، رقم: ٧٠٤، ف: ٧١٣، صحيح مسلم ، الصلاة ، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر.... النسخة الهندية ١/ ١٧٨، رقم: ٤١٨)

وصح اقتداء قائم بقاعد لأن النبى ﷺ صلى الظهر يوم السبت أو الأحد في مرض موته جالسا والناس خلفه قياماً؛ (مراقی الفلاح ،کتاب الصلوٰة ، باب الإمامة مكتبه فيصل / ١١٠، دارالکتاب ديو بند/ ٢٩٥)

يجوز اقتداء القائم بالقاعد لأنه عليه السلام صلى آخر صلاته قاعدا والقوم خلفه قيام. (مجمع الأنهر ،کتاب الصلوٰة ، فصل الجماعة سنة مؤكدة ، دارالكتب العلمية بيروت ١/ ١٤٩، فتح القدير، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة ، زكريا ١/ ٣٧٩، كوئٹه ١/ ٣٢٠)

يجوز اقتداء القائم الذى يركع ويسجد بالقاعد الذى يركع

ویسجد استحساناً. (بدائع الصنائع، کتاب الصلوٰة، بیان شرائط الإقتداء زکریا۱/ ۳۵۵، کراچی ۱/ ۱٤۲)

إذا کان الإمام یصلی قاعداً برکوع وسجود وخلفه قوم یصلون قیاما برکوع وسجود تجوز صلاة القوم. (التاتارخانیة، کتاب الصلوٰة، الفصل السادس من یصلح إماما لغیره و من لایصلح زکریا۲/ ۲۵٤، برقم: ۲۳٤٤)

یجوز اقتداء القائم بالقاعد. (خانیه، کتاب الصلوٰة، فصل فی من یصح الإقتداء به وفی من لا یصح زکریا، جدید ۱/ ۵۸، وعلی هامش الهندیه قدیم ۱/ ۹۰)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ ر ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۳۵۱)

ایک نماز فوت ہونے والے صاحب ترتیب کی امامت کا حکم

سوال [۲۱۳۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بکر صاحب ترتیب ہے، وہ ایک مسجد میں امام ہے، ہفتہ میں ایک دو نمازیں قضاء ہوجاتی ہیں، مثلاً فجر کی نماز قضا ہوگئی، اس نے دوسری نماز ظہر پڑھادی اور مزید چار نمازیں اس نے قضا نہیں کیں اس صورت میں ان کی اور مقتدیوں کی نماز میں تو کوئی فساد آئے گا یا نہیں؟ اگر نماز فاسد ہوگئی تو ان کی نمازوں کا کیا حال ہوگا؟

المستفتي: محمد کوثر علی، محلّہ کچا باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفیق: اگر زید نے فجر کی نماز نہیں پڑھی ہے اور بھول کر فجر کی نماز قضاء کرنے سے پہلے ظہر کی نماز پڑھادی اور بقیہ نمازیں بھی بھول کر پڑھادی ہیں، تو ایسی صورت میں سب کی نمازیں درست ہوگئیں ہیں، اور اگر زید نے فجر کی نماز

ترک کردی ہے، اوراس کو یادرہاہے کہ فجر کی نماز چھوٹی ہوئی ہے، پھر بھی اس نے ظہر کی نماز پڑھادی ہے تو یہ نماز فسادموقوف کے طور پر فاسد ہوگئی اوراسی حالت میں عصر مغرب عشاء کی نماز پڑھادی ہےاوردوسرے دن کا سورج طلوع ہوجانے تک سابقہ فجر کی قضانہیں پڑھی ہےتو ساری نمازیں صحیح ہوجائیں گی ،اورمقتدیوں کی نمازیں بھی صحیح ہوجائیں گی، اوراگردوسرے دن کا سورج طلوع ہونے سے پہلے سابقہ فجر کی نماز پڑھ لی ہےتو اب تک پڑھی ہوئی ساری نمازیں لوٹانی ضروری ہوں گی ،اورمقتدیوں پر بھی لوٹانی ضروری ہوں گی۔

الترتيب بين الفروض الخمسة والوتر أداءً وقضاءً لازم .... فلم يجز فجر من تذكر أنه لم يؤتر إلا إذا ضاق الوقت المستحب أو نسيت الفائتة لأنه عذر أو فاتت ست اعتقادية الخ. (شامی ، کتاب الصلوٰۃ ، باب قضاء الفوائت مطلب فی تعريف الإعادة زکریا ۲/۵۲۳ ،۵۲۷، کراچی ۲/٦۵)

قال رحمه الله فلو صلى فرضاً ذاكراً فائتة ولو وتراً فسد فرضه موقوفاً حتى لو صلىٰ ست صلوات مالم يقض الفائتة انقلب الكل جائزاً، ولو قضى الفائتة قبل أن يمضى ستة أوقات بطل وصف الفرضية ، وانقلبت نفلاً. (تبيين الحقائق ، کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت زکریا ۱/٤٦۸، مکتبه امدادیه ملتان ۱/ ۱۹۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷/صفر المظفر ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/۱۰۹۸۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۷/۲/۱۴۳۴ھ

کھڑے ہوکرنماز پڑھنے والوں کا بیٹھ کرنماز پڑھانے والے کی اقتداء کرنا

سوال [۲۱۳۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جامع مسجد کے امام صاحب چالیس سال سے زیادہ کے ہونے والے ہیں امامت کررہے ہیں، اللہ کے

فضل وکرم سے حافظ قرآن اور عالم دین ہیں، پانچ یا چھ سال کا عرصہ ہونے والا ہے، امام صاحب کے مسانے کا آپریشن ہوا تھا، انڈے کے برابر پتھری نکلی تھی، جسم کا سب خون بہہ گیا تھا، جمعہ کے دن دو آدمی پکڑ کر جمعہ کی نماز پڑھانے کیلئے لاتے ہیں، ممبر پر بیٹھ جاتے ہیں آدھا گھنٹہ بیان کرتے ہیں خطبہ پڑھتے ہیں، اور مصلیٰ پر آکر سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں بغیر سہارے کے تکبیر تحریمہ اور قرات وغیرہ رکوع قیام وسجود سب قاعدے کے مطابق پورے کراتے ہیں، دوسری رکعت بیٹھ کر پڑھاتے ہیں کیونکہ کھڑے ہونے میں پریشانی ہوتی ہے یعنی بذات خود بغیر سہارے کے اکیلے تنہا کھڑے نہیں ہو سکتے اکیلئے کھڑا ہونا نہ ممکن اور محال ہے کیا امام صاحب کو دوسری رکعت بیٹھ کر پڑھانا جائز ہے یا ناجائز کسی قسم کا کوئی شور ہنگامہ نہیں ہوتا، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز، مقتدیوں کی نماز درست اور ٹھیک ہوگی یا مکروہ ہوگی، اگر جائز اور نماز ٹھیک ہوتی ہے تو ان امام صاحب سے یہ کہنا کہ تم مستعفی ہو جاؤ، یہ اچھی بات ہے یا بری بات ہے، صاف صاف بیان فرمائیے؟

المستفتي: محمد فضل الرحمٰن، محلّہ
پیرزادگان، جامع مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ امام صاحب اگر دوسری رکعت بیٹھ کر پڑھاتے ہیں اور صحیح طور پر رکوع سجدے کرتے ہیں تو اس صورت میں حضرات شیخینؒ کے قول کے مطابق امامت درست ہو جاتی ہے، اور امام محمدؒ کے قول کے مطابق درست نہیں ہوتی اسلئے احتیاط اسی میں ہے کہ جب تک مذکورہ امام صاحب باقاعدہ دونوں رکعتیں کھڑے ہو کر پڑھانے کے لائق نہ ہوں، اس وقت تک دوسرے اچھے امام کے ذریعہ سے نماز پڑھوائی جائے، اور اب تک جو نمازیں بیٹھ کر پڑھائی ہیں، وہ حضرات شیخینؒ کے قول کے مطابق صحیح ہیں ان کو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

عن عائشةؓ قالت: اشتكى رسول الله ﷺ، فدخل عليه ناس من

أصحابه يعودونه فصلى النبی ﷺ جالساً، فصلو بصلاته قياماً، فأشار إليهم أن اجلسوا، فلما انصرف قال: إنما جعل الإمام ليؤتم به، فإذا ركع، فاركعوا، وإذا رفع فارفعوا، وإذا صلى جالساً، فصلوا جلوساً. (سنن ابن ماجه الصلاة، باب ماجاء في أن الإمام ليؤتم به النسخة الهندية /٨٧، دارالسلام رقم:١٢٣٧، سنن الترمذی، الصلاة، باب ماجاء إذا صلى الإمام قاعداً فصلوا قعوداً، النسخة الهندية ١/٨٣، دارالسلام رقم:٣٦١، صحيح ابن خزيمه المكتب الإسلامی ١/ ٧٢٠، رقم:١٤٨٧)

عن عائشةؓ قالت: لما ثقل رسول الله صلى الله عليه وسلم -إلیٰ- فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى جلس عن يسار أبي بكر، قالت: فكان رسول الله ﷺ يصلى بالناس جالساً، وأبوبكر قائماً، يقتدی أبو بكر بصلاة النبی ﷺ ويقتدی الناس بصلاة أبي بكر. (صحيح مسلم، الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض وسفر، النسخة الهندية ١/١٧٨، بيت الأفكار رقم: ٤١٨، سنن النسائی الإمامة، باب الإئتمام بالإمام يصلى قاعداً، النسخة الهندية ١/٩٥، دارالسلام رقم: ٨٢٩)

وصح اقتداء قائم بقاعد أي يركع ويسجد وهذا عندهما خلافاً لمحمد وقوله أحوط. (حاشية الطحطاوی على المراقی، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة دارالكتاب ديوبند/٢٩٥، ٢٩٦، الدرمع الشامی، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة زكريا٢/٣٣٦، كراچی ١/٥٨٨، امداد الأحكام ٢/١١٨، شرح النقايه، كتاب الصلاة، باب الإمامة اعزازيه ديوبند ١/٨٧) *فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم*

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٦ / رجب ١٤٢٧ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٨/ ٩٠٥٠)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٦/ ٧/ ١٤٢٧ھ

ایک وضو سے کئی وقتوں کی نماز پڑھانا

سوال [۲۱۳۵]: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا امام ایک وضو سے کئی وقتوں کی امامت کر سکتا ہے؟

المستفتي: محمد غفران، راجستھان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جی ہاں ایک وضو سے کئی وقتوں کی نماز خود پڑھنا یا امام بن کر کسی دوسرے کو پڑھانا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔

عن عمرو بن عامر البجلي قال محمد: هو أبو أسد بن عمرو، قال: سألت أنس بن مالك عن الوضوء، فقال: كان النبي ﷺ يتوضأ لكل صلاة، وكنا نصلي الصلوات بوضوء واحد. (أبو داؤد شريف، الطهارة، باب الرجل يصلي الصلوات بوضوء واحد النسخة الهندية ۱/۲۳، دارالسلام رقم: ۱۷۱، سنن ابن ماجه، باب الوضوء لكل صلاة، والصلوات كلها بوضوء واحد النسخة الهندية/۳۸، دارالسلام رقم: ۵۱۰)

عن سليمان بن بريدة عن أبيه قال كان النبي ﷺ يتوضأ لكل صلاة فلما كان عام الفتح صلى الصلوات كلها بوضوء واحد. (ترمذی شریف، الطهارة، باب ماجاء أنه يصلي الصلوات بوضوء واحد النسخة الهندية ۱/۱۹، دارالسلام رقم: ٦١)

عن سليمان بن بريدة عن أبيه أن النبي ﷺ صلى الصلوات يوم الفتح بوضوء واحد ومسح على خفيه. (صحيح مسلم، الطهارة، باب جواز الصلوات كلها بوضوء واحد، النسخة الهندية ۱/۱۳۵، بيت الأفكار رقم: ۲۷۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵/صفر ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳٦/۷۵۲٦)

تیمّم کرنے والے کے پیچھے باوضو پڑھنے والوں کی اقتداء

سوال [۲۱۳٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص وضو پر قدرت نہیں رکھتا ہے تیمّم کے ذریعے نماز پڑھتا ہے تو اس تیمّم کرنے والے کی اقتداء میں وضو کرنے والوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: اکبر، بجنوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: تیمّم کرنے والے کی اقتدا میں وضوکرنے والے کی نماز درست ہے۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ۳/۲٦۵)

عن عمرو بن عاص، قال احتلمت في ليلة باردة في غزوة ذات السلاسل فأشفقت، أن أغتسل، فأهلک، فتيممت، ثم صليت بأصحابي الصبح. (سنن أبي داؤد، الطهارة، باب إذا خاف الجنب البرد، أيتيمم؟ االنسخة الهندية ۱/۴۸، دارالسلام رقم: ۳۳۴، المستدرك، كتاب الطهارة، مكتبه نزار مصطفى الباز، جديد ۱/۲٦۲، رقم: ٦۲۹، سنن الدار قطني، كتاب الطهارة، باب التيمم، دارالكتب العلمية بيروت ۱/۱۸۷، رقم: ٦۷۰، مسند أحمد بن حنبل ۴/۲۰۳، ۲۰۴، رقم: ۱۷۹٦۵)

يجوز اقتداء المتوضئ بالمتيمم عند أبي حنيفةؒ وأبي يوسفؒ. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، بيان شرائط الإقتداء، زكريا ۱/۲۹۵، كراچي ۱/۱۴۲)

صح اقتداء متوضىء بمتيمم عندهما. (مراقی الفلاح، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة / ۱۱۰)

يجوز اقتداء المتوضى بالمتيمم. (مجمع الأنهر، كتاب الصلوٰة، فصل الجماعة سنة مؤكدة، دارالكتب العلمية بيروت ۱/۱٦۹، مصرى قديم ۱/۱۱۲)

یجوز أن یؤم المتیمم المتوضئین. (فتح القدیر، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ زکریا ۱/۳۷۷، کوئٹھ ۱/۳۱۹، دارالفکر ۱/۳٦۷، قاضی خان، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی من یصح الإقتداء بہ وفی من لا یصح زکریاجدید ۱/۵۸، وعلی ھامش الھندیہ قدیم ۱/ ۹۰)

لایفسد اقتداء متوضیء بمتیمم . (تبیین الحقائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ زکریا ۱/۳٦۳، امدادیہ ملتان ۱/ ۱٤۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰/ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۳۵۲)

نصف عضو پر وضو اور نصف پر مسح کرنے والے کی امامت

سوال [۲۱۳۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کے چہرے پر زخم ہو گیا اس پر پھایا لگا ہوا ہے، وضو میں پورا چہرہ دھل نہیں سکتا آدھے چہرے پر مسح کرتا ہے، تو اس کی اقتداء میں کامل وضو کرنے والوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: اچھن خان صاحب، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو شخص آدھے چہرے پر مسح کر سکتا ہے اور آدھے پر غسل تو ایسے شخص کی اقتداء میں کامل وضو کرنے والوں کی نماز درست ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/ ۲٦۵، کتاب المسائل ۱/ ۴۱۲)

یجوز اقتداء غاسل بماسح؛ (مجمع الأنھر، کتاب الصلوٰۃ، فصل الجماعۃ سنۃ مؤکدۃ، مصری قدیم ۱/ ۱۱۲، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱٦۸)

صح اقتداء غاسل بماسح علی خرقۃ . (مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مکتبہ فیصل / ۱۱۰، دارالکتاب دیوبند/ ۲۹۵)

لا یفسد اقتداء غاسل بماسح لا ستواء حالھما .... والماسح علی

الجبيرة كالماسح على الخفين . (تبيين الحقائق ، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة زكريا ١/ ٣٦٤، امداديه ملتان ١/ ١٤٣)

يجوز اقتداء الغاسل بالماسح وصاحب الجرح بمثله. (خانيه ، على هامش الهنديه ، كتاب الصلوٰة ، فصل فى من يصح الإقتداء به وفى من لا يصح زكريا ١/ ٩٠، زكرياجديد ١/ ٥٨، بدائع الصنائع ، كتاب الصلوٰة ، بيان شرائط الإقتداء زكريا ١/ ٣٥٥، كراچی ١/ ١٤٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ ر ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۳۰۹۹)

بیٹھ کر اشارہ سے پڑھنے والے کے پیچھے رکوع سجدہ کرنے والوں کی نماز

سوال [۲۱۳۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص عذر کی وجہ سے بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ رہا ہے، تو اس کے پیچھے رکوع سجدہ کرنے والوں کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟

المستفتي: قاسم، بجنوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اشارہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی اقتداء میں رکوع سجدہ کرنے والے کی اقتداء درست نہیں ہے۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ۳/ ۲۶۵)

لايجوز اقتداء من يركع ويسجد بالمؤمیء . (بدائع الصنائع ، كتاب الصلوٰة، بيان شرائط جواز الإقتداء زكريا ١/ ٣٥٠، كراچی ١/ ١٣٩)

ولا يصلى الذى يركع ويسجد خلف المؤمئ ، لأن حال

المقتدی أقویٰ. (فتح القدير ،كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة زكريا ١/ ٣٨١، كوئٹه ١/ ٣٢٣، دار الفكر ١/ ٣٧١)

ولايصح اقتداء الراكع والساجد بالمؤمئ. (خانيه ،كتاب الصلوٰة، فصل فى من يصح الإقتداء وفى من لايصح الإقتداء ، زكريا جديد ١/ ٥٨، وعلى هامش الهنديه قديم١/ ٨٩)

إن كان الإمام يصلى قاعدا بالإيماء لا يقدر على السجود وخلفه قوم يصلون قعوداً بالإيماء أيضاً يجوز ، وإن كان خلفه قوم قيام يركعون ويسجدون لا تجوز ،صلاة القوم عندنا. (تاتار خانيه ،كتاب الصلاة، الفصل السادس من يصلح إماماً لغيره ومن لايصلح زكريا٢/ ٢٥٤، برقم:٢٣٤٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ رذی الحجہ ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۳۵۱)

امام مسجد سے مسئلہ دریافت کرنا

سوال [۲۱۳۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام سے اگر بابت نماز کوئی مسئلہ معلوم کیا جائے تو امام کو بتادینے کا حکم ہے یا نہیں، اور اگر بابت نماز نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

المستفتي: محمد یاسین، محلّہ: اہل ضابطہ گنج، نجیب آباد، ضلع: بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائل کو واقعی مسئلہ معلوم کرنے کی شدید ضرورت ہے، اور امام صاحب کو بھی باوثوق طریقہ سے معلوم ہے تو نہ بتلانے میں امام صاحب سخت گناہ گار ہونگے، اور اگر سائل کو سخت ضرورت نہیں ہے یا امام صاحب کو باوثوق

طریقہ سے یادنہیں ہے،تو گناہ گارنہیں ہونگے۔

عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ : من سئل عن علم ، فكتمه ، ألجمه الله بلجام من نار يوم القيامة . (سنن أبي داؤد ، باب كراهية منع العلم النسخة الهندية ۲/۱۵۹ ، دارالسلام رقم: ۳٦٥٨، سنن ابن ماجه ، العلم ، باب من سئل عن علم فكتمه، النسخة الهندية ۱/۲۳، دارالسلام رقم:٢٦٦، سنن ترمذی باب ماجاء في كتمان العلم ، النسخة الهنديه۲/۹۳، دارالسلام رقم: ۲٦٤٩ ، مسند البزار، مكتبه العلوم و الحكم ١٦/١٨٣، رقم: ٩٣٠٠ ، المعجم الكبير للطبرانی، داراحياء التراث العربي٨/٣٣٤، رقم: ٨٢٥١)

وليس كذلک الأمر في نوافل العلم الذی لاضرورة للناس إلى معرفتها الخ. (بذل المجهود كتاب العلم ، باب فی كراهية منع العلم ، سهارن پور، قديم ٤/٣٢٦، دارالبشائر الاسلاميه١١/٣٩٠، مفهومه مرقاة ، كتاب العلم ، الفصل الثانی ، منع الكتاب عن الطالب عند الضرورة ....امداديه ملتان ١/٢٨٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۷۰۹)

تعویذات کی اجرت لینے والے کی امامت

سوال [۲۱۴۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں حافظ قرآن ہوں میرا پیشہ مسجد کی امامت اور تعویذات کرنا ہے، دیگر کوئی کاروبار نہیں ہے، مسجد سے ماہانہ کوئی وظیفہ بھی نہیں ہے، اگر سال پورا ہوجائے تو منجانب مسجد کئی ہزار روپئے ملجاتے ہیں، تعویذات کرنے کے بارے میں مریض سے میں روپیہ طے کرلیتا ہوں اس مشغلہ میں جھوٹ فریب سے کام نہیں لیتا دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ تعویذات کے بدلہ میں اس طرح روپیہ لینا میرے لئے جائز ہے یانہیں؟ اور بعوض تعویذات روپیہ لینے کی صورت میں میری

امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: حافظ محمد مقدس، بدایوں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تعویذات سے مناسب اجرت لینے کی گنجائش ہے مگر اس کو پیشہ بنالینا بھی بہتر نہیں ہے، اور تعویذات کی اجرت لینے کی وجہ سے امامت پر کسی قسم کی خرابی لازم نہیں آتی ہے، جبکہ تعویذات میں کوئی غیر شرعی عمل شامل نہ کیا جاتا ہو۔

عن عوف بن مالک الأشجعي رضـ، قال كنا نرقي في الجاهلية، فقلنا يارسول الله! كيف ترى في ذلك؟ فقال: اعرضوا علي رقاكم لابأس بالرقى مالم يكن فيه شرك. (صحيح مسلم، كتاب السلام، باب استحباب الرقيه.... النسخة الهندية ٢/٢٢٤، بيت الأفكار رقم: ٢٢٠٠)

إن أحق ماأخذتم عليه أجرا كتاب الله يعني إذا رقيتم به. (عمدة القاري، كتاب الإجارة، باب مايعطى في الرقية على احياء العرب داراحياء التراث العربي بيروت ١٢/٩٦، جديد زكريا ٨/٦٢٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٦ رصفر المظفر ١٤١٩ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٣/٥٦١٥)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٦/٢/١٤١٩ھ

تعویذ پر اجرت لینے والے کے پیچھے نماز

سوال [٢١٤١]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں کے امام صاحب دعا تعویذ کا کام کرتے ہیں اور اس کی اجرت مانگتے ہیں یا لیتے ہیں تو کیا ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: محمد منظور الحق، سمستی پور، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تعویذ پر اجرت لینا درست ہے، بشرطیکہ دھوکہ بازی نہ کرے اور خلاف شرع تعویذ نہ کرے، لہٰذا ایسے شخص کے پیچھے نماز بھی درست ہے۔

(مستفاد فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۲/ ۲۲۹، جدید ڈابھیل)

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ أن نفرا من أصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم -إلی- فقرأ بفاتحۃ الکتاب علی شاء، فبرأ، فجاء بالشاء إلی أصحابہ، فکرھوا ذلک وقالوا: أخذت علی کتاب اللّٰہ أجراً، حتی قدموا المدینۃ، فقالوا: یارسول اللّٰہ! أخذ علی کتاب اللّٰہ أجراً، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: إن أحق ما أخذتم علیہ أجراً کتاب اللّٰہ. (صحیح البخاری، باب الشرط فی الرقیۃ بقطیع من الغنم، النسخۃ الہندیہ ۲/ ۸۵٤، رقم: ۵۵۱۳، ف: ۵۷۳۷)

إن أحق ما أخذتم علیہ أجراً کتاب اللّٰہ یعنی إذا رقیتم بہ. (عمدۃ القاري، کتاب الإجارۃ، باب ما یعطی فی الرقیۃ علیٰ أحیاء العرب، دار احیاء التراث العربي بیروت ۱۲/ ۹٦، زکریا ۸/ ٦۲۸) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍ جمادی الثانیہ ۱۴۱٦ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۴۷۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۰/ ٦/ ۱۴۱٦ھ

تعویذ گنڈا کرنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال [۲۱۴۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو امام تعویذ گنڈا کرتا ہے اور پیسہ وصول کرتا ہے، تو اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں ہوگی؟

المستفتی: عبد القیوم، مقبرہ روڈ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تعویذ پر پیسہ لینے کی گنجائش تو ہے مگر نہ لینا بہتر ہے، اور ایسے امام کے پیچھے نماز بہرحال صحیح ہوجائیگی۔ (مستفاد امداد الفتاویٰ ۳/۴۰۳)

إن أحق ما أخذتم عليه أجراً كتاب الله يعني إذا رقيتم به. (عمدة القاري، كتاب الإجارة، باب ما يعطى فى الرقية علىٰ أحياء العرب، داراحياء التراث العربي بيروت ١٢/٩٦، زكريا ٨/٦٢٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۳۰۹۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/۳/۱۴۱۳ھ

گھر کی عورتوں کی امامت کرنا

سوال [۲۱۴۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اپنی بیوی، بہن اور ماں کی امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتي: عزیز الرحمٰن، متعلم مدرسہ شاہی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جی ہاں زید کیلئے اپنی ماں، بہن اور بیوی وغیرہ گھر کی عورتوں کی امامت کرنا بلاکراہت جائز ہے۔

ولو أمهن رجل فلاكراهة (إلى قوله) فإن كان واحد ممن ذكر معهن فلاكراهة الخ. (طحطاوى، كتاب الصلوٰة، فصل فى بيان أحق بالإمامة قديم ١٦٦/، دارالكتاب ديوبند ١/٣٠٤)

تكره إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه، كأخته أو زوجته، أو أمته أما إذا كان معهن واحد ممن ذكر أو أمهن في

المسجد لایکره . (در مختار مع الشامی ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة کراچی ١/٥٦٦، زکریا٢/٣٠٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍صفر المظفر ۱۴۱٦ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۳٦۱)

محرم اور غیر محرم میں عورتوں کو نماز پڑھانا

سوال [۲۱۴۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مرد امام ہو اور اس کے پیچھے نماز میں سب عورتیں ہی ہیں، ان میں بعض عورتیں محرم بھی ہیں اور بعض غیر محرم بھی ہیں، تو ایسی صورت میں ان عورتوں کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ جو بھی مسئلہ ہو مکمل طریقہ سے وضاحت فرمائیں؟

المستفتي: محمد قاسم، گانوڑی، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مقتدیوں میں اس مرد کی محرم عورت بھی ہے تو ایسی صورت میں امامت بلا کراہت درست ہے، اور نماز ہو جائیگی، لیکن چونکہ غیر محرم عورتیں بھی ہیں اسلئے پردہ کا اہتمام بھی رکھیں۔ (مستفاد محمودیہ قدیم ۲/۱۴۲، جدید ڈابھیل ٦/۴۷٦)

وكذلك يكره أن يؤم النساء في بيت وليس معهن رجل ولا محرم منه مثل زوجته وأمته وأخته ، فإن كانت واحدة منهن فلا يكره . (البحر الرائق ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة زكريا ١/٦١٦، کوئٹہ ١/٣٥٢)

تكره إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ، ولا محرم منه كأخته، وزوجته ، وأمته أما إذا كان معهن واحد ممن ذكر أو أمهن في المسجد لايكره . (الدر مع الرد، كتاب الصلاة، باب الإمامة ، کراچی ١/٥٦٦،

زکریا۲/۳۰۷، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، فصل في بیان الأحق بالإمامۃ دارالکتاب دیوبند/۳۰۴) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۶۶۰۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲/۴/۱۴۲۱ھ

طلاق دینے والے کی امامت

سوال [۲۱۴۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے، تو کیا وہ کسی وقت امام کے نہ ہونیکی وجہ سے امام بن کر نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں کیا مسئلہ ہے۔

المستفتي: محمد افضل حسن

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنی بیوی کو طلاق دینے کی وجہ سے شوہر شرعاً فاسق نہیں ہوتا ہے اسلئے اسکے پیچھے نماز اور اسکی امامت بلا کراہت درست ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ .(سورۃ البقرۃ:۲۳۶)

يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ. (سورۃ الطلاق: ۱)

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ . (سورۃ البقرۃ: ۲۲۹)

وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ. (سورۃ البقرۃ: آیۃ: ۲۲۷)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ر شوال ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/ ۱۹۸۷)

مجبوراً پردہ کا انتظام نہ کر پانے والے کی امامت

سوال [۲۱۴۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام کی بیوی اور بچے کی بے پردگی ہوتی ہے، اور امام پردہ نہ کرنے پر مجبور ہے مقتدی حضرات اور منتظمین کی سستی ولاپرواہی کی وجہ سے امام کے گھر کے آگے پردہ نہیں ہے نہ منتظمین پردہ کا انتظام کرتے ہیں اور نہ ہی امام کو اجازت ہے کہ اپنے گھر کے آگے پردہ کرلے جس کے نتیجہ میں ہر آنے جانے والے نمازی کی نگاہ امام صاحب کی بیوی پر قصداً وسہواً پڑتی ہے ایسی حالت میں اس امام کے پیچھے مقتدیوں و منتظمین کا نماز پڑھنا کیسا ہے۔

المستفتي: محمد فیروز عالم، میرٹھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ایسی صورت میں مسجد کی کمیٹی کے افراد پر ضروری ہے کہ اپنے امام کیلئے باعزت طریقہ سے انتظام کردیں جبکہ امام کا گھر منجانب مسجد ہے تو اس کا انتظام بھی منجانب مسجد پوری طرح کردینا چاہئے، ورنہ امام صاحب پر ضروری ہے کہ گھر کے سامنے کم از کم کپڑے وغیرہ ڈالکر پردہ کا انتظام کرلیں، اور انتظامیہ کی طرف سے اس انتظام پر روک لگانا قطعاً جائز نہیں، اس سے انتظامیہ کے لوگ گنہگار رہوں گے، اور اگر اس معاملہ میں امام صاحب مجبور ہیں تو ان پر فسق کا حکم نہ لگے گا اور نہ ہی ان کے پیچھے نماز میں کوئی خرابی آئیگی۔ (مستفاد: محمودیہ قدیم ۷/ ۴۶، جدید ڈابھیل ۶/ ۲۴۰)

عبد اللہ بن عمر یقول: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: کلکم راعٍ، و کلکم مسؤل عن رعیته، فالإمام راعٍ ومسؤل عن رعیته، والرجل راعٍ في أهله، وهو مسؤل عن رعیته. (صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن، النسخة الهندیه ۱/ ۱۲۲، رقم: ۸۸۳، ف: ۸۹۳)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍ربیع الاول ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۷۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸؍۳؍۱۴۱۷ھ

کمیشن پر چندہ کرنے والے کی امامت

سوال [۲۱۴۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کمیشن پر چندہ کرنے والا اگر امامت کرے تو کیا حکم ہے؟

المستفتي: مولوی ظہیر احمد، مدرسہ انوار العلوم، زویا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام تنخواہ دار ملازم کو بطور انعام پچاس فیصد سے کم تنخواہ کے علاوہ مدرسہ کے امدادی فنڈ سے کمیشن دیا جائے تو جائز ہے، اس کے نتیجے میں نماز پڑھانے اور امامت کرنے سے نماز میں کسی قسم کی کراہت نہ آئے گی۔ (مستفاد ایضاح المسائل /۱۲۲، ایضاح النوادر ۲/ ۵۵، امداد المفتیین کراچی/ ۴۵۷، ۴۶۱)

لکن لا یزاد علی نصف ما قبضه . (شامی، کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف کراچی ۲/ ۳٤۰، زکریا ۳/ ۲۸٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۹۰۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۰؍۶؍۱۴۱۷ھ

فصل في النيابة عن الإمام

شاہی امام کی تاخیر کی بناء پر نائب امام کے نماز پڑھانے پر تنازع

سوال [۲۱۴۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا نائب امام ہے مغرب کی اذان ہوچکی ہے، مؤذن اپنی صف میں تکبیر کہنے آ چکا ہے، تقریباً دو یا تین منٹ تک شاہی امام مسجد میں نہیں ہے، نائب امام سے لوگوں نے کہا کہ آپ نماز پڑھا دو نائب امام نے معلوم کیا شاہی امام صاحب نہیں ہیں، تب نائب امام نماز پڑھانے کیلئے مصلے پر کھڑے ہوگئے مکبر آدھی تکبیر کہہ چکا ہے، اس کے بعد شاہی امام صاحب اپنے کمرہ سے غصہ میں بڑبڑاتے ہوئے آئے کہ یہ کیا ہورہا ہے، اور نائب امام کو مصلے سے ہٹا کر خود کھڑے ہوگئے، نماز پوری کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ امام کی بغیر اجازت نماز بالکل نہیں ہوگی، جبکہ جن کو مصلے سے ہٹایا ہے وہ بھی نائب امام ہیں، نائب امام نے کہا نماز ہوجائے گی شاہی امام نے کہا کہ قطعاً نہیں ہوگی، اس پر دونوں میں کافی دیر بحث رہی مسئلہ زیر بحث ہے، آپ فرمائیں نماز ہوجائے گی یا نہیں؟ اور پھر شاہی امام کا یہ فعل نائب امام کے ساتھ کیسا ہے؟

المستفتي: محمد عبد اللہ، ٹھاکردوارہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شاہی امام کے وقت پر موجود نہ ہونے پر نائب امام کا مصلے پر پہونچ جانا درست اور صحیح ہے، اسلئے کہ نائب امام کو اسلئے مقرر کیا جاتا ہے، کہ اصل امام کے نہ ہونے پر نائب امام وقت پر نماز پڑھا دیا کرے، اور نائب امام کے مصلے پر پہونچنے کے بعد شاہی امام کا سخت سست انداز اختیار کرنا غیر مناسب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف ہے، ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عوالی میں تشریف لے جارہے تھے، تاخیر کی صورت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

اپنا نائب بنا کر تشریف لے گئے، اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز شروع فرمادی تو اسی اثناء میں حضرت سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ابوبکرؓ پیچھے کو ہٹنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہیں تم ہی نماز پڑھادو، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی۔

عن سهل بن سعد الساعدی ، أن رسول الله ﷺ ذهب إلى بنی عمرو بن عوف ليصلح بينهم ، فحانت الصلوٰة ، فجاء المؤذن إلىٰ أبی بكر ، فقال : أتصلى الناس فأقيم ؟ قال : نعم ، فصلى أبو بكرؓ . (بخاری شريف، الأذان ، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام الأول ، النسخة الهنديه ١/٩٤، رقم: ٦٧٥، ف: ٦٨٤، صحيح مسلم ، الصلاة الجماعة ، من يصلى بهم إذا تأخر الإمام النسخة الهنديه ١/١٧٩، بيت الأفكار رقم: ٤٢١)

قلت لأنه لا يجوز التقدم بين يدى النبى صلى الله عليه وسلم وليس لسائر الناس اليوم من الفضل من يجب أن يتأخر له وكان جائزاً لأبي بكر أن لا يتأخر لإشارة النبى صلى الله عليه وسلم أن امكث مكانك. (عمدة القارى، كتاب الأذان ، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام الأول زكريا ٤/٢٩٣، داراحياء التراث العربي بيروت ٥/٢١٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۰ر صفر ۱۴۲۴ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۹۱۸)	۱۱/۲/۱۴۲۴ھ

امام کے ہوتے ہوئے بضرورت اسکے نائب امام کو رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال [۲۱۴۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری مسجد جسکی

آمدنی تقریباً ۱۲۵۰/روپۓ ماہوار ہے، امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں جن کوڈیڑھ سوروپۓ منجانب مسجد دیئے جاتے ہیں امام کی عدم موجودگی میں نماز پڑھانے میں کافی پریشانی ہوتی ہے ،(سختی سے بھی کام نہیں چلتاہے)امام کے انکار کا خوف ہے تو کیا ہم نائب امام مقرر کر سکتے ہیں یا نہیں اوراسکو جس وقت کا روپیہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر اصل امام اور نائب کو تنخواہ دے سکتے ہیں تو کتنی تنخواہ دینا جائز ہے، نیز دیگر خادم مسجد اور مؤذن کو بھی تنخواہ دینا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے کہ اصل امام کو بھی سوڈیڑھ سو سے زیادہ تنخواہ دینا نہیں چاہئے، جبکہ امام اور نائب سبھی مسجد کی بھی خدمت کرتے ہیں، تو کیا زید کا قول ازروئے شرع درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: خبیب احمد عفی عنہ، بنارسی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ضرورت ہو تو نائب امام مقرر کرنا بھی درست ہے؛ اور اصل امام اور نائب دونوں کو تنخواہ میں اتنی رقم دی جائے جتنی پر دونوں راضی ہوجائیں مسجد میں پیسہ کم ہوجائے تو اہل مسجد کو توجہ کے ساتھ اس کا معقول انتظام کرنا ضروری ہوگا! زید کا قول صحیح نہیں ہے بلکہ امام کو اتنا لینا جائز ہے جتنے میں امام اپنی بیوی بچوں کی تمام ضروریات بآسانی پوری کرسکے !(مستفاد: امداد الفتاویٰ زکریا۳/۳۴۰)

ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن والفقه والإمامة والأذان. (الدر المختار ،کتاب الإجارة ، باب الإجارة الفاسدة، مطلب فی الإستئجار علی الطاعات کراچی ٦/٥٥ ، زکریا ٩/٧٦)

ویفتی الیوم بالجواز أی بجواز أخذ الأجرة علی الإمامة وتعلیم القرآن والفقه والأذان کما فی عامة المعتبرات. (مجمع الأنهر ، کتاب الإجارة الفاسدة ، دارالکتب العلمیة بیروت ٣/٥٣٣، مصری قدیم ٢/٣٨٤)

وفی الروضة : وفي زماننا یجوز للإمام والمؤذن والمعلم أخذ الأجرة ومثله فی الذخیرة . (البحرالرائق ، کتاب الإجارة ، باب الإجارة الفاسدة کوئٹه٨/٢٠،

زکریا۸/۳۵، هندیه، کتاب الإجارة، الباب السادس عشر ...... الاستئجارعلی الطاعات، زکریا قدیم٤/٤٤٨، جدید ٤/٤٨٤،فتاویٰ بزازیه، کتاب الإجارة، نوع فی تعلیم القرآن زکریا، جدید۲/۲۲، وعلی هامش الهندیه ٥/٣٧، الموسوعة الفقیهة الکویتیة ٢١٥/٦، ٢٠٢/٢٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفااللہ عنہ
۱۰ر ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر:۲۴/۱۱۹۴)

مقررہ امام کی موجودگی میں بغیر اسکی اجازت کے دوسرے کا امامت کرنا

سوال [۲۱۵۰]: کیافرماتے ہیں علماءکرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کسی مسجد میں امامت کررہاہے، زید کی موجودگی کے باوجود زید کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا شخص نماز پڑھانے کیلئے آگے بڑھ گیا، تو کیا نماز درست ہوئی یانہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتي: محمد اعلم، پتن والی
مسجد، گلشہید، ضلع: مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کا مقررہ امام امامت کا زیادہ حقدار ہے، اس کی موجودگی میں اسکی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کا امام بن کرنماز پڑھانا مکروہ ہے، لیکن نماز فاسد اور واجب الاعادہ بھی نہیں ہوگی، اسلئے ایسا کرنے سے احتراز کرناچاہئے۔

عن ابن مسعودؓ، یقول: قال لنا رسول اللہ ﷺ ولا تؤمن الرجل في أهله، ولا في سلطانه، ولا تجلس علی تکرمته في بیته إلا أن یأذن

لك، أو بإذنه . (صحيح مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة،النسخة الهندية ١/٢٣٦، بيت الأفكار رقم:٦٧٣)

عن أبي مسعودؓ أن رسول الله ﷺ قال: لايؤم الرجل في سلطانه ، ولا يجلس على تكرمته في بيته إلا بإذنه . (سنن الترمذی، الأدب، باب بلاترجمة النسخة الهندية ٢/١٠٦، دارالسلام رقم: ٢٧٧٢، الصلاة، باب من أحق بالإمامة،النسخة الهندية ١/٥٥، دارالسلام رقم:٢٣٥)

وإمام المسجد أحق بالإمامة من غيره الخ. (طحطاوی علی المراقی، كتاب الصلاة، فصل فی بيان الأحق بالإمامة، قديم /١٦٣، دارالكتاب ديوبند/٢٩٩)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/ ۲۴۶۳)

امام کی موجودگی میں دوسرے شخص کا نماز پڑھانے کا حق نہیں

سوال [۲۱۵۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں مسجد میں ایک حافظ صاحب مستقل امام ہیں تو کیا ان مستقل امام صاحب کی موجودگی میں دوسرے کوئی عالم یا حافظ یا قاری یا مولانا و مفتی نماز پڑھا سکتے ہیں یا نہیں، اگر پڑھا سکتے ہیں تو تو کس صورت میں؟

المستفتي: حاجی محمد عمر صدیقی، خٹک پورہ، فرخ آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب حافظ صاحب مستقل امام ہیں تو ان کی موجودگی میں کسی اور کو نماز نہ پڑھانا چاہیے، ہاں اگر امام صاحب خود ہی آگے بڑھا دیں تو ایسا کرنا درست ہے۔ (مستفاد: محمودیہ قدیم ۱۶/ ۲۳۷، جدید ڈابھیل ۶/ ۳۴۵)

عن أبی مسعودؓ البدری قال: قال رسول الله ﷺ یؤم القوم أقرؤهم –إلی– ولا یؤم الرجل في بیته، ولا في سلطانه، ولا یجلس علی تکرمته، إلا بإذنه. (سنن أبی داؤد، الصلاة، باب من أحق بالإمامة، النسخة الهندیة ١/٨٦، دارالسلام رقم: ٥٨٢، سنن ابن ماجه، الصلاة، باب من أحق بالإمامة، النسخة الهندیة ٦٩/، دارالسلام رقم: ٩٨٠، المعجم الکبیر للطبراني، داراحیاء التراث العربي ٢٢٢/١٧، رقم: ٦١٣، ٦١٤، ٦١٧، ٦٢٠)

واعلم أن صاحب البیت ومثله إمام المسجد الراتب أولیٰ بالإمامة من غیره مطلقاً أی، وإن کان غیره من الحاضرین من هو أعلم وأقرأ منه. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ٢٩٧/٢، کراچی ٥٥٩/١)

تقدیم الأعلم بغیر الإمام الراتب وأما الراتب فهو أحق من غیره، وإن کان غیره أفقه منه. (مجمع الأنهر، کتاب الصلاة، فصل فی الجماعة قدیم ١٠٧/١، دارالکتب العلمیة بیروت ١٦١/١، ١٦٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۶۵۱/۳۷)

متعینہ امام کا بغیر کسی عذر کے وقتیہ اور نماز جمعہ دوسروں سے پڑھوانا

سوال [۲۱۵۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی بھی مسجد کا متعینہ امام اپنی موجودگی میں بغیر کسی عذر کے دوسرے سے نمازیں اور نماز جمعہ پڑھوائے، اور اکثر مصلیان مسجد امام کے اس عمل سے راضی نہ ہوں تو از روئے شرع اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: محمد شرافت ٹانڈہ بادلی، رام پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق :امام کو چاہئے کہ اپنی ذمہ داری خود انجام دے اسلئے کہ متولی مسجد نے اسی کو اس اہم کام کیلئے منتخب کیا ہے ،لہٰذا بلاضرورت اور بغیر عذر دوسرے سے نماز پڑھوانا جبکہ اکثر مصلیان مسجد اس عمل سے راضی نہ ہوں درست نہیں ہے ،لیکن اگر کوئی معزز مہمان آیا ہے،اور اسے اجازت دیتا ہے،تو اسمیں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح کسی خاص عذر کی بناء پر متعلقین میں سے کسی کو نماز پڑھانے کا مکلّف بنا دے تو اسمیں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

عن أبی عطیة، رجل منهم قال: کان مالک بن الحویرث یأتینافي مصلانا یتحدث، فحضرت الصلاة یوماً، فقلنا له: تقدم ،فقال: لیقدم بعضکم حتی أحدثکم لم لا أتقدم؛ سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول: من زار قوماً فلا یؤمهم، ولیؤمهم رجل منهم. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ماجاء فیمن زار قوماً فلا یصل بهم، النسخة الهندیة ۸۲/۱، دارالسلام رقم: ۳۵٦، المعجم الکبیر للطبراني، دار احیاء التراث العربي۹ ۲۸٦/۱، رقم: ٦۳۲)

قال بعض أهل العلم إذا أذن له فلا بأس أن یصلی به. (ترمذی، الصلاة، باب ماجاء فیمن زار قوماً فلا یؤمهم، النسخة الهندیه ۸۲/۱، دارالسلام رقم: ۳۵٦، بذل المجهود، کتاب الصلاة، باب إمامة الزائر ،دارالبشائر الاسلامیه بیروت۴۸۰/۳، میرٹھ قدیم ۳۳۲/۱)

لیکن دوسرے کے ذریعہ سے نماز پڑھانے کا معمول بنانا جس سے مقتدی ناراض ہوجائیں یہ عمل جائز نہیں ہے،اگر یہ فریضہ بحسن وخوبی انجام نہیں ہو پارہا ہے تو امامت کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوجانا چاہئے۔

أنس بن مالک، قال: لعن رسول اللّٰه ﷺ ثلثة: رجل أم قوماً وهم له کارهون. (ترمذی، الصلاة، باب ماجاء فیمن ام قوماً وهم له کارهون، النسخة

الهندية ۱/۸۳، دارالسلام رقم: ۳٥۸)

عن عبد الله بن عمر ، أن رسول الله ﷺ كان يقول : ثلاثة لا يقبل الله منهم صلاة، من تقدم قوماً وهم له كارهون. (سنن أبي داؤد ، كتاب الصلاة ، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون ، النسخة الهندية ۱/۸۸، دارالسلام رقم:٥۹۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ٦٥٨١)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۴/۱۴ھ

کیا اجازت شدہ شاگرد امامت کرسکتا ہے؟

سوال [۲۱۵۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی مسجد میں امام اپنے شاگرد کو نماز پڑھانے کی اجازت دے تو کیا وہ نماز پڑھا سکتا ہے، یا نہیں جبکہ وہ عاقل بالغ ہونے کے ساتھ باشرع ہے، اور حافظ قرآن بھی ہے، لیکن مسائل سے واقفیت کم ہے، کیونکہ وہ ابھی زیر تعلیم ہے؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتي: امام مسجد شوکت باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: استاد کیلئے ایسے شاگرد کو نماز کیلئے مصلی پر آگے بڑھانا جائز ہے جو شاگرد عاقل بالغ ہو اور قراءت صحیح پڑھتا ہو مسئلہ مسائل سے زیادہ واقفیت ضروری نہیں ہے، ہاں البتہ یہ ضروری ہے کہ نماز مسنون طریقہ سے پڑھانے پر قادر ہو نیز استاد کا شاگر کو نماز کیلئے آگے بڑھانا صرف عارضی طور پر نماز پڑھانے کیلئے ہوتا ہے، مستقل امام نہیں بنایا جاتا، اور جس کو مستقل امام بنایا جاتا ہے، اس پر نماز کے فرائض وارکان اور شرائط پر واقفیت لازم ہے۔ (مستفاد کفایت المفتی قدیم ۳/ ۴۱، جدید زکریا ۳/ ۸۲، زکریا مطول ۴/ ۱۴۷)

وقال بعض أهل العلم : إذا أذن له فلا بأس أن يصلي به . (سنن الترمذي،

کتاب الصلاة ، باب ما جاء فیمن زار قوماً فلا یؤمهم ۱/ ۸۳، دارالسلام رقم: ۳۵۶، بذل المجهود ، کتاب الصلاة، باب إمامة الزائر ، دارالبشائر الإسلامیه بیروت ۳/ ۴۸۰، مطبوعه میرٹھ قدیم ۱/ ۳۳۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ ؍ شعبان ۱۴۲۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۹۱۰۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۷/۸/۵ھ

امام صاحب کی عدم موجودگی میں دوسرے شخص کا نماز پڑھانا

سوال [۲۱۵۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) مسجد میں نماز باجماعت کیلئے ایک وقت متعین ہے اور مقررہ امام صاحب وقت پر وہاں موجود نہیں ہیں، تو ایسی صورت میں کوئی دوسرا شخص امام بن کر نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) کیا امام صاحب کا انتظار کرنا ضروری ہے، اور اگر ضروری ہے تو کتنے وقت تک انتظار کر کے دوسرے شخص سے نماز پڑھوائی جائے؟

(۳) اگر انتظار کیلئے مقررہ وقت سے پہلے امام کی اجازت کے بغیر کسی شخص نے نماز پڑھادی تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۴) مسجد میں امام موجود ہے نماز کا وقت ہو رہا ہے امام کو اس کا علم ہے لیکن مقتدی حضرات امام کو ٹوکنا شروع کرتے ہیں کہ چلئے صاحب وقت ہوگیا کوئی کہتا ہے کہ نہیں ابھی میری گھڑی کے حساب سے آدھا منٹ یا کچھ کم باقی ہے، تو کیا یہ سب کچھ درست ہے اور اگر نہیں ہے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتي: عبداللہ، بھٹی محلّہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق :(۱) جماعت کا وقت متعین ومقرر ہو اور اس مقررہ وقت پر امام صاحب کسی وجہ سے مسجد میں نہ آئے ہوں یا آنے میں دیر ہوگئی ہو تو ایسی صورت

میں کوئی دوسرا قابل شخص ذمہ داران مسجد کی اجازت واِیماء پرنماز پڑھا سکتا ہے، اسمیں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/۸۱، جدید ڈابھیل ۶/۳۴۴، احسن الفتاویٰ ۳/۳۰۱)

(۳،۲) جماعت کے مقررہ وقت تک امام کا انتظار کرنا ضروری ہے اس کے بعد مقتدیوں پر امام کا انتظار کرنا لازم نہیں ہے، لیکن چار پانچ منٹ کے اندر اندر امام کے آنے کی امید ہوتو اس کا انتظار کرلینا چاہئے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/ ۳۰۱، فتاویٰ رشیدیہ/ ۳۵۶)

(۴) مسجد کی گھڑی کو صحیح رکھنے کی کوشش کی جائے اور اسی گھڑی کے ٹائم سے نماز پڑھی جائے کسی اور کی گھڑی کے ٹائم کا اعتبار نہ کریں، آپس میں بحث ومباحثہ کی کوئی ضرورت نہیں، مسجد کی گھڑی کا اعتبار ہے اس سے سارا جھگڑا دور ہوجائیگا۔

قال ابن الهمام في شرح الهداية ، الكلام المباح في المسجد مكروه يأكل الحسنات .(مرقاة ، الفصل الثالث ، قبيل باب الستر ، ملتان ٢/ ٢٢٢، شرح مشكوٰة مصرى ١/ ٤٧٢، شامي ، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، و مايكره فيها ، مطلب في الغرس في المسجد زكريا ٢/ ٤٣٦، كراچى ١/ ٦٦٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

كتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/۵/۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۸۳۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸/۵/۱۴۱۷ھ

فصل في إمامة الصبي

بارہ سال کے طالب علم کی امامت

سوال [۵۵ ۲۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مغرب کا وقت ہے پیش امام صاحب ضرورت سے کہیں گئے ہوئے ہیں، مقتدیوں میں بھی کوئی نماز نہیں پڑھا رہا سب اپنی اپنی نماز پڑھنے پر آمادہ ہیں تو اس مجبوری کی حالت میں قریب بارہ سال کا لڑکا جو طالب علم ہے، اور آٹھ پاروں کا حافظ ہے، اسے امام بنا کر جماعت سے نماز ادا کرلیں تو کیا نماز درست ہو جائیگی؟

المستفتي: عبدالحسیب سیفی، شاہ آباد، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر وہ لڑکا بالغ تھا تو نماز درست ہوگئی ورنہ نہیں، اب تحقیق کرلی جائے کہ وہ بالغ ہے یا نہیں۔

وأدنیٰ مدته له اثنتا عشرة سنة ...... فبعد ثنتی عشرة سنة يشترط شرط آخر لصحة إقراره بالبلوغ، وهو أن يكون بحال يحتلم مثله وإلا لا يقبل قوله. (درمختار مع الشامی، کتاب الحجر، فصل بلوغ الغلام بالإحتلام، کراچی ٦/ ١٥٤، زکریا ٩/ ٢٢٧، البنایه، کتاب الحجر، فصل فی حد البلوغ، اشرفیه ١١/ ١١١، هدایه، کتاب الحجر، فصل فی حد البلوغ، اشرفی ٣/ ٣٤٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٦٠٠٢/٣٦)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/۱/۱۴۲۰ھ

عالم قاری کے ہوتے ہوئے تیرہ سالہ لڑکے کی امامت

سوال [۲۱۵٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید جس کی عمر تقریباً ٦٠ رسال ہے، ایک ایسی مسجد جو شارع عام پر واقع ہے، موصوف اسی مسجد کے امام ہیں اور عالم فاضل بھی ہیں، ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً ۱۳ رسال ہے چہرے پر داڑھی مونچھ کا نشان بھی نہیں ہے، اور بارہ پارے کا حافظ ہے، امام موصوف کی غیر موجودگی میں انکا شاگرد یہ لڑکا نماز پڑھاتا ہے، نمازی حضرات میں عالم فاضل وحافظ وقاری ہوتے ہیں، کچھ حضرات کا خیال ہے کہ اس لڑکے کی اقتداء میں نماز درست نہیں ہے، کیونکہ نہ یہ لڑکا فاضل ہے نہ ہی حافظ وقاری اور نہ ہی جملہ مسائل نماز سے واقف ہے، کیا اس صورت میں اس لڑکے کی امامت درست ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے مستفیض فرمائیں۔

المستفتي: جملہ نمازی شہر بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر نمازیوں میں باریش صحیح جوان موجود ہے، تو اسی کو امامت کے لئے آگے بڑھانا چاہئے، اور مذکورہ لڑکا اگر بالغ ہو چکا ہے، تو مذکورہ صورت میں اسکے پیچھے نماز تو ہوجائے گی لیکن مکروہ تنزیہی ہوگی۔

وكذا تكره خلف أمرد وفي الشامية الظاهر أنها تنزيهية الخ .

(الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة مصري ۱/۵۲۵، کوئٹه ۱/٤۱۵، زکریا ۲/۳۰۲، کراچي ۱/۵٦۲، الموسوعة الفقهية ۱/۳۱۹، ٦/۲۵۳)

اوراگر لڑکا بالغ نہیں ہوا ہے، تو اسکے پیچھے نماز ہی درست نہیں ہوگی۔

ولا يصح اقتداء البالغ بغير البالغ في الفرض وغيره وهو الصحيح .

(حلبی کبیر، كتاب الصلاة، فصل في الإمامة اشرفيه/۵۱٦)

فلا يصح اقتداء بالغ بصبي مطلقا، سواء كان في فرضٍ لأن صلاة الصبي ولو نوى الفرض نفل. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة،

باب الإمامة ، دارالکتاب دیوبند جدید/۲۸۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴ / ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۵۷۰)

کتنی عمر میں لڑکا امامت کے قابل بن سکتا ہے؟

سوال [۲۱۵۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا لڑکا جس کا نام اعظم علی ہے، رحیم اللہ والی مسجد سے قاری عبد القدیر ٹانڈہ والے کا شاگرد ہے جس کی عمر پندرہ سال ہے، یہ لڑکا امامت کے قابل ہے یا نہیں؟

المستفتي: لیاقت علی، اصالتپورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امامت کیلئے بالغ ہونا شرط ہے، اورلڑکا مفتی بہ قول کے مطابق پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہوجاتا ہے، لہٰذا آپکا لڑکا شرعی طور پر امامت کے قابل ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/ ۹۰، جدید ڈابھیل ٦/ ۳۱۱، ۳۱۲، فتاویٰ دارالعلوم ۳/ ۱۱٦)

فإن لم یوجد فیها شيء فحتی یتم لکل منهما خمس عشرة سنة به یفتی.

(شامی، کتاب الحجر ، فصل بلوغ الغلام بالإحتلام کراچی٦/ ۱۵۳ زکریا۹/ ۲۲٦)

ویشرط کونه مسلماً حراً ذکراً عاقلاً بالغاً. (درمختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵٤۸، زکریا۲/ ۲۸۰، وهکذا فی فتاویٰ الهندیة ، کتاب الحجر الفصل الثاني في معرفة البلوغ ، زکریا قدیم ۵/ ٦۱، جدید ۵/ ۷۳، البحر الرائق ، کتاب الإکراه ، باب الحجر ، فصل فی حد البلوغ ، زکریا۸/ ۱۵۳، کوئٹه۸/ ۸٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱٦/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۳۴۲)

باشعور نابالغ کی امامت

سوال [۲۱۵۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مکتب میں رہتا ہے، جہاں تقریباً کل طلبہ نابالغ ہیں اور انہیں نابالغ طلبہ کی امامت کرتا ہے، گاہے بگاہے، کچھ بالغ مرد بھی شریک ہوجایا کرتے ہیں، آیا ایسی صورت میں زید جو امام ہے اس کی نماز ہوگی یا نہیں، اور اگر امام کے پیچھے صرف ایک بالغ شخص ہے اور بقیہ نابالغ بچے ہیں تو اس بالغ کو جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

المستفتي: محمد ابوالحسن، مدرسہ امدادیہ
اشرفیہ، راجوپٹی، سیتامڑھی، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نابالغ باشعور بچوں کی امامت کرنے میں نماز بھی درست اور امامت کا ثواب بھی حاصل ہوگا۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۴/ ۲۹۸)

ولو كان الواحد المقتدى صبيا مميزاً قال في السراج لو حلف لا يصلي جماعة وأم صبياً يعقل حنث ولا عبرة بغير العاقل ويؤخذ منه أنه يحصل ثواب الجماعة باقتداء المتنفل بالمفترض لأن الصبى متنفل الخ.

(شامی، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵۵۲، زکریا ۲/ ۲۸۷، مصری ۱/ ۵۱۷، البحرالرائق، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة زکریا ۱/ ۶۱۷، کوئٹہ ۱/ ۳۵۳)

أقل الجماعة اثنان، وكذا إذا كان معه امرأة أو صبي يعقل كانت جماعة لأنهما من أهل الصلاة. (شرح النقایہ، کتاب الصلاۃ، باب الجماعة اعزازیہ دیوبند ۱/ ۸۵)

ایک بالغ بقیہ نابالغ ہونے کی صورت میں بھی بلاشبہ شرعاً نماز باجماعت کا ثواب ملے گا۔

وظاهر حديث أنس رضى الله تعالىٰ عنه، أنه يستوى بين الرجل والصبي ويكونان خلفه فإنه قال: فصففت أنا واليتيم وراءه الخ. (البحرالرائق،

کتاب الصلاۃ، باب الإمامة زکریا ١/٦١٦، کوئٹہ ١/٣٥٣)

عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: صليت أنا ويتيم، في بيتنا خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم، و أمي خلفنا أم سليم. (صحيح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب المرأة وحدها تكون صفا، النسخة الهنديه ١/١١٠، رقم: ٧١٨، ف: ٧٢٧، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ١٣/٨٩، صحيح ابن خزيمه، المكتب الإسلامي ١/٧٤٣، رقم: ١٥٣٧) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٣/ ذیقعدہ ١٤٠٩ھ
(الف فتویٰ نمبر: ١٤٧٢/٢٥)

بالغ کا نابالغوں کی امامت کرنا درست ہے یا نہیں؟

سوال [٢١٥٩]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مدرسہ میں کل نابالغ بچے مقتدی ہیں اور امام بالغ ہے تو کیا یہ امامت صحیح ہے یا نہیں؟ چونکہ بالغ بچے کبھی رہتے ہیں اور کبھی نہیں اور قریب البلوغ بچے بھی رہتے ہیں

المستفتي: مولانا لطیف اللہ قاسمی، سیون، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر امام بالغ ہو اور مقتدی سب نابالغ ہوں تب بھی جماعت صحیح ہو جاتی ہے، بشرطیکہ بچے باشعور ہوں نماز پڑھنا جانتے ہوں اور نماز کو جانتے ہوں۔

يحصل ثواب الجماعة باقتداء المتنفل بالمفترض لأن الصبي متنفل الخ. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ٢/٢٨٧، کراچی ١/٥٥٣)

أقل الجماعة إثنان، وكذا إذا كان معه امرأة أو صبي يعقل كانت جماعة لأنهما من أهل الصلاة. (شرح النقايه، کتاب الصلاة، باب الجماعة اعزازيه

دیو بند ١/٨٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٩ر صفر ١٤١٧ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٢/ ٤٦٦٥)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١٩/ ٢/ ١٤١٧ھ

اٹھارہ سالہ لڑکے کی امامت

سوال [٢١٦٠]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید جسکی عمر تقریباً ١٨ر سال ہے لیکن چہرے پر داڑھی کے بال ابھی بالکل سرے سے نہیں نکلے ہیں ہاں اتنی بات ضرور ہے، کہ زید ہدایہ وغیرہ کتابیں پڑھ چکا ہے بایں وجہ زید کے گاؤں والوں نے بخوشی اسے نماز پڑھانے کیلئے امام بنا دیا ہے، اس وقت یعنی زید اور مقتدیوں کی موجودگی میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں تھا، جس کو امام بنایا جائے، اب اس صورت میں زید کے پیچھے مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں، اگر ہوگی تو کراہت کیساتھ ہوگی یا بلا کراہت؟

(٢) ایسا ہی امام مصلے پر کھڑا کر دیا گیا اور مکبر نے تکبیر بھی مکمل کر دی اس مکبر کے تکبیر کہنے کے بعد اس امام کو مصلے سے ہٹانا کیسا ہے؟

المستفتي: عبداللہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (١/٢) مفتی بہ قول کے اعتبار سے پندرہ برس کی عمر کا لڑکا بالغ ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں ١٨ر برس کا لڑکا اگر چہ اسکے داڑھی مونچھ نہ نکلی ہو امامت کرسکتا ہے، اور اس کے پیچھے اقتداء کرنے والوں کی نماز بلا کراہت صحیح ہو جائیگی اور اس لڑکے کو تکبیر ہو جانے کے بعد مصلے سے ہٹانا جائز نہیں ہے۔

وقالا إذا تم للغلام والجارية خمس عشرة سنة فقد بلغا والفتویٰ علی قولهما. (هدايه، كتاب الحجر، فصل في حد الغلام، اشرفی ٣/ ٣٤٢، البحر الرائق، كتاب الإكراه، باب الحجر، فصل في حد البلوغ، زكريا ٨/ ١٥٣، كوئٹه

٨٤/٨، هندیه ، كتاب الحجر ، الفصل الثاني في معرفة حد البلوغ ، زكريا قديم ٦١/٥،
جديد ٧٣/٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ر شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۳۵۶۱)

نابالغ بچوں کی امامت

سوال [۲۱۶۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں جہاں پڑھاتا ہوں وہاں دیہات میں دینیات کا ایک مکتب ہے، لہٰذا بعض اوقات ایسا ہوتا ہے، کہ عاقل بالغ ایک مرد بھی نہیں ہوتا ہے، سب نابالغ بچے ہوتے ہیں، تو کیا میں انکی امامت آگے بڑھ کر کرسکتا ہوں یا نہیں؟ اور بعض اوقات ایک بالغ مرد ہوتا ہے، اور بقیہ مقتدی مکتب کے بچے ہوتے ہیں، تو کیا میں انکی امامت کرسکتا ہوں یا نہیں؟

المستفتي: محمد انوار الحق، دربھنگہ، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مکتب کے نابالغ بچوں کی امامت آگے بڑھ کر کرسکتے ہیں اس سے جماعت کی فضیلت حاصل ہوجائے گی، بشرطیکہ وہ بچے سمجھدار اور ممیّز ہوں۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ۲۹۸)

والجماعة سنة مؤكدة للرجال وأقلهما إثنان ، وواحد مع الإمام ولو مميزاً (وفي الشامية) قوله: ولو مميزاً أي ولو كان الواحد المقتدى صبياً مميزاً . (شامی ، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة زكريا ٢٨٧/٢ تا ٢٨٩، كراچی ٥٥٢/١)

أقل الجماعة إثنان – وكذا إذا كان معه امرأة أو صبي يعقل كانت جماعة لأنهما من أهل الصلاة . (شرح النقايه، كتاب الصلاة ، باب الجماعة ،اعزازيه

دیو بند ۱/ ۸۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۵۲۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/ ۱۱/ ۱۴۱۸ھ

ناظرہ خواں کی امامت

سوال [۲۱۶۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ناظرہ خواں نے امامت کی حفظ قرآن کا ایک طالب علم جماعت میں شامل ہے، امام نے قرأت کی الحمد کے بعد جیسے ہی امام نے سورۃ پڑھی طالب علم نے جماعت چھوڑ دی اور جماعت سے الگ ہو کر بیٹھ گیا، جماعت میں اس کے ہٹنے سے جو خلا ہوا وہ اخیر تک رہا اس کا یہ عمل کیسا ہے، اس کا یہ کرنا کیا ٹھیک تھا یا اسکی نماز نہیں ہوئی؟

المستفتي: عبدالحسیب سیفی، شاہ آباد، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ناظرہ خواں آدمی جبکہ قرأت ما تجوز بہ الصلوٰۃ پر قادر ہو تو اس کی امامت جائز ہے، اور اسکی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز بھی درست ہو جائیگی، لہذا کسی حافظ کا محض ناظرہ خواں ہونے کی وجہ سے اقتداء سے الگ ہو جانا جائز نہیں ہے، اور ظاہر ہے کہ جب "**الحمد**" کے بعد وہ نماز سے الگ ہو گیا تو اسکی وہ نماز فاسد ہو گئی، دوبارہ اس پر نماز پڑھنا لازم ہے، لیکن اگر وہ ناظرہ خواں غلط قرآن پڑھتا ہے تو صحیح پڑھنے والے کی نماز غلط پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں ہوگی، اگر حافظ صاحب اس وجہ سے الگ ہوئے ہیں، تو حافظ صاحب پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

أما إذا کان في القوم من یقدر علی التکلم بذلک فقد فسدت صلوته و صلوٰة القوم الخ. (تاتار خانیه، کتاب الصلوٰة، الفصل الثاني مسائل زلة القاری قدیم ۱/ ٤٧٨، زکریا ۲/ ۹۳، رقم: ١٩٣٤)

لايجوز إمامة الألثغ الذي لايقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف الخ. (الفتاوى الهندية كتاب الصلوٰة، الباب الخامس في الإمامة الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره زكريا وكوئٹه قديم ١/٨٦، جديد ١/١٤٤، كذا في در المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب في الالثغ كراچی ١/٥٨١، ٥٨٣، زكريا٢/٣٢٧، ٣٢٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۶۰۰۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/۱/۱۴۲۰ھ

امرد کی امامت

سوال [۲۱۶۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلۂ ذیل کے بارے میں: کہ بالغ لڑکا جس کے داڑھی نہ نکلی ہو اور وہ علم دین حاصل کررہا ہو مسائل نماز سے واقف ہو، اگر وہ امامت کرے تو کیا اس کی امامت میں کراہت ہے اور اگر مستقل طور پر امام ہو تو کیا حکم ہے؟ اور عارضی طور پر ہو تو کیا حکم ہے؟ بیان فرمائیں؟

المستفتي: محمد یاسین، اہل
ضابطہ گنج، نجیب آباد، ضلع: بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے بے ریش لڑکے کے پیچھے باریش لوگوں کی نماز مکروہ تنزیہی ہے۔

وكذا تكره خلف أمرد الظاهر أنها تنزيهية الخ. (شامی، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد کراچی ١/٥٦٢، زکریا٢/٣٠١، کوئٹہ١/٤١٥، مصری ١/٥٢٥)

مستقل طور پر بے ریش کو امام نہ رکھنا چاہئے، عارضی طور پر اگر نماز یوں میں باریش صحیح

خواں ہوں تو بھی مکروہ تنزیہی ہوگی، اور اگر صحیح خواں نہ ہوں تو بلا کراہت اس کے پیچھے نماز درست ہوجائیگی۔

وهل يقال هنا أيضاً إذا كان أعلم القوم تنتفي الكراهة ؟ فإن كانت علة الكراهة خشية الشهوة ، وهو الأظهر الخ . (شامی کتاب الصلوٰة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد کراچی ١/٥٦٢، زکریا ٢/٣٠١، کوئٹه ١/٤١٥، مصری ١/٥٢٥)

وتكره الصلوٰة خلف أمرد . (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح ، باب الإمامة ،فصل فی بیان الأحق بالإمامة دارالکتاب دیوبند/٣٠٣، الموسوعة الفقهية الكويتية ٦/٢١١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۷۰۹)

بے ریش امرد کی امامت

سوال [۲۱۶۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کی عمر سترہ سال نو ماہ کی ہے، اور ما شاء اللہ حافظ قرآن بھی ہے، لیکن ابھی داڑھی نہیں نکلی ہے، تو کیا فرض نماز پڑھا سکتا ہے، یا نہیں؟

المستفتي: عبد الولی، ضلع بستی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر زید کے زیادہ خوبصورت ہونے کی وجہ سے دوسروں کی نگاہ زید کی طرف شہوت کیساتھ پڑسکتی ہے، اور زید کے پیچھے مقتدیوں میں صحیح خواں موجود ہوں تو زید کی امامت مکروہ تنزیہی ہوگی، اور اگر نگاہ شہوت نہیں پڑسکتی ہے، اور زید صحیح خواں بھی ہے تو بلا کراہت زید کی امامت درست ہوجائیگی۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ

۱/ ۳۵۸، فتاویٰ رحیمیہ قدیم۴/ ۳٦۸، جدید زکریا۴/ ۱۸۵)

وكذا تكره خلف أمرد الظاهر أنها تنزيهية (قوله) هل يقال هنا أيضا إذا كان أعلم القوم تنتفي الكراهة فإن كانت علة الكراهة خشية الشهوة وهو الأظهر الخ. (الدر المختار، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد، كوئٹه ۱/ ٤١٥، مصری ۱/ ٥٢٥، زكريا۲/ ۳۰۱، كراچی ۱/ ٥٦۲، الموسوعة الفقهية الكويتية ٦/ ۲۱۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۲۱۲)

بے ریش امام کے پیچھے نماز کا حکم

سوال [۲۱٦۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کا قد پورا ہو چکا ہے، اور عاقل بالغ ہے لیکن ابھی داڑھی نہیں نکلی ہے، تو کیا بے ریش ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: شبّن، محلّہ پیر غیب، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر وہ بے ریش شخص خوبصورت ہے، کہ دوسرے لوگوں کا اس کی طرف نگاہِ شہوت سے دیکھنے کا احتمال ہے، اور مقتدیوں میں باریش صحیح خواں موجود ہیں، تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہوگی، اور اگر نگاہِ شہوت کی بات نہیں ہے، اور دوسرے مقتدیوں کے مقابلہ میں اچھا قرآن پڑھتا ہے تو بلا کراہت اس کے پیچھے نماز درست اور جائز ہوجائیگی۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ زکریا ۱/ ۳۵۸، فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۴/ ۳٦۸، جدید زکریا ۴/ ۱۸۵)

وكذا تكره خلف أمرد الظاهر أنها تنزيهية (قوله) هل يقال هنا

أيضا إذا كان أعلم القوم تنتفى الكراهة، فإن كانت علة الكراهة خشية الشهوة، وهو الأظهر الخ. (الدر المختار، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة، مطلب في إمامة الأمرد كراچی ١/٥٦٢، زکریا ٢/٣٠١، کوئٹه ١/٤١٥، مصری ١/٥٢٥، حاشية الطحطاوی علی المراقی، كتاب الصلوٰة، فصل فی بيان الأحق بالإمامة، جديد دار الكتاب ديوبند/٣٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶؍ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۱۴۸)

فصل في إمامة تارک الصلاة، والجماعة ، والنوافل

امام صاحب کو فجر کی نماز پڑھانا یاد نہیں رہا

سوال [۲۱٦٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتا ہے، اتفاق کی بات ہے کہ زید نے ایک روز فجر کی نماز پڑھائی لیکن نہ ہی دوران نماز اس کو علم رہا کہ میں نماز پڑھا رہا ہوں اور نہ ہی بعد میں یہ معلوم رہا کہ میں نے نماز پڑھائی ہے، جب وہ دوسروں سے معلوم کرتا ہیکہ آج کی نماز کس نے پڑھائی تو لوگ کہتے ہیں کہ تم ہی نے تو پڑھائی ہے، تو کیا ایسی صورت میں نماز ہو جائیگی ، یا اعادہ کی ضرورت پیش آئے گی۔

المستفتي: ہارون رشید، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وقت کے اندر اندر اس طرح احساس پیدا ہو جائے تو احتیاطاً وقت کے اندر نماز لوٹا لینا چاہئے ، اور اگر وقت نکل جائے تو نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے بلکہ ادا ہو چکی ہے۔

عن الحسن ، قال: إذا كان شكه بعدالإنصراف فلا بأس عليه ، وإذا شک أصلى أم لا ؟ فإن كان في وقت أعاد، وإن ذهب لم يعد. (مصنف عبدالرزاق، المجلس العلمي ۲/ ۳۱۸، رقم: ۳۵۱۹)

رجل شک فی صلوة أنه صلاها أم لا ، فإن في الوقت فعليه أن يعيد وإن خرج الوقت ثم شک فلا شيئی عليه الخ. (هنديه ، الصلاة، الباب الثاني عشر فی سجود السهو، زكريا قديم ۱/ ۱۳۰، جديد ۱/ ۱۹۰)

شک فی صلاة صلاها أم لا؟ أعاد فی الوقت . (الأشباه والنظائر الفن

الأول القاعدة الثالثة مطبع ،کراچی ۱/ ۹۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/صفر ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۱۱۵)

آنکھ نہ کھلنے کی وجہ سے فجر کی نماز قضا کرنیوالے کی امامت

سوال [۲۱۶۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کسی مجبوری کی وجہ سے فجر کی نماز فجر کے ٹائم میں نہیں پڑھتا ہے آنکھ کھلنے کے بعد فوراً ادا کر لیتا ہے، یا ظہر کی نماز سے پہلے یا بعد میں ادا کر لیتا ہے، کیا وہ شخص نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر نماز پڑھائی تو اس میں کوئی کمی ہوگی یا نہیں؟

المستفتي: عبدالستار، بچھرایوں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آنکھ نہ کھلنے کی وجہ سے جماعت نکل جاتی ہے، یا وقت نکل جاتا ہے، اور بیدار ہوتے ہی فوراً نماز پڑھ لیتا ہے، تو شرعاً کوئی گناہ نہیں ہے ایسے آدمی کی امامت بلاکراہت درست ہے، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ بھی ایسا واقعہ پیش آیا ہے، اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ یاد آنے اور بیدار ہونے پر ادا کر لی جائے۔

عن عائشةؓ ، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: رفع القلم عن ثلاثٍ : عن النائم حتى يستيقظ . (سنن النسائی ،کتاب الطلاق، باب من لا يقع طلاقه من الأزواج ، النسخة الهندية ۲/ ۸٦، دارالسلام رقم:۳٤۳۲، صحيح ابن خزيمه ، المكتب الإسلامى ۱/ ٤۹۷، رقم:۱۰۰٤ ، مسند أبى داؤد الطيالسي ، دار الكتب العلمية بيروت ۲/ ۱٥۹، رقم:۱٤۸٥)

عن أبى هريرةؓ أن رسول الله ﷺ حين قفل من غزوة خيبر –إلى– فصلى بهم الصبح ، فلما قضى الصلاة ، قال: من نسى الصلاة ، فليصلها إذا

ذکرھا. (صحیح مسلم، الصلاۃ، باب قضاء الصلاۃ الفائتة، النسخة الهندية ۱/۲۳۸، بیت الأفکار رقم: ۶۸۰، مسند الدارمی، دارالمغني ۲/۷۸۳، رقم: ۱۲۶۵)

عن أنس بن مالک، قال: سئل النبی ﷺ عن الرجل یغفل عن الصلاۃ، أو یرقد عنها، قال: یصلیها إذا ذکرها. (سنن ابن ماجه الصلاۃ، باب من نام عن الصلاۃ أو نسیها، النسخة الهندية/ ۵۰، دارالسلام رقم: ۶۹۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/ ۲۲۱۰)

فجر کی نماز باجماعت نہ پڑھنے والے مؤذن کی امامت

سوال [۲۱۶۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ صبح کی نماز جماعت سے مؤذن صاحب ادا نہیں کرتے، جب امام صاحب باہر ہوتے ہیں، تو مؤذن صاحب نماز پڑھاتے ہیں، کیا ان کے پیچھے نماز ادا ہو جاتی ہے؟

المستفتي: محمد سلمان غفرلہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا عذر جماعت چھوڑنے والا شخص فاسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، تاہم اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے، اور اگر مؤذن صاحب اپنی اس حرکت سے باز آجائیں تو ان کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہوسکتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳/ ۳۴)

فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ. (الماعون: ۴،۵)

قال عبد اللہ، من سرہ أن یلقی غداً مسلماً فلیحافظ علی هذه الصلوات المکتوبات حیث ینادی بهن فإنهن من سنن الهدیٰ، وإن اللہ قد شرع لنبیکم صلی اللہ علیه وسلم سنن الهدیٰ، ولعمري ما أخال أحدکم إلا

وقد اتخذ مسجداً في بيته، ولو أنكم صليتم في بيوتكم كما يصلى هذا المخلف في بيته لتركتم سنة نبيكم، ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم، الحديث. (مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ١/٥١٦، رقم:١٩٧٩)

لا تقبل شهادته إذا تركها استخفافا بذلک ومجانة أما إذا تركها سهوا أو تركها بتأويل بأن يكون الإمام من أهل الأهواء أو مخالفا لمذهب المقتدى لايراعى مذهب المقتدى فلا يستوجب الإساءة وتقبل شهادته الخ. (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة، كوئٹه١/٣٤٥، زكريا ١/٦٠٣ ومثله شرح النقايه، كتاب الصلاة، باب القراءة فى الصلاة، اعزازيه ديوبند ١/٨٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳/رجب ۱۴۱۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۵۸۴۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۷/۳ھ

جماعت سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت

سوال [۲۱۶۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص تارک جماعت ہے یعنی جماعت سے نماز نہیں پڑھتا ہے، یا پابندی سے نہیں پڑھتا ہے، گاہِ بگاہے مسجد میں آجاتا ہے، ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: محی الدین، قصبہ: سہس پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کسی عذر کی بناء پر جماعت میں حاضر نہیں ہو پاتا ہے تو بلاکراہت درست ہے، اور اگر بلاعذر جماعت ترک کیا کرتا ہے، تو ایسا شخص شرعاً فاسق مردود الشہادت ہے اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم/۳۴۷، جدید زکریا/ ۳۲۹، فتاویٰ دار العلوم ۳/۳۰۴)

عن أبي هريرةؓ أن رسول الله ﷺ قال: والذي نفسي بيده لقد هممت أن آمر بحطب ليحطب ثم آمر بالصلوٰة، فيؤذن لها ثم آمر رجلا فيؤم الناس ثم أخالف إلىٰ رجال فأحرق عليهم بيوتهم . الحديث (صحيح البخاری ، كتاب الأذان ، باب وجوب صلوٰةالجماعة ، النسخة الهنديه ١/٨٩ ، رقم: ٦٣٥ ، ف: ٦٤٤)

إن تارك الجماعة يستوجب إساءة ولاتقبل شهادته إذا تركها استخفافا بذلك ومجانة أما إذاتركها سهواً أو تركها بتأويل بأن يكون الإمام من أهل الأهواء أو مخالفاً لمذهب المقتدى لا يراعى مذهبه فلا يستوجب الإساءة وتقبل شهادته الخ . (البحرالرائق ، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة زكريا ١/٦٠٣ كوئٹه ١/٣٤٥)

وكذا الأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها من غير عذر يعزر وتردُّ شهادته ويأثم الجيران بالسكوت عنه . (كبيرى كتاب الصلوٰة، باب الإمامة قديم /٤٧٥ ، جديد اشرفيه ديوبند/٥٠٩)

كون الكراهة فى الفاسق تحريمية. (طحطاوى على المراقى، كتاب الصلوٰة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة قديم/١٦٥ ، دارالكتاب ديوبند /٣٠٣، فتاوىٰ محموديه قديم٢/٧٠، جديد ڈابھیل ٦/١٤٩)

آپ کے اس سوال کا جواب ۱۵/صفر ۱۴۰۸ھ، کورجسٹر نمبر ۲۳/۵۲۰، میں دے دیا گیا تھا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۵۹۳/۲۳)

تارک جماعت کی امامت

سوال [۲۱۷۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص تارک

جماعت ہے یعنی جماعت سے نماز نہیں پڑھتا ہے، نماز کی جماعت چھوڑ دیتا ہے، ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: محی الدین، قصبہ سہس پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بلا عذر شدید تارک جماعت فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے ہاں البتہ اگر عذر شدید ہے یا دوسرے مذہب کا امام ہے تو ترک جماعت سے فاسق نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/ ۷۰، جدید ڈابھیل ٦/ ۴۰۹، فتاویٰ رشیدیہ قدیم/ ۲۵۹، جدید زکریا/ ۳۴۱، فتاویٰ دار العلوم ۳/ ۳۵۸)

عن عبد الله، قال من سره أن يلقى الله عز وجل غدا مسلماً، فليحافظ على هؤلاء الصلوات الخمس، حيث ينادى بهن فإن الله قد شرع لنبيكم صلى الله عليه وسلم سنن الهدىٰ، وإنهن من سنن الهدىٰ، وإني لا أحسب منكم أحداً إلا له مسجد يصلى فيه في بيته، ولو صليتم في بيوتكم، وتركتم مساجدكم، لتركتم سنة نبيكم، صلى الله عليه وسلم ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم. (مسند أبي داؤد الطيالسي، دارالكتب العلمية بيورت ١/ ٢٤٧، رقم: ٣١١، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ١/ ٥١٦، رقم: ١٩٧٩، المعجم الكبير للطبراني، دارا حياء التراث العربي ٩/ ١١٦، رقم: ٨٥٩٦، ٨٥٩٧)

إن تارك الجماعة يستوجب إساءة ولا تقبل شهادته إذا تركها استخفافاً بذلك ومجانةً، أما إذا تركها سهواً أو تركها بتأويل بأن يكون الإمام من أهل الا هواء أو مخالفا لمذهب المقتدى لايراعى مذهبه فلا يستوجب الإساءة وتقبل شهادته الخ. (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة، زكريا ١/ ٦٠٣، كوئٹه ١/ ٣٤٥، كبيرى، كتاب الصلوٰة، فصل فى الإمامة قديم/ ٤٧٥،

جدید اشرفیه /۹ ۰ ۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵؍صفر ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۵۲۱)

تارک صلوٰۃ کی امامت

سوال [۲۱۷۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص جو پنج وقتہ نماز کا پابند نہیں ہے، یعنی شب وروز میں ایک دو ہی نمازیں پڑھتا ہو اور کبھی کبھار ہفتہ میں ایک دو نمازیں پڑھ لیتا ہو اسکو نماز عیدین کا امام بنانا کیسا ہے؟ اور ایسے شخص کے پیچھے عوام وخواص کی نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتي: علیم الدین، سرجن نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جو شخص ایسا غافل ہو کہ نماز پنجگانہ میں بعض پڑھتا ہو اور بعض ترک کر دیتا ہو تو ایسا شخص شرعا فاسق ہے اسکو نماز عیدین ونماز پنجگانہ کا امام بنانا درست نہیں، کیونکہ وہ شرعاً امامت کا اہل نہیں ہے، اسکے پیچھے نماز مکروہ ہوگی، وہاں والوں پر لازم ہے کہ کوئی متبع شریعت پابند صوم وصلوٰۃ امام مقرر کریں۔

إن تارك الجماعة يستوجب إساءة ولا تقبل شهادته إذا تركها استخفافا بذلك ومجانة الخ. (البحر الرائق، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة زكريا ۱/ ۶۰۳، كوئٹه ۱/ ۳۴۵)

كون الكراهة فى الفاسق تحريمية الخ. (طحطاوى على المراقى، كتاب الصلوٰة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة قديم/ ۱۶۵، جديد دارالكتاب ديوبند/ ۳۰۳)

وإن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (شامى كتاب الصلوٰة، باب الإمامة قبيل

مطلب البدعة خمسة أقسام کراچی ۱/ ٥٦٠، زکریا۲/ ۲۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۵/ ۱۴۱ ۵ ۱)

ایک دو نماز ترک کرنے والے کا جمعہ وعیدین کی امامت کرنا

سوال [۲۱۷۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نمازوں کی پابندی نہیں کرتا اور پنجوقتہ نمازوں میں اکثر ایک دو وقت کی نماز ترک کر دیتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے بلا کسی عذر شرعی کے نماز جمعہ وعیدین درست ہے یا نہیں؟ جواب صحیح سے نوازیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتي: عبدالرحمٰن، مرادآبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا شخص شرعاً فاسق ہے وہ امامت کا اہل نہیں، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر اس کے پیچھے نماز پڑھ لی تو درست ہوجائیگی، واجب الاعادہ نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/ ۱۴۶، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/ ۹۳، جدید ڈابھیل ٦/ ۱۵۵)

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ. (الماعون: ٤، ٥)

عن بن عباسؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من ترك صلاة لقي الله وهو عليه غضبان. (المعجم الكبير للطبراني، داراحياء التراث العربي ١١/ ٢٩٤، رقم: ١١٧٨٢)

وتاركها عمداً مجانة أي تكاسلاً فاسق الخ. (درمختار مع الشامی، کتاب الصلوٰة ١/ ٢٥٩، کراچي ١/ ٣٥٢)

وتارك الصلوٰة غير مبال بها فاسق الخ. (طحطاوی، کتاب الصلوٰة،

قدیم/۳ ۹،جدید دارالکتاب دیو بند/١٧٤)

ويـكـره إمامة عبد وفاسق الخ. (البحر الرائق كتاب الصلوٰة، باب الإمامة زكريا١/٦١٠، كوئٹه ١/٣٤٨، شامي كتاب الصلوٰة، باب الإمامة كراچی ١/٥٦٠، زكريا٢/٢٩٩، مصری١/٤١٣)

ويكره تقديم فاسق كراهة تحريم الخ.(صغيری، مطبع مجتبائی دهلی/٢٦)

مـن صـلى خلف فاسق ومبتدعٍ ينال فضل الجماعة لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع الخ. (البحرالرائق، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة زكريا١/٦١٠، كوئٹه١/٣٤٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍صفر ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر:۲۳/ ۵۱۱)

عمداً نماز پنجگانہ چھوڑنے والا امامت کا اہل نہیں

سـوال [۲۱۷۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص تارک نماز ہے یعنی کبھی جمعہ وعیدین کی نماز پڑھ لیتا ہے، پانچ وقت کی نماز نہیں پڑھتا ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: محی الدین، شمس پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الـجـواب وبـالله التوفيق: ایسا شخص فاسق ہے امامت کا اہل نہیں ہے، اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اگر پڑھ لی جائے تو درست ہو جائیگی واجب الاعادہ نہیں۔

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم۳/ ۱۴۶، امداد الفتاویٰ ۱/۳۳۴، احسن الفتاویٰ ۳/۲۶۳)

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلاتِهِمْ سَاهُوْنَ. (الماعون: ٤،٥)

عـن جابر أن النبي ﷺ قـال: بيـن الكفر والإيمان ترك الصلاة. (سنن

الترمذی، الإیمان، باب ماجاء في ترك الصلاة، النسخة الهندیه ٢/ ٩٠، دارالسلام رقم:٢٦١٨)

وتارکها عمداً مجانة أي تکاسلاً فاسق الخ. (درمختار، کتاب الصلاۃ، کراچی ١/ ٣٥٢، زکریا٢/ ٢٥٩)

وتارک الصلوٰۃ غیر مبال بها فاسق یحبس حتی یصلی الخ.

(طحطاوی علی الدر، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة کوئٹه/٩٣)

وکره إمامة العبد والفاسق الخ. (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان الأحق بالإمامة دارالکتاب دیوبند/ ٣٠٢، قدیم/ ١٦٥)

ویکره تقدیم الفاسق کراهة تحریم الخ. (صغیری قدیم/ ٢٦٤)

فإن أمکن الصلوٰۃ خلف غیرهم فهو أفضل وإلا فالاقتداء أولیٰ من الانفراد (قوله) وینال فضل الجماعة ولکن لاینال کما ینال خلف تقی ورعٍ الخ. (البحرالرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا١/ ٦١٠، کوئٹه ١/ ٣٤٩)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ صفر ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۵۲۱)

مہینہ میں صرف ۷ یا ۸/ دن نماز پڑھنے والے کی امامت

سوال [۲۱۷۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو امام مہینہ میں سات یا آٹھ دن فجر کی نماز پڑھتا ہے اور باقی دنوں میں بغیر عذر کے قضا کرتا رہتا ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے؟ یا نہیں؟

المستفتي: قاسم، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا شخص شرعاً فاسق ہے امامت کا حقدار

نہیں ،اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے البتہ اگراس کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے تو مع الکراہت درست ہوجائیگی ، واجب الاعادہ نہیں ،تنہا پڑھنے سے بہتر ہے۔(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/۹۳، جدید ڈابھیل ٦/ ١٥٥،فتاویٰ دارالعلوم ۳/ ١٤٦، امداد الفتاویٰ/ ٤٨٦، احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۲٦۳)

عن أبي هريرة رضى الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، قال: والذي نفسى بيده لقد هممت أن آمر بحطب ليحطب ثم آمر بالصلوٰة، فيؤذن لها ثم آمر رجلا فيؤم الناس ثم أخالف إلى رجال فأحرق عليهم بيوتهم. الحديث. (صحيح البخارى، كتاب الصلوٰة، باب وجوب صلوٰة الجماعة، النسخة الهندية ١/ ٨٩، رقم:٦٣٥، ف:٦٤٤)

وتاركها عمداً أي تكاسلا فاسق الخ. (درمختار ، كتاب الصلوٰة، كراچى ١/ ٣٥٢، زكريا ٢/ ٥، مصرى ١/ ٢٥٩، طحطاوى ، كتاب الصلوٰة ، جديد دارالكتاب ديوبند/ ١٧٤، قديم/ ٣٩)

ويكره تقديم الفاسق كراهة تحريم الخ. (صغيرى مطبع مجتبائى دهلى/ ٢٦٤، طحطاوى ، كتاب الصلوٰة، فصل فى الأحق بالإمامة جديد دارالكتاب ديو بند/ ٣٠٣، قديم/ ١٦٥)

فإن أمكن الصلوٰة خلف غيرهم فهو أفضل والا فالاقتداء اولىٰ من الانفراد(إلىٰ قوله) وينال فضل الجماعة لكن لاينال كما ينال خلف تقى ورعٍ الخ. (البحرالرائق،كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة زكريا ١/ ٦١٠، كوئٹه ١/ ٣٤٩)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفااللہ عنہ
۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ٦۵۱)

دووقت کی نماز پڑھنے والے کی امامت

سوال [۲۱۷۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص باصلاحیت عالم اور حافظ ہے مگر شب وروز میں صرف دووقت کی نماز ادا کرتا ہے، باقی فرائض کو جان بوجھ کر ترک کردیتا ہے، تو کیا ہم اس امام کی اقتدا کریں گے اور ایک دوسرا شخص ہے نماز کے ارکان سے خوب واقف ہے مگر اسکی زبان میں کچھ لکنت ہے، بڑی شین کی جگہ چھوٹی سین کہتا ہے ص اور ث میں کوئی فرق نہیں کرتا ہے ادا کرنے میں یہ شخص بہت کوشش کرتا ہے مشق بھی کرتا ہے مگر ادا نہیں ہوتا ہے پیدائش ہی سے اس کی زبان میں لکنت ہے تو ہم کس امام کی اقتداء کریں اوپر والے کی یا اس امام کی؟

المستفتي: ضیاء الرحمٰن، نیپالی، متعلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جو شخص دووقت کی نماز پڑھتا ہے اور بقیہ نمازیں ترک کردیتا ہے، وہ شرعاً فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔

ولذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم إهتمامه بالدين وكون الكراهة في الفاسق تحريمية الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، جدید دارالکتاب/۳۰۲، قدیم/۱٦٥)

اور جس شخص کی زبان میں لکنت ہے قرآن صحیح نہیں پڑھتا ہے، اس کے پیچھے صحیح پڑھنے والوں کی نماز صحیح نہیں ہوتی ہے۔

فلا يصح (إلى قوله) والفأفأة والتمتمة واللثغ (إلى قوله) لايكون إماما لغيره وإذا لم يجد في القرآن شيئاً خالياً عن لثغة وعجز عن إصلاح لسانه آناء الليل وأطراف النهار فصلاته جائزة لنفسه الخ. (مراقی مع الطحطاوی، کتاب

الصلوٰة، باب الإمامة دارالکتاب ۱۵۷/۲۸۹/) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۳۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۶/۱۱ھ

جمعہ کے دن تارکِ فجر کا نماز جمعہ کی امامت کرنا

سوال [۲۱۷٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو امام جمعہ کے دن فجر کی نماز بغیر عذر کے نہیں پڑھتے ہیں کیا انکے پیچھے جمعہ کی نماز اور خطبہ درست ہے؟ مفصل جواب سے نوازیں۔

المستفتي: سخاوت حسین، مرشد آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ایسا شخص فاسق ہے اس کے پیچھے نماز جمعہ وخطبہ مکروہ تحریمی کے ساتھ صحیح ہو جائے گا۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ .(الماعون: ٤،٥)

قال فی شرح المنية: والأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها بلا عذر يعزر وترد شهادته. (شامی کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۵۵۲/۱، زکریا ۲۸۷/۲)

وكره إمامة الفاسق لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً، فلا يعظم بتقديمه للإمامة (تحته) كون الكراهة فى الفاسق تحريمية. (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، باب الإمامة قدیم/۱٦۵، دارالکتاب دیوبند جدید/۱ ۳۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵/ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ٦۵۱)

سنتوں کا اہتمام نہ کرنے والے کی امامت

سوال [۲۱۷۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر امام سے گاہ بگاہِ سنت مؤکدہ نکل جاتی ہے، اور امام نے بغیر سنت مؤکدہ ادا کئے فرض نماز پڑھادی تو ایسی صورت میں فرض نماز ہوگی یا نہیں؟

امام صاحب سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ کا اہتمام نہیں کرتے ہیں تو اس حالت میں فرض نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتي: محمد طارق انور رشیدی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سنت مؤکدہ کا اہتمام ضروری ہے خاص طور پر امام کیلئے سنت مؤکدہ میں لاپرواہی نہایت نقصان دہ ہے اتفاق سے کبھی کسی عذر سے چھوٹ جائے تو اس کو بعد میں پڑھ لینا چاہئے، لیکن اگر لاپرواہی کا سلسلہ شروع ہوجائے اور یہ سلسلہ باربار پیش آنے لگے اور بعد میں پڑھنے کا بھی اہتمام نہ ہو تو فقہاء نے ایسے شخص کو فاسق کہا ہے، اور امامت بھی اسکی مکروہ ہے، اس کے بجائے کسی متبع سنت امام کا انتظام ہونا چاہئے۔

قال الفقيه: أبو الليث السنة ما يكون تاركها فاسقا وجاحدها مبتدعا والنفل مالايكون تاركه فاسقاً ولا جاحده متبدعا. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الطهارة، فصل في سنن الوضوء دارالكتاب ديوبند /٦٤، قديم ٣٥، الجوهره، كتاب الطهارة، سنن الطهارة ١ /٤)

سنة أخذها هدى وتركها ضلالة. (شرح النقايه، كتاب الصلوٰة، باب القراءة في الصلاة، اعزازيه ديوبند ١ /٨٤) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍صفر ۱۴۲۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۷۹۰۳/۳٦)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲/۱/۱۴۲۴ھ

نوافل کی پابندی نہ کرنے والے کی امامت

سوال [۲۱۷۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مغرب اور عشاء کی نماز میں امام صاحب کا نفل چھوڑ دینا اور فجر میں التحیات کی حالت میں دائیں پیر کو کھڑا نہ کرنا کیسا ہے؟ اکثر امام صاحب کو دیکھا گیا ہے؟

المستفتي: محمد اسماعیل، ہلدور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھ لیتے ہیں، اور اس کے بعد پھر دو رکعت نفل یا چھ رکعات اوابین کی نماز امام صاحب نہیں پڑھتے ہیں، اسی طرح عشاء کی نماز میں وتر کے بعد نفل نہیں پڑھتے ہیں، تو امام صاحب پر نہ کوئی الزام ہے اور نہ شرعی طور پر کوئی دار و گیر ہے، یہ اختیاری نماز ہے، جو پڑھے گا اس کیلئے بلند درجات ہیں اور جو نہیں پڑھے گا اس کو وہ ثواب نہیں ملیگا، اور ان نوافل کے نہ پڑھنے کی وجہ سے امام صاحب کی امامت اور ان کی دیانتداری میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم/ ۱۱۸، جدید ڈابھیل ۷/ ۲۰۴)

عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: من صلیٰ بعد المغرب ست ركعات، لم يتكلم فيما بينهن بسوء عدلن له بعبادة ثنتي عشرة سنة. (ترمذی شريف، الصلاة، باب ماجاء في فضل التطوع وست ركعات بعد المغرب، النسخة الهندية ۱/ ۹۸، دارالسلام رقم: ۴۳۵، سنن ابن ماجه، الصلاة، باب ماجاء فی الست ركعات بعد المغرب، النسخة الهندية / ۸۱، دارالسلام رقم: ۱۱۶۷، الصلاة، باب ماجاء فی الصلاة، بين المغرب والعشاء، النسخةالهندية ۹۸، دارالسلام رقم: ۱۳۷۴، صحيح ابن خزيمه المكتب الإسلامی ۱/ ۵۸۸، رقم: ۱۱۹۳، المعجم الأوسط دارالفكر ۱/ ۲۳۹، رقم: ۸۱۹)

اور مرد کیلئے قعدہ کی حالت میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دایاں پیر کھڑا کرکے اور

بایاں پیر بچھا کر اس پر بیٹھے بلا عذر مسنون طریقہ کے خلاف بیٹھنا مکروہ ہے، لہٰذا اگر امام صاحب کسی عذر کی وجہ سے دایاں پیر کھڑا نہیں کرتے ہیں تو کسی طرح قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

عن عائشةؓ قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ، يستفتح الصلاة، بالتكبير ، -إلى- وكان يفرش رجله اليسرىٰ وينصب رجله اليمنىٰ ، وكان ينهى عن عقبة الشيطان، وينهى أن يفترش الرجل ذراعيه افتراش السبع. (صحيح مسلم، الصلاة ، باب الاعتدال في السجود ، النسخة الهندية ١/١٩٤، بيت الأفكار رقم:٤٩٨)

عن عبد الله أنه أخبره : أنه كان يرى عبد الله بن عمرؓ يتربع في الصلاة، إذا جلس ، ففعلته وأنا يومئذ حديث السن، فنهاني عبد الله بن عمرؓ وقال: إنما سنة الصلاة أن تنصب رجلك اليمنىٰ، وتثني اليسرى ، فقلت : إنك تفعل ذلك ؟ فقال: إن رجلي لا تحملاني . (صحيح البخاري ، الأذان ، باب سنة الجلوس في التشهد، النسخة الهنديه ١/١١٤، رقم:٨١٩، ف:٨٢٧)

وسننها افتراش رجله اليسرىٰ(في الشامية) مع نصب اليمنىٰ سواء كان في القعدة الأولىٰ أو الأخرىٰ . (شامي ، الصلاة ، باب صفة الصلاة ، زكريا٢/١٧٤، كراچی ١/٤٧٧)

وكره التربع بلا عذر أما بالعذر فلا كراهة لأن العذر يبيح ترك الواجب فأولىٰ السنة . (طحطاوي على المراقي ، الصلاة، فصل في المكروهات /١١٢، دارالكتاب ديوبند/٣٤٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٣/ رجب ١٤٢٣ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٦/ ٧٧٧٥)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٢٣/٧/١٤٢٣ھ

سنت کی پابندی کرنے والے امام پر زبانِ طعن دراز کرنا

سوال [۲۱۷۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں، فرائض نماز اور واجبات نماز وسنن نماز کی رعایت رکھتے ہیں جس میں تقریباً ۸ یا ۹ رمنٹ لگ جاتے ہیں، ''سمع الله لمن حمده'' کہنے کے بعد ''ربنا لک الحمد'' بھی کہتے ہیں، تو امام صاحب کے سجدہ میں جانے سے پہلے بعض مقتدی سجدہ میں چلے جاتے ہیں اسی طرح جلسہ میں '' اَللّٰهُمَّ اغفر لی وارحمنی وعافنی وأهدنی '' پڑھتے ہیں تو بعض مقتدی امام صاحب سے پہلے سجدہ میں چلے جاتے ہیں بعدۂ سلام پھیرنے کے امام صاحب کو کہتے ہیں، کہ تم غلط نماز پڑھاتے ہو جس میں ہمارے ماسٹر محمد فاروق حافظ شکیل احمد عرف رمضان کہتے ہیں، کہ تم ضدی ہو اپنی ضد سے باز آ جاؤ، تم نماز میں کافی وقت خرچ کرتے ہو اور دلیل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو فرمایا کہ نماز ہلکی پھلکی پڑھایا کرو، ارشاد فرمایئے، کہ امام صاحب گنہگار رہیں گے یا مقتدی جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے؟

المستفتي: حافظ امین الدین،
نارائن پور، نجیب آباد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: امام کیلئے نماز میں فرائض واجبات اور سنتوں کی رعایت کرنا ضروری ہے، اس میں کسی قسم کی کوتاہی مناسب نہیں ہے، اور حدیث میں جو ہلکی پھلکی نماز پڑھنے کے متعلق وارد ہوا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ لمبی لمبی سورتیں نہ پڑھی جائیں، لہٰذا مقتدیوں کو امام صاحب پر یہ اعتراض کرنا کہ تم غلط نماز پڑھاتے ہو صحیح نہیں ہے، یہ مقتدیوں ہی کی غلطی ہے، امام صاحب اپنی جگہ درست پر ہیں۔

وفی المضمرات شرح القدوری أي لا يزيد على القراءة المستحبة

ولا يثقل على القوم ولكن يخفف بعد أن يكون على التمام والإستحباب .

(البحرالرائق ، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة زکریا ۱/ ٦١٤، کوئٹہ ۱/ ۳٥۱)

اورامام صاحب کا ''**سمع الله لمن حمده**'' کہنے کے بعد ''**ربنا لک الحمد**'' کہنے کے بارے میں حنفی مسلک کے فقہاء کے درمیان دوطرح کے قول ہیں،

(۱) حضرت امام ابوحنیفہؒ کے ایک قول کے مطابق امام صرف '' **سمع الله لمن حمده**'' کہے، ربنا لک الحمد نہ کہے۔

(۲) اورامام ابوحنیفہؒ کے دوسرے قول نیز حضرت امام ابویوسفؒ اورامام محمدؒ کے نزدیک امام ربنا لک الحمد بھی کہے گا، اور بعد کے فقہاء نے دونوں طرح کے قول کیلئے وجہ ترجیح بھی بیان کی ہے، اسلئے امام صاحب کواختیار ہے چاہے ربنا لک الحمد کہے یا نہ کہے، اس پر کسی بھی مقتدی کواعتراض کاحق نہیں ہے۔

ويكفى به الإمام وقالا يضم التحميد سراً وفى الشامية: وهو رواية عن الإمام أيضاً وإليه مال الفضلى والطحاوى وجماعة المتأخرين ، واختاره فى الحاوى القدسى ، ولكن المتون على قول الإمام . (شامی ، کتاب الصلاۃ باب صفة الصلاۃ، کراچی ۱/ ٤٩٧، زکریا ۲/ ۲۰۱)

اور دونوں سجدوں کے درمیان امام صاحب جو دعا پڑھتے ہیں وہ حدیث سے ثابت ہے حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عن ابن عباسؓ أن النبى ﷺ كان يقول بين السجدتين ، اَللّٰهُمَّ اغفرلى وارحمنى واجبرنى وأهدنى وارزقنى . (ترمذی شریف ، الصلاۃ، باب ما يقول بين السجدتين ۱/ ٦۳، دارالسلام رقم: ٢٨٤)

لیکن اس قسم کی دعائیں نفلوں میں پڑھنا بالاتفاق مستحب ہے، اورفقہاء نے لکھا ہے کہ فرائض میں ان مقامات میں اس قسم کی دعائیں مسنون یا مستحب نہیں ہیں اور حدیث نوافل پرمحمول ہے درمختار کی عبارت ملاحظہ فرمائیے:

ویجلس بین السجدتین مطمئناً ولیس بینهما ذکر مسنون وکذا لیس بعد رفعه من الرکوع دعاءٌ وکذا لا یأتی فی رکوعه وسجوده بغیر التسبیح علی المذهب وما ورد محمول علی النفل . (شامی ،کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، زکریا۲/ ۲۱۳، کراچی ۱/ ۵۰۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/ ۷۵۹۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/ ۴/ ۱۴۲۳ھ

فصل: في إمامة الفاسق

فاسق کی تعریف اور اس کے پیچھے نماز کا حکم

سوال [۲۱۸۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ فاسق کی تعریف کیا ہے کیا فاسق شخص کے پیچھے نماز ہو جائیگی؟

المستفتي: سید شاکر حسین، اورنگ آباد، مہاراشٹر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا شخص شرعاً فاسق ہے اور جب کہیں دوسری جگہ باجماعت نماز مل سکتی ہے، ایسی حالت میں فاسق کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے اور جب فاسق امام کے علاوہ دوسرا امام دستیاب نہ ہو تو تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں ایسے شخص کی اقتداء میں باجماعت نماز ادا کرنا زیادہ افضل ہے، اس صورت میں باجماعت نماز ادا کرنے کا ثواب ملیگا، البتہ بہر دوصورت فاسق کی اقتداء میں ادا کی گئی نماز درست ہے، اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

ویکره إمامة الفاسق ولعل المراد به من یرتکب الکبائر. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۲/ ۲۹۸، کراچی ۱/ ۵۵۹)

بل مشی فی شرح المنیة علی أن الکراهة تقدیمه کراهة تحریم لما ذکرنا. (شامی، باب الإمامة، زکریا ۲/ ۲۹۹، کراچی ۱/ ۵٦۰)

وفی الفتاوی لو صلی خلف فاسق أو مبتدع ینال فضل الجماعة ۔ (البحرالرائق، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة، زکریا ۱/ ٦۱۰، کوئٹه ۱/ ۳٤۹)

فإن أمکن الصلاة خلف غیرهم فهو أفضل وإلا فالاقتداء أولیٰ من

الانفراد الخ. (البحرالرائق ،كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، زكريا ١/ ٦١٠، كوئٹه ١/ ٣٤٩)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴۳۲/۸/۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/ ۱۰۴۸۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۸/۱۳ھ

فاسق کی امامت کا حکم

سوال [۲۱۸۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) زید مسجد میں امامت کرتا ہے، اور فاسقوں جیسے فعل کرتا ہے، مثلاً داڑھی دوانگلی سے کم رکھتا ہے، زائد کو کترواديتا ہے، کیا اس امام کے پیچھے نماز ہوجائیگی؟ نیز وہ امام اپنے کو حنفی کہتا ہے۔

(۲) اگر ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے تو کیا جو نمازیں اس سے پہلے اس کے پیچھے پڑھی ہیں تو ان کا دہرانا ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) بکر اور اہل محلّہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے ہیں، کیا بکر اور اہل محلّہ کا یہ فعل جائز ہے؟ زید مذکورہ زبردستی امامت کررہا ہے، محلّہ والے اس کو ہٹانا چاہتے لیکن زید ہائی کورٹ سے آرڈر لاکر نماز پڑھا رہا ہے، زید کے چند دوست نمازیں پڑھتے ہیں اور کمیٹی والے بھی اس (زید) کا ساتھ دیتے ہیں۔

(۴) محلّہ والے کیا کمیٹی والوں سے اختلاف کرکے دوسری کمیٹی بنا سکتے ہیں، جو اہل محلّہ کی پسند کا باشرع امام رکھیں، بینواوتوجروا۔

(۵) ایک اور امام ہے جو دوسری مسجد میں امامت کررہا ہے، لیکن اس امام کی کھل کر حمایت کرتا ہے، کیا اس دوسرے امام کے پیچھے نمازیں اہل محلّہ پڑھیں؟ اس دوسرے امام کی اقتداء کرنا کیسا ہے؟ نمازیں ہونگی یا نہیں؟

(٦) اور اقتدا میں اس دوسرے امام کی نمازوں کا کیا حال ہوگا، دہرانا پڑے گا، اگر اہل محلّہ قدرت رکھتے ہوئے ایسے امام اور ارا کین مسجد کو نہ ہٹائیں تو کیا اہل محلّہ گناہ گار ہونگے۔

(۷) ایسے امام اور اراکین مسجد کو ہٹانا ضروری ہے یا نہیں؟ شریعت مطہرہ کیا کہتی ہے، تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتي: نوراحمد شریف، میسور، کرناٹک

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق :(۱) داڑھی ایک مشت سے کم کرانے والا شرعاً فاسق اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، ایسا شخص امامت کا اہل نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے، البتہ نماز لوٹانا واجب نہیں ہے۔

والسنة فيها القبضة (إلیٰ قوله) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته الخ. (الدر المختار، کتاب الخطر والإباحة، باب الاستبراء زکریا۹/۵۸۳، کراچی ٦/٤٠٧، کتاب الصوم تحت الأخذ من اللحية، کراچی ٢/٤١٨، زکریا٣/٣٩٧)

(۲) نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ہوجاتی ہے، واجب الاعادہ نہیں ہے۔

ولو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع الخ. (البحرالرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة، زکریا١/٦١٠، کوئٹہ ١/٣٤٩)

(۳) اگر بکر اور محلّہ والے ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھکر کسی باشرع آدمی کے پیچھے اپنی نماز ادا کرتے ہیں تو یہ ان کے لئے افضل وبہتر ہے، لیکن اگر مذکورہ فاسق امام کے پیچھے باجماعت نماز نہ پڑھ کر تنہا نماز ادا کرتے ہیں تو ان کیلئے یہ افضل وبہتر نہیں ہے بلکہ تنہا پڑھنے سے فاسق کے پیچھے باجماعت نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

ويكره الاقتداء بهم (إلیٰ قوله) فإن أمكن الصلوٰة خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فالاقتداء أولیٰ عن الانفراد. (البحرالرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا١/٦١٠، کوئٹہ ١/٣٤٩)

(۴) اگر فتنہ وفساد کا خطرہ نہ ہو تو بنا سکتے ہیں۔

والبانی للمسجد أولیٰ من القوم بنصب الإمام والمؤذن فی المختار إلا إذا عین القوم أصلح مماعینه. (مجمع الأنہر، کتاب الوقف دارالکتب العلمیة بیروت ۶۰۳/۲، مصری قدیم ۷۵٤/۱، البنایه، اشرفیه دیوبند ۲٤۱/۱۳)

(۵) اگر دوسرا امام باشرع ہے تو اس کے پیچھے نماز باکراہت درست ہوگی، اور اس کا فاسق امام کی حمایت کرنا کسی حکمت یا مصلحت کی بناپر ہے، معلوم ہونے کے بعد ہی غور کیا جاسکتا ہے۔

(۷) بلاکسی فتنہ وفساد کے اہل محلّہ کمیٹی امام کو بدلنے پر قادر ہیں تو ان پر لازم ہے کہ تبدیل کردیں، اور امام ومتولی اور اراکین مسجد کا باشرع ومتبع سنت ہونا لازم ہے، ایسے باشرع لوگ ہوتے ہوئے نااہل کو ذمہ دار بنانا ہرگز درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۱۶۶/۲، جدید زکریا ۳۷/۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ر رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۲۲۰/۲۵)

فاسق کی امامت کا حکم

سوال [۲۱۸۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید حافظ ہے اور امامت کرتا ہے اس کی بیوی پردہ وغیرہ کا بالکل خیال نہیں کرتی ہے، دروازہ چوپٹ کھلا ہوا رہتا ہے اس پر کسی کپڑے کے پردہ وغیرہ کا بھی انتظام نہیں آنگن میں بلا جھجھک بغیر کسی حجاب دوپٹہ کے ننگے سر گھومتی پھرتی رہتی ہے، حتیٰ کہ آنگن میں چارپائی پر لیٹی بھی رہتی ہے، نمازی حضرات پردہ کے بارے میں کہہ کر تھک چکے ہیں، اب ان سے نمازی ناراض بھی رہنے لگے ہیں، امام صاحب کا حال یہ ہے کہ ان کو ٹیلی ویژن کا شوق ہے ناٹک وغیرہ اور کیا کیا واللہ اعلم دیکھتے رہتے ہیں، اس کی وجہ سے تبلیغی کام کیلئے بھی انکے پاس وقت نہیں ہے، سو پوچھنا یہ ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے، نماز میں کوئی کراہت تو نہیں آتی وہ منصب امامت پر رہنے کے حقدار ہیں یا نہیں؟ امامت

چھوڑ کر اپنا پیشہ کام کھیتی باڑی دیکھنا چاہئے؟

المستفتي: مصلیان مسجد محلّہ نوادہ سرائے، سنبھل، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس شخص کے یہاں شرعی پردہ کا اہتمام نہ ہو اور خود امام کو ٹیلی ویژن کا شوق ہو تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے بجائے اسکے کسی متبع شریعت امام کا انتظام کرنا چاہئے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ٣/ ٢٨٨، امداد الاحکام ٢/ ١٣٠)

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَّشْتَرِىْ لَهْوَا لْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ. (سورة لقمان: ٦)

عن مرثد بن ابي مرثد العتوى وكان بدرياً قال قال رسول الله ﷺ، إن سركم أن تقبل صلاتكم فليؤمكم خياركم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم عزوجل. (المستدرك، كتاب معرفة الصحابة، مكتبه نزار مصطفى البازجديد ٥/٤ ١٨٦، رقم: ٤٩٨١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۶۶۴۳)

فاسق کی امامت کا حکم

سوال: [۲۱۸۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسلمان جو داڑھی شرعی حد سے کم رکھتا ہے، نہ وہ دینی تعلیم کی کوئی ڈگری رکھتا ہے نہ حافظ ہے نہ مولوی ہے نہ مقامی تبلیغی جماعت کا فرد ہے، نہ اس کے پاس دنیوی درجوں کی تعلیم کی کوئی ڈگری ہے ایسا شخص اگر دینی تقریر کرتا ہے اور جو چاہتا ہے بیان کرتا ہے، وہ شخص شریعت کی روشنی میں کس گناہ کا مرتکب ہے آیا اسے گھروں پر جا کر یا مسجدوں میں نمازیوں کو روک کر

بیان کرنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ اور یہ عمل اس کا صرف اپنی شہرت ظاہر کرنے کے لئے گاہ بگاہ ہے۔
امامت کے فرائض بھی انجام دیدیتا ہے، نیز تعویذ گنڈے کرتا ہے نامحرم عورتوں کو بے حجاب اپنے پاس بٹھاتا ہے، ایسا شخص کیسا ہے؟

المستفتي: عبدالصمد، نگینہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (١) ڈاڑھی ایک مشت سے کم کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

السنة فیها القبضة (إلیٰ قوله) ولذایحرم علی الرجل قطع لحیته الخ. (الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغیرہ زکریا ٩/٥٨٣، کراچی ٦/ ٤٠٧)

(٢) غیر مستند غیر عالم کا وعظ وتقریر کرنا شرعاً نا جائز ہے، حدیث شریف میں ایسے شخص کو متکبر وریا کار کہا گیا ہے، ہاں البتہ چھ نمبر کے دائرہ میں رہکر دعوتی گفتگو کرنا ہر مسلمان کیلئے جائز ہے۔

عن عوف بن مالک الأشجعی ؓ، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ لا یقصّ إلا أمیرٌ أو مأمورٌ أو مختال وفي روایة أو مراءٌ. (مسند الدارمی، دار المغني ٣/١٨٢٨، رقم: ٢٨٢١، مسند أحمد بن حنبل ٢/١٧٨، رقم: ٦٦٦١، مشکوٰة شریف ١/٣٥)

(٣) ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی رکھنے والا شرعاً فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ١/٣٠١)

(٤) بے حجابانہ طور پر اجنبیہ عورتوں کو بٹھانا اور بلاضرورت شدیدہ انکی طرف دیکھنا اور بالمشافہ باتیں کرنا حرام ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے شخص کو ہرگز اپنا مقتدیٰ نہ بنائیں۔

قال رسول اللّٰہ ﷺ لعلی یا علی لا تتبع النظرة النظرة فإن لک الأول ولیست لک الاٰخرة. (سنن أبي داؤد، النکاح، باب مایؤمر به عن غض

البصر النسخة الهندية ١/٢٩٢، دارالسلام رقم:٢١٤٨، مسند الدارمی، دارالمغني ٣/١٧٧٩، رقم:٢٧٥١، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ٢/٢٨٠، رقم:٧٠١)

فزنا العين النظر پس زناء چشم نظر حرام است الخ. (اشعة اللمعات ١/٩٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹ رجمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۲۵۷)

مرتکب کبائر کی امامت

سوال: [۲۱۸۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید عالم ہے، اپنے والد کو مارتا پیٹتا رہتا ہے، اور اپنی بیوی کو خلاف شرع لباس پہنا تا ہے اور مسجد میں قرآن پاک کی جھوٹی قسم کھاتا ہے اور رشوت دیکر غریبوں کو پٹواتا ہے ایسے آدمی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اس کا امامت کرنا کیسا ہے؟

المستفتي: مرشد عالم سمستی پور، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرط صحت واقعہ سوال نامہ میں ذکر کردہ صورت کے مطابق زید کا اپنے والد کو ستانا مارنا پیٹنا اور بیوی کو غیر شرعی لباس پہنا کر بے پردہ رکھنا اور رشوت دیکر لوگوں پر ظلم کرنا یہ سب گناہ کبیرہ ہیں، ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، پھر بھی نماز ادا ہو جائیگی متبع سنت اور صالح امام میسر ہونے کی صورت میں ایسے شخص کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔

عن عطاء بن دينار الهذلي: أن رسول الله ﷺ قال: ثلاثة لا تقبل منهم صلاة، ولا تصعد إلى السماء، ولا تجاوز رؤوسهم: رجل أم قوماً وهم له كارهون. (صحيح ابن خزيمه باب الزجر عن إمامة المرء من يكره إمامته،

المكتب الإسلامى ١/٧٣٥، رقم: ١٥١٧)

عن جابر بن عبد الله قال: خطبنا رسول الله ﷺ فقال..... ولا يؤم فاجر مؤمناً. الحديث: (سنن ابن ماجه، الصلاة، باب فرض الجمعة، النسخة الهندية ١/٧٥، دارالسلام رقم: ١٠٨١)

عن واقد بن أبي مرثد الغنوى وكان بدرياً، قال: رسول الله ﷺ: إن سركم أن تقبل صلاتكم، فليؤمكم خياركم، فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم. (المعجم الكبير للطبرانى، داراحياء التراث العربي ٢٠/٣٢٨، رقم: ٧٧٧)

لو قدموا فاسقاً يأثمون بناءً على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم.

(كبيرى شرح منية المصلى، كتاب الصلاة، فصل فى الإمامة اشرفيه /٥١٣)

قال الرملى ذكر الحلبى فى شرح منية المصلى إن كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم. (منحة الخالق على البحر، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ١/٦١٠، كوئٹه ١/٣٤٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۶۶۶۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۵/۱۸ھ

خلاف شرع امور کے مرتکب کی امامت

سوال: [۲۱۸۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہم تین چار آدمی ایسی جگہ رہتے ہیں اس مقام سے لگ بھگ چاروں طرف کی مسجدوں پر بدعتی صاحبان کا قبضہ ہے، ان حضرات نے کچھ اس طرح کے کام شروع کر رکھے ہیں جو اصلی عبادت سے زائد ہیں، مثلاً ہر نماز سے پہلے یہ دورد شریف صلی اللہ علیٰ.... یارسول اللہ، ساتھ ہی الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ.... یا نبی اللہ ..... یا حبیب اللہ ...، اس کے بعد پھر اذان کہتے ہیں

مغرب کی نماز چھوڑ کر باقی نمازوں میں اذان کے بعد اور جب جماعت میں پانچ منٹ باقی رہتے ہیں، پھر مائک سے تین بار الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، پھر پورے جملے یا نبی اللہ یا حبیب اللہ پڑھتے ہیں، اس کے بعد جماعت کھڑی ہوتی ہے، تو تکبیر کے وقت کوئی اگر کھڑا ہوگیا تو سختی سے اس کو بٹھا دیتے ہیں۔

(۲) دعاؤں میں اکثر اس طرح شعر پڑھتے ہیں، یا الٰہی رحم کر مصطفیٰ کے واسطے اور یا رسول اللہ رحم کر خدا کے واسطے۔

(۳) فجر کی نماز میں دعا کے بعد ہر روز کھڑے ہوکر سلام پڑھتے ہیں، ہر ایک کا کھڑا ہونا ضروری ہے۔

(۴) ہر نماز کے بعد دو صفیں بنا کر امام صاحب کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں پھر ان سے سلام ومصافحہ کرتے ہیں، اس کے بعد آپس میں مصافحہ کرتے ہیں۔

(۵) مصافحہ کے بعد امام صاحب محراب میں کھڑے ہوکر شمالی ومغربی گوشہ کی سمت منھ کر کے کھڑے ہوتے ہیں ہاتھ باندھ کر نہایت ادب سے کچھ پڑھتے ہیں، مصافحہ کے بعد کچھ لوگ مسجد میں رک جاتے ہیں، اور وہ بھی امام صاحب کی طرح شمالی مغربی گوشہ کی سمت منھ کر کے اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں، جس طرح امام صاحب کھڑے ہوکر کچھ پڑھتے ہیں۔

(٦) خاص خاص راتوں میں یہ صاحبان حلقہ وار بھی کرتے رہتے ہیں، اللہ کے علاوہ بڑے پیر صاحب سے بھی مدد کی پکار کرتے ہیں۔

ایک دوسری مسجد کے امام صاحب مصافحہ تو اوپر لکھے ہوئے طریقہ کے مطابق کرتے ہیں جبکہ اذان میں کوئی بات نہیں یہاں جمعہ کی نماز کے بعد سلام پڑھتے ہیں، اس کے علاوہ یہ امام صاحب ہر جمعرات کو عصر کی نماز کے بعد مسجد کے احاطہ میں ایک مزار ہے وہاں لگ بھگ سبھی نمازیوں کے ہمراہ مٹھائی جلیبی جو کہ کوئی ایک ہی لے آتا ہے، اور بعد میں لانے والا شخص سب کو تقسیم کر دیتا ہے جبکہ امام صاحب کو زیادہ ہی حصہ ملتا ہے یہ لوگ وہی کھانے کی ایک طرح رسم ادا کرتے ہیں۔

اب آپ کی خدمت عالی میں عرض ہے کہ ایسے بدعتی اماموں کے پیچھے نماز ادا کرنی چاہیئے یا نہیں؟

ہمارے یہاں سے اہل حق کی مسجد جو سب سے قریب ہے وہ لگ بھگ تین کلومیٹر ہے، پھر بھی دن میں ایک دو نماز ان مسجدوں میں ادا ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ تین چار آدمی و بچے ملکر کبھی کبھی گھر پر بھی جماعت کر لیتے ہیں مگر دن میں گھر سے باہر رہنے کی وجہ سے گھر پر ناغہ ہوتا ہے ،جبکہ وہ مسجد جس پر بدعتی صاحبان کا قبضہ ہے گھر سے قریب ہی ہے۔

لہٰذا جناب عالی محترم مفتی شبیر احمد صاحب مدظلہٗ یا جو بھی منصب عالی ہوں رہنمائی فرمائیں ۔عین نوازش ہوگی۔

المستفتي: عبدالعزیز

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: سوالنامہ میں جو امور لکھے ہوئے ہیں وہ سب کے سب خلاف شرع اور ناجائز ہیں ایسے امور کا ارتکاب کرنے والا فاسق ہوتا ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہوتی ہے، لہٰذا فاسق امام کے پیچھے آپ کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی، مگر پڑھنے کے بعد اس کا اعادہ لازم نہ ہوگا۔

عن أبي هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: صلوا خلف كل بر وفاجر الحديث: (سنن الدار قطني، الصلاة، باب تجوز الصلاة معه الخ دارالكتب العلمية ٢/ ٤٢، رقم: ١٧٥٠)

اگر فتنے کا خطرہ نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ اہل حق کے لوگ آپس میں کسی مناسب جگہ یا کسی ہال میں الگ سے جماعت بندی کے ساتھ نماز پڑھ لیا کریں۔

إمامة صاحب الهوىٰ والبدعة مكروهة . (بدائع، كتاب الصلوٰة، فصل في بيان من يصلح للإمامة كراچى ١/ ١٥٧، زكريا ١/ ٣٨٧)

وتجوز إمامة الأعرابي (إلىٰ قوله) والفاسق إلا أنها تكره هكذا في

المتون. (هنديه، كتاب الصلوٰة، الباب الخامس في الإمامة زكريا قديم ١/ ٨٥، جديد ١/ ١٤٣)

كون الكراهة في الفاسق تحريمية. (حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة، دارالكتاب ديوبند/ ٣٠١، قديم/ ١٦٥)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۸۸۷۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۷/ ۶/ ۱۴۲۶ھ

مختلف محرمات کے مرتکب امام کا حکم

سوال: [۲۱۸۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص عالم دین امام ہے، سودی بس چلاتا ہے، بیاج پر قرض لیتا ہے بیوقوف بنا کر مسجد ومدرسہ کے نام پر بھی قرض لیتا ہے، وعدہ کے مطابق دیتا نہیں ہے، مسجد ومدرسہ کے نام پر مسجد ومدرسہ کی رقم کھا جاتا ہے، مسجد ومدرسہ کا کوئی حساب نہیں رکھتا، ہر بات میں جھوٹ بولتا ہے، زنا کرواتا ہے، تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، اور ایسے شخص کی امامت پر شریعت کا کیا حکم ہے، اور ایسے شخص کو مسجد ومدرسہ کا ذمہ دار بنانا کیسا ہے؟

المستفتي: عبدالرحمٰن، بمبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوالنامہ میں جن امور قبیحہ کا ذکر ہے، اگر واقعۃً مذکورہ شخص ان امور کا ارتکاب کرتا ہے، سودی قرض لینا، اور مسجد ومدرسہ کے نام سے اپنی ذات کیلئے قرض لینا اور مسجد ومدرسہ کی رقم کو خود اپنی ذات کیلئے استعمال کرنا، اور جھوٹ بولنا، زنا کا ارتکاب کرنا یہ تمام امور ناجائز اور حرام ہیں جن کا ارتکاب کرنے والا شریعت کے نزدیک کھلا ہوا فاسق ہوتا ہے، اور ایسے فاسق شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے،

اس کو ہٹا کر متبع شریعت آدمی کو امام بنانا ضروری ہے اور ایسے شخص کو مسجد و مدرسہ کا ذمہ دار بنانا بھی شرعاً درست نہیں ہے۔

عن جابرؓ قال لعن رسول الله ﷺ آكل الربا، وموكله، وكاتبه، وشاهديه، وقال: هم سواء . (صحيح مسلم، باب لعن آكل الربو وموكله، النسخة الهنديه ٢/٢٧، بيت الأفكار رقم: ١٥٩٨)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وفي الشامية ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربو ونحوه ذلك- بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم .

(شامي، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ١/٥٥٩، ٥٦٠، زكريا ٢/٢٩٨، ٢٩٩)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷؍شعبان ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۱۴/۷۸۱۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۸/۱۷ھ

مختلف منہیات کے مرتکب کی امامت

سوال: [۲۱۸۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عمر کو دینی مسائل اچھی طرح معلوم ہیں مگر مندرجہ ذیل باتیں عمر کے اندر پائی جاتی ہیں۔

(۱) عمر پابندی سے کرکٹ کا میچ ہار جیت کا کھیلتا ہے۔

(۲) عمر غیر محرم بالغ لڑکیوں کو بے پردہ ٹیوشن پڑھاتا ہے۔

(۳) عمر غیر محرم بالغ لڑکیوں کو نمائش میں بے پردگی کیساتھ گھماتا ہے۔

(۴) عمر فجر کی فرض نماز سے پہلے کی سنت ظہر کی پہلے کی سنت اور بعد کی سنت اور عشاء کے فرض کے بعد کی سنت اور وتر اکثر و بیشتر نہیں پڑھتا ہے۔

(۵) عمر ٹی وی کے پروگرام بڑے شوق سے دیکھتا ہے۔
(٦) عمر کے چہرے پر شرعی داڑھی نہیں ہے، یعنی شرعی داڑھی ہونے نہیں دیتا کاٹ چھانٹ کرتا رہتا ہے۔
(۷) ان وجوہات سے کچھ مقتدی عمر کی امامت سے ناراض ہیں تو کیا ان سب وجوہ کی بنا پر عمر کے پیچھے نماز پڑھنا جائز اور درست ہے؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتي: عبدالغنی، دولت باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عمر کا ہار جیت کیساتھ کرکٹ میچ کھیلنا غیر محرم لڑکیوں کو بے پردہ ٹیوشن پڑھانا اور ان کو نمائش وغیرہ میں گھمانا، سنن مؤکدہ اور واجبات کو چھوڑنا، ٹی وی کے پروگرام دیکھنا اور داڑھی کا ٹنا یہ سب فسق وفجور اور ناجائز وحرام افعال ہیں، اور ان چیزوں کا مرتکب فاسق معلن ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا ایسے امام کو منصب امامت سے ہٹا کر کسی متبع شریعت شخص کو امام بنانا چاہئے۔

وكره إمامة الفاسق العالم لعدم إهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للإمامة . (طحطاوی علی المراقی ، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان الأحق بالإمامة ، دار الکتاب دیوبند/ ۳۰۱، قدیم ۱/ ۱٦۵)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق (تحته في الشامية) فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد من به يرتكب الكبائر ، كشارب الخمر ، والزاني، وآكل الربوا ونحوه ذلك . (شامی ، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵۵۹، ۵٦۰، زکریا۲/ ۲۹۸)

وفيه إشارة إلى أنهم لو قدموا فاسقاً يأثمون بناءً على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بأمور دينية وتساهله في الإتيان بلوازمه .

(کتاب الصلاۃ فصل فی الإمامة ، غنیة المستملی اشرفیه ۱/ ۵۱۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۷۶۸۱/۳۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱/۶/ ۱۴۲۳ھ

خلاف سنت افعال کے مرتکب کی امامت

سوال: [۲۱۸۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص صرف امامت کی غرض سے آتا ہے، اور جماعت سے نماز نہیں پڑھتا ہے، کبھی کبھی جماعت میں شریک ہوتا ہے، پابند جماعت نہیں ہے، اور خلاف سنت اس کے افعال ہیں یعنی کہ داڑھی کٹوا تا ہے ایک مشت سے کم داڑھی رکھتا ہے، اور خلاف سنت اس کا لباس ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: توفیق، ہر یدواری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق : بلا عذر تارک جماعت فاسق لائق امامت نہیں اس پر ملامت کرنی چاہیئے۔

عن أبی هریرة أن رسول اللہ ﷺ قال: والذی نفسی بیده لقد هممت أن آمر بحطب فیحطب ثم آمر بالصلوٰة فیؤذن لها ثم آمر رجلا فیؤم الناس ثم أخالف إلی رجال فأحرق علیهم بیوتهم .الحدیث(صحیح البخاری ، کتاب الاذان ، باب وجوب صلوٰۃ الجماعة، النسخة الهندیه ۱/ ۸۹، رقم: ٦۳۵، ف:٦٤٤)

یجب التعزیر به علی تارکها بغیر عذر ویأثم الجیران بالسکوت الخ. (البحرالرائق ، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا۱/ ۱۰۳، کوئٹه ۱/ ۳٤۵)

داڑھی منڈ وانے والا شرعاً فاسق ہے اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے داڑھی ایک مشت رکھنا سنت ہے، اس سے کم کرانا حرام ہے۔

عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم أنہ أمر باحفاء الشوارب و إعفاء اللحیة الحدیث، (صحیح مسلم، باب خصال الفطرة، النسخة الھندیہ ۱/۱۲۹، بیت الأفکار رقم:۲۵۹)

والسنة فیھما القبضة (إلی قولہ) ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ الخ. (الدرالمختار، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء، زکریا ۹/۵۸۳، کراچی ٦/٤٠٧، مطبوعہ کوئٹہ ٥/۲۸۸)

ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمی وتحتہ فاسق من الفسق وھو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر، والزانی، وآکل الربوا ونحو ذلک. (شامی، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۵۹، ٥٦٠، ھدایہ کتاب الصلوٰة، باب الإمامة، اشرفی دیوبند ۱/۱۲۲)

اگر انگشت نما لباس ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍ ربیع الأول ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۵۸۳)

کیا امور شنیعہ کا مرتکب امامت نہیں کرسکتا؟

سوال: [۲۱۸۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد جو شہر کے بازار میں واقع ہے، اور بازار کے دوکاندار ہی اس کے مستقل نمازی ہیں، اور یہی لوگ اس کی انتظامیہ کمیٹی میں ہیں، ایک شخص جو اس مسجد کا موروثی امام ہونے کا دعویدار ہے، او زبردستی امامت کے منصب پر قابض ہے جبکہ نمازیوں کی اکثریت اس کے غیر صالح ہونے کی وجہ سے اسکی اقتداء میں نماز ادا کرنا نہیں چاہتی کیونکہ ان کو اس امام کے خلاف حسب ذیل شکایتیں ہیں۔

(۱) یہ امام ایسے پیر کا خلیفہ ہے جو نماز کی فرضیت کا اعلانیہ منکر تھا، خود بھی نماز نہیں پڑھتا تھا اور اپنے مریدوں کو بھی اس کی تلقین کرتا تھا، چنانچہ یہ امام بھی نماز کو بطور آبائی پیشہ پڑھاتا ہے۔

(۲) امام کی داڑھی غیر شرعی بلکہ فرنچ کٹ ہے۔

(۳) امام کو کسی نے کبھی وضو کرتے یا سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ رمضان المبارک میں سنت وتر یا تراویح میں بھی شرکت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

(۴) یہ امام مسجد کی آمدنی کو ذاتی کمائی کے طور پر خرد برد کرتا ہے اور کبھی کمیٹی کو کوئی حساب نہیں دیتا ہے۔

(۵) یہ امام جھوٹ بکثرت بولتا ہے، مسجد کے اراکین کمیٹی کے خلاف جھوٹا مقدمہ کر رکھا ہے اور وقف بورڈ میں جھوٹا حلف نامہ داخل کیا ہے۔

(۶) مسجد بہت شکستہ تھی اس کو کمیٹی نے از سرِ نو تعمیر کرایا اس کام میں بھی امام نے طرح طرح سے رخنہ اندازی کی اور پولیس کو مداخلت کیلئے رشوتیں دیں، ان ناپسندیدہ حرکات سے متنفر ہو کر کمیٹی اور بازار کے دوکانداروں نے ایک دوسرے امام کا تقرر کیا اور اس کے پیچھے سارے مستقل نمازی پنجوقتہ اور جمعہ کی نماز ادا کرنے لگے، لیکن اس ناپسندیدہ امام نے چند لوگوں کو دور سے بلا کر جمع کر کے اپنی دوسری جماعت شروع کر دی جسمیں چند لوگ ہوتے ہیں، اس طرح اب اس مسجد میں بیک وقت دو جماعتیں ہو رہی ہیں، جس سے فساد بین المسلمین کا ماحول پیدا ہو گیا ہے جس کا سبب وہ متنازعہ امام ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسے شخص کو جس کی صفات بیان ہوئیں امام بنانا جائز ہے؟ نمازیوں کی اکثریت اس کے پیچھے نماز ادا کرنا نہیں چاہتی تو اس کو زبردستی امامت پر قابض رہنا جائز ہے، کیا امامت کے منصب میں بھی وراثت چلتی ہے؟ کیا ایک مسجد میں بیک وقت دو دو جماعتیں ہونا جائز ہے؟ ایسی صورت میں شریعت مطہرہ کا جو حکم ہو بیان فرمائیں

اور ایسے ناپسندیدہ امام کی امامت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتي: اراکین مسجد کمیٹی
ودکانداران، متعلقہ مسجد، ضلع: رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: جوامام سوالنامہ کے درج شدہ امور شنیعہ کا مرتکب ہے وہ شرعی طور پر امامت کا مستحق نہیں ہے اور شرعی طور پر امامت کے فریضہ پر وراثت نہیں چلتی، لہٰذا شخص مذکور جو موروثی طور پر امامت پر قابض ہونے کی کوشش کررہا ہے، اسلامی شریعت میں اس کیلئے یہ عمل جائز نہیں ہے اور نہ یہ شخص امامت کا مستحق ہے، ذمہ داران مسجد کو اپنی مرضی سے باشرع امام مقرر کرنے کا حق ہے۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال أشد الناس عذاباً يوم القيامة إثنان: إمرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال جرير: قال منصور: فسألنا عن الإمام فقيل لنا: إنما عنى بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم على من كرهه. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ماجاء فی من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/۸۳، دارالسلام رقم:۳۵۹)

لو أم قوما وهم له كارهون، فهو على ثلثة أوجه إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره وتحته فى الطحطاوى وينبغى أن تكون الكراهة تحريمية الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوٰة، فصل فی بيان الأحق بالإمامة قديم/۱٦٤، جديد دارالكتاب ديوبند/ ۳۰۱)

ولو أم قوماً له كارهون، إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً– إلى– وإن هو أحق لا والكراهة عليهم. (شامی، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة زكريا ديوبند ۲/۲۹۸، كراچی

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (۱/ ۵۵۹

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍ربیع الاول ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۳۸۹۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹/ ۳/ ۱۴۱۵ھ

مختلف منکرات سے متصف شخص کی امامت

سوال: [۲۱۹۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے یہاں غیر محرم کا آنا جانا ہوتا ہے، اور زید کی بیوی ان سے پردہ بھی نہیں کرتی ہے اور نہ زید پردہ کیلئے تنبیہ کرتا ہے، اور غیر محرم سے بات بھی کرتی ہے، اور بازار وغیرہ کو جب جاتی ہے تو چہرہ کھول کر جاتی ہے اور بغیر اجازت جاتی ہے، اس پر زید بیوی کو تنبیہ نہیں کرتا، اور زید ذرا ذرا سی باتوں پر جھوٹی قسم کھاتا ہے، اور قرآن مقدس بھی اٹھا لیتا ہے، یہ زید کی عادت بن چکی ہے، اگر کسی شخص سے بات کرتا ہے تو اس کے منھ پر اس کی تعریف کرتا ہے، اور اس کے پیچھے اسکی برائی کرتا ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ یا ایسا شخص امامت کے قابل ہے یا نہیں؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتي: محمد یونس، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس شخص کے یہاں شرعی پردہ نہ ہو اور اسی طرح وہ بات بات میں جھوٹی قسمیں کھاتا ہے اور لوگوں کی غیبت کرتا پھرتا ہے تو ایسا شخص شریعت کی نظر میں فاسق ہے اسے توبہ کرنی چاہئے، صالح اور دیندار امام کی موجودگی میں ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، وہاں والوں پر ضروری ہے کہ کسی متبع شریعت شخص کو امام بنائیں، لیکن اگر یہ اپنے افعال سے توبہ کرلے تو اس کے پیچھے بلا کراہت نماز درست ہے۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ۳/ ۲۸۸، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/ ۸۷، جدید ڈابھیل ۶/ ۷۹، فتاویٰ دارالعلوم ۳/ ۲۳۴)

عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنہ أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یقول: ثلاثة لا یقبل اللّٰہ

منهم صلاة: من تقدم قوماً وهم له كارهون. (سنن أبي داؤد، الصلاة، باب الرجل يقوم القوم وهم له كارهون، النسخة الهندية ١/٨٨، دارالسلام رقم: ٥٩٤، المعجم الكبير للطبراني، داراحياء التراث العربي ١٣/٧١، رقم:١٧٦، ١٤/١٣٦، رقم:١٤٧٥٩)

لو قدموا فاسقاً يأثمون بناءً على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بأمور دينه وتساهله في الإتيان. (كبيرى شرح منية المصلى، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة، مكتبه اشرفيه/٥١٣، مراقى الفلاح، كتاب الصلاة، باب الإمامة /١٦٥، دارالكتاب ديوبند ١/٣٠١، منحة الخالق على البحر، كتاب الصلاة، باب الإمامة كوئٹه١/٣٤٩، زكريا ١/٦٠٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴؍ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ٦٧٧٩)

بداخلاق وبدکردار امام کی امامت

سوال: [۲۱۹۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایسا امام جو غیر اخلاقی عادت اور بد فعلی کا مرتکب ہو، جھوٹ غیبت وغیرہ گناہوں سے اجتناب نہ کرتا ہو، کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے، اور ایسے شخص کو امام بنانا کیسا ہے؟

المستفتي: ساجد علی، ناظر پورہ، بہرائچ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ ذاتیات سے متعلق مسائل ہیں جب تک کسی امام کی ذاتیات سے متعلق کوئی بات شرعی طور پر پائے ثبوت تک نہ پہونچے اس کے بارے میں شرعی حکم لکھنا مناسب نہیں اور منتظمین کی ذمہ داری ہے کہ متبع شریعت امام رکھیں۔

عن مرثد بن أبي مرثد الغنوي وكان بدريا قال: قال رسول الله ﷺ: إن سركم أن تقبل صلاتكم فليؤمكم خياركم فإنهم وفدكم فيما بينكم

وبين ربكم عزوجل. (المستدرك، كتاب معرفة الصحابة، مكتبه نزار مصطفى الباز، جديد ٥/٤ ١٨٦، رقم: ٤٩٨١، المعجم الكبير للطبراني، داراحياء التراث العربي ٢٠/٣٢٨، رقم:٧٧٧، سنن الدار قطني، كتاب الجنائز، باب نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يقوم الإمام فوق شئى والناس خلفه، دارالكتب العلمية بيروت٢/٧٤، رقم:١٧٦٥)

عن ابن عمرؓ قال: قال رسول الله ﷺ : اجعلوا أئمتكم خياركم، فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين الله عزوجل. (سنن الدارقطنى، كتاب الجنائز، باب تخفيف القراءة لحاجة، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٧٤، رقم:١٨٦٣)

من أم قوماً وهم له كارهون، إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة كره له ذلك وإن كان هو أحق بالإمامة لم يكره. (تاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل السادس من هو أحق بالإمامة ٢/٢٥٢، رقم المسئلة ٢٣٣٦، هندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس فى الإمامة، قديم ١/٨٧، جديد١/٤٤ ١، البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة كوئٹه ١/٣٤٨، زكريا ١/٦٠٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۳۱۱/۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/۱۱/۱۴۲۳ھ

والدین کو برا بھلا کہنے والے کی امامت

سوال: [۲۱۹۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص عالم دین ہے، اپنے والدین کو گالیاں دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ والدین کے پاس جب کھلانے کی طاقت نہیں تھی، تو مجھکو کیوں نکالا تھا، اور ٹخنوں سے نیچے لنگی اور پائجامہ پہنتا ہے، کہنے پر بھی نہیں مانتا تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے، اور ایسے شخص کی امامت کا شرعاً کیا حکم ہے، اور جو لوگ نماز کیلئے جان بوجھ کر ایسے شخص کو کھڑا کرتے ہیں ان کے اس فعل کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: عبدالرحمٰن، بمبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: والدین کوگالیاں دینابدترین عمل ہے،اوروالدین کوگالیاں دینے والاسخت ترین عذاب الٰہی کا مستحق ہوگا۔

فَلاَ تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلاَ تَنْهَرْ هُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْمًا. (سورۃ: بنی اسرائیل ،آیت:۲۳)

حدیث پاک میں والدین کوگالیاں دینے برا بھلا کہنےکوا کبرالکبائر کہا گیا ہے،(سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے)

عن عبد اللّٰہ بن عمرؓ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: إن من أكبر الكبائر أن يلعن الرجل والديه. (بخاری شریف، باب لايسب الرجل والديه، النسخة الهنديه۲/۸۸۳، رقم: ۵۷۳۹، ف:۵۹۷۳، مسند احمد بن حنبل ۲/۲۱۶، رقم:۷۰۲۹)

عن عبد اللّٰہ بن عمرو عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: إن من أكبر الكبائر أن يسب الرجل والديه .(صحیح ابن حبان دارالفکر ۱/۲۲۸، رقم:۴۱۴)

عن عبد اللّٰہ بن أنيس الجهنی، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ :إن من أكبر الكبائر الشرک باللّٰہ ، وعقوق الوالدين. (سنن الترمذی، باب ومن سورة النساء ، النسخة الهندية ۲/ ۱۳۱، دارالسلام رقم: ۳۰۲۰)

اورٹخنوں سے نیچےلنگی یا پائجامہ پہننا حرام اور گناہ کبیرہ ہےاورحدیث میں ایسےشخص کیلئےسخت ترین وعیدآئی ہے،ایساشخص فاسق ہےاس کونماز کیلئےآگے کھڑا کرنا جائزنہیں ہے۔

عن ابن عمرؓ أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: لاينظر اللّٰہ إلى من جر ثوبه خيلاء . (صحيح البخاری ، كتاب اللباس ،باب قول اللّٰہ قل من حرم زينة اللّٰہ التی أخرج لعباده ، النسخة الهنديه ۲/ ۸۶۰، رقم:۵۵۵۵، ف:۵۷۸۳، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة ، باب تحريم جر الثوب خيلاء النسخة الهندية ۲/۱۹۴، بيت الأفكار رقم:۲۰۸۵)

عن أبی هریرةؓ عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ما أسفل من الكعبين من الإزار ففی النار. (بخاری، باب ماأسفل من الكعبين فهو فی النار٢/٨٦١، رقم: ٥٥٥١، ف:٥٧٨٧)

عن عبد الله بن عمر و أن رسول الله ﷺ كان يقول: ثلاثة لا يقبل الله منهم صلاة: من تقدم قوماً وهم له كارهون. (سنن أبي داؤد الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، النسخة الهندية ١/٨٨، دارالسلام رقم:٥٩٣، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ١٣/٧١،رقم:١٧٦، ١٤/١٣٦، رقم: ١٤٧٠٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/ ۷۷۱۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸/ ۶/ ۱۴۲۳ھ

اسباب کے منکر کی امامت

سوال: [۲۱۹۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) زید ایک مسجد کا امام ہے، اور اسی مسجد کا عمر بھی امام ہے، زید کا نظریہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا کو اسباب کے ذریعہ چلاتا ہے، یعنی کسی کو امیر کسی کو غریب بنایا ہے، امیر کو غریب کی ضرورت ہے اور غریب کو امیر کی ضرورت ہے، جیسے کہ فرم والے کو غریب مزدور کی احتیاج ہے اور مزدور کو امیر کی احتیاج ہے، اس طرح سے ایک دوسرے کو ایک دوسرے کی حاجت ہے، اور تمام انسانوں کو اللہ کی حاجت ہے۔

(۲) عمر امام کا کہنا ہے کہ کسی کو کسی کی حاجت نہیں ہے، کوئی کسی کا محتاج نہیں اور کسی کو اسباب کی ضرورت نہیں تو زید امام کہتا ہے عمر سے کہ آپکو کچھ معلوم نہیں تو عمر زید سے کہتا ہے کہ تمہاری نماز میرے پیچھے نہیں ہوگی، یعنی زید کی کچھ دنوں کے بعد عمر نے غلط فہمی میں زید کے پیچھے نماز نہیں پڑھی، پھر پڑھنی شروع کردی تو شریعت مطہرہ عمر کی امامت کیلئے کیا حکم دیتی

ہے، ان دونوں میں سے مستحق امامت کون ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل و مدلل جواب سے نوازیں۔

المستفتي: وسیم احمد، گولی بارشانتا کروز، ایسٹ، بمبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دنیادارالأسباب ہے اوراس کائنات کے تمام نظام کا مدار اللہ نے اسباب پر رکھا ہے، گرچہ وہ بلا اسباب بھی نظام کو چلانے پر قادر ہے چنانچہ اس بنا پر انسان فطری طور پر اپنی زندگی میں باہمی تعاون اور معاملات میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں ہر انسان کی ضرورت کو اللہ نے ایک دوسرے انسان سے وابستہ فرمادیا ہے، مثلاً غریب مالدار کا اور مالدار غریب کا اپنی ضرورت کو پورا کرنے میں محتاج ہے، اسی لئے قرآن وحدیث میں جابجا معاملات ومعاشرت سے متعلق بے شمار مسائل کا بیان اور حقوق کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے، نیز اسباب کواختیار کرنا توکل علی اللہ کے خلاف نہیں ہے، بلکہ توکل کے عین مطابق ہے، کیونکہ توکل کا مطلب ہے، اسباب وذرائع کو اختیار کرکے اللہ پر بھروسہ واعتماد کرنا اور ہر چیز میں اسی کو فاعل حقیقی تصور کرنا اسی سے امید وخوف کرنا حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خاص طور پر ہمارے آقا جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام وتابعین نیز ہر دور کے علماء وصلحاء وعارفین کا توکل یہی تھا، کہ وہ پہلے ظاہری اسباب کو اختیار کرتے اور پھر اللہ پر بھروسہ واعتماد کرتے اسی کا حکم آقائے نامدار علیہ السلام نے امت کو فرمایا ہے، چنانچہ فرمایا کہ پہلے اپنے اونٹ کو باندھ پھر اللہ پر بھروسہ کر، الحدیث۔

عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ یقول: قال رجل: یارسول اللّٰہ! أعقلها وأتوکل، أو أطلقها وأتوکل؟ قال: أعقلها وتوکل. (ترمذی شریف، صفة القیامة، باب بلاترجمة، النسخة الهندية ۲/۷۸، دارالسلام رقم:۲۵۱۷)

عن جعفر بن عمرو بن أمیة، عن أبیه قال: قال رجل للنبي صلی اللہ علیہ وسلم –

أرسل ناقتی وأتوکل ؟ قال: أعقلها وتوکل. (صحیح ابن حبان دارالفکر ۲/۴۳، رقم: ۷۲۹، شعب الإیمان للبیهقی، باب التوکل والتسلیم، دارالکتب العلمیة بیروت ۲/۸۰، رقم: ۱۲۱۱، ۱۲۱۲)

اسی طرح بیمار ہونے پر علاج کا حکم فرمایا نیز فرمایا کہ فرائض کے بعد سب سے پہلا فریضہ کسب حلال کی تلاش ہے۔

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة. (السنن الکبریٰ للبیقهی، کتاب الإجارة، باب کسب الرجل وعمله بیدیه، دارالفکر جدید ۹/۵۶، رقم: ۱۱۹۰۷، شعب الإیمان للبیهقی، باب في حقوق الأولاد والأهلین، دارالکتب العلمیة بیروت ۶/۴۲۰، رقم: ۸۷۴۱، مشکوٰة شریف/۲۴۲)

اور فرمایا کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھ۔

عن أبی هریرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ المؤمن القوی خیر و أحب إلی الله من المؤمن الضعیف، وفی کل خیر احرص علی ما ینفعک، واستعن بالله ولا تعجز. (صحیح مسلم، کتاب القدر، باب الإیمان بالقدر والإذعان له بالله، النسخة الهندیة ۲/۳۳۸، دارالسلام رقم: ۲۶۶۴، مشکوٰة شریف/۲۵۲)

خلاصہ یہ ہے کہ اسباب کا اختیار کرنا نہ توکل کے خلاف ہے اور نہ توکل کیلئے اسباب کا ترک لازم ہے۔ (معارف الحدیث، مکتبہ الفرقان لکھنؤ ۲/۳۰۸)

لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں عمر کی بات درست نہیں ہے، عمر کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے، نیز عمر کا یہ کہنا کہ زید کی میرے پیچھے نماز نہ ہوگی یہ غلطی پر مبنی ہے، اس کے پیچھے پڑھی گئی زید کی نماز ادا ہوگئی۔

مستفاد من هذه العبارة: ولو حلف أن لایؤم أحداً فاقتدی به انسان صح الاقتداء – لکن لا ثواب له علی الإمامة. (الاشباه القاعدة الأولیٰ قدیم /۳۵)

رہا امامت کا مسئلہ تو اگر ذمہ داران مسجد نے دونوں کو اہل سمجھ کر اپنی سہولت کے پیش نظر رکھا ہے

تو دونوں اپنی اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کے ذمہ دار ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۶۹۸۷)

موبائل کی دوکان اور مینڈھے لڑوانے والے کی امامت

سوال: [۲۱۹۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں : کہ ہمارے یہاں ایک امیر زادہ نوجوان جو کہ حافظ قرآن ہے رمضان المبارک میں دوسری جگہ قرآن سنانے جایا کرتا ہے، شرعی قوانین کو بالائے طاق رکھ کر موبائل کا کاروبار بھی کرتا ہے، عید الأضحیٰ کے چند روز پہلے لڑاکو قسم کے مینڈھے خرید کر لاتا ہے، اور علاقہ کے دوسرے مینڈھوں سے لڑواتا ہے اور بار بار ایسی لڑائی ہوتی رہتی ہے، باہر کے کچھ لڑکے اپنا اپنا جانور لے کر ہمارے کمپاونڈ میں آ کر لڑواتے ہیں، یہ حافظ صاحب جانور لڑوانے میں کافی مشہور ہیں، جانور جب آپس میں ٹکر مارتے ہیں تو کلیجہ دہل جاتا ہے، اور جانور زخمی ہوجاتا ہے، اور اس کے سر سے کافی خون بھی نکلتا ہے، یہ سلسلہ تقریباً رات کو دو بجے تک چلتا ہے، مزید اس پر طرہ یہ کہ یہ حافظ صاحب اپنے موبائل میں لڑائی کی تصویر بھی قید کر لیتے ہیں، اور تصویر اپنے دوستوں کے موبائل میں منتقل بھی کرتے ہیں، کبھی کبھی ہماری مسجد میں ایک وقت کی نماز بھی پڑھاتے ہیں، جماعت کا کام بھی کرتے ہیں، لوگوں پر ان کے اس عمل کے برے اثرات پڑتے ہیں۔

نوٹ: کوئی اختلافی بات نہیں مجھے اپنی نماز کی فکر ہے کیا شرعی اعتبار سے اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

المستفتي: عبد القادر، کوسر والا، جوگیشوری، بمبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: موبائل کا کاروبار اور تجارت بلا تردد جائز اور

درست ہے، اسلئے کہ موبائل اس زمانہ میں ایک ضرورت کی چیز ہے اس کو کوئی شخص غلط استعمال کرتا ہے تو استعمال کرنے والا گناہ گار ہوگا تجارت کرنے والا گناہ گار نہیں ہوگا۔

وَلاتَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى. (سورة النجم: آیت/۳۸)

إنما تحصل المعصية بفعل فاعل مختار الخ. (شامی کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره زكريا ٥٦٢/٩، كراچی ٣٩٢/٦)

اورشوقیہ تصویر اور فوٹو لینا چاہے موبائل سے ہو یا کسی دوسرے آلات سے جائز نہیں۔

إن أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون الحديث.

(بخاری شریف، باب عذاب المصورين يوم القامة، النسخة الهنديه ٢/ ٨٨٠، رقم: ٥٧١٧، ف: ٥٩٥٠)

اور جانوروں کو لڑوانا جائز نہیں ہے حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے، اور جانوروں کو لڑوانا ایسا ہے جیسا کہ دو معصوم بچوں کے ہاتھوں تیز چھری دیدی جائے اور دونوں آپس میں ایک دوسرے کو چھری سے مارتے رہیں اور دونوں کے ماں باپ تماشہ دیکھتے رہیں۔

نهى رسول الله عن التحريش بين البهائم الحديث. (ابوداؤد، باب فی التحریس بين البهائم ١/ ٣٤٦، دارالسلام رقم: ٢٥٦٢)

وتحته في البذل: التحريش هو الإغرا وتهبيج بعضها على بعض كما يفعل بين الجمال والكباش والديوک وغيرها، وإنما نهىٰ عن ذلک لأنه من الملاهي وفيه إيلام الدواب وإهلاكهم. (بذل المجهود، كتاب الجهاد، باب في التحريش بين البهائم، قديم ٣/ ٤٣٠، جديد دارالبشائر الإسلاميه بيروت ٩/ ١٣٧، رقم: ٢٥٦٢)

نیز اس فتویٰ کو مذکورہ حافظ کو دکھا دیا جائے اگر وہ فوٹو کھینچنا اور جانور لڑانا چھوڑ دے تو اس کے پیچھے نماز میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَأُولٰئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ. (النساء:۱۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/صفر ۱۴۲۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۹۴۵۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۹/۲/۱۹ھ

مندر تعمیر کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۱۹۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک راج مستری جو ہر طرح سے آزاد ہے، اور اس کے سامنے کوئی مصلحت نہیں ہے، صرف غیر مسلم کی بات کو رکھنے کیلئے مندر کی عمارت بناتا ہے، اور کبھی نماز بھی پڑھادیتا ہے، کیا اس کا مندر کی عمارت بنانا اور اجرت لینا درست ہے، اور اس کی امامت جائز ہے؟

المستفتي: محمد اشتیاق، بھاگلپور، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مندر وغیرہ کی تعمیر میں مسلمان کومزدوری کرنا تعاون علی المعصیت ہونے کی وجہ سے ممنوع ومکروہ ہے اور اسکی اجرت بھی مکروہ ہے، لیکن اگر یہ شخص اپنے اس عمل سے باز آجائے تو اس کے پیچھے نماز درست ہے۔

وعندهما يكره لأنه إعانة على المعصية . (مجمع الأنهر، كتاب الكراهية فصل في الكسب، دارالكتب العلمية بيروت ٤/ ١٨٧، مصرى قديم ٢/ ٥٢٩، شامى، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء ٩/ ٥٦٣، كراچى ٦/ ٣٩٢)

عن أنس رضـ قال: قال رسول الله ﷺ : كل بني آدم خطاء، وخير الخطائين التوابون. (مسند الدارمى، باب فى التوبة، دار المغني ٣/ ١٧٩٣، رقم: ٢٧٦٩، مسند البزار، مكتبة العلوم والحكم ١٣/ ٤٥٩، رقم: ٧٢٣٦)

عن ابن عباس رضـ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (شعب الإيمان للبيهقي، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة ، دارالكتب العلمية بيروت ٥/٤٣٦، رقم:٧١٧٨، السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتا ب الشهادات ، باب شهادة القاذف جديد دارالفكر ١٥/١٧٥، ١٧٦، رقم:٢١١٥٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ربیع الاول ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۱۵۴ے)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۴/۴ھ

نسبندی کرائے ہوئے شخص کا جماعت میں شریک ہونا اور امامت کرنا

سوال: [۲۱۹٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے بلا کسی ضرورت کے نسبندی کرائی تو ایسے شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے، وہ شخص لوگوں کیساتھ جماعت میں شریک ہوتا ہے، اور لوگوں کو اس کیساتھ نماز پڑھنے میں کراہت ہوتی ہے، تو کیا وہ جماعت میں شریک ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

المستفتي: اختر حسین، گوئی والا، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: نسبندی کرانے والا شخص شرعاً فاسق ہے لیکن فاسق ہونے کی وجہ سے اس کو نماز سے روکنا جائز نہ ہوگا اور اگر اس نے توبہ کر لی ہے، تو اس کا فسق بھی ختم ہوجائے گا۔

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: التائب من الذنب كمن لا ذنب له.

(سنن ابن ماجه ، كتاب الزهد ، باب ذكر التوبة ، النسخة الهنديه ٢/٣١٣، دارالسلام رقم: ٤٢٥٠)

لیکن نسبندی کی وجہ سے اس کے اندر ایک ایسا عیب لاحق ہوگیا ہے جس کی وجہ سے لوگوں میں اس کی حیثیت گھٹ گئی ہے، اسلئے اس کو امام بنانا مکروہ ہوگا، جیسا کہ ولد الزنا کی

امامت مکروہ ہوتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ربیع الاول ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۹۴۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۳/۳/۱۴۱۵ھ

نسبندی کرانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: [۲۱۹۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امام ہے اور اس نے نس بندی کرائی ہے، لیکن اسکے بعد بھی اسکے بچے پیدا ہوئے کیا اس امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ بکر کہتا ہے کہ اگر یہ توبہ کرلیں تو نماز ان کی اقتدا میں درست ہے کیا بکر کا قول درست ہے؟

المستفتي: نصیر الدین، ملک جھنڈے والی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ضبط تولید کیلئے نس بندی کرانا قتل اولاد کے مشابہ ہونے کی وجہ سے گناہ کبیرہ ہے، کرانے والا فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

عن ابن مسعودؓ قال: کنا نغز ومع رسول اللّٰہ ﷺ لیس لنا نساء، فقلنا یارسول اللّٰہ! ألا نستخصی؟ فنهانا عن ذلک. (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب تزویج المعسر الذی معه القرآن والإسلام، النسخة الهندیه ۲۰/۷۵۹، رقم: ٤٨٨٠، ف: ٥٠٧١)

وأما خصاء الآدمی فحرام الخ. (الدرالمختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع زکریا۹ /٥٥٧، الموسوعة الفقهیة ۱۹/ ۱۲۰، کراچی ٦ /٣٨٨، نبراس شرح عقائد/۲۲۸)

تکره إمامة عبد واعرابيٍ وفاسق الخ. (الدرالمختار، کتاب الصلوٰة، الإمامة کراچی ١/ ٥٦٠، زکریا٢/٢٩٨، هدایه، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة اشرفی

دیوبند ۱/۱۲۲، مجمع الأنهر، کتاب الصلوٰة، فصل الجماعة سنة مؤكدة، دارالكتب العلميه بيروت ۱/۱۰۸)

البتہ اگر زید نے خالص توبہ کرلی ہے تو نماز مکروہ تحریمی نہیں ہوگی، اور بکر کا کہنا صحیح اور درست ہے۔

التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (الحديث: ابن ماجه شريف، ابواب الزهد، ذكر الذنوب، النسخة الهندية ۲/۳۱۳، دارالسلام رقم: ٤٢٥٠، مشكوٰة شريف ۱/۲۰٦)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ذیقعدہ ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/۹۶۳)

نسبندی کرانیوالے کی امامت اور ناجائز وحرام میں فرق

سوال: [۲۱۹۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) نسبندی کروانے والے امام کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی بعد توبہ کے کراہت مرتفع ہوگی یا نہیں، نسبندی کے بعد آدمی مرد ہی باقی رہتا ہے، یا اس پر عورت اور مخنث کا حکم لگے گا؟

(۲) اگر امام کی نسبندی زبردستی کردی گئی ہو تو کیا حکم ہے یعنی اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۳) ناجائز اور حرام میں حکماً کیا فرق ہے، کیا ہر فعل ناجائز پر حرام کا اطلاق کرسکتے ہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

المستفتي: رحمت علی، مظاہری، امام
مسجد صدیقیان، تاجپور، ضلع: بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) نسبندی کے بعد آدمی مرد ہی رہتا ہے، اس پر

عورت یا فطری مخنث کا حکم نہیں لگتا ہے البتہ اس فعل شنیع کی وجہ سے فاسق ہو جاتا ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔

وأما خصاء الآدمي فحرام. (شامی، کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره زكريا ٩/٥٥٧، كراچی ٦/٣٨٨، الموسوعة الفقهية الكويتية ١٩/١٢٠)

ويكره إمامة عبد وفاسق. (شامی كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ٢/٢٩٨، كراچی ١/٥٥٩، ٥٦٠)

لیکن اگر وہ نادم ہوکر توبہ کرلیتا ہے، تو اسکی فسقیت ختم ہو جاتی ہے، لہذا توبہ کے بعد نماز بلاکراہت صحیح ہوجائیگی۔

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (شعب الإيمان للبيهقي، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، دارالكتب العلمية بيروت ٥/٤٣٦، رقم:٧١٧٨)

(۲) ایسی صورت میں وہ فاسق بھی نہیں ہوگا۔

(۳) لفظ ناجائز عام ہے، اس کے تحت میں حرام مکروہ تحریمی مکروہ تنزیہی ممنوع سب داخل ہیں۔

لفظ ناجائز اور حرام میں فرق یہ ہے کہ لفظ ناجائز عام ہے اور لفظ حرام خاص ہے، کہ ناجائز کے دائرے میں حرام مکروہ تحریمی مکروہ تنزیہی سب داخل ہیں، جیسا کہ جائز کا لفظ عام ہے، اور اس کے ماتحت فرض، واجب، سنت، مباح مندوب سب داخل ہیں۔

الجواز هو الجواز يشمل الواجب، والمندوب، والمباح الخ.

(حاشیہ نورالانوار /٥٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۳۷۶۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۲۳/۱۲/۱۴۱۴ھ

نسبندی شدہ شخص کی امامت کا حکم

سوال: [۲۱۹۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص نسبندی شدہ ہو وہ نماز پڑھانا چاہے، اگرچہ وہ صاحب اولادبھی ہے، تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتي: محمد جنید، لالباغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نسبندی کرانا حرام ہے، لہٰذا اگر مذکورہ شخص نے بالقصد بخوشی نسبندی کرائی ہے، تو وہ شرعاً فعل حرام کا مرتکب ہوکر فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے۔

عن ابن مسعودؓ قال کنا نغز ومع رسول اللّٰہ ﷺ لیس لنا نساء، فقلنا یارسول اللّٰہ؟ ألا نستخصی؟ فنھانا عن ذلک. (صحیح البخاری، النکاح، باب تزویج المعسر الذی معه القرآن والإسلام، النسخة الهندیه ۲/۷۵۹، رقم: ٤٨٨٠، ف: ٥٠٧١)

و أما خصاء الآدمی حرام الخ. (درمختار، کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغیره کراچی ٦/٣٨٨، مکتبه زکریا ٩/٥٥٧، الموسوعة الفقهیة الکویتیة ١٩/١٢٠)

ویکره إمامة عبد وفاسق. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ١/٥٦٠، زکریا دیوبند ٢/٢٩٨، مثله في الهدایة، کتاب الصلاة، باب الإمامة اشرفی ١/١٢٢، مجمع الأنهر، کتاب الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤکدة، دارالکتب العلمیة بیروت ١/١٠٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۹۷۲۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۲۳/۱۱/۱۴۲۹ھ

نسبندی کرانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۰۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی نسبندی کرالی ہے اب زید کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ زید کو مستقل طور پر امام بنانا کیسا ہے؟ نیز اگر کسی وقت کوئی ایسا شخص موجود نہ ہو جو امامت کر سکے لیکن زید کے اندر صلاحیت ہے اب زید کو نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتي: العارض: محمد جسیم الدین بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نسبندی کرانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اس کا مرتکب شرعا فاسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، اگر کوئی بھی باشرع آدمی نماز پڑھانے کے لئے نہ ملے تو بدرجۂ مجبوری فاسق کے پیچھے نماز پڑھ لینے سے نماز ہو جائے گی، مگر بکراہت تنہا پڑھنے کے مقابلہ میں فاسق کے پیچھے جماعت کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے، لیکن محلّہ والوں پر لازم ہے کہ کوئی متبع شرع امام مقرر کریں۔

عن ابن مسعودؓ قال كنا نغز و مع رسول الله ﷺ ليس لنا نساء، فقلنا يارسول الله؟ ألا نستخصی؟ فنهانا عن ذلک. (صحيح البخاری ، النكاح، باب تزويج المعسر ، النسخة الهنديه ۲/ ۷۵۹، رقم: ۴۸۸۰، ف: ۵۰۷۱)

وأما خصاء الأدمی فحرام الخ. (الدر المختار ، كتاب الحظر والإباحة ، فصل فی البيع زكريا ۹/۵۵۷، كراچی ۶/۳۸۸)

كون كراهة فی الفاسق تحريمية الخ. (طحطاوی علی المراقی، كتاب الصلاة، فصل فی بيان الأحق بالإمامة قديم/۱۶۵، جديد دارالكتاب ديو بند/۳۰۳)

ولو صلی خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة لكن لاينال كما ينال خلف تقی ورع الخ. (البحر الرائق، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة كوئٹه ۱/ ۳۴۹،

زکریا ۱/ ٦١٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۵/ ۱۵۴۰)

نسبندی کرانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۰۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عمر نے نسبندی کرائی ہے، نسبندی کرانے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں جواب سے نوازیں کرم ہوگا؟

المستفتي: شوکت حسین، ٹھاکردوارہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بخوشی نسبندی کرانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۴/ ۳۵۱، جدید زکریا ۴/ ۱۷۸)

عن ابن مسعودؓ قال کنا نغز و مع رسول اللّٰہ ﷺ لیس لنا نساء، فقلنا یارسول اللّٰہ؟ ألا نستخصی؟ فنهانا عن ذلک. (صحیح البخاری، النکاح، باب تزویج المعسر الذی معه القرآن والإسلام، النسخة الهندیه ۲/ ۷۵۹، رقم: ٤٨٨٠، ف: ٥٠٧١)

وأما خصاء الآدمی حرام الخ. (الدرالمختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع زکریا ۹/ ٥٥٧، کراچی ٦/ ٣٨٨، الموسوعة الفقهیة الکویتیة ۱۹/ ۱۲۰)

تکره إمامة عبد وأعرابیٍ وفاسق الخ. (الدرالمختار، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة کراچی ۱/ ٥٦٠، زکریا ۲/ ۲۹۸، هدایه، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة اشرفی دیوبند ۱/ ۱۲۲، مجمع الأنهر، کتاب الصلوٰة، فصل الجماعة سنة مؤکدة، دارالکتب

العلمية بيروت ۱/ ۱۰۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۶۳۵)

اپنی نسبندی کرانے والے کے پیچھے نماز

سوال: [۲۲۰۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے کسی مجبوری کے تحت اپنی نسبندی کرالی ہے آیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ مفصل بیان فرمائیں؟

المستفتي: امتیاز احمد، متعلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سائل نے مجبوری کی تعیین نہیں کی ہے لہذا اگر کوئی ایسی شرعی مجبوری ہے جس میں جان ومال کا سخت خطرہ تھا، تو زید شرعاً فاسق نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے، اور ایسی شرعی مجبوری نہیں ہے، تو وہ شرعاً فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔

عن ابن مسعودؓ قال كنا نغزو مع رسول الله ﷺ ليس لنا نساء، فقلنا يارسول الله؟ ألا نستخصي؟ فنهانا عن ذلك. (صحيح البخاري، النكاح، باب تزويج المعسر الذى معه القرآن والإسلام، النسخة الهنديه ۲/ ۷۵۹، رقم: ٤٨٨٠، ف: ٥٠٧١)

وأما خصاء الآدمی فحرام الخ. (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع زكريا ديوبند ۹/ ٥٥٧، كراچى ٦/ ٣٨٨)

كون الكراهة فى الفاسق تحريمية الخ. (طحطاوى على المراقى، كتاب الصلوٰة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة قديم/ ١٦٥، جديد دارالكتاب ديوبند/ ٣٠٣، شامى

كتاب الصلوٰة، باب الإمامة قبيل مطلب البدعة خمسة أقسام كراچی ١/ ٥٦٠، زكريا ديو بند ٢/ ٢٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/ ۲۴۳۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳/ ۱۱/ ۱۴۱۱ھ

نسبندی کرانے اور ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننے والے کی امامت

سوال: [۲۲۰۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حافظ صاحب جو ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہنتے ہیں مزید یہ کہ انھوں نے اپنی بیوی کی نسبندی کرائی ہے، جس کی وجہ سے یہ مہلک بیماری ساری بستی میں پھیل چکی ہے، تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور نسبندی کرانا جائز ہے یا نہیں؟

نوٹ: لوگ نسبندی کراتے ہوئے کچھ عار محسوس نہیں کرتے، جسکی وجہ سے عوام بجائے علماء کے ایک عام آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا پسند کرتے ہیں۔

اس مسئلہ کا تسلی و تشفی بخش قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں نوازش ہوگی۔

المستفتي: عبدالماجد ترکی، متعلم مدرسہ شاہی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نسبندی کروانا حرام اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہے نیز مذکورہ حافظ صاحب کی دیکھا دیکھی اور لوگ بھی اس گناہ میں مبتلا ہو رہے ہیں، تو کرانے والے کے گناہ گار ہونے کے ساتھ ساتھ مذکورہ حافظ کو بھی گناہ ملے گا۔

نیز ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننے والا فاسق ہے اور مرتکب گناہ کبیرہ ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

جب تک اپنی حرکتوں سے باز نہ آجائے، اسکو امام نہ بنایا جائے

عن ابن مسعودؓ قال کنا نغز و مع رسول اللہ ﷺ لیس لنا نساء، فقلنا

یارسول اللہ؟ ألا نستخصی؟ فنهانا عن ذلک. (صحیح البخاری، النکاح، باب تزویج المعسر، النسخة الهندیه۲/ ۷۵۹، رقم: ٤٨٨٠، ف:٥٠٧١)

وأما خصاء الآدمی فحرام الخ. (الدرالمختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع زکریا۹/ ٥٥٧، کراچی٦/ ۳۸۸، الموسوعة الفقهیة الکویتیة ١٩/ ١٢٠)

من سن فی الإسلام سنة سیئة کان علیه وزرها ووزر من عمل بها، من بعده من غیر أن ینقص من أوزارهم شیئاً الحدیث. (مشکوٰة شریف/ ٣٣، صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة، النسخة الهندیة ٢/ ٣٤١، بیت الأفکار رقم: ١٦٧٧)

إن اللہ جل ذکره لا یقبل صلوٰة رجل مسبل إزاره. (ابوداؤد شریف، کتاب الصلوٰة، باب الإسبال فی الصلوٰة، النسخة الهندیه ١/ ٩٣، دارالسلام رقم: ٦٣٨)

کون الکراهة فی الفاسق تحریمیة الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوٰة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة، قدیم/ ١٦٥، جدید دارالکتب دیوبند/ ٣٠٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم رذی الحجہ ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۵/ ۱۵۲۶)

چوری کرنے والے اور سود لینے والے کی امامت

سوال: [۲۲۰۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امام شہر ہونیکے ساتھ ساتھ قاضی شہر بھی ہے اس پر مندرجہ ذیل الزامات بھی ثابت ہوچکے ہیں، جیسا کہ (۱) چوریاں کرنا۔ (۲) سود کا لین دین کرنا۔ (۳) کسی کا مال لیکر نہ دینا۔ (۴) کثرت سے جھوٹ بولنا اور شر پھیلانا۔ (۵) چھوٹے چھوٹے بچوں سے منھ زوری کرنا، گالیاں سننا جگہ جگہ پٹنا، اور گالیاں بکنا وغیرہ وغیرہ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز

ہے، یانہیں؟ ازروئے شرع قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے سرفراز فرمائیں۔

المستفتي: احقر محمد الیاس احمد، چندوسی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چوری کرنے والا سودی لین دین کرنے والا اور دوسرے امور مذکورہ کا مرتکب شرعاً فاسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز تو ہوجاتی ہے، لیکن مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔

ولذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانة شرعاً (وتحته) كون الكراهة في الفاسق تحريمية الخ. (حاشية الطحطاوى على المراقى كتاب الصلاة، باب الإمامة، دارالكتاب ديوبندجديد/ ۳۰۱، قديم/ ۱٦۵)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸؍رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۲۵۷)

الجواب صحیح:
افتخاراحمد غفرلہ
۲۹؍رمضان ۱۴۰۷ھ

سودی کاروبار سے وابستگی رکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۰۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حافظ قرآن حج اور منشی کی ڈگری لئے ہوئے ہیں، اور عیدگاہ کی نماز کے لئے تجویز کئے گئے ہیں وہ اپنا کام تجارت اور عمارات بنوانے کا کرتے ہیں لیکن ادارہ مسلم فنڈ نجیب آباد کے ڈائرکٹر صرف اعزازی ووٹ کو بڑھوانے کیلئے بنائے گئے ہیں، ایسے امام صاحب کو عیدگاہ کا امام بنایا جاسکتا ہے، یانہیں؟

المستفتي: اظہارالحق قاضی، نجیب آباد، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسلم فنڈ نجیب آباد کا پورا کاروبار سود پر مبنی ہے اس

لئے مذکورہ امام صاحب کو چاہئے کہ ایسے ادارہ سے ذمہ دارانہ وابستگی نہ رکھیں، تاکہ کسی کو اعتراض کا موقع نہ ہو۔

عن جابرؓ قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا، ومؤكله، وكاتبه، وشاهديه. (مسلم شريف، كتاب المساقاة، باب الربا، النسخة الهنديه ۲/۲۷، بيت الأفكار رقم: ۱۵۹۷)

عن عبد الله، قال: لعن رسول الله ﷺ آكل الربوا، ومؤكله. (مسند الدارمي، دارالمغني ۳/۱۶۵۰، رقم: ۲۵۷۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴/۱۱/۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/۱۱۳۱۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۴/۱۱/۱۴۳۴ھ

رشوت دے کر زمین حاصل کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۰۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے حکومت کی طرف سے اعلان ہوا کہ جونسبندی کرائے اسے کچھ زمین دی جائیگی، تو زید نے نسبندی نہیں کرائی اور رشوت دیکر زمین حاصل کرلی، اور اپنے نام پٹہ کروالیا اس صورت میں زید کو امام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: افتخار عالم، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں امام صاحب نے رشوت دیکر زمین حاصل کی ہے اور بلا ضرورت رشوت دینا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

عن عبد الله بن عمرو قال: قال النبي ﷺ: الراشي والمرتشي في النار. (المعجم الأوسط، دارالفكر ۱/۵۵۰، رقم: ۲۰۲۶، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ۳/۲۴۷، رقم: ۱۰۳۷)

عن عبد الله بن عمرو ، قال: لعن رسول الله ﷺ الراشي والمرتشي.

(سنن أبي داؤد، القضاء، باب في الكراهية الرشوة، النسخة الهندية ٢/٥٠٤، دارالسلام رقم: ٣٥٨٠، مسند أحمد بن حنبل ٢/١٦٤، رقم: ٦٥٣٢)

اورمرتکب کبیرہ فاسق ہے۔

ومرتكب الكبيرة فاسق. (شرح عقائد تسفی/١٠٩)

اورشرعاً فاسق کوامام بنانا مکروہ تحریمی ہےاوراس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔

أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (شامی، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، زکریا ٢/٢٩٨، کراچی ١/٥٦٠)

لہذاامام صاحب اگراس فعل سے توبہ کر لیتے ہیں، تو پھران کی امامت صحیح اوران کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی نماز صحیح ہوگی۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوْحاً. (التحريم:٨)

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: كل ابن آدم خطاء وخير الخطائين التوابون. (سنن الترمذی، كتاب الزهد، باب بلا ترجمة، النسخة الهندية ٢/٧٦، دارالسلام رقم: ٢٤٩٩، المصنف لإبن أبي شيبة، كتاب ذكر رحمة الله، مؤسسه علوم القرآن جديد ١٨/٥٣٨، ٥٣٩، رقم: ٣٥٣٥٧)

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، النسخة الهندية ٢/٣١٣، دارالسلام رقم: ٤٢٥٠، المعجم الكبير للطبرانی، داراحياء التراث العربي ١٠/١٥٠، رقم: ١٠٢٨١، السنن الكبرى للبيهقی، كتاب الشهادات، باب شهادة القاذف جديد دارالفكر ١٥/١٧٥، رقم: ٢١١٥٠، مشكوٰة ١/٢٠٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷/۶/۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۴۹۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۷/۶/۱۴۱۴ھ

لاٹری کی خرید وفرخت کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۰۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو آدمی لاٹری ٹکٹ خرید وفرخت کرتا ہے، ہمیشہ یعنی روزانہ تو اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس آدمی کو سلام کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس آدمی کو امام بناتے ہیں وہ گنہگار رہوں گے یا نہیں؟

المستفتي: محمد مزمل الحق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: لاٹری کی خرید وفروخت شرعی طور پر ناجائز اور حرام ہے۔ (ایضاح النوادر ۱/۱۲۳، محمودیہ ۱۲/ ۳۵۸)

جو امام صاحب اس میں ہمیشہ مبتلا ہیں وہ شرعاً فاسق ہیں، اور فاسق شخص کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، لہذا جو لوگ اس کو امام بناتے ہیں، وہ لوگ گنہگار ہوں گے۔ (محمودیہ، قدیم ۲/ ۱۰۸، جدید ڈابھیل ۶/ ۹۵)

عن عبد الله بن عمرو أن رسول الله ﷺ كان يقول: ثلاثة لا يقبل الله منهم صلوٰة من تقدم قوماً وهم له كارهون. الحديث (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/ ۸۸، دار السلام رقم: ۵۹۳)

إنهم قدموا فاسقاً يأثمون بناء على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بأمور دينه الخ. (كبيرى، كتاب الصلوٰة، فصل فى الإمامة اشرفيه/۳ ۵۱)

كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين وفى الطحطاوى: كون الكراهة فى الفاسق تحريمية. (طحطاوى على المراقى، كتاب الصلاة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة، دار الكتاب ديوبند جديد/ ۳۰۱، قديم/ ۱۶۵)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۷۵۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۶/۶ھ

مسلم فنڈ میں ملازم شخص کی امامت

سوال: [۲۲۰۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص مسجد میں امامت کرتا ہے اور مسلم فنڈ میں ملازم ہے جس کی تنخواہ مسلم فنڈ کے ادارے سے ملتی ہے مسلم فنڈ کے کاروبار سے حاصل شدہ پیسے کو بینک میں جمع کرکے بیاج وسود حاصل کرتے ہیں پھر اسی بیاج سے ملازموں کو تنخواہ دیتے ہیں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ایسا شخص امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب سے نوازیں۔

المستفتي: ماسٹر مطلوب الرحمٰن، سیوہارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسلم فنڈ سود سے بچنے کیلئے قائم کئے جاتے ہیں اور سوالنامہ میں اس کے برعکس حالات بیان کئے گئے ہیں، اگر واقعی طور پر اس میں سود ہی کا کاروبار ہوتا ہے اور اسی سودی حساب وکتاب کو مذکورہ امام کرتا ہے، تو اسکی امامت مکروہ ہوگی۔

عن جابر قال: لعن رسول الله ﷺ آكل الربوا، ومؤكله، وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء. (صحيح مسلم، باب لعن آكل الربوا، وموكله، النسخة الهندية ۲/۲۷، بيت الأفكار رقم: ۱۵۹۸)

ويكره الاقتداء بمن عرف بأكل الربا الخ. (بزازيه، كتاب الصلاة، زكريا، جديد ۱/۳۸، وعلى هامش الهنديه، الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء

٤/٥٥، قاضي خان، كتاب الصلاة، فصل فيمن يصح الاقتداء به الخ، زكريا جديد ١/٥٩، وعلى هامش الهنديه١/٩١)

يكره إمامة عبد وأعرابى وفاسق وأعمى وفي الشامية (قوله فاسق) من الفسق هو الخروج عن الاستقامة لعل المراد من به يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربوا ونحو ذلک. (شامی، كتاب الصلاة، باب الإمامة، كراچي ١/٥٥٩، ٥٦٠، زكريا ٢/٢٩٨، كذا فى الهداية، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مكتبة اشرفى ديوبند ١/١٢٢، وكذا فى مجمع الأنهر شرح ملتقىٰ الا بحر كتاب الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤكدة دارالكتب العلمية بيروت ١/١٠٨)

اور اگر سودی حساب وکتاب مذکورہ امام سے متعلق نہیں ہے، تو اسکی امامت بلاکراہت جائز ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰؍صفر المظفر ۱۴۱۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۶۴۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۲/۲۰ھ

سودخور کی امامت

سوال: [۲۲۰۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں حافظ قرآن ہوں امامت کرتا ہوں اور امامت سے دو سال پہلے میں نے پچیس ہزار روپئے کسی شخص کو بطور قرض دیئے، ایک سال کیلئے اس شرط پر کہ اس سے سود لینا ہے، مقتدیوں پر میرا راز فاش ہوگیا، ایک سال میں ٦؍ ہزار روپیہ بشکل سود میں نے لئے اور اصلی رقم جمع کی ہوئی رقم سے دس ہزار روپیہ مقروض نے مجھے واپس کردی ہے، اور میری ۱۵؍ ہزار کی رقم باقی ہے، تو مقتدیوں نے اعتراض کیا تو میں نے توبہ کا اقرار کیا کہ توبہ کرلی اور آئندہ کا وعدہ کیا کبھی اس طرح کا میں لین دین نہیں کرونگا، مقتدیوں نے کہا ٹھیک ہے لیکن پھر وہ اعتراض کر رہے ہیں کہ وہ حاصل شدہ سودی رقم چھ ہزار روپئے مقروض کو واپس کرو میں وہ رقم واپس نہیں کرتا

اب مقتدی حضرات میرے بارے میں آپس میں چہ میگوئیاں کررہے ہیں، اور چند آدمی خاموش ہیں، مگر میرے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی کہتے ہیں وہ سودی رقم واپس کرو اور میں نے امسال حج کا ارادہ کرلیا ہے، اور درخواست بھی دیدی ہے، براہ کرم مندرجہ ذیل عبارت کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب دیں۔

(۱) میرا ایک سال پہلے کی حاصل شدہ سودی رقم کو واپس نہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اس رقم کو واپس نہ کرنے کی حالت میں میری امامت جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اوراسم رقم سے حج کرنا درست ہے یا نہیں؟۔

نوٹ: ان تینوں باتوں پر غور وفکر فرما کر صراحۃً مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

المستفتي: حافظ شمیم احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسلمان کیلئے سودی لین دین قطعاً ناجائز اور حرام ہے، حدیث شریف میں اس پر سخت ترین وعید آئی ہے، اگر آپ نے سودی پیسہ حاصل کرلیا ہے، تو آپ کیلئے ضروری ہے کہ یا تو وہ پیسہ مالک کو واپس کریں یا اس کو اپنے قرضخواہ پر باقی رقم میں محسوب کرلیں اور اس سے صرف ۹ر ہزار کی اصل رقم واپس لیں، اگر ان میں سے کسی بات پر آپ تیار نہ ہوں تو ایسی صورت میں مقتدیوں کا آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھنے پر اڑے رہنا صحیح ہے، اور آپ کیلئے سودی رقم سے حج کرنا بھی جائز نہیں ہے، اور اگر اوپر لکھے گئے طریقہ پر آپ عمل کرلیں تو پھر آپکی امامت اور اس پیسہ سے حج کرنا شرعاً جائز ہے۔

أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا. (سورۃ آل عمران:۲۷۵)

عن جابر قال: لعن رسول الله ﷺ آكل الربوا، ومؤكله، وكاتبه، وشاهديه، وقال: هم سواء. (مسلم شريف، المساقاة، باب لعن أكل الربوا، ومؤكله، النسخة الهندية ۲/۲۷، بيت الأفكار رقم:۱۵۹۸، ابو داؤد، البيوع، باب فی أكل الربوا ومؤكله، النسخة الهندية ۲/۴۷۳، دارالسلام رقم:۳۳۳۳، مشكوٰة ۲۴۴)

یجب علیه أن یردهٗ علی مالکه إن وجد المالک وإلا ففی جمیع الصور یجب علیه أن یتصدق بمثل تلک الأموال علی الفقراء . (بذل المجهود، کتاب الطهارة ، باب فرض الوضوء، قدیم مطبوعه میرٹھ ۱/ ۳۷، دارالبشائر الاسلامیه ۱/ ۳۵۹)

ویکره إمامة فاسق . (شامی ، کتاب الصلاة، باب الإمامة، زکریا ۲/ ۲۹۸، کراچی ۱/۵۵۹، ۵٦۰)

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول اللّٰه ﷺ التائب من الذنب کمن لا ذنب له . (شعب الإیمان للبیهقي، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة ، دارالکتب العلمیة بیروت ٥/ ٤٣٦، رقم:٧١٧٨) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۷۲۴۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/٦/۱ھ

مسلم فنڈ میں ملازمت کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۱۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حافظ قرآن مسلم فنڈ میں ملازمت کرتے ہیں اور بازار میں روپئے کی دوکانداروں سے وصولیابی کرتے ہیں، اور تنخواہ ہر ماہ مسلم فنڈ سے پاتے ہیں کیا ایسا حافظ قرآن امامت کرسکتا ہے، کسی قسم کی کوئی کراہت تو نہیں ہے؟

المستفتي: حافظ ظریف احمد، مسلم
چودھریان، قصبہ: سیوہارہ، ضلع: بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسلم فنڈ کے قیام کا مقصد مسلمانوں کو سودی معاملات سے بچانا ہے، اگر مسلم فنڈ اپنے مقصد قیام کے مطابق کام کرتا ہے، تو اس کے تمام

ملازموں کی تنخواہ حلال ہے، اور مذکورہ حافظ قرآن کی ملازمت بھی جائز ہے، اس کے پیچھے نماز بھی بلا کراہت جائز ہوگی۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ا/ ۱۵۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:	کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ	۶/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ
۱۴۱۸/۶/۶ھ	(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۳۲۱)

لون پر سود لینے والے کی امامت

سوال: [۲۲۱۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسلمان ہے جس کا کاروبار گذارہ کے قابل ٹھیک ہی چل رہا ہے، لیکن اس کو مزید وسیع کرنے کے لئے حکومت وقت سے لون لینا چاہتا ہے، جو ظاہر ہے کہ قرض سودی ہوگا، آیا اس حالت میں وہ قرض سودی لے سکتا ہے، یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر ایسے شخص کے پیچھے جو کہ سودی قرض لے چکا ہے، اور وہ حکومت کا مقروض ہے، نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اگر ایسا شخص نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے پڑھ لیں یا علیحدہ پڑھیں، اس کے علاوہ اگر سودی قرض کے جواز کی کوئی صورت ہو تو تحریر فرمادیں۔

المستفتي: نسیم احمد اکبر پوری، کانٹھ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کاروبار کو وسیع کرنے اور فروغ دینے کیلئے سود و لون پر قرض لینا حرام اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوگا۔

عن جابرؓ قال: لعن رسول الله ﷺ آكل الربوا، ومؤكله، وكاتبه، وشاهديه، وقال: هم سواء. (مسلم شريف، باب لعن أكل الربوا ومؤكله، النسخة الهندية ٢/ ٢٧، بيت الأفكار رقم: ١٥٩٨)

عن علي قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا، ومؤكله، وشاهديه، وكاتبه. (مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ٦/ ٢٦٩،

رقم: ١٠٧٩١، ٨/١٤/٣١٤، رقم:١٥٣٤٣، مسند أحمد بن حنبل ٨٣/١، رقم:٦٣٥، ٨٧/١، رقم: ٦٦٠، ١٠٧/١، رقم: ٨٤٤، ١٢١/١، رقم: ٩٨١، ٥٠/١، رقم: ١٢٨٩، مسند الدارمي، دارالمغني ١٦٥٠/٣، رقم:٢٥٧٧)

ایسی حالت میں مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود جو شخص سود پر قرض لیتا ہے، وہ فاسق ہے، جب تک توبہ کر کے باز نہ آ جائے اس وقت تک اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔

لو صلیٰ خلف فاسق أو مبتدعٍ ینال فضل الجماعة ؛ لکن لا ینال کما ینال خلف تقی ورعٍ (إلیٰ قوله) ویکره الاقتداء بهم کراهة تنزیهیة فإن أمکن الصلوٰة خلف غیرهم فهو أفضل ، وإلا فالاقتداء أولیٰ من الانفراد .

(البحرالرائق ، کتاب الصلوٰة ، باب الإمامة زکریا ٦١٠/١، کوئٹه ٣٤٩/١)

البتہ علیحدہ پڑھنے سے اس کے پیچھے پڑھنا زیادہ اولیٰ ہوگا اور اگر لون پر قرض لے چکا ہے اور فی الحال حکومت کا مقروض ہے! اور آئندہ کے لئے توبہ واستغفار کرلیا ہے، اب فاسق نہیں رہے گا۔

قال رسول اللہ ﷺ : التائب من الذنب کمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر التوبة ، النسخة الهندية ٣١٣/١، دارالسلام رقم: ٤٢٥، شعب الإیمان للبیهقی ، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة ، دارالکتب العلمیه بیروت ٤٣٦/٥، رقم:٧١٧٨، مشکوة شریف ٢٠٦/١)

اگر فی الحال مقروض ہے، کیونکہ توبہ کے بعد بھی لون نہ دینے کے لئے کوئی صورت باقی نہیں ہے اسلئے جو زائد دیگا وہ جبراً دینا سمجھا جائے گا؟

ونفس الأمر من السلطان عند غیر تهدید یکون إکراهاالخ. (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الإکراه، الباب الأول زکریا، قدیم ٣٥/٥، جدید ٤٣/٥، فتاویٰ قاضی خان، کتاب الإکراه زکریا ، جدید ٣٥٦/٣، وعلی هامش الهندیه ٤٨٣/٣)

اورسود پر قرض لینے کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ کسی شخص کو بالکل فاقہ ہے اور بال بچے

بھوکے ہیں نہ اپنے پاس کوئی پیسہ ہے اور نہ ہی کوئی بلاسود کے قرض دیتا ہے، تو اپنی اور اپنے بال بچوں کی بھوک ختم کرنے کے لئے بقدر ضرورت سود پر قرض لیکر جان بچانے کی اجازت ہے، موجودہ زمانے میں اس طرح کی ضرورت دس پندرہ روپئے سے پوری ہوجاتی ہے، اس سے زیادہ لینے میں لعنت کا مستحق ہوگا۔

الضرورات تبيح المحظورات ومن ثم جاز أكل الميتة عند المخمصة وإساغة اللقمة بالخمر والتلفظ بكلمة الكفر (وقوله) ما أبيح للضرورة يتقدر بقدرها الخ. (الأشباه قديم القاعدة الخامسة / ١٤٠)

يجوز للمحتاج الاستقراض بالربح الخ. (الأشباه والنظائر قديم القاعدة الخامسة / ١٤٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸؍ جمادی الأولیٰ ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۲۴۶)

زانی کی امامت

سوال: [۲۲۱۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام جو زنا کرچکا ہے، جس کا کچھ اشخاص کو علم ہے، اور وہ اشخاص اس امام کی اس بدفعلی کی وجہ سے اس کے پیچھے کراہیت کے ساتھ یا بلا کراہیت سے نماز پڑھتے ہیں تو ان کی امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ اور اس امام کی اس زنا کاری کی بدفعلی کو جن کو اس کی اس بدفعلی کا علم ہے دیگر مصلیوں کو بتلانا چاہئے یا نہیں؟

المستفتي: محبوب احمد بمعرفت مشتاق احمد، دولت باغ، جھبو کا نالہ مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: نفس نماز صحیح ہوگی واجب الاعادہ نہیں ہے، لیکن امام

اپنی بدکرداری کی وجہ سے شرعاً فاسق ہے نیز جولوگ بدکرداری پر واقف ہونیکی وجہ سے امام کی امامت سے ناراض ہیں ان پر کوئی گناہ نہیں اور ایسے امام کی کی امامت شرعاً مکروہ تحریمی ہے۔

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله ﷺ : ثلاثة لايقبل الله لهم صلاة : إمام قومٍ وهم له كارهون. (المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ۱۱/۴۴۹، رقم:۱۲۲۷۵)

لو أم قوماً هم له كارهون ، فهو على ثلثة أوجه إن كانت الكراهة لفساد فيه......يكره الخ. (مراقي الفلاح ، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم/۱٦٤، دار الكتاب ديوبند جديد۱/۳۰۱)

عند الحنفية الكراهة تحريمية قال فى الدرالمختار ولو أم قوماً وهم له كارهون، إن الكراهة لفساد فيه ، أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلک تحريماً .(بذل المجهود ، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالبشائر الإسلاميه بيروت،جديد ٥/٤٧٥، مطبع ميرٹھ قديم ۱/۳۳۱، شامی، كتاب الصلاة ، باب الإمامة كراچی ۱/۵۹۹، زكريا۲/۲۹۷تا ۲۹۸، حاشية الطحطاوى على الدر المختار ، كتاب الصلاة، باب الإمامة كوئٹه ۱/۲٤۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ربیع الاول ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر:۲٦/۲۱۷۹)

زانی امام کے پیچھے نماز

سوال:[۲۲۱۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی امام نے زنا کرلیا اور اس سے حمل ٹھہر گیا یا نہیں دونوں صورتوں میں امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور امام سے علیحدہ تنہا پڑھنا بہتر ہے، یا امام کے پیچھے مع دلائل وحوالہ جات قرآن وحدیث کی

روشنی میں تحریر فرمائیں اور ثواب دارین کے مستحق ہوں۔

المستفتي: العارض: محمد محبوب عالم، بھاگلپور، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا شخص شرعاً فاسق ہے، اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے لیکن تنہا پڑھنے کے مقابلہ میں فاسق کے پیچھے باجماعت نماز پڑھنا اولیٰ ہے، اسلئے کہ جماعت کی اہمیت شریعت کی نظر میں زیادہ ہے لیکن اگر کسی متقی شخص کے پیچھے پڑھنا ممکن ہوتو متقی ہی کے پیچھے پڑھنا ضروری ہے۔

وَلاَ تَقْرَبُوا الزِّنٰی، إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلاً. (بنی اسرائیل:۳۲)

عن أبی هريرةؓ عن النبی ﷺ قال: إذا زنی العبد خرج منه الإيمان فكان فوق رأسه كالظلة، فإذا خرج من ذلك العمل عاد إليه الإيمان.

(سنن الترمذی، كتاب الإيمان، باب ماجاء لايزنی الزانی وهو مومن، النسخة الهندية ۲/ ۹۰، دارالسلام رقم: ۲٦۲۵)

كون الكراهة فی الفاسق تحريمية الخ. (طحطاوی علی المراقي، كتاب الصلاة، فصل فی بيان الأحق بالإمامة جديد دارالكتاب ديوبند/ ۳۰۳، قديم/ ۱۲۵)

ولو صلی خلف فاسق أو مبتدعٍ ينال فضل الجماعة لكن لا ينال كماينال خلف تقی ورع الخ. (البحرالرائق، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة زكريا ۱/ ٦۱۰، كوئٹه ۱/ ۳٤۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/ ۲۳۶۰)

لوطی کی امامت کا حکم

سوال: [۲۲۱۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ موضع

بلو چک دسنگھ سرائے کے امام جناب عبداللہ مسجد کے اندر محمد سراج سے لواطت کراتے ہیں ،اس نے بستی کے معزز حضرات سے کہا کہ میں ان کا شاگرد ہوں اس فعل کو نہ کرنے پر دھمکاتے ہیں، اور مجھکو لالچ دیکر بہلاتے ہیں اس ناجائز فعل سے مجھے نجات دلائیں جو مسجد میں کرنا پڑتا ہے، امام عبداللہ کو اشارۃً منع کیا گیا کہ محمد سراج کو ہمراہ نہ رکھیں تو امام عبداللہ اس پر راضی نہ ہوئے ، امام عبداللہ کے مکان کے ہمراہ مسجد ہے اور سراج کا گھر بھی قریب ہے، بستی کے معزز حضرات اور نمازیوں نے اس بات کی چھان بین شروع کی تو کئی رات اپنی آنکھوں سے مسجد میں کرتے ہوئے فعل لواطت دیکھا بعدہٗ اس فعل کو کرتے ہوئے تصویر کھینچی گئی اور امام عبداللہ کے دو خط اپنے معشوق محمد سراج کے نام وہ بطور شہادت موجود ہیں ،امام اس فعل شنیع سے توبہ کرتے ہیں اور نہ باز آرہے ہیں ، کیا ایسے امام کے پیچھے اس مسجد میں نماز پڑھی جائے ؟ اور ایسے امام کی شریعت میں کیا سزا ہے ،جبکہ امام عبداللہ اور محمد سراج دونوں شادی شدہ ہیں ، جواب سے جلد نوازیئے ، میں آپ کا ممنون ومشکور رہوں گا۔

المستفتي: محمد سہیل، ومحمد پرویز اختر، سمستی پور، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق :اگر سوالنامہ میں بیان کردہ واقعہ صحیح ہے،تو مذکورہ شخص شرعاً فاسق ہےوہ قابل امامت نہیں ہے،اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ . (العنكبوت:٢٩)

ولذا كره إمامة الفاسق وتحته في الطحطاوي كون الكراهة في الفاسق تحريميه الخ. (طحطاوي على المراقي ، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة ، دارالكتاب ديوبند/ ٣٠١، قديم ١٦٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲؍ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۹/ ۳۴۲۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۲۲/۴/۱۴۱۴ھ

بدفعلی کے مرتکب کی امامت

سوال:[۲۲۱۵]: کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک صاحب عالم دین ہیں، لواطت کرتے ہیں، اور کرتے ہوئے پکڑے بھی گئے، دیگر گواہوں سے تحقیق ہوئی اور ثابت بھی ہوگیا پھر بھی وہ شخص کلما کی قسم کھاتا ہے، جبکہ معاملہ سچ ہے، تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو مدرسہ کا ذمہ دار بنانا درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: عبدالصمد، گونڈوی، ممبئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال مذکورہ میں اگر معاملہ واقعی سچ اور درست ہے تو پھر وہ عالم فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا اور اسکو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، اسلئے اہل مسجد کو چاہئے، کہ اسکی جگہ کسی نیک صالح متبع شریعت امام کو مقرر کریں، اور ایسے شخص کو مدرسہ کا ذمہ دار بنانا بھی درست نہیں ہے بلکہ نیک صالح اور صاحب امانت کو مدرسہ کا ذمہ دار بنانا چاہئے، اور یہ جواب محض سوال کے پیش نظر ہے اگر اصل واقعہ اس کے خلاف ہو جیسا کہ مذکورہ امام اس کے انکار کیلئے کلما کی قسم کھانے کو بھی تیار ہے تو ایسی صورت میں امام مذکورہ نہ فاسق ہے اور نہ ہی اس کی امامت میں کراہت ہے، اور نہ ہی بلاوجہ اسکو امامت سے برطرف کرنا درست ہوگا۔

لو أم قوم وهم له كارهون ، فهو على ثلاثة أوجه: إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره ، وإن كان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لايكره له التقدم لأن الجاهل والفاسق يكره العالم والصالح . (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاة ، فصل فی بیان الأحق بالإمامة ، دارالکتاب دیوبند، جدید /۱ ۳۰۱، قدیم/۱٦٤)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن سركم أن تقبل صلوٰتكم

فليؤمكم خياركم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم . (المعجم الكبير، للطبراني، دار احياء التراث العربي ٣٢٨/٢٠، حديث:٧٧٧) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۰۲۲/۳۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۴/۳۰ھ

لواطت کرنے والے شخص کی امامت

سوال: [۲۲۱٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو شخص اغلام بازی میں مبتلا ہو اور اب تک بہت لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کر چکا ہو اور فخریہ طور پر اس کو بیان کرتا ہو تو ایسے شخص کو امام بنانا اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے، شریعت کی روشنی میں جواب سے نوازیں؟

المستفتي: عبدالرحمٰن، محلّہ پنب ٹانڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: ایسا شخص جو لوطی ہو وہ فاسق اور عاصی ہے، فخریہ طور پر اس کو بیان کرنا اور زیادہ گناہ ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی اس پر توبہ کرنا لازم ہے۔ (فتاوی دار العلوم ۱۲۲/۳، احسن الفتاریٰ ۲۶۰/۲)

أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ . (العنكبوت: ٢٩)

كون الكراهة في الفاسق تحريمية . (طحطاوی، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة، دارالكتاب ديوبند جديد/ ٣٠١، قديم/ ١٦٥، هنديه، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، زكريا قديم ٨٥/١، جديد ١٤٣/١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۵۲۹۹/۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۵/۲۱ھ

بدفعلی کرنیوالے کی امامت

سوال: [۲۲۱۷]: کیافرماتے ہیں علماءکرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص اپنے پیچھے کے راستہ سے بدفعلی کراتا ہے، اورکئی بار دیکھا گیا ہے، اور وہ اپنے اس فعل سے باز نہیں آتا، اور نہ ہی اس برائی کو برائی سمجھتا ہے، اور غیر آدمی کا عضو تناسل منھ میں لیکر چوستا ہے، تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یانہیں؟ ایسے شخص کوامام بنایا جاسکتا ہے یانہیں؟ اور جونمازیں ایسے شخص کے پیچھے پڑھی گئی ہیں، ان کا اعادہ ضروری ہے یانہیں؟ اورکیا ایسے شخص کا ایمان برقرار ہے؟

المستفتي: نظیر احمد، قاری اکرام احمد رامنگر، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر یہ محض الزام ہے تو سائل گناہ عظیم کا مرتکب ہوگا اور اگر واقعہ ایسا ہی ہے جو سوالنامہ میں مذکور ہے تو اس طرح بہیمانہ حرکت کرنے والا فاسق وفاجر ہے وہ امامت کا اہل نہیں ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، جونمازیں پڑھی گئیں ہیں، ان کولوٹانیکی ضرورت نہیں۔

عن عبد الله بن عمرو أن رسول الله ﷺ: كان يقول: ثلاثة لا يقبل الله منهم صلوٰة: من تقدم قوماً وهم له كارهون. الحديث (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب الرجل يوم القوم وهم له كارهون، النسخة الهندية ۸۸/۱، دارالسلام رقم: ۵۹۳، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ۷۱/۱۳، رقم: ۱۷۶، ۱۳۶/۱۴، رقم: ۱۴۷۵۹)

كون الكراهة فى الفاسق تحريمية الخ. (طحطاوى على المراقي، كتاب الصلاة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة قديم/۱٦۵، دارالكتاب ديوبند جديد/۳۰۱، شامى، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچى ۵۵۹/۱، زكريا۲۹۷/۲، ۲۹۸، حاشية الطحطاوى،

علی الدر المختار کوئٹہ ۱/ ۲۴۳)

ولو صلى خلف فاسق أو مبتدعٍ ينال فضل الجماعة لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع. (البحرالرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ کوئٹہ ۱/ ۳۴۹، زکریا ۱/ ۶۱۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱/ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۴۲۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۱/ ۴/ ۱۴۱۶ھ

متہم باللواطت کی امامت کا حکم

سوال: [۲۲۱۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بکر نے اپنے موافق لوگوں سے کہا کہ زید نے ایک لڑکے کے ساتھ لواطت کی ہے ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ نے زید کو دیکھا ہے، اگر واقعی دیکھا ہو تو مسجد میں جا کر قسم کھالو، بکر مسجد میں جانے سے گھبرایا، اور کہا کہ میں نے دیکھا تو نہیں ہے، لیکن سنا ہے، بکر کے موافق لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ زید کے پیچھے نماز نہیں ہوگی، زید قاری ہے اور زید کا کہنا ہے کہ میں نے کبھی بھی لڑکے کے ساتھ لواطت نہیں کی ہے، اب یہ فرمایئے کہ زید کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ اور یہ الزام ہے یا نہیں؟

المستفتي: عبد الوحید، شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفيق: سوالنامہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ بکر نے زید پر جھوٹا الزام لگایا ہے، لہٰذا بکر کو توبہ کر کے زید سے معافی مانگنی چاہئے، جب زید سے اس فعل شنیع کا ارتکاب ثابت نہیں ہوا تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۳/ ۱۸۸)

نیز الزام میں جو شریک ہیں سب کو توبہ کر لینی چاہئے۔

يٰا أَيهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اجتَنِبُوا كثيرا من الظَّنِّ إِنَّ بعضَ الظَّنِّ إِثمٌ.

(الحجرات: ۱۲)

عن أبی هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: کفی بالمرء کذبا أن يحدث بکل ماسمع. (صحيح مسلم، مقدمه ۸/۱، مسند البزار، مکتبه العلوم والحکم ۱۵/۲۰، رقم: ۸۲۰۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷؍صفر ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۵۲۸)

مسجد کا موقوفہ مکان اپنے نام کرانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۱۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی کے پاس وقف بورڈ (مسجد) کا مکان ہے اور وہ معلوم ہوتے ہوئے بھی رجسٹری کرالیتا ہے، مطلب خرید لیتا ہے، اور بعد میں وقف والے اسکو خالی کرانے کیلئے مقدمہ کرتے ہیں اور وہ شخص مقدمہ لڑ رہا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتي: امیر احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وقف معلوم ہونے کے باوجود مسجد کا مکان اپنے نام رجسٹری کرالینا شرعاً غصب کے درجہ میں ہے، جو ناجائز اور حرام ہے، جس کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے غیر کی زمین کو ناجائز طریقہ سے حاصل کیا یا دبایا تو روز قیامت ساتوں زمین اس کی گردن میں طوق بنا کر ڈالدی جائیں گی۔

عن سعيد بن زيد بن عمر و بن نفيل، أن أروی خاصمته في بعض داره فقال: دعوها وإياها، فإني سمعت رسول الله ﷺ، يقول: من أخذ شبراً من الأرض بغير حقه، طوقه في سبع أرضين يوم القيامة. (صحيح مسلم، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها، النسخة الهندية ۲/ ۳۳، بيت الأفكار رقم: ۱۶۱۰)

اس کو چاہئے کہ رجسٹری ختم کر کے مسجد کے موقوفہ مکان سے اپنا قبضہ ہٹا کر اپنی بدکرداری سے باز آئے، اور توبہ واستغفار کر کے اپنے کو غضب خداوندی سے بچائے، اور یہ شخص جب توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لے تو اس کے پیچھے بھی نماز بلا کراہت درست ہے۔

عن أبی عبیدة بن عبد الله، عن أبیه، قال: قال رسول الله ﷺ: التائب من الذنب کمن لا ذنب له. (سنن إبن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر التوبة، النسخة الهندیة ۱/ ۳۱۳، دارالسلام رقم: ۴۲۵۰، المعجم الکبیر للطبرانی، داراحیاء التراث العربي ۱۰/ ۱۵۰، رقم: ۱۰۲۸۱، السنن الکبری للبیهقی، کتاب الشهادات، باب شهادة القاذف جدید، دارالفکر ۱۵/ ۱۷۵، رقم: ۲۱۱۵۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۶۹۹۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۱/۵ھ

غیر مسلم کی دوکان پر قبضہ کرنے والے شخص کی امامت

سوال: [۲۲۲۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی شخص کے پاس غیر مسلم کی دوکان ہے اور وہ اپنی ضرورت کے تحت دوکان خالی کرانا چاہتا ہے، یہاں تک کہ مقدمہ بازی بھی شروع ہو چکی ہے جبکہ اسی شخص کے پاس ایک دوکان اور بھی ہے، کیا ایسے شخص کو امام بنایا جاسکتا ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے، اور خود اسکی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ مفصل ومدلل بیان فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں، مہربانی ہوگی۔

المستفتي: امیر احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: غیر مسلم سے دوکان کرایہ پر لینا شرعاً جائز ہے، اب دوکان کرایہ پر لیتے وقت اگر دونوں کے درمیان یہ طے ہو چکا تھا، کہ مالک جب چاہے

دوکان خالی کرا سکتا ہے، تو اس معاہدہ کے پیش نظر اس شخص کو دوکان خالی کردینی چاہئے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ. (سورۃ المائدہ: ۱)

اس کے برخلاف کرایہ دار کا دوکان خالی نہ کر کے اس کے خلاف مقدمہ بازی کرنا شرعاً جائز نہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی جائیداد پر ناجائز طریقہ پر تسلط جمانے پر سخت وعید فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ناحق کسی کی ایک بالشت زمین بھی دبائے گا تو کل قیامت میں اس کے گلے میں زمین کے سات طوق ڈالے جائیں گے، حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے:

عن سعيد بن زيد عمر و بن نفيل، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من اقتطع شبراً من الأرض ظلماً طوقه الله إياه يوم القيامة من سبع أرضين. (صحيح مسلم، باب تحريم الظلم، وغصب الأرض، النسخة الهندية ٢/٣٣، بيت الأفكار رقم: ١٦١٠)

اس شخص کو چاہئے کہ اپنا قبضہ ہٹا کر دوکان خالی کرے، اور بدعملی سے توبہ کرے جب یہ شخص اپنی بدعملی سے تائب ہو جائے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (شعب الإيمان، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، دارالكتب العلميه بيروت ٥/٤٣٦، رقم: ٧١٧٨، السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الشهادات، باب شهادة القاذف جديد دارالفكر ١٥/١٧٥، رقم: ٢١١٥٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍محرم الحرام ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۹۹۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۱/۵ھ

پڑوس کی دیوار پر ناجائز قبضہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۲۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک پلاٹ دو آدمیوں کے درمیان مشترک تھا، تقسیم کے بعد ایک آدمی نے اپنے حصہ میں مکان بنایا جو

تقریباً ایک سوسال پرانا اور چھوٹی اینٹ کا بنا ہوا ہے، اسکے بعد دوسرے ساتھی نے کچھ سال کے بعد اپنا مکان بنایا جو بڑی اینٹ کا بنا ہوا ہے، مگر اسکے پڑوسی کی طرف جو دیوار تھی اس طرف اپنی دیوار نہ بناکر پڑوسی کی دیوار سے ملاکر اپنی چھت کی کڑی رکھ لی، پھر اس کے چند سال بعد اپنے پڑوسی کی رضامندی سے پڑوسی کی دیوار میں اپنی الماری بنالی اب ایک زمانہ گذرنے کے بعد اسی دیوار پر بعد میں مکان بنانیوالا پڑوسی اپنا دومنزلہ مکان بنانا چاہتا ہے، اوراس دیوار کو مشترک بتاتا ہے، جبکہ یہ دیوار مشترک نہیں ہے، اب سوال یہ ہیکہ وہ پڑوسی کی دیوار کو جبراً پولیس وغیرہ کے ذریعہ ناجائز قبضہ کرنا چاہتا ہے اگر قبضہ ہوگا تو اس قابض شخص کی امامت درست ہوگی یا نہیں؟ تشفی بخش جواب دیکر مطمئن فرمائیں۔

المستفتي: شریف احمد محلہ شیشگران، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر یہ شخص بالقصد اپنے پڑوسی کی دیوار کو پولیس وغیرہ کے ذریعہ سے قبضہ کرتا ہے، تو از روئے حدیث یہ ناجائز قبضہ ہوگا، اور مرتکب کبیرہ ہوگا، اوراس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی۔

عن سعيد بن زيد ابن عمرو بن نفيل ، أن أروى خاصمته في بعض داره، فقال: دعوها وإياها، فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول: من أخذ شبراً من الأرض بغير حقه ، طوقه في سبع أرضين يوم القيامة . (صحيح مسلم ، المساقاة ، باب تحريم، الظلم وغصب الأرض و غيرها، النسخة الهندية ٢ /٣٣، بيت الأفكار رقم: ١٦١٠)

عن أبي سلمة بن عبد الرحمن ، وكانت بينه وبين أناس خصومة في أرض ، فدخل على عائشة رضي الله عنها فذكر لها ذلک ، فقالت : ياأبا سلمة ، اجتنب الأرض ، فإن رسول الله ﷺ قال: من ظلم قيد شبراً من الأرض طوقه من سبع أرضين . (صحيح البخاری ، كتاب بدء الخلق ، باب

ماجاء في سبع أرضين، النسخة الهنديه ١/٤٥٣، رقم:٣٠١٩، ف:٣١٩٥، كتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئاً من الأرض، النسخة الهنديه ١/٣٣٣، رقم:٢٣٨٩، ف:٢٤٥٣، صحيح مسلم ، المساقاة، باب تحريم الظلم، وغصب الأرض وغيرها، النسخة الهنديه ٢/٣٣، بيت الأفكار رقم:١٦١٢)

وكره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم لتقديمه للإمامة . (مراقی الفلاح ، كتاب الصلاة، باب الإمامة قديم ١٦٥، دارالكتاب ديوبند ١/٣٠٢)

أما كراهة الفاسق والمبتدع في إمامتها تعظيمهما، وقد أمرنا بإهانتهما . (شرح النقايه ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة اعزازيه ديوبند ١/٨٦)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍صفر ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۶۴۹۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۲/۱۶ھ

غاصب وظالم کی امامت

سوال: [۲۲۲۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ہم تین بھائی ہیں، عقیل احمد، خلیل احمد، ندیم احمد ہمارے والد محترم کا سال گذشتہ انتقال ہوگیا ہمارے والد کا ایک مکان ہے، جو ہمارے والد صاحب نے مسجد کے امام صاحب کو کرایہ پر رہنے کیلئے دیا تھا اور وصال سے ایک سال قبل ہمارے والد نے ان کو (یعنی امام صاحب کو) گھر خالی کرنے کے لئے کہا تھا اور اسی سال وہ مکان ہمارے والد صاحب نے ہمارے بڑے بھائی عقیل احمد کے نام کردیا تھا، اپنی حیات ہی میں اور ہمارے والد کا ۲۰۱۰ء میں وصال ہوگیا لیکن ابھی تک امام صاحب نے نہ مکان خالی کیا اور نہ ہی کئی سال سے کرایہ دیا، ہماری ضرورت کے تحت ہم نے امام صاحب سے تقاضہ کیا کہ آپ ہمیں مکان خالی کرکے دیدیں

تو امام صاحب نے کہا تھا کہ حج سے واپسی پر خالی کر دوں گا، آج ڈیڑھ سال ہو رہا ہے، وہ مکان خالی کر کے نہیں دے رہے ہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسے امام صاحب کے پیچھے مقتدیوں کی نماز درست ہے یا نہیں؟ امام صاحب کے ان حالات سے تمام مصلیان واقف ہیں۔

المستفتي: خلیل احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مکان خالی نہ کرنا اور نہ کرایہ ادا کرنا یہ ظلم وغصب ہے ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے لہٰذا ایسے امام کے پیچھے جب تک وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح نہ کرے اور مکان خالی کر کے جو کرایہ رہ گیا ہے وہ ادا نہ کرے نماز مکروہ ہوگی۔

عن سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل، أن رسول الله ﷺ قال: من اقتطع شبراً من الأرض ظلماً، طوقه الله إياه يوم القيامة من سبع أرضين.

(صحيح مسلم، المساقاة، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها، النسخة الهندية ٢/٣٣، بيت الأفكار رقم: ١٦١٠)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: مطل الغنى ظلم، وإذا اتبع أحدكم على مليئى فليتبع. (صحيح مسلم، المساقاة، باب تحريمه مطل الغني، النسخة الهندية ٢/١٨، بيت الأفكار رقم:١٥٦٤)

الظلم وضع الشيئى فى غير محله وفى الشرع عبارة عن التعدى عن الحق إلى الباطل وهو الجور قيل هو التصرف فى ملك الغير ومجاوزة الحد قاله السيد. (قواعد الفقه اشرفى ديوبند/٣٦٨)

ويكره تقديم الفاسق كراهة تحريم. (صغيرى مطبوعه مجتبائى دهلى/٢٦٤)

ويكره إمامة عبد......وأعرابى ......وفاسق قوله وفاسق: من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر

والزاني وآكل الربا ونحو ذلك ... وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً ... بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا۲/ ۲۹۹، کراچی ۱/ ۵۹۹، شرح النقایه، کتاب الصلاة، باب الإمامة مکتبه اعزازیه دیوبند ۱/ ۸٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٦ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/ ۱۰٦۳۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۳/٦ھ

شراب پینے والے کی امامت

سوال: [۲۲۲۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حافظ قرآن لڑکا امسال ایک مسجد میں تراویح میں قرآن پاک سنا رہا ہے، اور اس کا والد بھی حافظ قرآن ہے اور بحیثیت سامع کے لڑکے کا قرآن پاک سن رہا ہے، اور لڑکے کا والد شراب پیتا ہے، اچانک لڑکے کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے تو کیا لڑکے کا والد اس کی جگہ تراویح میں قرآن پاک سنا سکتا ہے، یا نہیں؟ جبکہ وہ شرابی ہے اور مسجد کے امام صاحب کو تمام حالات کا علم ہے، اور اسکے باوجود بھی امام صاحب نے اجازت تراویح پڑھانے کی دی ہے، اور اس لڑکے کے والد کے پیچھے مسجد کے امام صاحب نماز تراویح کے اندر قرآن سن رہے ہیں نیز شرعی داڑھی بھی نہیں ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں۔

المستفتي: محمد نسیم، محلہ بازار مقبرہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: شراب پینے والے اور داڑھی کٹانے اور کتروانے والے شرعاً فاسق معلن ہیں، اور داڑھی ایک مشت سے کم کرنا بالاتفاق حرام اور فسق ہے، لہذا ایسے شخص کو تراویح کا امام بنانا ہرگز جائز نہیں ہے۔

وأما الأخذ منها وهي دون ذلك القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحدالخ. (درمختار، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم، ومالا يفسد، مطلب في الأخذ من اللحية زكريا٣/٣٩٨، كراچی ٢/٤١٨، مصری ٢/١٥٥)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى وتحته فاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني وآكل الربواونحو ذلك. (شامی، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ١/٥٥٩، ٥٦٠، زكريا٢/٢٩٨، هدايه، كتاب الصلاة، باب الإمامة اشرفی ديوبند ١/١٢٢)

لہٰذا اگر مسجد کی مجلسِ منتظمہ ایسے شخص کو تراویح پڑھانے کیلئے امام بنائے، تو ایسی مجلس منتظمہ کو معزول کر کے دوسری باشرع مجلس منتظمہ مقرر کرنا ضروری ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا۳/۵۱۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰؍ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/۱۰۴۸۵)

سالن میں خنزیر کا گوشت ملانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۲۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید حافظ قرآن اور پابند صوم وصلاۃ ہے، زید کا کاروبار ہوٹل ہے جس میں عوام کا کھانا وغیرہ کھلایا جاتا ہے، زید ہوٹل کے کھانوں میں مثلاً سالن گوشت کباب وغیرہ میں ملاوٹ کرتا ہے، جو شرعاً وقانوناً جرم ہے، ہوٹل میں کھانا کھانے کے بعد یا قبل اکثر گراہک کھلم کھلا شراب نوشی کرتے ہیں اور شراب نوشی کیلئے گلاس وغیرہ ہوٹل مالک ہی فراہم کرتا ہے، ہوٹل مالک مسجد کے متولی ہیں، اور گاہ بگاہ نماز کی امامت بھی کرتے ہیں کیا مندرجہ بالا صورت میں زید کی اقتداء میں نماز ہوسکتی ہے، کیا زید کی امامت شرعاً جائز ہے؟

المستفتي: محمد عارف قاسمی، بخارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر گوشت کباب وغیرہ میں ملاوٹ سے مراد خنزیر کا گوشت ہے تو زید کا یہ فعل ناجائز اور حرام ہے، اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی۔

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى وتحته قال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ "فاسق" من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني، وآكل الربا ونحو ذلك. (شامی، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ١/٥٦٠، زكريا ٢/٢٩٨، هدايه، باب الإمامة اشرفی ديوبند ١/١٢٢، مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤكدة، دارالكتب العلمية بيروت ١/١٦٣)

مسلمانوں کو اس کے ہوٹل سے کھانا وغیرہ کھانا جائز نہ ہوگا۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ. (سورة المائدة: ٣)

أما الخنزير فشعره وعظمه وجميع أجزائه نجسة الخ. (البحر الرائق، كتاب الطهارة زكريا ١/١٩١، كوئٹه ١/١٠٧، شامی، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب فی حكم الدباغة زكريا ١/٣٥٧، كراچی ١/٢٠٤)

نیز شراب نوشی کے لئے گلاس وغیرہ کا فراہم کرنا جائز نہیں ہے، ہوٹل مالک کو اس فعل سے توبہ کرکے باز آجانا لازم ہے کیونکہ یہ اعانت علی المعصیت ہے، لہٰذا اگر ہوٹل مالک توبہ کرکے اس فعل سے باز نہ آئے تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَاتَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. (سورة المائد: ٢)

ابن عمر يقول: قال رسول الله ﷺ: لعن الله الخمر وشاربها، وساقيها، وبائعها ومبتاعها، وعاصرها، ومعتصرها، وحاملها، والمحمولة إليه. (سنن أبي داؤد، باب العنب يعصر للخمر، النسخة الهندية ٢/١٦١، دارالسلام

رقم: ٣٦٧٤، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ٥/٣٩، رقم: ١٦٠١، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ١٢/٢٣٣، رقم: ١٢٩٧٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍صفر ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/۱۱۱۱)

جاندار کی تصویر بنانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۲۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دینی امور کا پیشوا یا امام اپنی تجارت کو فروغ دینے کیلئے کپڑے یا کسی بھی چیز میں جاندار کی تصویر بناتا ہے، یا بنواتا ہے، تو شریعت مطہرہ کے اعتبار سے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور مذکورہ حالت میں اب تک جو نمازیں اس امام کے پیچھے پڑھی گئی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ اور کسی بھی چیز میں جاندار کی تصویر بنانا کیسا ہے؟

المستفتي: مرغوب احمد مظاہری، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جاندار کی تصویر بنانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

عن عبد الله بن مسعودؓ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصورون. (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، النسخة الهندية ٢/ ٨٨٠، رقم: ٥٧١٧، ف: ٥٩٥٠، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، النسخة الهندية ٢/ ٢٠١، بيت الأفكار رقم: ٢١٠٩، مشكوٰة شريف ٢/ ٣٨٥)

اس سے کہا جائے کہ تصویر کشی کا کام نہ کرے، اگر باز آجائے تو نماز مکروہ نہ ہوگی اور اگر باز نہ آئے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی اور اب تک جو نمازیں پڑھی گئی ہیں وہ سب کراہت کے ساتھ ادا ہوگئی ہیں لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

لو صلى خلف فاسق أو مبتدع ، ينال فضل الجماعة لكن لاينال كما ينال خلف تقي ، ورع. (البحرالرائق ، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة، کوئٹہ ١/٣٤٩، زکریا ١/٦١٠)

كون الكراهة في الفاسق تحريمية الخ. (حاشية الطحطاوی ، كتاب الصلوٰة ، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم/١٦٥ ، جديد دارالكتاب ديوبند/٣٠١)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵؍ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۶۲۰)

ہاتھ پر ٹیٹو (تصویر) بنوانے والے کی امامت، اذان واقامت

سوال: [۲۲۲٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ماقولكم رحمكم الله تعالىٰ في هذه المسئلة : لو كان على كتف الرجل أو ظهر الكف أوالمعاصم الوشم بمثل تماثيل الحيوانات فهل يصح ،أذانه وإقامته وإمامته أو لا؟ كما تفعل نساء هنود الهند خاصة على معاصم أيديهن؟

المستفتي: سهيل احمد المظاهرى ، ص ب.: ۱۰۸ ۳۱،
الدوحة دولة قطر ، الخليج العربي

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: الوشم وهو غرز إبرة أو مسلة ونحوهما في ظهر الكف والمعاصم وغيرذلک من البدن حتى يسيل الدم ثم يحشى ذلک الموضع بكحل أو نورة أو نيلة هو حرام على الفاعل والمفعول بها باختيارها وإمامة ذى الوشم واقتدائه وأذانه تصح مع كراهة التحريم عند الحنفية وعند البعض من الأئمة الهداة لايصح اقتدائه لحديث البخارى عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم العين حق ونهىٰ عن الوشم. (البخاری۲/ ۸۷۹)

وعن ابن عمرؓ قال: لعن النبي صلى الله عليه وسلم الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة الخ .(الجامع الصحيح للبخاری ۲/ ۸۸۰، كتاب اللباس ، باب المستوشمة رقم: ٥٧١٤، ف:٥٩٤٧، وشرحه عمدة القاری ، دار احياء التراث العربي ۱۹/ ۲۲۵، زكرياه ۱۵/ ۱۲۱، وهامشه ۲/ ۷۲۵، ۲/ ۸۸۹، وسنن أبی داؤد، كتاب الرجل ، باب صلة الشعرقديم ۲/ ۲۰۵، جديد/ ٥٧٤، وشرحه بذل المجهود، سهارن پور، قديم٥/ ٤٥، دارالبشائر الإسلاميه ، مشكوٰة المصابيح ۲/ ۳۷٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ٦۹۱)

بیڑی سگریٹ پینے والے کی امامت

سوال: [۲۲۲۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بیڑی سگریٹ تمباکو کھانے والے شخص کی امامت کیسی ہے؟ جبکہ امام صاحب بیڑی پی کر متصل ہی نماز کے وقت کلی کر کے مسجد میں نماز پڑھاتے ہیں منھ میں بدبو موجود رہتی ہے، امامت درست ہے یا نہیں؟ یا مکروہ ہے کون سا مکروہ ہے؟

المستفتي: محمد راغب نیپالی،
مقیم حال امروہہ، جے پی نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بیڑی سگریٹ اور حقہ وغیرہ کی بدبو منھ میں رہتے ہوئے مسجد میں داخل ہونا ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے، اور اس حالت میں نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی اور ممنوع ہے، اسلئے ایسی حالت میں نہ مسجد میں داخل ہونا جائز ہے اور نہ امامت کیلئے

مصلیٰ پر کھڑا ہونا جائز ہے۔ (مستفاد کفایت المفتی قدیم ۹/۱۳۵، جدید زکریا ۹/۱۴۷، زکریا مطول ۳/ ۲۴۹ محمودیہ قدیم ۱۲/ ۴۱۷، جدید ڈابھیل ٦ /۸۳)

عطاء قال: سمعت جابربن عبد الله، قال: قال النبی ﷺ: من أكل من هذه الشجرة، يريد الثوم، فلا يغشانا فی مساجدنا قلت: مايعنى به؟ قال: ما أراه يعني إلا نيئه، وقال مخلد بن يزيد: عن ابن جريج إلا نتنه. (صحيح البخارى، الأذان، باب ماجاء فی الثوم الني والبصل والكراث، النسخة الهنديه ۱/ ۱۱۸، رقم: ۸٤٦، ف: ۸٥٤)

عن جابر بن عبد الله، عن النبى صلى الله عليه وسلم، قال: من آكل من هذه البقلة، الثوم، وقال مرة: من أكل البصل والثوم والكراث فلا يقربن مسجدنا، فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه بنو آدم. (صحيح مسلم المساجد، باب نهى من آكل ثوماً أو بصلاً أو كراثا أو نحوها، النسخة الهندية ۱/ ۲۰۹، بيت الأفكار رقم: ٥٦٤)

عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل من هذه قال أول مرة الثوم ثم قال الثوم والبصل والكراث فلا يقربنا فى مساجدنا. (ترمذى، الأطعمة، باب ماجاء فی كراهة أكل الثوم والبصل، النسخة الهنديه ۲/ ۳، دارالسلام رقم: ۱۸۰٦، مشكوٰة المصابيح / ٦٥ ۳)

ويكره لمن أراد حضور الجماعة ويلحق به كل ماله رائحة كريهة.

(مرقاة، قديم ٤/ ۳۷۲، بيروت ملتان ۸/۱۹٥)

قال العلماء: ويلحق بالثوم كل ماله رائحة كريهة من المأكولات وغيرها. (شرح الطيبى، كتاب الصلوٰة، باب المساجد ...... كراچى ۲/ ۲۳۳، تحت رقم الحديث / ۷۰۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٦ ۳/ ۷۷۰۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/٦/۱۸ھ

تمباکونوشی اور کفریہ کلمات کہنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۲۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تمباکونوشی کرنے والے امام کے پیچھے جو کفریہ کلام کرے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: ایچ نعمان، نیو
ڈیلکس واچ سروس، لونی روڈ کٹنگل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: تمباکو پینے والا امام اگر اپنا منھ صاف کرلے اور بدبوختم ہوجائے تو اسکے پیچھے نماز جائز ہے، بلا کراہت درست ہے، لیکن کفریہ کلمہ زبان پر جاری کرنے والے کے پیچھے توبہ کرکے باز آجانے سے پہلے نماز جائز نہیں۔

ثم صاحب الهوى، إن كان هواه يكفر لا يجوز الصلاة خلفه وإن كان لا يكفره يجوز ويكره. (شرح النقايه، كتاب الصلاة، باب الإمامة اعزازايه ديوبند ۱/۸۶)

حاصل الجواب فيه أن كل من كان من أهل قبلتنا، ولم يغل في هواه، حتى لايحكم بكونه كافراً ولابكونه ماجناً بتأويل فاسد، تجوز الصلاة خلفه، وإن كان أهواء يكفر ...... لاتجوز. (المحيط البرهاني، كتاب الصلاة، الفصل السادس أحكام الإمامة والاقتداء المجلس العلمي ۲/۱۷۸، رقم: ۱۵۱۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍رجب ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/۱۳۱۰)

الجواب صحیح:
سید ج امجد علی غفرلہ
۲؍رجب ۱۴۰۹ھ

گٹکا کھانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۲۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں ۲۳؍سال

سے امام ہوں، اس دوران آٹھ ماہ گٹکا کھایا ہے، اب میں نے گٹکا کھانا چھوڑ دیا ہے، اور آئندہ بھی نہ کھانے کا عزم کرچکا ہوں، تو کیا میرے گٹکا کھانے کی وجہ سے ان آٹھ ماہ کی نمازیں متاثر ہوئی ہیں، نمازیں ادا ہوئیں یا نہیں اور اب گٹکا نہ کھانے کا عہد کرلیا ہے، تو نماز کے بارے میں اور امامت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ شرعی حکم تحریر فرمادیں۔

المستفتي: محمد اسعد، امام مسجد،
ہری چگ، اصالت پورہ، شہر مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر گٹکے سے بیڑی سگریٹ اور کچا پیاز لہسن کی طرح بدبو ظاہر نہیں ہوتی ہے، اور اڑوس پڑوس کے لوگوں کو اس میں بدبو نہ ہونے کی وجہ سے اذیت نہیں ہوتی ہے، تو ایسا گٹکا کھانا جائز اور مباح ہے، اگر امام صاحب نے آٹھ مہینہ تک ایسا گٹکا کھایا ہے تو ان کی امامت میں کسی قسم کی خرابی اور کراہت نہیں آئی ہے، نیز اگر بدبودار گٹکا کھایا ہے، اور مسجد میں منھ صاف کر کے داخل ہوتے رہے ہیں تب بھی کسی قسم کی کراہت اور خرابی لازم نہیں آئے گی، اور امام صاحب کی امامت بہر صورت جائز اور درست رہی ہے، اور جن آٹھ مہینہ میں گٹکا استعمال کیا گیا ہے، ان مہینوں کی نماز بھی بلا کراہت جائز اور درست ہوچکی ہے، اور چونکہ گٹکا کھانا معاشرہ میں ایک گھٹیا اور خسیس عمل شمار کیا جاتا ہے، اسلئے ائمہ حضرات کو اس عمل سے گریز کرنا چاہئے، اور سوالنامہ میں صاف لکھا ہوا ہے، کہ امام صاحب نے اب گٹکا کھانا چھوڑ دیا ہے، اور آئندہ نہ کھانے کا عزم کرچکے ہیں ایسی صورت میں ان کی امامت میں کسی قسم کی کراہت نہیں آئیگی، بلا تردد جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ٦/ ۸۵، قدیم ۱۰/ ۴۰)

فيفهم منه حكم النبات الذي شاع في زماننا المسمى بالتتن، وتحته في الشامية: وهو الإباحة على المختار أو التوقف. (شامي، كتاب الأشربه زكريا ١٠/ ٤٤، كراچی ٦/ ٤٦٠)

فی الأشباه : فی قاعدة الأصل الإباحة، أو التوقف ، ويظهر أثره فيما أشكل حاله كالحيوان المشكل أمره والنبات المجهول بسيمته قلت فيفهم منه حكم النبات الذي شاع فی زماننا المسمی بالتتن فتنبه . (حاشيه الطحطاوی علی مراقي الفلاح ، كتاب الصوم ، باب مايفسد الصوم ومالا يفسد ، دارالكتاب ديوبند ١/ ٦٦٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍شوال ۱۴۳۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/ ۱۰۱۷۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸/۱۰/۱۴۳۱ھ

متکبر کی امامت

سوال: [۲۲۳۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلۂ ذیل کے بارے میں: کہ اس امام کے پیچھے جو تکبر اور گھمنڈ کرتا ہے، اور سلام نہیں کرتا ہے، نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور نیز یہ بھی واضح فرمائیں سلام نہ کرنے سے ضروری ہے کہ وہ تکبر کرتا ہے؟

المستفتي: العارض: محمد نذیر، مرادآبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تکبر اور گھمنڈ کا تعلق دل سے ہے یعنی دوسروں کو حقیر سمجھنا اور اپنے کو برتر سمجھنا اور کبھی کبھی عمل اور قول وفعل سے بھی تکبر ظاہر ہوتا ہے، اگر اس کے قول وعمل سے تکبر ظاہر ہوتا ہے، یعنی دوسروں کو حقیر اور اپنے کو دوسروں سے برتر سمجھنا اس کے قول وعمل سے صاف ظاہر ہوتا ہو تب متکبر کہا جا سکتا ہے، ورنہ بلاکسی دلیل کے کسی کو متکبر اور گھمنڈی سمجھنا جائز نہیں اور سلام نہ کرنا تکبر کی دلیل نہیں ہے، بسا اوقات آدمی غفلت اور بے توجہی کی وجہ سے سلام کا اہتمام نہیں کر پاتا اس کو تکبر کی دلیل بنانا غلط ہے، ہاں البتہ اگر سلام کرنے والے کو بالقصد سلام کا جواب نہیں دیتا ہے تو یہ کبر کی علامت سمجھی جا سکتی ہے۔

عن عبد الله بن مسعودؓ عن النبی ﷺ قال: لا يدخل الجنة من

كـان في قلبه ،مثقال ذرة من كبر ، قال رجل : إن الرجل يحب أن يكون ثـوبـه حسناً ونعله حسنةً ، قال: إن الله جميل يحب الجمال ، الكبر بطر الحق ، وغمط الناس . (صحيح مسلم ، كتاب الإيمان ، باب تحريم الكبر و بيانه ، النسخة الهنديه ١/ ٦٥، بيت الأفكار رقم: ٩١)

عـن عبد الله ، عن النبي ﷺ قـال: لا يـدخـل الجنة من كان في قلبه مثـقـال ذرة من كبر، ولا يدخل النار من كان في قلبه مثقال ذرة من إيمان ، قال: فقال له رجل : إنه يعجبنى أن يكون ثوبي حسناً ونعلي حسنة ، قال: إن الله يحب الجمال، ولكن الكبر من بطر الحق وغمص الناس. (ترمذی شريف، بـاب مـاجـاء في الكبر، النسخة الهندية ٢/ ٢٠، دارالسلام رقم:١٩٩٩، صحيح ابن حبان ، دارالفكر ٥/جزء٧/ ٣٠٠، رقم:٥٤٧٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفااللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۲؍رجب ۱۴۲۶ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر:۳۸/۸۸۹۴)	۱۴؍۷؍۱۴۲۶ھ

قتل کے ملزم کی امامت

سوال: [۲۲۳۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی شخص پر قتل کا الزام ہوتو ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: قاسم، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر قتل کا الزام محض بہتان ہے،تو بلاشبہ امامت درست ہے، اور اگر قتل کا الزام فی الحقیقت صحیح ہےتو تاوقتیکہ اولیاء مقتول معاف نہ کریں امامت جائز نہیں ہے۔

فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ.

(سورة البقرہ: ۱۷۸)

قال في تبيين المحارم : وأعلم أن توبة القاتل لاتكون بالاستغفار والندامة فقط بل يتوقف على إرضاء أوليا ء المقتول. (شامي ،كتاب الجنايات ، فصل فيما يوجب القود ومالا يوجبه مصرى ٥/ ٢٨٤، كراچى ٦/ ٥٤٩، زكريا ١٠/ ١٩٥)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ رمحرم الحرام ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۰۸۶)

قاتل کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: [۲۲۳۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ دو فریق آپس میں زمین کے اوپر لڑائی کرتے ہیں، جن کی وجہ سے ایک فریق کی طرف سے دو آدمی مر چکے اور دوسرے فریق کے آدمی کو سزا ہو گئی ہے، لہذا اس کے سزا پانے کے بعد ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتي: قاسم، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر مقتولین کے ورثاء کی مرضی سے قاتلوں کو سزا ملی ہے، اور سزا پانے کے بعد قاتلوں نے توبہ بھی کر لی ہے، تو ان کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہو جائیگی، اور اگر مذکورہ سزا کو مقتولین کے اولیاء کافی نہیں سمجھتے ہیں اور نہ ہی اس سزا پر رضا مند ہیں تو ایسی صورت میں اس وقت تک قاتلوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، جب تک کہ مقتولین کے ورثاء کو معافی وغیرہ کے ذریعہ سے راضی نہ کرلیں گے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلیٰ ، اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ ، وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ ، وَالأُنْثیٰ بِالأُنْثیٰ ، فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ. (البقره : ١٧٨)

لا تصح توبة القاتل حتى يسلم نفسه للقود قال في تبيين المحارم وأعلم أن توبة القاتل لاتكون بالاستغفار ، والندامة فقط بل يتوقف على إرضاء أولياء المقتول فإن كان القتل عمداً لا بد أن يمكنهم من القصاص منه ، فإن شاء وا قتلوه وإن شاء وا عفوا عنه مجانا ، فإن عفوا عنه كفته التوبة . (شامی، کتاب الجنايات ، قبيل القود فيما دون النفس زكريا ١٠/ ١٩٥، كراچی ٦/ ٥٤٩)

ويكره إمامة عبد وفاسق (وفی الشامية) أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (شامی كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ٢/ ٢٩٨، كراچی ١/ ٥٦٠)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:	کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ	۱۸/ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ
۱۸/ ۴/ ۱۴۱۴ھ	(الف فتویٰ نمبر: ۲۹/ ۳۴۱۸)

قاتل کی امامت

سوال [۲۲۳۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جس آدمی نے قتل کیا ہو کیا وہ امامت کرسکتا ہے؟

المستفتي: نبی احمد، نعمت پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: قتل وخوں ریزی کرنا بہت بڑا جرم اور گناہ کبیرہ ہے، اس کا مرتکب فاسق ہے صالح اور دیندار امام میسر ہونے کی صورت میں ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا وہاں والوں پر ضروری ہے کہ کسی صالح اور دیندار شخص کو امام بنائیں۔

الكبيرة فروى ابن عمر أنها تسعة : الشرك بالله وقتل النفس، (إلى قوله) إن مرتكب الكبيرة فاسق . (شرح عقائد نسفی/۱۰۶تا۱۰۹)

إن كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم . (منحة الخالق على البحر ،كتاب الصلاة، باب الإمامة ، زكريا۱/ ۶۱۰، كوئٹه۱/ ۳۴۹، كبيرى شرح منية المصلى، كتاب الصلاة، فصل فى الإمامة اشرفيه/۵۱۳، مراقى الفلاح ، كتاب الصلاة، باب الإمامة ، دارالكتاب ديو بند/ ۳۰۱، قديم ۱۶۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۶۷۷۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۶/۲۱ھ

قاتل کی امامت

سوال: [۲۲۳۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک طالب علم جس نے پانچ سال قبل قرآن کریم حفظ کرلیا تھا دو بار قرآن کریم رمضان المبارک میں سنایا اس نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، جس کی نوعیت یہ تھی کہ طالب علم کے بڑے بھائی کی بیوی شادی سے قبل مقتول سے تعلق رکھتی تھی یہ سلسلہ شادی کے بعد بھی رہا مقتول کا پلان لڑکی کے بھائی کو مارنے کا تھا، مقتول کو مارنے کا پلان دوسری جانب بھی ہوا ایک روز چار پانچ آدمیوں نے انہیں کے برادری کے ایک مسجد میں بیٹھ کر مقتول کو بلایا، لیکن اس کے والد آئے ان لوگوں نے ان کو زدوکوب کیا اور پھر مقتول کو بلایا وہ جب مسجد میں داخل ہوا تو اس کو بھی پکڑ کر مارنا چاہا لیکن وہ چھوٹ کر بھاگا بھاگتے وقت اس کی انٹی سے ایک چھری نیچے گری یہ چھری طالب علم نے اٹھائی اور اس کا تعاقب کیا کچھ دور چلنے کے بعد اسے پکڑ لیا، اور اس کے پیٹ میں چھری مار کر آر پار نکالدی اس کے باوجود یہ لڑکا اب بھی کلام پاک سنانا چاہتا ہے، اس کے علاوہ بھی

دوسرے حافظ موجود ہیں کیا اس سے قرآن سن سکتے ہیں۔

المستفتي: محمد اصغر، دوکاندار، محلّہ کھوراڑا شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قتل کرنا بہت بڑا جرم اور گناہ کبیرہ ہے، جس پر قرآن وحدیث میں سخت ترین وعید آئی ہے اس کا مرتکب فاسق ہے اور دیندار باشرع نیک صالح شخص میسر ہونے کی صورت میں ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا اگر اس کے مقابلہ میں نیک صالح باشرع شخص موجود ہے تو اسکو امام نہ بنایا جائے۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّداً فَجَزَاءُ هٗ جَهَنَّمَ خَالِداً فِيْهَا وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَأَعَدَّ لَهٗ عَذَاباً مُهِيْناً. (النساء:۹۳)

عن الأحنف بن قيس، قال: ذهبت لأنصر هذا الرجل، فلقيني أبو بكرة، فقال أين تريد قلت أنصر هذا الرجل، قال: إرجع فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول: إذا التقى المسلمان بسيفهما، فالقاتل والمقتول فى النار، فقلت: يارسول الله صلى الله عليه وسلم! هذا القاتل فما بال المقتول؟ قال: إنه كان حريصاً على قتل صاحبه. (بخارى الإيمان، باب المعاصى من أمر الجاهليه، النسخة الهنديه ١/٩، رقم:٣١)

روى ابن عمر أنها (أى الكبيرة) تسعة: الشرك بالله وقتل النفس إلى قوله ان يرتكب الكبيرة فاسق. (شرح عقائد /١٠٦ تا ١٠٩)

أن الكراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم. (كبيرى كتاب الصلاة، باب الامامة اشرفيه ٥١٣/ ٣٥١، منحة الخالق على البحر، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ١/٦١٠، كوئٹه ١/٣٤٩، مراقى الفلاح، كتاب الصلاة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة دارالكتاب ديوبند/٣٠١، قديم /١٦٥، شامى، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچى

١/٥٥٩، ٥٦٠، زکریا٢/٢٩٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١۴/رجب ١۴٢٢ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٦/٧٣٢٠)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١۵/٧/١۴٢٢ھ

چغل خوراور غیبت کرنے والے کی امامت

سوال: [٢٢٣۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب کے دل میں مقتدیوں کی طرف سے حسد وبغض وکینہ بھر پور بھرا ہوا ہو اور چغلی کی عادت امام صاحب کے اندر بھر پور ہو مقتدیوں کو اس بات کا علم ہے کہ امام صاحب کے ایسے عمل ہیں تو کیا ان مقتدیوں کی نماز ایسے حالات میں ان کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

المستفتي: خلیل احمد، رتو پورہ، ٹھاکردوارہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: بغض وعناد امام کے دل میں ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے بندہ دلوں کی باتوں کا مکلّف نہیں ہوتا اسلئے ایسی صورت میں امام صاحب پر کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے البتہ زبان سے دوسروں کی غیبت وچغل خوری کرتا ہے تو دوسرا آدمی اگر امامت کے لائق موجود ہو تو چغلی کرنے الے کو ہرگز امام نہ بنایا جائے، بلکہ دوسرے باصلاحیت نیک شخص کو امام بنادیا جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ٧/٧٠، ٧/٨٣، جدید ڈابھیل ٦/١٧٢، ١٠٣)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى وتحته " قوله فاسق" من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني، وآكل الربوا، ونحو ذلك. (شامی کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، کراچی ١/٥٥٩، ٥٦٠، زکریا ٢/٢٩٨)

و تجوز إمامة الأعرابي، والأعمى، والعبد وولد الزنا، والفاسق، كذا في الخلاصة إلا أنها تكره كذا في المتون. (هنديه ، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح اماما لغيره، زكريا قديم ١/٨٥، جديد١/١٤٣)

ويكره أن يكون الإمام فاسقا ويكره للرجال أن يصلو خلفه.

(تاتارخانية ، كتاب الصلوٰة ، الفصل السادس في بيان من هو أحق بالإمامة زكريا٢/٢٥٠، رقم: ٢٣٢٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍شوال ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۹۴۶)

اغلام باز وچغل خور کی امامت

سوال: [۲۲۳٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا اغلام باز وچغل خور کا امامت کرنا صحیح ہے، مذکورہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں مقتدی حضرات کی نماز میں کوئی نقص آئے گا یا نہیں؟

المستفتي: محمد عالم قاسمی،
ناظم مجلس دعوۃ الحق، سیوہارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

ولذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين الخ. (مراقی الفلاح ، كتاب الصلاة ، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم/١٦٥، دارالكتاب ديوبند/٣٠١، ومثله شرح النقايه ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة اعزازيه ديوبند ١/٨٦، شرح وقايه ، كتاب الصلاة ، فصل في الجماعة اشرفى ١/١٥٢، قدورى ، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة

امدادیه/۲۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/۱۱/۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۲/۶۳۷۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳/۱۱/۱۴۲۰ھ

غیبت کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۳۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عمر کے اندر غیبت کرنے کی عادت ہے، اور غیبت بھی ایسی کہ لوگوں میں جھگڑا ہو جاتا ہے، تو عمر کی امامت درست ہے یا نہیں؟ اور عمر کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ حضرت مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ دونوں سوالات کا مفصل جواب دیں مہربانی ہوگی۔

المستفتي: عبد الواحد عفی عنہ، محلّہ کھوراڑھ، شیرکوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جو غیبت کا عادی ہے اور لوگوں میں غیبت کر کے تفریق کراتا ہے، توبہ کر کے باز آنے تک فاسق ہے اور اس وقت تک اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

وَلاَ يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوْهُ. (الحجرات: ۱۲)

إعلم أن الغيبة حرام بنص الكتاب العزيز وشبه المغتاب بآكل لحم أخيها ميتاً إذ هو أقبح من الأجنبي ومن الحي ،فكما يحرم لحمه يحرم عرضه الخ. (شامی، کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغیره ،کراچی ٦/٤٠٨، زکریا ٩/٥٨٥، ٥٨٦، مطبوعه کوئٹه٥/٢٨٩)

ويكره تقديم فاسق كراهة تحريم الخ. (صغیری/١٦٢، وهكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ،كتاب الصلاة ، باب الإمامة دارالكتاب

دیوبند/۱ ۳۰، قدیم/۱٦٥)

اگر توبہ کرکے باز آ جائے تو پھر مکروہ نہیں ہوگی۔

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، النسخة الهندية/۳۱۳، دارالسلام رقم: ٤٢٥٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷رصفر ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۵۲۸)

قاطع تعلق کی امامت

سوال: [۲۲۳۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کے گھر والے اس سے ناراض ہوں بھائی بہنوں کے حق دبا تا ہو لوگوں کی عزت سے کھیلتا ہو اور اولاد کو گھر سے نکالدیا ہو اپنے خاندان والوں سے بھی بول چال نہ ہو اور اس کے گھر خلافِ شرع امور یعنی ٹیپ ریکارڈ بجائے جاتے ہوں پڑوسیوں پر جھوٹا الزام لگا تا ہو ایسے شخص کو عید کا امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ مع حوالہ بیان فرمائیں۔

المستفتي: منجانب آزاد کمیٹی، قصبہ ڈھکیہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: شخص مذکورہ میں جو قبائح بیان کئے ہیں ان سے یا تو حقوق العباد یا حقوق اللہ ضائع کرنا لازم آتا ہے، ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

ويكره تقديم العبد والأعرابي والفاسق الخ. (هدايه أول اشرفی، باب الإمامة/۱۰۱، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الإمامة،

دارالکتاب دیوبند / ۳۰۱، شرح نقایه، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، اعزازیه دیو بند/۸۶) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۷ ذی قعدہ ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۵/ ۱۵۴۹)

کاذب کی امامت

سوال: [۲۲۳۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص حاجی ہے اور دین کے معاملہ میں جانکاری بھی رکھتا ہے اور محلّہ کا امام بھی ہے، لیکن یہ شخص کذب بیانی میں بہت ماہر ہے، جس کو پورے قصبہ کے لوگ جانتے ہیں، کہ یہ چیز فلاں کی ہے اس پر پنچایت بھی ہوئی اس نے اقرار بھی کرلیا پھر یہ شخص انکار کردیتا ہے، تو عوام الناس کا اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور یہ شخص امامت کرسکتا ہے اور محلّہ کے اکثر لوگ اس سے ناراض بھی ہیں۔

المستفتي: ریاض احمد، سلطان نپور، متعلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعی امام صاحب صفت جھوٹ سے متصف ہیں تو خدا تعالیٰ سے توبہ کرنی ضروری ہے، اگر وہ توبہ نہ کریں اور جھوٹ پر مصر رہیں تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے، بلکہ سچے امام کو تلاش کرنا ضروری ہے۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِيْنَ. (المطففين: ۱۰)

لأن عين الكذب حرام. (درمختار مع الشامی، کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره زكريا ۹/ ۶۱۲، کراچی ۶/ ۴۲۷)

فالحاصل أنه يكره لهؤلاء التقديم ويكره الاقتداء بهم. (البحرالرائق،

كتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ زکریا ۱/ ۶۱۰، کوئٹہ ۱/ ۳۴۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ رجمادی الأولیٰ ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۴۰۱۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۵/۵/۲۳ھ

جھوٹی قسم کھانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۴۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امامت کرتا ہے، کسی رقم کے ملنے پر زید نے قسم کھالی کہ یہ رقم میری ہے، پھر دوبارہ رقم واپس کردی جنکی وہ تھی معلوم ہوا ہے کہ وہ حلف جھوٹا کیا تھا، امام صاحب نے اگر ایسا کیا ہے تو ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: محمد منتظر، سبد مزرعہ، سہارنپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا جائز نہیں ہے، اسکی وجہ سے امام مذکورہ گناہ گار رہوگا، اس کو توبہ کرنی چاہئے، اسکے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْأَيْمَانَ. (المائدہ: ۸۹)

عن عبد اللّٰہ بن عمرو، عن النبی ﷺ قال: الکبائر، الإشراک باللّٰہ وعقوق الوالدین، وقتل النفس، والیمین الغموس. (صحیح البخاری، الأیمان والنذور، باب الیمین الغموس، النسخۃ الهندیہ ۲/ ۹۸۷، رقم: ۶۴۱۹، ف: ۶۶۷۵)

عن عطاء بن رباح قال کنت أنا وعبید بن عمر اللیثی عند عائشۃ رضـ زوج النبی ﷺ، فسألها عبید عن قول اللّٰہ عزوجل: لا یؤاخذکم اللّٰہ باللغو في أیمانکم، قالت: حلف الرجل علی علمه، ثم لا یجده علی ذلک، فلیس فیه کفارۃ. (السنن الکبریٰ للبیهقی، الإیمان، باب من حلف علی شيء و هو

یری أنه صادق ثم وجده كاذباً ، دارالفكر ١٤/ ٤٩٤، رقم:٩٠٥٠ ٢)

وَإِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً.(طه : ٢٠)

عن ابن عباسؓ ، قال : قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لاذنب له . (شعب الإيمان للبيهقي، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، دار الكتب العلميه بيروت٥/ ٤٣٦، رقم:٧١٧٨)

وهي غموس إن حلف على كاذب عمداً . (تنوير الأبصارمع الرد، كتاب الأيمان ، مطلب في حكم الحلف بغيره تعالىٰ كراچی٣/ ٧٠٥، زكريا ديوبند٥/ ٤٧٤)

عن أبي عبيدة بن عبد الله ، عن أبيه ، قال: قال رسول الله ﷺ : التائب من الذنب كمن لاذنب له. (سنن ابن ماجه ، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة النسخة الهندية ١/ ٣١٣، دار السلام رقم / ٤٢٥٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ر محرم الحرام ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر:۳۲/۴۵۸۴)

قرآن کریم کی جھوٹی قسم کھانے والے کی امامت

سوال:[۲۲۴۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کو ایک شخص نے روپئے دیئے دوسرے دن عمر نے زید سے پوچھا کہ ایک شخص نے آپکو روپئے دیئے ہیں کیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟ زید نے اس پر انکار کیا اور قرآن مقدس کو اٹھا کر قسم کھائی اور قرآن مقدس عمر کے اوپر پھینک دیا اور پانی کی بوتل اٹھا کر قسم کھائی اور اولاد کی قسم کھائی لیکن بتا کر نہ دیا اور جن کے سامنے روپئے دیئے وہ ابھی کہہ رہا ہے کہ دیئے ہیں اور جن کے سامنے قرآن کریم کو اور پانی کی بوتل کو پھینکا ہے، معتبر اور باشرع شخص ہیں، ان کی موجودگی میں یہ سب ہوا ،لہذا زید کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور زید کو امام بنانا کیسا ہے، کیونکہ زید قرآن

مقدس کا گستاخ اور بے ادب ہے۔

المستفتي: محمد یونس، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال واقعہ کے مطابق ہے تو اس صورت میں زید جھوٹی قسم کھانے اور قرآن کریم کی بے ادبی کی وجہ سے فاسق اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، اس پر توبہ لازم ہے، جب تک نادم ہوکر توبہ نہ کرے اس وقت تک اس کو امام نہ بنایا جائے، اور جب اپنی اس حرکت سے توبہ کرلے تو اس وقت اس کو امام بنانا درست ہے۔

عن أبي عبيدة بن عبد الله عن أبيه، قال: قال رسول الله ﷺ: التائب من الذنب كمن لاذنب له. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، النسخة الهندية ١/٣١٣، دارالسلام رقم: ٤٢٥٠، المعجم الكبير للطبراني، داراحياء التراث العربي ١٠/١٥٠، رقم: ١٠٢٨١، مشكوٰة ١/٢٠٦) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶؍ جمادی الأولیٰ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ٦٦٧٨)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸؍۵؍۱۴۲۱ھ

جھوٹ بول کر قرض اور سود لینے والے کی امامت

سوال: [۲۲۴۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص عالم دین امام ہے سود کا کام کرتا ہے، بیوقوف بنا کر کار خیر کے نام پر بھی قرض لیتا ہے، وعدہ کے مطابق دیتا نہیں ہے، ہر بات میں جھوٹ بولتا ہے، زنا کرواتا ہے تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، اور ایسے شخص کی امامت پر شریعت کا کیا حکم ہے نیز ایسے شخص کو مسجد و مدرسہ کا ذمہ دار بنانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوالنامہ میں جن امور قبیحہ کا ذکر ہے اگر واقعی

مذکورہ شخص ان امور کا ارتکاب کرتا ہے، سودی قرض لیتا ہے، دھوکہ دیکر اپنی ذات کیلئے قرض لیتا ہے، اور مسجد ومدرسہ کی رقم خود اپنی ذات کیلئے استعمال کرتا ہے، اور جھوٹ بولتا ہے، زنا کا ارتکاب کرتا ہے تو یہ تمام امور ایسے ناجائز اور حرام ہیں جن کا ارتکاب کرنے والا شریعت کے نزدیک کھلا ہوا فاسق ہوتا ہے، اور ایسے فاسق شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اس کو ہٹا کر متبع شریعت شخص کو امام بنانا ضروری ہے، اور ایسے شخص کو مسجد ومدرسہ کا ذمہ دار بنانا بھی شرعاً درست نہیں ہے۔

ویکره إمامة عبد وأعرابی وفاسق وفی الشامیة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر، کشارب الخمر، والزانی، وآکل الربوا ونحو ذلک، بل مشیٰ فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمهٖ کراهة تحریم. (شامی کتاب الصلاة باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۵۹تا۵۶۰) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۷۱۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸/۶/۱۴۲۳ھ

جھوٹ سے توبہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۴۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محلّہ کی مسجد میں مسجد کے دروازہ کے اوپر ایک کمرہ ہے جس میں امام صاحب مع اہل وعیال کے ایک عرصہ سے رہائش پزیر ہیں، امام صاحب ایک دینی مدرسہ میں بھی ملازم ہیں، وہاں لڑکوں کو کلام پاک پڑھاتے ہیں، وہاں ان کے علاوہ اور بھی مدرس ہیں، ان میں ایک ہیڈ ماسٹر ہیں، امام صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن ہیڈ ماسٹر نے یہ کہا کہ میرے کچھ مہمان آنے والے ہیں، آپ اپنے بیوی بچوں کو کہیں بھیجدیں اور کمرہ کی چابی جس میں آپ رہتے ہیں مجھے دیدیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا رات کو جب ہیڈ مدرس صاحب تشریف لائے تو قریب ۹/بجے انہیں چابی دیدی گئی، امام صاحب اپنے بیوی بچوں کو کسی

عزیز داری میں پہنچانے چلے گئے، ان کی عدم موجود گی میں ہیڈ مدرس صاحب ایک عورت کو اپنے ہمراہ لائے اور اوپر کمرہ پر چلے گئے، اور زینہ کی کنڈی اندر سے لگادی یہ بات محلّہ کے کچھ لڑکے جو مسجد کے باہر بیٹھے تھے، ان کے علم میں بھی آ گئی اس کے تقریباً ایک گھنٹہ بعد امام صاحب تشریف لائے اور نہ معلوم ان کے دل میں کیا بات پیدا ہوئی، ہیڈ مدرس صاحب اور ان کے مہمان کو دیکھنے کا اشتیاق ہوا زینہ کی کنڈی اندر سے بند تھی، وہ کسی صورت سے اوپر چڑھے اور کسی طرح ہیڈ مدرس صاحب اور عورت کو دیکھا کہ وہ دونوں بیٹھے ہوئے ہیں، اور باتیں کررہے ہیں، یہ دیکھکر نیچے اتر آئے اور کوئی شکل ایسی ہوئی کہ وہ اوپر سے نیچے کودے تو لڑکے جو باہر بیٹھے تھے، انھوں نے امام صاحب سے معلوم کیا کہ مولانا کیا بات ہے، امام صاحب نے دروغ گوئی سے کام لیا ارو یہ کہا کہ میں اپنے بچہ کو اوپر سلاکر آرہا ہوں حالانکہ ایسا نہیں تھا، یہ بات عوام میں امام صاحب کو شریک جانتے ہوئے پھیل گئی، اور کچھ لوگوں نے امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی کیا یہ صحیح ہے؟ کیا ان کے پیچھے نماز پڑھنے لگیں، وہ خود جھوٹ کے اقراری ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے لوگوں کے سامنے اس جھوٹ کی معافی مانگی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کردے مجھ سے غلطی ہوئی ہے؟

المستفتي: سعید حسن، میاں سرائے، سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام صاحب نے جب اپنے جرم کا اعتراف کرکے سچے دل سے توبہ کرلی اور نمازیوں کو بھی ان کی توبہ کا یقین ہوگیا تو اب ان کی امامت میں کراہت باقی نہیں رہی، بلا کراہت ان کی امامت درست ہے، مگر ہیڈ مدرس کو وہاں سے سبکدوش کردینا محلّہ والوں کی ذمہ داری ہے۔

عن أبي عبيدة بن عبد الله عن أبيه، قال: قال رسول الله ﷺ: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، النسخة

الهـنـدية ١/٣١٣، دارالسـلام رقـم: ٤٢٥٠، السنن الكبيرىٰ للبيهقي، كتاب الشهادات، باب شهادة القاذف، جديد دالفكر ١٥/١٧٥، رقم: ٢١١٥٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم/ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/ ۷۳۸۴)

چوری کا مال خریدنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۴۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید عہدۂ امامت پر فائز ہے، گورنمنٹ کا مال نمبر دو پر خریدتا ہے یعنی چوری سے اور لوگوں کو منافع پر فروخت کرتا ہے، اور لوگوں سے توہینی الفاظ استعمال کرتا ہے، اور نماز میں بہت جلدی کرتا ہے، سنن وغیرہ کا بھی خیال نہیں رکھتا ہے، لہٰذا ان تمام صورتوں میں اور لوگ اس کی امامت سے کراہت کرتے ہیں تو موجودہ صورتوں میں زید کو امامت سے علیٰحدگی اختیار کرنی چاہئے یا نہیں؟

المستفتي: سائل امجد علی، کاشی پور، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے ذمہ دار حضرات مسجد کے حق میں جو مصلحت اور مناسب سمجھتے ہوں وہ راستہ اختیار کریں، اور زید کے بارے میں جو باتیں سوالنامہ میں درج ہیں ان کے بارے میں جب تک زید سے براہ راست معلوم نہ کیا جائے اس وقت تک کوئی حکم لگانا مشکل ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱/ صفر ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۳۰۱۴)

دھوکہ میں رکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۴۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک آدمی نے

رشتہ کیا اور بات مکمل ہوگئی ایک شخص کے واسطے سے تقریباً چار سال کے بعد اس نے جواب دیا اس شخص کو جو درمیان میں تھا اس شخص نے اس بات کو مکمل ایک سال پوشیدہ رکھا اور دونوں گروہ کا یہ شخص بنا رہا یعنی دونوں طرفہ اب ایک سال کے بعد اس نے ظاہر کیا کہ میں نے اس بات کو پوشیدہ رکھا مگر جہاں یہ بات کرکے آیا تھا درمیانی دلال وہاں جاکر اس نے پھر بھی نہیں بتایا، دیگر جگہ بتلایا اور شخص اول نے کئی جگہ اس طرح کیا ہے، آیا اس پر تاوان وغیرہ لازم کر سکتے ہیں؟ اور اس کی امامت شہادت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتي: سید شاکرحسین، اورنگ آباد، مہاراشٹر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اس پر کوئی تاوان لازم نہیں ہے، دھوکہ میں رکھنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا اور امامت وشہادت میں کوئی خرابی نہ آئیگی۔

وَإِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً. (سورة طٰه: ۲۰)

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: التائب من الذنب كمن لاذنب له. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة ، النسخة الهندية ۱/ ۳۱۳، دارالسلام رقم: ٤٢٥٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱؍شوال ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۴۶۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۱/ ۱۰/ ۱۴۱۸ھ

دھوکہ دے کر پیسہ لینے والے شخص کی امامت

سوال: [۲۲۴۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ چند اہل خیر حضرات نے ایک اسکیم بنائی کہ غریب لڑکیوں کی شادی کی امداد کیلئے کچھ پیسہ جمع کیا جائے، تاکہ بوقت شادی انکی کچھ مدد کردی جائے مشورہ کے مطابق پیسہ جمع ہوتا ہے اس طرح کہ جب ان لوگوں کو تنخواہ ملتی اس میں سے تھوڑا تھوڑا سب جمع کرلیتے اور جہاں ایسا موقع محل

دیکھتے یا کارکنوں کو بتایا جاتا ہے کہ فلاں کی مدد کی جائے، وہ اس کام کو انجام دیتے ایک شخص شادی و بیماری وغیرہ میں الجھ کر کافی مقروض ہوگیا اور کئی سال گذر گئے قرض ادا نہ کر سکا لہٰذا اس شخص نے اس اسکیم کے ایک کارکن سے اپنے حالات صحیح صحیح بتائے کہ میں ایسے ایسے مقروض ہوگیا ہوں کچھ میرے لئے امداد کی جائے، تو اس نے کہا کہ ایک درخواست دو کہ مجھے اپنی لڑکی کی شادی کرنی ہے، میری مدد کی جائے، اس کارکن کے کہنے پر شخص مذکور نے ایک درخواست دیدی درخواست منظور ہوگئی اور پیسہ مل گیا... یہ شخص جس نے پیسہ لیا ہے، امامت کرتا ہے، اور امامت میں جو ملتا ہے وہ سب جانتے ہیں، ہزار پندرہ سو روپیہ ملتے ہیں جب مسجد سے متعلق لوگوں کو معلوم ہوا کہ امام صاحب نے ایسا ایسا کیا ہے، تو انھوں نے کہا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے، انھوں نے دھوکہ سے یہ پیسہ لیا ہے لہٰذا انھوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی اور امام صاحب کے خلاف طوفان کھڑا کر دیا، لہٰذا اب از روئے شرع ان امام صاحب کو امامت کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر امامت کرنا درست نہیں؟ تو اب کس صورت میں امامت کرنا درست ہوگا، مفصل و مدلل تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: حافظ محمد انور، منڈاور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ امام اگر توبہ کر لے تو ان کی امامت بلاکراہت درست ہے، اور اس ذمہ دار کو بھی توبہ کرنا چاہئے، جس نے ایسا مشورہ دیا ہے۔

عن أنس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل ابن آدم خطاء، وخیر الخطائین التوابون. (سنن الترمذی، أبواب الزهد، باب بلاترجمة النسخة الهندية ٢/٧٦، دارالسلام رقم: ٢٤٩٩)

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: التائب من الذنب کمن لا ذنب له. (المعجم الکبیر للطبرانی، دار احیاء التراث العربي ١٠/١٥٠، رقم:

۱۰۲۸۱، مشکوٰۃ /۱۰۶) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/ربیع الاول ۱۴۲۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۹۹۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۳/۱۴۲۴ھ

دھوکہ دینے والے اور والدہ کو پیٹنے والے کی امامت

سوال: [۷۲۴۲]: کیا فرماتے ہیں علماءکرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب ہیں وہ دوکانداری کرتے ہیں نقلی مال کو اصلی مال کہہ کر فروخت کرتے ہیں، ایک شخص کے دو ہزار دوسو روپیہ جو امام صاحب پر واجب الادا ہیں دینے سے صاف انکار کر دیا ہے، اور اپنے ماں باپ کے ساتھ گستاخی کرتے ہیں، اور اپنی والدہ کو مارتے بھی ہیں، ان حرکتوں کی بناپر لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے وکراہت محسوس کرتے ہیں تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ مالدار ہونے کے باوجود زکوٰۃ اداء نہیں کرتا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: نقلی مال کو اصلی کہکر فروخت کرنا دھوکہ ہے حدیث شریف میں اس کی سخت وعید آئی ہے۔

عن أبی هريرةؓ .... فقال رسول اللہ ﷺ ليس منامن غش. (ابو داؤد، کتاب البیوع، باب فی النهی عن الغش النسخة الهندية ۲/۴۸۹، دارالسلام رقم: ۳۴۵۲)

اور زکوٰۃ ادا نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ من أتاه اللہ مالا فلم يؤد زكوٰته مثل له ماله يوم القيمة شجاعاً أقرع له زبيبتان يطوقه يوم القيٰمة ثم يأخذ بلهزمتيه . (صحيح البخاری، کتاب الزکوٰة، باب إثم مانع الزكوٰة، النسخة الهنديه ۱/۱۸۸، رقم: ۱۳۸۶، ف: ۱۴۰۳، مشکوٰۃ /۱۵۵)

اور کسی کا روپیہ یا حق دبانا اور دینے سے انکار کرنا ظلم ہے اور ماں باپ کا احترام لازم اور

واجب ہے، ان کی گستاخی کرنا اور انہیں تکلیف دینا حرام ہے۔

فَلاَ تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْماً. (سورۃ، بنی اسرائیل:۲۳)

عن عبد الله بن عمرو عن النبي ﷺ قال: الكبائر ، الإشراك بالله وعقوق الوالدين . (صحيح البخاري ، الإيمان والنذور، باب اليمين الغموس ، النسخة الهنديه۲/ ۹۸۷، رقم:۹ ٦٤١، ف:٥ ٦٦٧)

ان مذکورہ حرکتوں کی بنا پر لوگ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے کراہت محسوس کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں بہر صورت ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

كون الكراهة في الفاسق تحريمية . (طحطاوی ، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة ، دارالكتاب ديوبند/ ۳۰۱، قديم ۱٦٥)

(ولو ام قوماً وهم له كارهون، ان) الكراهة (لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره) له ذلك تحريماً لحديث أبي داؤد لايقبل الله صلوٰة من تقدم قوماً وهم له كارهون . (درمختار ، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ۲/ ۲۹۷، ۲/ ۲۹۸، کراچی ۱/ ۵۵۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ر جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۳۴۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۷/ ۶/ ۱۴۱۸ھ

ٹی وی کی آواز آنے والے مکان میں امام کے قیام کا حکم

سوال: [۲۲۴۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے یہاں ٹی وی ہے اور زید کے سارے گھر والے ٹی وی دیکھتے ہیں، اور نماز پڑھنے والا صرف زید ہی ہے اور زید ٹی وی کے بارے میں کچھ نہیں بولتا ہے اور زید ایک مولوی صاحب کو رکھتا ہے اور مولوی صاحب کو ایسے گھر میں رکھنا جہاں ٹی وی کی آواز اور ناچ گانا سنائی دیتا ہے، تو کیا مولوی صاحب زید کے گھر رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتي: شبیر احسن، دیناجپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو شخص ٹی وی گھر میں لاکر گھر والوں کو اس کی فلمی چیزوں میں مبتلا کرتا ہے، وہ شخص فاسق ہے اور ان خرافات کی جوابدہی اسی پر لازم ہوگی، اور امام مسجد اگر خود ٹی وی نہیں دیکھتا ہے بلکہ صرف اس کے یہاں قیام کرتا ہے، تو امام کی امامت میں کوئی فرق نہیں آئے گا اگرچہ ٹی وی کی آواز امام کے کمرہ تک پہونچتی ہو، جبکہ امام صاحب اس سے کوئی دلچسپی نہ لیتے ہوں، اس معاملہ میں زید اور اس کے گھر والے ہی گناہ گار ہوں گے، امام صاحب اس گناہ میں شریک نہ ہوں گے، البتہ اگر امام صاحب کو قیام کیلئے کوئی ایسا گھر مل جائے جسمیں یہ خرافات نہ ہوں تو زید کا گھر چھوڑ دینا چاہئے، کیونکہ مقام تہمت ہے۔

وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرىٰ. (سورة النجم:٣٨)

إنما تحصل المعصية بفعل فاعل مختار الخ. (شامی، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع کراچی ٦/ ٣٩٢، زکریا ٩/ ٥٦٢، تبيين الحقائق، کتاب الكراهية، فصل فی البيع، امدادیه ملتان ٦/ ٢٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵/ ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۳۷۷۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳/ ۸/ ۱۴۳۲ھ

چرس کا کاروبار جائز بتانے والے نیز ٹی وی دیکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۴۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ چرس کا کاروبار جائز ہے یا نہیں؟ اور جو امام چرس کے کاروبار کو جائز بتائے اور گھنٹوں گھنٹوں دکانوں پر بیٹھ کر ٹی وی دیکھے اس کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتي: عقیل احمد، فیروز آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چرس، افیون، اور گانجہ وغیرہ کا کاروبار کراہت کے ساتھ جائز ہے، اس کا پیسہ حرام نہیں ہے، امام صاحب کی مراد بھی یہ ہوسکتی ہے، کہ کراہت کیساتھ جائز ہے، اور ٹی وی میں فحش اور ناجائز پروگرام آتا ہے اس لئے اس کا دیکھنا جائز نہیں ہے، اور دوکانوں میں بیٹھ کر گھنٹوں گھنٹوں ٹیلی ویژن دیکھنا کسی امام کے شایان شان نہیں ہے ، اس امام کو اس حرکت سے باز آنے پر سمجھایا جائے ، اگر وہ باز نہیں آتا ہے، اور نمازیوں کو ایسے امام پر اعتراض ہے تو مسجد کی کمیٹی کو دوسرے متبع شریعت امام کا انتظام کرنا چاہئے، تاکہ نمازیوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں تردد نہ رہے۔

عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثة: رجل أم قوماً وهم له كارهون. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ماجاء فيمن أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ١/٨٣، دارالسلام رقم:٣٥٨، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم١٣/٢٢٣، رقم:٦٧٠٧)

عن أبي أمامة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ثلاثة: لا تجاوز صلاتهم رؤوسهم: العبد الآبق، والمرأة تبيت وزوجها عليها ساخط، وإمام أم قوماً وهم له كارهون. (المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ٨/٢٨٤، رقم:٨٠٩٠)

وصح بيع غير الخمر مما مر ومفاده صحة بيع الحشيشة والأفيون (تحته في الشامية) ثم إن البيع وإن صح لكنه يكره كما في الغاية (شامی، كتاب الأشربة، زكريا ١٠/٣٥، كراچی ٦/٤٥٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍محرم الحرام ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۰۹۱۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۴/۱/۲ھ

امام ومقتدیوں کا گھر میں ٹیلی ویژن رکھنا

سوال: [۲۲۵۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ موجودہ زمانہ

میں ٹیلی ویژن ذرائع ابلاغ کا اہم ترین ذریعہ بن گیا ہے اور دنیا بھر کے تمام ممالک میں پیش آنے والے اہم واقعات سے عوام کو ٹی وی کے ذریعہ خبر ملتی ہے حتی کہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا میں نمازیوں کا اجتماع نماز تراویح، منی، مزدلفہ، قیام عرفات، طواف کعبہ اور مناسک حج کا تمام پروگرام ٹیلی کاسٹ کیا جاتا ہے، اور تمام دنیا میں دیکھا جاتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہیکہ مسمّٰی ابوبکر ایک جامع مسجد کے امام ہیں انھوں نے اپنے گھر میں مذکورہ واقعات کو دلیل بنا کر ٹی وی رکھ لیا ہے، جس پر .Q.T.V قرآنی تعلیمات کا پروگرام خبریں کرکٹ میچ وغیرہ دیکھے جاتے ہیں، ان پر بحیثیت امام ان کے مقتدی صاحبان معترض ہیں، دراں حالیکہ تمام مقتدی حضرات کے گھر میں ٹی وی چل رہا ہے، لہذا شریعت مطہرہ کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ

(۱) مذکورہ امام کو حرمین شریفین زادہما اللہ الخ کے واقعات کو دلیل بنا کر ٹی وی رکھنا خبریں سننا، مناسک حج اور قرآنی تعلیمات کا پروگرام .Q.T.V دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) مقتدی حضرات جنکے سبھی گھروں میں ٹی وی چل رہا ہے، اور ہمہ وقت شرعی وغیر شرعی پروگرام دیکھے جارہے ہیں، ان کا اعتراض کرنا کس حد تک درست ہے؟ کیا وہ بحیثیت مسلم فقط اعتراض کرنے کے مجاز ہیں، احکام شریعت پر عمل کرنے کے پابند نہیں ہیں؟

(۳) جن ائمہ حضرات کے گھر میں ٹی وی چل رہا ہے ان کی اقتدا میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ مذکورہ بالا تمام واقعات وحقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے شریعت کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں؟

المستفتي: محمد یونس، امام وخطیب جامع مسجد، سولن، ایچ پی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ٹی وی اور ٹیلی ویژن میں زیادہ تر فحاشی اور عریانیت اور مخرب اخلاق پروگراموں کا غلبہ ہوتا ہے، اگر حرمین شریفین کے مناسک اور نمازوں کا منظر اور قرآن کریم کی تلاوت وغیرہ آتے ہیں تو وہ اقل قلیل کے درجہ میں ہوتے ہیں،

اکثر ناجائز پروگرام ٹیلی ویژن پر آتے ہیں، اسلئے ٹی وی و ٹیلی ویژن کا گھروں میں رکھنا اوراس کے پروگراموں کو دیکھنا شرعاً جائز نہیں ہے، نہ امام کیلئے جائز ہے اور نہ امام پر اعتراض کرنے والے مقتدیوں کیلئے اور اعتراض کرنے والے مقتدی جس طرح امام کیلئے ناجائز سمجھتے ہیں خود ان کیلئے بھی رکھنا ناجائز اور ممنوع ہے، بلکہ ان کے گھروں میں امام صاحب کے گھر کے مقابلہ میں ناجائز پروگرام زیادہ آتے ہوں گے، اسلئے دونوں کیلئے ناجائز ہے۔ (تجاویز آٹھواں فقہی اجتماع ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعۃ علماء ہند، منعقدہ بینگلور، اپریل ۲۰۰۵ء)

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ. (لقمان:٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم رشعبان ۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۸۹۲۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
یکم رشعبان ۱۴۲۶ھ

باجے والی بارات کا نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۵۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی امام یا عالم دین اگر جان بوجھ کر باجے کی بارات کا نکاح پڑھائے تو ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا حکم ہے؟

المستفتي: حافظ محمد خلیل پھول باغ، سرائے سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس شادی میں خلاف شرع امور گانا بجانا ہوا یسی شادی میں اگر امام نے نکاح پڑھا دیا اور شرکت کرلی تو اس کو توبہ اور استغفار کرنا چاہئے، اور آئندہ اس سے پرہیز کرنا چاہئے، اور اگر امام باز نہ آئے تو اس کی امامت مکروہ ہوگی۔

ویکره إمامة عبد وفاسق. (شامی، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة

زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۶۰، هدایه، کتاب الصلاة، باب الإمامة اشرفی ۱/۱۲۲، مجمع الأنهر، کتاب الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤکدة، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/۱۰۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۴۵۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۱/۲۵ھ

سنیما دیکھنے اور بیوی کو بے پردہ گھمانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۵۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص زید مسلمانوں کی امامت کرتا ہے، نماز ونکاح وغیرہ پڑھاتا ہے، حج بھی کرتا ہے، اسی کے ساتھ وہ سنیما بھی دیکھتا ہے، جسکی شہادتیں موجود ہیں، نیز اس کی دو بیویاں بھی ہیں ان میں سے ایک اسکی مرضی کے بغیر کئی دفعہ فرار ہوچکی ہے، اور بے پردہ جہاں چاہتی ہے جاتی ہے، اس پر اس نے پچھلے دنوں یہ بھی کہہ دیا کہ تو کچھ بھی کر کہیں بھی رہ مگر مجھ سے جدا مت ہو یعنی میری بیوی رہ اسکے علاوہ بھی وہ مسلمانوں کو آپس میں لڑاتا بھی ہے اس صورت میں زید کی امامت درست ہے یا نہیں؟ اور مسلمانوں کو اسکے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ اگر پڑھ لی تو ان کی نماز کیسی ہوگی اور اسکا کیا حکم ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتي: علیم الدین، گوجر ساکن جھولوجنگی، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سنیما دیکھنے والا شخص شرعاً فاسق ہے، اس کو امامت سے ہٹا دینا ضروری ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/۷۷، جدید ڈابھیل ۶/۹۵)

نیز اگر بیوی کو بے پردہ چھوڑتا ہے، اور اس پر اسکو کوئی شرم نہیں آتی، تو ایسے امام کو

علیحدہ کر کے دوسرے امام کا انتظام کر لیناضروری ہے اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔(احسن الفتاویٰ زکریا۳/ ۲۸۸،فتاویٰ رحیمیہ قدیم۴/ ۳۴۸،جدید زکریا۴/ ۱۷۶)

يكره إمامة عبد وأعرابى وفاسق وأعمىٰ وفى الشامية (قوله فاسق) من الفسق هو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر ، والزانى ، وآكل الربا ونحو ذلك . (شامى ،كراچى كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، ۱/۵۵۹، ۵٦۰، زكريا۲/۲۹۸، كذا فى مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر ،كتاب الصلاة، فصل الجماعة سنة مؤكدة ، دارالكتب العلمية بيروت۱/۱۰۸)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفااللہ عنہ
۲۶رمحرم الحرام ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر:۲۳/۴۷۳)

ٹی وی دیکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۵۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی امام صاحب ٹی وی دیکھتا ہو، اور کرکٹ میچ کا عاشق ہو، اوراس کی نیت غلط ہواور وہ ہیرو کی طرح بال بھی رکھتا ہوتو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: محمد اسجد حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹی وی دیکھنا خاص طور سے آجکل سراپا عریانیت یا نیم عریاں اورشہوت انگیز پروگراموں پر مشتمل ہے جو گناہ کبیرہ ہے اسی طرح کرکٹ کھیلنا اس میں یاد خداوندی سے غفلت کلی طور پر ہوتی ہے، لہذا ایسا کھیل بھی ناجائز ہے پھر کسی کے متعلق برا گمان کرنا اس کی وعید بھی قرآن وحدیث میں ہے،اور انگریزی بال رکھنا یہ تشبہ کی وجہ سے ناجائز ہے ان تمام باتوں کا مرتکب بلاشبہ فاسق ہے، اور فاسق کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے۔

(مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/ ۲۸۹)

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَّشْتَرِى لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ .(لقمان:٦)

يٰا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ.(الحجرات:١٢)

عن أبي هريرة ؓ عن النبى ﷺ قال: إيا كم و الظن ،فإن الظن أكذب الحديث . (صحيح مسلم ، كتاب البر و الصلة و الآداب ، باب تحريم الظن و التجسس ، النسخة الهندية ٢/ ٣١٦، بيت الأفكار ٢٥٦٣)

عن ابن عمر قال: نهى رسول الله ﷺ عن القزع، و القزع أن يحلق الصبى، فيترك بعض شعره . (مسند احمد بن حنبل ٢/ ٤، رقم:٤٤٧٣)

كون الكراهة فى الفاسق تحريمية . (طحطاوى ، كتاب الصلاة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة ، دارالكتاب ديوبند/ ١٦٥،٣٠١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۵ ؍صفر ۱۴۱۸ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۱۹۱)	۱۴۱۸/۲/۲۵ھ

والی بال کا کھیل دیکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۵۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلۂ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے، اور اس کو والی بال کھیل دیکھنے کا شوق ہے جبکہ یہ کھیل کھیلنے والوں کا ستر کھلا ہوتا ہے، ایسی حالت میں ایسا کھیل دیکھنا اور دیکھنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتي: افتخار عالم، سہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عموماً والی بال کھیلنے والوں کا ستر کھلا ہوا ہوتا ہے، اسلئے شرعاً ایسے کھیل کا دیکھنا جائز نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں چونکہ امام صاحب امامت کے عظیم

ترین منصب پر فائز ہیں، لہٰذا ایسے کھیلوں کا دیکھنا اور اس سے دلچسپی رکھنا ان کی شایان شان نہیں ہے، ان کو اس قسم کے کھیلوں سے توبہ کر کے احتراز کرنا چاہئے، اگر امام صاحب اپنے اس فعل سے باز نہیں آتے ہیں تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

ویجوز أن ینظر الرجل إلی الرجل لا إلی عورته کذا فی المحیط وعلیه الإجماع کذا فی الاختیار شرح المختار وعورته مابین سرته حتی تجاوز رکبته. (عالمگیری، کتاب الکراهیة، الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر إلیه زکریا قدیم٥/٣٢٧، جدید٥/٣٧٨، درمختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر واللمس کراچی ٦/٣٦٤تا ٣٦٦، زکریادیوبند٩/٥٢٤تا ٥٢٦)

وفیه إشارة إلی أنهم لو قدموا فاسقاً یأثمون بناءً علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم الخ. (کبیری، کتاب الصلاة، الأولیٰ بالإمامة قدیم /٤٧٩، اشرفیه دیوبند/٥١٣)

کره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب إهانته شرعاً فلا یعظم بتقدیمه للإمامة. (طحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوٰة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قدیم /١٦٥، جدیددارالکتاب دیوبند/٣٠٢، ٣٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸/۶/۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۳۴۹۷)

ناچ گانا ڈھولک بجانے والے کی امامت

سوال: [۳۱۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امامِ مسجد جو ناچ گانے کی مجلس میں شریک ہو کر اس میں انعام کے طور پر روپئے بھی دیتے ہیں تو کیا ایسے امام کی امامت درست ہے؟ اور اسی پر بس نہیں بلکہ مسجد کے حجرے میں ٹیپ رکارڈ ریڈیو جیسی چیزوں پر ٹائس کرتے ہیں، اور ڈھولک کیساتھ قوالی وغیرہ کراتے

ہیں اور خود بیٹھ کر سنتے ہیں اور منع کرنے پر کہتے ہیں کہ یہ چیزیں گناہ صغیرہ ہیں ایسے گناہ تو آدمی سے ہوتے ہی رہتے ہیں، اور جواب میں یہ کہتے ہیں کہ لوگ بھی پرہیزگاری نہیں کرتے تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں ،نوازش ہوگی ۔

المستفتي: سعید احمد، ڈینگرپور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ناچ گانا ڈھولک وغیرہ خود کرنا اور کرنے والوں کے ساتھ شریک ہونا اس سے تلذذ حاصل کرنا یہ سب ناجائز اور حرام ہیں نیز ناچ گانا ٹیپ وریڈیو وغیرہ سے سننا بھی ناجائز ہے اور جو شخص ان خرافات میں شرکت کر کے تلذذ حاصل کرتا ہے، وہ شرعاً فاسق ہے وہ امامت کا اہل نہیں ہے،اس کی امامت شرعاً مکروہ تحریمی ہے۔

عن أبي أمامة عن النبي ﷺ قال: إن الله عزوجل بعثني رحمة للعالمين ، وأمرني أن أمحق المزامير والكنارات يعني البرابط والمعازف. (مسند أحمد٥/٢٥٧، رقم:٢٢٥٧١)

سماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام لقوله عليه الصلوٰة والسلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر أي بالنعمة الخ. (الدر المختار، كتاب الحظر الإباحة، قبيل في اللبس زكريا٩/ ٥٠٤، كراچی ٦/ ٣٤٩)

كره إمامة الفاسق كون الكراهة في الفاسق تحريمية الخ . (طحطاوی علی المراقی، كتاب االصلوٰة، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم/ ١٦٥، جديد دارالكتاب ديو بند/ ٣٠٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/۵/۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۲۲۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۲۳/۵/۱۴۱۱ھ

ٹی وی دیکھنے والے امام کے پیچھے نماز کا حکم

سوال:[۲۲۵٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جوشخص ٹی وی دیکھتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: حارث احمد، ڈالی گنج، پلامو، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ شرعا فاسق ہے، البتہ نماز واجب الاعادہ نہیں ہوگی ۔(فتاویٰ رحیمیہ قدیم/ ۳۴۸، جدید زکریا ۴/ ۱۷۱، احسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ۲۸۸)

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَّشْتَرِیْ لَهَوَ الْحَدِيْثِ .(لقمان:٦)

سمعت عبد الله يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إن الغناء ينبت النفاق في القلب . (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب كراهية الغناء والزمر، دارالسلام /٤ ٦٩، دارالسلام رقم:٤٩٢٧)

أن الكراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم الخ. (منحة الخالق على البحر، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة زكريا ١/ ٦١١، كوئٹه ١/ ٣٤٩، شامي، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة قبيل البدعة خمسة أقسام زكريا ٢/ ٢٩٩، كراچی ١/ ٥٦٠)

وإذا صلى خلف فاسق أو مبتدع يكون محرزاً ثواب الجماعة لكن لاينال ثواب من يصلي خلف إمام تقي. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوٰة، فصل في بيان الأحق بالإمامة، قديم/١٦٥، جديد دارالكتاب ديو بند/٣٠٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ رمحرم الحرام ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۵/ ۱۶۰۲)

ٹی وی دیکھنے والے کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: [۲۲۵۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید برابر فلم اور ٹیلی ویژن بھی دیکھتا ہے، اور کبھی کبھی نماز پڑھا دیتا ہے، کیا زید کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں اور بعض لوگوں کو معلوم بھی ہے کہ زید فلم اور ٹیلی ویژن دیکھتا ہے، بعض کو نہیں معلوم ہے، کیا اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں؟ شریعت میں کیا جواب ہے، مفصل تحریر کریں۔

المستفتي: قمر الدین سہرساوی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فلم اور ٹیلی ویژن دیکھنے والا شرعاً فاسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے، البتہ واجب الاعادہ نہیں ہے، سب کے اوپر سے فرض ساقط ہو چکا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَّشۡتَرِیۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ. (لقمان:٦)

سمعت عبد الله يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إن الغناء ينبت النفاق في القلب. (سنن أبی داؤد، كتاب الأدب، باب كراهية الغناء والزمر، دارالسلام/ ٦٩٤، رقم:٤٩٢٧) ”یہ حدیث ہندی نسخہ میں دستیاب نہ ہو سکی“۔

وإذا صلى خلف فاسق ....يكون محرزاً ثواب الجماعة لكن لاينال ثواب من يصلي خلف إمام تقي. (البحر الرائق، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة كوئٹه ١/ ٣٤٩، جديد زكريا ١/ ٦١٠)

ولذا كره إمامة الفاسق وفي الطحطاوي ومفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمية الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوٰة، فصل بی بیان الأحق بالإمامة قديم/١٦٥، جديد دارالكتاب ديوبند/٣٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱٦/ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۳۳٦)

سنیما ہال اور محفل قوالی میں شرکت کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۵۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ موڈرن دور میں سنیما ہال رائج ہیں لوگ ان میں شرکت کرتے ہیں، اور کچھ لوگ قوالی میں شرکت کرتے ہیں، محفل سنیما میں عیاشی فحش گوئی اور عریانیت پائی جاتی ہے، محفل قوالی میں عیاشی تو نہیں لیکن نعت خوانی شعر گوئی اور حضرت حسن وحسین کی تعریف خدا کی حمد وثناء وغیرہ ساتھ ہی ان میں قوالہ صاحبہ ڈھول بینجو وغیرہ ہوتا ہے، اب آیا محفل قوالی یا سنیما ہال میں شریک ہونے میں گناہ دونوں میں برابر ہوگا، یا کم وبیش ہوگا، ایسے شخص کی امامت کیسی ہے، جو اسمیں شرکت کرے؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتي: محمد اکرام، بھاگلپوری، متعلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: سنیما بینی اپنی جگہ ناجائز ہے اور شرکت قوالی بھی اپنی جگہ ناجائز اور ممنوع ہے، سائل نے یہ جو کہا ہے کہ قوالی میں فحش گوئی نہیں ہوتی ہے، مگر ہم پوچھتے ہیں کہ قوالہ صاحبہ کی زبان سے شعر گوئی اور اسکی ادا سے کتنا تلذذ ہوتا ہوگا اور اس کی ادا اور اس کی آواز اور اس کی صورت دیکھ کر شرکت کرنے والوں کا کیا حال ہوتا ہوگا، کیا شریعت میں یہ امور جائز ہو سکتے ہیں، اور دونوں کے گناہ کبھی برابر ہو سکتے ہیں۔

صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب، كما ينبت الماء النبات ولقوله عليه السلام استماع الملاهي معصية، والجلوس عليها فسق، والتلذذ بها كفر، أي بالنعمة الخ. (در مختار، كتاب الحظر والإباحة، قبيل فصل في اللبس زكريا ٩/٥٠٤، كراچی ٦/٣٤٩)

عن أبي أمامة، عن النبي ﷺ قال: إن الله عزوجل بعثني هدى، ورحمة للعالمين، وأمرني أن أمحق المزامير، والكنارات يعني البرابط والمعازف،

الحديث. (مسند امام أحمد ٥/ ٢٥٧، رقم: ٢٢٥٧١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۳۹۴۴)

کبڈی اور والی بال کا کھیل دیکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۵۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد میں امام ہے، کبڈی اور والی بال دیکھنے کا بہت شوقین ہے، کھلاڑی اکثر و بیشتر چڈی بنیان یا صرف چڈی پہن کر ہی کھیلتے ہیں، امام صاحب کو کھیل میں شریک ہونے سے منع کیا گیا آپ امام ہیں کھلاڑی ستر کھول کر کھیلتے ہیں آپ کے لئے وہاں جانا اچھا نہیں ہے، امام صاحب پھر بھی باز نہیں آتے ہیں۔

المستفتي: رئیس الدین، گڑھی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعی امام صاحب صرف چڈی گنجی پہنے ہوئے کھلاڑیوں کا کھیل دیکھتے ہیں تو اس سے توبہ کرنا ضروری ہے، کیونکہ ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنہ تک مردوں کا ستر ہے جس کا دیکھنا غیروں کیلئے جائز نہیں ہے، اور اگر ایسا کھیل دیکھنے پر مصرر ہے تو اس کو امام بنانا مکروہ ہے۔

وزاد! وإذازوج أحدكم خادمه عبده أو أجيره، فلا ينظر إلى مادون السرة وفوق الركبة. (سنن أبي داؤد، الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، النسخة الهندية ١/ ٧١، دارالسلام رقم: ٤٩٦)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله ﷺ .... فلا ينظرن إلى شيء من عورته، فإن ما أسفل من سرته إلى ركبتيه من عورته.

(مسند أحمد بن حنبل ٢/ ١٨٧، رقم: ٦٧٥٦)

عورته مابين سرته حتى تجاوز ركبتيه (إلى قوله) حتى أن من رأى غيره مكشوف الركبة ينكر عليه الخ. (هنديه ، كتاب الكراهية ،الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه زكريا قديم٥ /٣٢٧، جديد٥ /٣٧٩)

والحاصل أنه يكره لهؤلاء التقديم ، ويكره التقديم بهم . (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا١ /٦١١، كوئته ١ /٣٤٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ رجمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۴۰۳۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۵/۵/۲۷ھ

ٹی وی دیکھنے والے کی امامت اور اس سے بیعت ہونے کا حکم

سوال: [۲۲۶۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) یہاں کی مسجد کے امام صاحب ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں، امام صاحب حافظ قرآن بھی ہیں ان کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں ؟ ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) یہاں پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ ہوا اس میں جلسہ کی ویڈیو کیسٹ بھی بنی اور اس کو عالم صاحب نے جائز کہا کیا ویڈیو دیکھنا اور بنوانا جائز ہے، اور ان سے کچھ لوگ بیعت بھی ہوئے جبکہ پہلے سے بیعت تھے، انھوں نے کہا کہ ہم نے بیعت اسلئے توڑی کہ ویڈیو دیکھنا جائز ہے، اور جس سے بیعت کی وہ ناجائز بتاتے ہیں، دونوں میں کس کی بات صحیح ہے ایسے شخص سے بیعت ہونا کیا جائز ہے، جو کہ ویڈیو کو جائز بتاتا ہو، ویڈیو دیکھنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتي: سید معز الدین قادری،
ایف، آر، انٹر کالج، چندوسی، سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر ٹیلی ویژن میں فلم اور عورتوں کی تصویر

یں آتی ہیں ان کو دیکھتا ہے، تو مذکورہ امام شرعاً فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہو گی، اور بیعت متبع شریعت صاحب نسبت کے ہاتھ پر ہونا چاہئے ، فاسق کے ہاتھ پر بیعت ہونا ہرگز جائز نہیں ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَّشْتَرِیُ لَهَوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ .(لقمان:٦)

كون الكراهية في الفاسق تحريمية الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاة، فصل في بيان من هو أحق بالإمامة ،دارالکتاب دیوبند/۱ ۳۰۱، قدیم/۱۶۵)

نیز ویڈیو کھینچوانا بھی ناجائز ہے، حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے۔

عبد الله ، قال :سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول : إن أشد الناس عذابا عند الله يوم القيامة المصورون . (صحيح البخاری ، کتاب اللباس ، باب التصاوير، النسخة الهندية ١/ ٨٨٠، رقم:٥٧١٧، ف:٥٩٥٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۲۸۸۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۱۱/۱۶ھ

ٹیلی ویژن دیکھنے اور ریڈیو سننے والے کی امامت

سوال: [۲۲۶۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جن حضرات کے مکانوں میں ٹیلی ویژن لگے ہیں، اور معہ اہل وعیال کے دیکھتے ہیں، اور ویڈیو بھی دیکھتے ہیں یا ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر سے رکاڈنگ سنتے ہیں ایسے لوگوں کو امام بنانا درست ہے یا نہیں اور نماز ان کے پیچھے پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق :ایسے شخص کو علماء نے فاسق لکھا ہے، اور اسکی امامت بھی مکروہ تحریمی ہے دوسرے متبع شریعت شخص کو امام بنائے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/ ۲۸۸)

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ .(لقمان:٦)

عن مرثد بن أبي مرثد الغنوي وكان بدريا قال: قال رسول الله ﷺ : إن سركم أن تقبل صلاتكم فليؤمكم خياركم ، فإنهم ، وفدكم فيما بينكم وبين ربكم عزوجل . (المستدرك، كتاب المعرفة الصحابة ،جديد مكتبه نزار مصطفى ١٨٦٤/٥، رقم:٤٩٨١)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق (تحته فى الشامية) من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد من به يرتكب الكبائر كشارب الخمر ، والزاني ، وآكل الربوا ونحوه ذلك. (شامی کتاب الصلاۃ، باب الإمامة کراچی ١/٥٥٩، ٥٦٠، زکریا ٢/٢٩٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/۳۱۹۶)

سودی کاروباری اور سنیما ہال بنانے والے کے بھائی کی امامت

سوال: [۲۲۶۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کسی بڑی مسجد کے امام صاحب کے حقیقی بھائیوں نے سود پر روپئے بینک سے لیکر ایک بیکری میں بسکٹ بریڈ وغیرہ بناتے ہوں اور امام صاحب روز بینک میں روپئے دینے بھی جاتے ہوں اور وہی بھائی دوسری جگہ پر سنیما ہال بنوا رہے ہوں اور امام کے تمام بھائیوں کے کھاتے بھی ایک ہی ساتھ ہوں، تو کیا ایسے امام کے پیچھے نمازیں پڑھنا درست ہوگا یا نہیں؟

المستفتي: قاری تصدق حسین، لکھنؤ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر واقعہ صحیح ہے اور امام صاحب اپنے بھائی کے

ساتھ با قاعدہ شریک ہیں اور سنیما ہال بھی مشترک پیسہ سے بنا رہے ہیں تو ایسی صورت میں یہ فسق اور گناہ کبیرہ ہے، اسلئے کہ سنیما ہال میں گناہ کبیرہ اور افعال محرمہ ہی کا ارتکاب ہوتا ہے، اسلئے ایسے امام کو الگ کر کے دوسرے متبع شریعت امام کا تقرر کر لینا چاہئے، اسلئے کہ امام سے جو لوگوں کو نفرت ہے وہ امام کے اندر شرعی قباحت کی وجہ سے ہے اور اگر واقعہ صحیح نہیں ہے، اور امام متبع شریعت ہے اور سنیما ہال وغیرہ بنانے میں شریک نہیں ہے تو اس کے پیچھے نماز بلاکراہت درست ہوجائیگی۔

عن الحسن قال : سمعت أنس بن مالک قال لعن رسول الله ﷺ ثلاثة : رجل أم قوماً وهم له كارهون ، أو امرأة باتت وزوجها عليها ساخط ورجل سمع حي على الفلاح ثم لم يجب . (سنن الترمذی، الصلاة، ماجاء فی أم قوماً وهم له كارهون ، النسخة الهندية ١ /٨٣، دارالسلام رقم:٣٥٨)

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال: أشد الناس عذابا إثنان ، امرأة عصت زوجها ، وإمام قوم وهم له كارهون، قال جرير : قال هناد: قا ل منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عنى بهذا الأئمة الظلمة ، فأما من أقام السنة ، فإنما الإثم علىٰ من كرهه. (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء فی من أم قوماً وهم له كارهون ، النسخة الهندية ١ /٨٣، دارالسلام رقم:٣٥٩)

لو أم قوماً وهم له كارهون فهو على ثلثة أوجه: إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره، وإن كان هو أحق بها منهم ، و لا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لايكره له التقدم الخ . (مراقی الفلاح ، كتاب الصلاة، فصل فی بيان الأحق بالإمامة ،دارالكتاب ديوبند١ /٣٠١، قديم/١٦٤)

حاصل المسألة كما قال الفقهاء : إن باعث الكراهة الشرعية إن كان من جانب الإمام فالإثم عليه ، وإن كان من جانب القوم فالإثم عليهم لا على الإمام. (العرف الشذی ، على هامش الترمذی ، كتاب الصلاة، باب ماجاء فيمن أم

قوماً وهم له كارهون ١/٨٦، بذل المجهود كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون ، دارالبشائر الإسلاميه بيروت جديده/٤٧٥ ، مطبع ميرٹھ ١/ ٣٣١، هنديه ، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة زكريا قديم ١/٨٧، جديد ١/٤٤ ١ ، حاشية الطحطاوى على الدر، كتاب الصلاة، باب الإمامة كوئٹه ١/٢٤٣ ، شرح النقايه ، كتاب الصلاة، باب الإمامة اعزازيه ديو بند١ / ٨٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۳۷۱۶)

شرعی تقسیم نہ ماننے والے کی امامت

سوال: [۲۲۶۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) حاجی عبد الرحیم صاحب کا انتقال ہوا انھوں نے موت کے وقت چار لڑکیاں سکینہ حسینہ مبینہ متینہ اور ایک حقیقی بھتیجہ محمد نعیم کو چھوڑا شرعی اعتبار سے حاجی عبدالرحیم کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا، اور کس کو کتنا حصہ ملے گا؟

(۲) جو شخص شریعت کی تقسیم نہ مانے اور بھتیجہ محمد نعیم کا حصہ نہ دیکر خود ہی آپس میں حاجی عبد الرحیم کا مال تقسیم کرلے اور کہے کہ یہ تو ہمارے خسر کا مال ہے، محمد نعیم کے باپ کا نہیں ہے، تو ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے، ایسے شخص کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتي: عبدالخالق، مرادآبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) بشرط صحت سوال وبعد ادائے حقوق وعدم موانع ارث عبدالرحیم مرحوم کا ترکہ ان کے وارثین کے درمیان میں حسب ذیل نقشہ کے مطابق تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۶/۳

سکینہ	حسنہ	مبینہ	متینہ	بھتیجہ
۱	۱	۱	۱	۱/۲

مرحوم حاجی عبد الرحیم کا ترکہ کل چھ سہام میں تقسیم ہوکر لڑکیوں کو ایک ایک حصہ اور بھتیجہ کو ایک بٹا دو حصہ ملے گا۔

(۲) جو شخص شرعی فیصلہ کو نہ مانے تو ایسا شخص فاسق ہے اس کے پیچھے نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے، (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم ۳/۱۲۰، احسن الفتاویٰ ۳/۲۶۰، ۲۶۱)

كون الكراهة في الفاسق تحريمية. (طحطاوی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، دارالکتاب دیوبند جدید/ ۳۰۱، قدیم ۱۶۵، هندیه، کتاب الصلاة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماما لغیره زکریا قدیم ۱/ ۸۵، جدید ۱/ ۱۴۳)

عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله ﷺ من فر من ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة. (سنن ابن ماجه، ابواب الوصايا، باب الحيف في الوصية، النسخة الهندية ۱/ ۱۹۴، دارالسلام رقم: ۲۷۰۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۲۹۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۱/۵/۱۴۱۸ھ

مسلمانوں کو مسجد سے باہر نکالنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۶۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب کچھ شرابی اور اوباش قسم کے لوگوں کو مسجد میں بٹھاتے ہیں، اور مسلمانوں کے اعتراض کرنے پر مسلمانوں کو مسجد سے دھکے دیکر باہر نکال دیتے ہیں، کیا زید کو امام کی حیثیت سے مسجد میں رکھنا شرعاً جائز ہے؟

المستفتي: عبد الصمد، رام پوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعہ ایسا ہی ہے تو شرعاً امام مذکور فاسق ہے اس لئے زید کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی ، اور زید کو بحیثیت امام مسجد میں رکھنا نہیں چاہئے ، بلکہ کسی عادل باشرع شخص کو امام مقرر کرنا لازم ہے۔

کره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً وتحته في الطحطاوي كون الكراهة في الفاسق تحريميه الخ. (طحطاوی علی المراقی ، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة ، دارالکتاب دیو بند/۱ ۳۰، قدیم/۱۶۵)

ويكره أن يكون الإمام فاسقاً، ويكره للرجال أن يصلوا خلفه. (الفتاوی التاتارخانیہ ، کتاب الصلاۃ، الفصل السادس ، من هو أحق بالإمامة ، زکریا۲ /۲۵۰، رقم: ۲۳۲۹، شرح وقایہ ، کتاب الصلاۃ، فصل فی الجماعة اشرفي ۱/۱۶۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۰۲۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۰/۱۱/۵ھ

مدرسہ کی رسید چوری کرکے چندہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۶۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص جو کہ امام بھی ہے اور مدرسہ میں مدرس بھی ہے ان امام صاحب نے مدرسہ کی رسید گم کر کے چندہ کیا جس کا ثبوت یقینی طور پر فراہم ہوگیا ہے جو رسیدیں فرضی کاٹی گئیں ہیں وہ تقریباً پانچ سال یا کچھ کم زیادہ عرصہ سے چھپی ہوئی رسیدیں تھیں جو ۱۹۸۸ء میں یقینی ثبوت کے ساتھ پکڑی گئیں ہیں ، اس بات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آج تک تقریباً بارہ چودہ سال سے سالانہ کے حساب وکتاب میں کبھی بھی امام صاحب کی صفائی ظاہر نہیں ہوئی اس کی یہی وجہ تھی اور لوگ کچھ نظر انداز بھی کرتے رہے ہیں ، اپنی کمزوری کی وجہ سے یا کسی فتنہ کو روکنے کیلئے خاموش رہے ، کیونکہ کچھ آدمی ان کے اس فعل کو دیکھتے ہوئے بھی ہر ممکن ساتھ دیتے رہے ، خاندانی

سمجھو یا رشتہ دار جو بھی سمجھا جائے تو ایسا شخص امامت کے لائق ہے یا نہیں؟ اور شریعت کی رو سے اسکی کیا سزا ہوگی، حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتي: خلیل احمد، رتو پورہ،
تحصیل: ٹھاکردوارہ، ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب تک مذکورہ افعال شنیعہ سے توبہ نہ کر کے باز نہ آئے امامت کے لائق نہیں ہوگا، ایسے آدمی کو ذمہ داری سے معزول کر دینا لازم ہے، چاہے مہتمم ہو چاہے مدرس یا متولی۔

ولا يولى الا أمين قادر بنفسه أو بنائبه الخ. (شامی، کتاب الوقف، مطلب فی شروط الولي کراچی ٤/ ٣٨٠، زکریا ٦/ ٥٧٨، کوئٹه ٣/ ٤٢١)

ويكره إمامة عبد أعرابی وفاسق، وأعمى وتحته، "قوله" فاسق من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربوا ونحو ذلك. (شامی کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة کراچی ١/ ٥٥٩، ٥٦٠، زکریا ٢/ ٢٩٨)

ويكره أن يكون الإمام فاسقاً، ويكره للرجال أن يصلو خلفه. (تاتارخانيه، کتاب الصلوٰۃ، الفصل السادس فی بيان من هوأحق بالإمامة زکریا ٢/ ٢٥٠، رقم: ٢٣٢٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍ شوال ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر ۲۴/ ۹۴٦)

ادھار لے کر ادا نہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲٦٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کے امام

صاحب نے ایک آدمی سے کپڑا ادھار لیا تھا آج سے قریب ۱۵؍سال قبل اور آج تک روپیہ نہیں دیا اور کپڑا پہن کر بہت دن تک نماز پڑھائی، ایک صاحب سے کچھ کتابیں لی تھیں، اس کو بھی روپیہ نہیں دیا، تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور جتنے دن وہ کپڑا پہن کر نماز پڑھائی نماز درست ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو کیا کرنا چاہئے؟

المستفتي: محمد اسرافیل، ۲۴؍ پرگنہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر استطاعت کے باوجود صاحب حق کے مطالبہ کرنے پر دینے سے انکار کردے اور صاحب حق کا حق ادا نہ کرے تو ایسا شخص فاسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للإمامة. (مراقی الفلاح مع الطحطاوی، کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قديم/ ١٦٥، جديد دارالكتاب ديو بند/٢ ٠ ٣)

ويكره تقديم العبد لأنه لا يتفرغ للتعليم والأعرابي لأن الغالب فيهم الجهل والفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه. (هدايه، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة، اشرفی ديو بند ١/ ١٢٢)

اور اگر دینے سے انکار نہ کرے بلکہ عدم استطاعت کی بناء پر نہ دے پارہا ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی، اور نماز مکروہ ہونیکی صورت میں گذشتہ ادا کی ہوئی نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

لو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة لكن لاينال خلف تقي ورع. (البحر الرائق، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة كوئٹه ١/ ٣٤٩، زكريا ١/ ٦١٠)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷؍رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۲۰۳)

الجواب صحیح:
حفظ الرحمٰن غفرلہ
۱۰/ ۸/ ۱۴۰۷ھ

حرام کاروباری شخص کے بیٹے کی امامت

سوال: [۲۲۶۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک بچہ جس کی عمر پندرہ سولہ سال کی ہے، اسی سال حافظ قرآن ہوا ہے، اس کے والد خنزیر کے بالوں کی ایجنسی کرتے ہیں اور نیولے کے بالوں کے برشوں کی بھی خرید وفروخت کرتے ہیں، بچہ باپ کی کفالت میں ہے آیا اس بچہ کی امامت تراویح وفرض نماز میں جائز ہے یا نہیں؟ اگر اس بچہ کا قرآن رمضان میں بھی تراویح میں نہ سنا گیا تو ہوسکتا ہے کہ یہ بچہ قرآن پاک چھوڑ بیٹھے اس صورت میں قرآن بھول جانے کا خطرہ ہے؟

المستفتي: مولانا سلامت اللہ، شیر کوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: یہ بچہ چونکہ حرام کاروبار کرنے والے باپ کی کفالت میں ہے اسلئے یہ بچہ بالغ ہونے کے بعد جب تک باپ کے کاروبار سے بے زار ہوکر الگ نہ ہوجائے گا اس وقت تک اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی، ہاں البتہ اگر بیٹا باپ کے کاروبار سے بیزار ہوکر باپ کی آمدنی سے حاصل شدہ کھانے پینے میں شریک نہیں ہوتا ہے، بلکہ اپنی امامت کی کمائی سے گذارہ کرتا ہے، تو ایسی صورت میں اس کی امامت بلاکراہت جائز ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳/ ۸۳، جدید زکریا ۳/ ۱۲۴، زکریا مطول ۴/ ۱۸۶)

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰي. (سورۃ النجم: ۳۸)

وإنما تحصل المعصية بفعل فاعل مختار. (تبيين الحقائق، كتاب الكراهية، فصل في البيع، مكتبه امداديه ملتان ۶/ ۲۹، زكريا ۷/ ۶۴، شامي، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، كراچي ۶/ ۳۹۲، زكريا ۹/ ۵۶۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ ۶/ ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۹۲۷)

انگریزی بال رکھنے والے کی امامت

سوال:[۲۲٦۸]: کیافرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام انگریزی بال، یا ہپی کٹ بال رکھتا ہو، اور ٹخنے ڈھکے ہوئے پاجامہ سے یا تہبند سے ہوں تو ایسے امام کی امامت درست ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر فرمائیں۔

المستفتي: محی الدین احمد، قصبہ سہس پور بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: انگریزی بال یا ہپی کٹ بال رکھنا مکروہ تحریمی ہے حدیث میں آیا ہے: (امدادالفتاویٰ زکریا ۴/۲۲۳)

عن ابن عمر، أن رسول الله ﷺ نهى عن القزع، قال: قلت لنافع وماالقزع؟ قال يحلق بعض رأس الصبي ويترك. (صحيح مسلم، باب كراهة القزع، النسخةالهندية ۲/۲۰۳، بيت الأفكار رقم:۲۱۲۰)

عن نافع مولى عبد الله أنه سمع ابن عمرؓ يقول: سمعت رسول الله ﷺ ينهى عن القزع، قال عبد الله: قلت وماالقزع؟ فأشار لنا عبيد الله قال: إذا حلق الصبى، وترك هاهنا شعره وهاهنا، وهاهنا، فأشار لنا عبيد الله إلى ناصيته، وجانبى رأسه. (صحيح البخارى، كتاب اللباس، باب القزع، النسخة الهنديه ۲/۸۷۷، رقم: ۵٦۸۷، ف: ۵۹۲۰)

نیز مذکورہ تمام امور کاارتکاب کرنے والا شخص شرعاً فاسق ہے، اسکو امامت سے علیحدہ کردیا جائے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

عن عطاء بن دينار الهزلي؛ أن رسول الله ﷺ قال: ثلاثة لا تقبل منهم صلاة، ولا تصعد إلى السماء، ولا تجاوز رؤوسهم: رجل أم قوماً وهم له كارهون. (صحيح ابن خزيمه، باب الزجر، عن إمامة المرء من يكره إمامته،

المكتب الإسلامي ۱/ ۷۳۵، رقم:۱۵۱۷)

أن كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم الخ. (منحة الخالق على هامش البحر، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة كوئٹه ۱/ ۳٤۹، زكريا ۱/ ٦۱۱)

لیکن اگراس امام کو ہٹانیکی صورت نہ ہوتو تنہا نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے نماز باجماعت پڑھنا بہتر ہوگا۔

عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ الجهاد واجب عليكم مع كل أمير، براً كان أو فاجراً، والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم براً أو فاجراً وإن عمل الكبائر. (سنن أبي داؤد، الجهاد، باب في الغزو مع أئمة الجور، النسخة الهندية ۱/ ۳٤۳، دارالسلام رقم:۲۵۳۳)

وفي الفتاوى لو صلى خلف فاسق أو مبتدع، ينال فضل الجماعة لكن لاينال كماينال خلف تقي ورع الخ. (البحرالرائق، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة زكريا ۱/ ٦۱۰، كوئٹه ۱/ ۳٤۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ رذیقعدہ ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۳۷۳)

ٹخنہ سے نیچے پاجامہ پہننے والے کی امامت

سوال: [۲۲۶۹]: کیافرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام خلاف سنت کپڑا زیب تن کرتا ہے، یعنی دیگر اقوام کی پوشاک پہن کر یعنی قمیص کٹ کالر اور ٹخنے سے نیچے پاجامہ پہنتا ہوتو ایسے امام کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: محی الدین احمد، سہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ٹخنوں سے نیچا پاجامہ یا قمیص پہننا حرام اور گناہ کبیرہ ہے

۔(فتاوی دار العلوم ۳/ ۱۱۷)

عن أبی ذر، عن النبی ﷺ قال: ثلاثة لا یکلمهم الله یوم القیامة، و لا ینظر إلیهم، و لا یزکیهم ولهم عذاب ألیم، قال: فقرأها رسول الله ﷺ ثلاث مراراً، قال أبو ذر: خابوا وخسروا، من هم یا رسول الله ؟قال: المسبل والمنان، والمنفق سلعته بالحلف الکاذب. (صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان غلظ تحریم إسبال الإزار، النسخة الهندیة ۱/ ۷۱، بیت الأفکار رقم: ۱۰٦، مسند الدارمی، دار المغني ۳/ ۱٦۹۸، رقم:۲٦٤۷، مسند البزار، مکتبه العلوم والحکم ۹/ ٤۱۷، رقم:٤۰۲٤)

نیز جوڑایا پائجامہ بھی تشبہ بالفساق کی وجہ سے مکروہ ہے۔(امداد الفتاویٰ ۴/ ۱۲۲)

اسی طرح امام کیلئے سرین سے اونچا کرتہ یا قمیص بھی کراہت سے خالی نہیں ہے کیونکہ۔

حسنات الأبرار سیئات المقربین. (عمدة القاری، ابواب تقصیر الصلوٰة، باب قیام النبی صلی اللّٰه علیه وسلم حتی ترم قدماه، دار احیاء التراث العربي ۷/ ۱۸۰، زکریا ۵/ ٤٦۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸/ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۳۷۳)

داڑھی کی شرعی حیثیت اور محلوق اللحیہ کی امامت

سوال: [۲۲۷۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) اگر داڑھی نہیں ہے، تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲) شرعی داڑھی سنت ہے، یا مستحب یہ بھی بتادیں مہربانی ہوگی؟

المستفتي: حافظ متین احمد، لہر پور، سیتا پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) داڑھی کاٹنے والا شخص شرعاً فاسق ہے، اسکی امامت

مکروہ تحریمی ہے۔

ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیته . (شامی ، کتاب الحظر والإباحة ، فصل فی البیع کراچی ١/٤٠٧، زکریا٩/٥٨٣)

وکره إمامة الفاسق . (طحطاوی علی مراقی الفلاح، جدید دارالکتاب دیوبند/٣٠٣، قدیم/١٦٥)

(٢) داڑھی رکھنا واجب ہے،اوراس کوسنت محض اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت حدیث شریف سے ہے اور حدیث شریف کو سنت کہتے ہیں ۔(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۹۳/۵، جدید ڈابھیل ۱۲۳/۶)

وعن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال: أحفوا الشارب و أعفوا اللحیٰ .

(نسائی شریف، کتاب الطهارة ،باب إحفاء الشارب واعفوا اللحیٰ ، النسخة الهندیة ١/٤، دارالسلام رقم:١٥)

ویحرم علی الرجل قطع لحیته . (شامی ، کتاب الحظر والإباحة ، فصل فی البیع کراچی ٦/٤٠٧، زکریا٩/٥٨٣)

ویکره إمامة عبد وأعرابي وفاسق ، وأعمیٰ وتحته فاسق من الفسق : وهو الخروج عن الاستقامة ، ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر ، والزانی ، وآکل الربوا ، ونحو ذلک.

(شامی کتاب الصلوٰة، باب الإمامة کراچی ١/٥٥٩، زکریادیوبند ٢/٢٩٨، هدایه ، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة اشرفی دیوبند ١/١٢٢، تبیین الحقائق، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة ملتان ١/١٣٤ ، جدید زکریا ١/٣٤٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ربیع الاول ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر:۷۰۹۰/۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۳/۳ھ

داڑھی کٹانے والے کی امامت اور داڑھی کی شرعی حد

سوال: [۲۲۷۱]: کیافرماتے ہیں علماءکرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) آج کل ہمارے امام صاحب داڑھی کیوں کٹاتے ہیں، اگر ایسا امام ہوتو اس کے پیچھے نماز درست ہوگی یانہیں؟

(۲) امام صاحب کی داڑھی کتنی ہونی چاہئے؟ جواب سے فوراً مطلع فرمائیں۔

المستفتي: ماسٹر عبدالمجید ادریسی،
منڈی دھنورہ، ضلع: مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۱) داڑھی ایک مشت رکھنا مسنون ہے۔

تطويل اللحية إذا كانت بقدر المسنون وهو القبضة (إلى قوله) أما الأخذ منها وهي دون ذلك الخ. (الدر المختار، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم، مطلب فى الأخذ من اللحية زكريا۳/۳۹۷، كراچى ۲/۴۱۷، مصرى۲/۱۵۵، كوئٹه۲/۱۲۳)

اور ایک مشت سے کم کرکے کٹوانا حرام ہے، جوموجب فسق ہے۔

ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته. (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره زكريا ۹/۵۸۳، كراچى ۶/۴۰۷، كوئٹه ۵/۲۸۸)

لہٰذا جوایسا کرے گا وہ شرعاً فاسق ہے اور مردودالشہادت ہے، اوراس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

كما فى المراقى – ولذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً وفى الطحطاوى كون الكراهة فى الفاسق تحريمية الخ. (طحطاوى على المراقى، كتاب الصلوٰة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة قديم/۱۶۵، جديددارالكتاب ديوبند/۳۰۳)

(۲)ایک مشت ضروری ہے جیسا کہ اوپر گذرا۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفااللہ عنہ
۱۰/ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر:۲۳/۳۴۲)

داڑھی منڈے امام کی امامت

سوال: [۲۲۷۲]: کیافرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بے داڑھی والے کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟ اور بے داڑھی والے کی تنہا نماز کے بارے میں کیاحکم ہے؟

المستفتی: حافظ محمد خالد، رائپوری، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی منڈانا یا خشخشی رکھنا علانیہ فسق ہے، اسلئے امام پر لازم ہے، کہ اس حرکت سے توبہ کرے اور مقدار مسنونہ یعنی ایک مشت داڑھی ہونے کے بعد امام بنانا صحیح ہوگا۔(مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۲۷۳/۷، جدید زکریا ۱۰۷/۱۰، احسن الفتاویٰ زکریا ۵۱۸/۳)

وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد. (درمختار، کتاب الصوم، باب مايفسد الصوم، مطلب فى الأخذ من اللحية زكريا ۳۹۸/۳، كراچى ۴۱۸/۲)

ويكره تقليد الفاسق. (درمختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة كراچى ۵۴۸/۱، زكريا ۲۸۲/۲)

تنہا نماز پڑھنے سے فرض بہر حال ادا ہوجائیگا، لیکن اللہ کے دربار میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف حلیہ بنا کر کھڑا ہوتا ہے، اسلئے یہ بھی کراہت سے خالی نہیں۔

عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: صلوا خلف كل بر وفاجر

الحديث:. (سنن الدارقطني الصلاة، باب صفة من تجوز الصلاة، معه والصلاةعليه، دارالكتاب العلمية بيروت٢/٢ ٤، رقم: ١٧٥٠)

فالحاصل أنه يكره لهؤلاء التقدم ويكره الاقتداء بهم كراهة تنزيهة، فإن أمكن الصلاة، خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فالاقتداء أولىٰ من الانفراد . (البحرالرائق، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة زكريا١/ ٦١١، كوئٹه ١/٣٤٩)

وإذا صلىٰ خلف فاسق، أو مبتدع يكون محرزاً ثواب الجماعة لكن لا ينال ثواب من يصلى خلف إمام تقى . (حاشية الطحطاوى، كتاب الصلوٰة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة قديم /١٦٥، جديد دارالكتاب /٣٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/۶/۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۶۱۹۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹/۶/۱۴۲۰ھ

داڑھی تراشنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۷۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ داڑھی کتروانا یا تراشنا یعنی ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے، کیونکہ اس میں اسلام کی کھلی ہوئی توہین اور اللہ ورسول سے بغاوت کا اظہار اور شریعت کی مخالفت ہے، نیز یہ دوسرے کبیرہ گناہوں سے بدتر ہے، کیونکہ داڑھی کٹانے کا گناہ سوتے جاگتے ہر وقت لگا ہوا ہے، نیز یہ قوم لوط کی خصلت ہے، تو کیا ایسے امام کے لئے امامت کرنا جائز ہے، اور مقتدیوں کو اقتدا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی کٹانے و کترانے والا شخص شرعاً فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ ہے کسی متبع شریعت نیک صالح متقی پرہیز گار شخص کو امام بنایا جائے۔

عن ابن عمرؓ عن النبى صلى الله عليه وسلم قال أحفوا الشارب واعفوا للحى . (نسائى شريف، كتاب الطهارة، باب احفاء الشارب واعفوا

للحیٰ ، النسخة الهندیة ۱/ ٤، دار السلام رقم: ۱۵)

وأما الأخذ منها وهي دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد. (شامی، کتاب الصوم، مطلب فی الأخذ من اللحیة، زکریا۳/ ۳۹۸، کراچی ۲/ ٤۱۸)

کره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب إهانته شرعاً فلا یعظم بتقدیمه للإمامة . (طحطاوی، کتاب الصلوٰة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قدیم /۱٦٥، جدید دارالکتاب دیوبند/۲ ۳۰، ۳۰۳)

لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم ، لعدم اعتنائه بأمور دینه وتساهله فی الإتیان بلوازمه فلا یبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوٰة، وفعل ماینا فیها بل هو الغالب بالنظر إلیٰ فسقه . (حلبی کبیر، کتاب الصلوٰة، الأولیٰ بالإمامة اشرفیه دیوبند/۳ ۵۱، ٥۱٤)

ویکره تقدیم العبد لأنه لا یتفرغ للتعلم ، والأعرابی لأن الغالب فیهم الجهل ، والفاسق لأنه لا یهتم لأمر دینه . (هدایه، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة اشرفی دیوبند/۲ ۱۲۲، شامی زکریا۳/ ۲۹۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۷۱۶۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۴؍۴؍۱۴۲۲ھ

یکمشت سے کم داڑھی والے کی امامت

سوال: [۲۲۷۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص جو حافظ وقاری ہے، داڑھی یکمشت یعنی شرعی نہیں ہے، اور آئندہ نہ کٹانے کا وعدہ کرلیا ہے، تو اس وقت اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ جبکہ اس کے علاوہ بھی بہت سے امام

باشرع مل سکتے ہیں تو اسی کو امام بنانا کیسا ہے؟

المستفتي: عاشق علی، چھپار، مظفرنگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آئندہ نہ کٹوانے کا وعدہ کرلیا ہے، لیکن ابھی تک یکمشت مکمل نہیں ہوئی ہے تو یکمشت مکمل ہونے تک نماز مکروہ ہوا کریگی، اس لئے یکمشت ہونے تک مذکورہ حافظ وقاری امامت نہ کرے، دیگر مشرع شخص سے امامت کی خدمت لی جائے۔

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/ ۲۴۰، فتاویٰ رحیمیہ قدیم ٦/ ۲۴۴، جدید زکریا ۱۰/ ۱۰۹)

عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال أحفوا الشارب واعفوا للحیٰ. (سنن نسائی، کتاب الطهارة، باب إحفاء الشارب واعفوا اللحیٰ، النسخة الهندية ١/ ٤، دارالسلام رقم: ١٥)

والسنه فيها القبضة (إلیٰ قوله) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته الخ.

(الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره زكريا ٩/ ٥٨٣، كراچی ٦/ ٤٠٧)

ويكره تقديم العبد لأنه لا يتفرغ للتعلم، والأعرابي لأن الغالب فيهم الجهل، والفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه. (هدايه، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة اشرفی دیوبند ١/ ١٢٢) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۳۰۸۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳/ ۳/ ۱۴۱۳ھ

خش خشی داڑھی والے کی امامت

سوال: [۲۲۷۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص اپنی داڑھی پر برابر قینچی لگا کر کم کرتا ہے، اور وہ استرہ نہیں لگاتا صرف قینچی ہی سے برابر کرواتا ہو تو کیا وہ مؤذن یا مکبر یا امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتي: گلفام بکر قصاب، مغلپورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر قینچی سے داڑھی کو زیادہ کم کرتا ہے، اور بالکل خش خشی بنالیتا ہے تو اس کا بھی مؤذن یا مکبر یا امام بننا مکروہ ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ، زکریا ۲/۲۸۶)

عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال أحفوا الشارب واعفوا اللحیٰ. (سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب إحفاء الشارب واعفو اللحیٰ، النسخۃ الہندیۃ ۱/۴، دارالسلام رقم: ۱۵)

والسنہ فیہا القبضۃ (إلیٰ) ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ الخ. (الدرالمختار مع الشامی کراچی، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی البیع کراچی ۶/۴۰۷، زکریا ۹/۵۸۳)

ویکرہ إقامۃ محدث.......... وأذان امرأۃ وخنثی وفاسق. (شامی، باب الاذان، مطلب فی المؤذن إذا کان غیر محتسب، کراچی ۱/۳۹۲، زکریا ۲/۶۰)

ویستحب أن یکون المؤذن صالحا أي متقیا لأنہ أمین فی الدین عالماً بالسنۃ. (مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی قدیم /۱۰۶، جدید دارالکتاب دیوبند /۱۹۷)

ویکرہ تقدیم العبد لأنہ لا یتفرغ للتعلم، والأعرابي لأن الغالب فیہم الجہل، والفاسق لأنہ لا یہتم لأمر دینہ. (ہدایہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ اشرفی دیوبند ۱/۱۲۲) فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللّٰہ عنہ
۱۴؍ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۷۲۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۷/۳/۱۴ھ

خش خشی داڑھی رکھنے والے کی امامت

سوال: [۳۳۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے ایک مسجد میں امامت کرنے کی غرض سے مقتدیوں سے بات کی اور زید کی داڑھی خشخسی (تقریباً

ایک سینٹی میٹر) کی کٹی ہوئی تھی ،ایک مقتدی نے زید سے کہا کہ تم امامت کے لئے آئے ہو اورتمہاری داڑھی ابھی حال ہی کی کٹی ہوئی ہے، کچھ تو خدا کا خوف کھایا ہوتا اورتم داڑھی کٹا کرامامت طے کرنے کیلئے چلے آئے ہو یہ بات زید کو بری معلوم ہوئی اور پھراس نے جمعہ کی نماز سے قبل تقریر میں یہ الفاظ کہے کہ لوگ لمبی لمبی داڑھی رکھ لیتے ہیں ،تا کہ لوگ ان کی عزت کریں اوران کے رکوع وسجود ٹھیک نہیں ہوتے ،ایسی لمبی لمبی داڑھیوں سے کیا فائدہ جبکہ رکوع وسجود ٹھیک نہ ہوں ،اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیاان جملوں سے داڑھی کی توہین ہوئی یانہیں ؟اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جبکہ اس نے ابھی تک اس کواپنی غلطی تسلیم نہیں کی ہے؟ نہ اس کا کوئی ردعمل ظاہر کیا ہے؟اس مسئلہ کوقرآن وحدیث وفقہ کی روشنی میں حل فرمائیں؟ عین نوازش ہوگی۔

المستفتي: ماسٹرخلیل احمد،ساکن دراہ پور،مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی کوایک مشت سے کم کرکے خشخشی بنانا گناہ کبیرہ ہے اورگناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا فاسق ہے، نیز ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے اورترک واجب کرکے مزید یہ کہنا کہ ایسی لمبی لمبی داڑھیوں سے کیا فائدہ شعارِاسلام اور حکم وجوبی کیساتھ استہزا ہے جواورزیادہ سخت گناہ ہے،اس لئے ایسا شخص شرعاً فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے،مسجد کے ذمہ داران پرلازم ہے، کہ کسی متبع شریعت، پرہیز گاراور باشرع امام کاانتظام کریں۔

وکذا یحرم علی الرجل قطع لحیته ، فعلم من ذلک أن مایفعله بعض من لا خلاق له فی الدین من المسلمین فی الهند والأتراک حرام الخ. (بذل المجهود ، کتاب الطهارة ، باب السواك من الفطرة ، مطبع میرٹھ قدیم ۱/۳۳، دارالبشائر الإسلامیه ۱/۳۳٦)

وفیه إشارة إلیٰ أنهم لو قدموا فاسقاً یأثمون بناء علی أن کراهة تقدیمه

کراهة تحریم لعدم اعتنائه بأمور دینه وتساهله فی الإتیان بلوازمه الخ. (غنیة المستملی شرح کبیری، کتاب الصلاة، فصل فی الإمامة /٥١٣)

عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ أنه أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحیة، الحدیث: (مسلم شریف ، باب خصائل الفطرة، النسخة الهندیه ١/١٢٩، بیت الأفكار رقم: ٢٥٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍صفر ۱۴۲۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۹۱۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹/۲/۱۴۲۴ھ

داڑھی کٹانے والے نیز مسائل سے ناواقف کی امامت

سوال: [۲۲۷۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص داڑھی کٹا کر ایک مشت سے کم رکھتا ہے، اور نماز کے مسائل سے ناواقف ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتي: عبدالصمد قاسمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: ایک مشت سے داڑھی کو کم کرانے والا شرعاً فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۲/۲۸۷ و۳/۲۶۰)

عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال أحفوا الشارب وأعفوا اللحیٰ. (سنن نسائی، کتاب الطهارة، باب إحفاء الشارب وأعفوا اللحیٰ، النسخة الهندیة ١/٤، دارالسلام رقم: ١٥)

ویحرم علی الرجل قطع لحیته. (شامی ، کتاب الحظر والإباحة ، فصل فی البیع کراچی ٦/٤٠٧، زکریا ٩/٥٨٣)

کره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب إهانته شرعاً فلا یعظم بتقدیمه للإمامة. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی ، کتاب الصلوٰة، فصل فی

بیان الأحق بالإمامة قدیم /١٦٥، جدید دارالکتاب دیوبند/٢ ٣٠، ٣٠٣)

ویکره تقدیم العبد لأنه لا یتفرغ للتعلم ، والأعرابي لأن الغالب فیهم الجهل ، والفاسق لأنه لا یهتم لأمر دینه . (هدایه ، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة اشرفی دیو بند ١/١٢٢)

کون الکراهة فی الفاسق تحریمیة . (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوٰة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة ١٦٥، جدید دارالکتاب دیوبند/٣٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵/صفر ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۳۸۸۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/۲/۱۴۱۵ھ

داڑھی کٹانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۷۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ آج کے دور میں کچھ حافظ اور کچھ عالم داڑھی کتر واتے ہیں کیا ان لوگوں کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور داڑھی کتر وانے والے مدرسہ میں یا گھر میں تعلیم دیتے ہیں یا ٹیوشن پڑھاتے ہیں، ایسے عالم سے پڑھوانا چاہئے یا نہیں؟ جو حافظ تراویح پڑھاتے ہیں اور داڑھی کتر واتے ہیں ایسے حافظ کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: قاری وحافظ افروز عالم،
امام کھجوروالی مسجد، وزیر باغ، لکھنؤ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی کترواکر ایک مشت سے کم کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے، خواہ تراویح کی نماز ہو یا پنج وقتہ نماز، داڑھی کتر وانے والا حافظ یا عالم دونوں فاسق ہیں، اس لئے ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے۔

عن ابن عمرؓ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: إنهکوا الشوارب ، وأعفوا اللحیٰ. (صحیح البخاری ، کتاب اللباس ، باب إعفاء اللحیٰ، النسخة الهندیه

٢/٥٧٥، رقم: ٥٦٦٤، ف:٥٨٩٣)

وأخذ أطراف اللحية والسنة فيها القبضة... ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته . (شامی، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی البيع ٦/٤٠٧، زكريا٩/٥٨٣)

ويكره إمامة عبد وفاسق. (شامی، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا٢/٢٩٨، كراچی ١/٥٥٩، شرح النقايه، كتاب الصلاة، باب القراء ة فی الصلاة، اعزازيه ديوبند ١/٨٦)

ٹیوشن پڑھانے والے خودسوچ لیں کہ ایسے فاسق آدمی سے ٹیوشن پڑھانے سے کیا تربیت ہوسکتی ہے؟

عن محمد بن سيرين قال : إن هذا العلم دين فانظروا عمن تأخذون دينكم . (مسلم شريف، مقدمه ١/١١، مسند الدارمي، دارالمغني ١/٣٩٨، رقم:٤٣٨)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/۸۵۲۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲/۸/۱۴۲۵ھ

داڑھی کٹانے والے کے پیچھے پڑھی گئی نماز کا حکم

سوال: [۹۲۲۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جولوگ داڑھی کٹاتے ہیں ان کی نماز اور تکبیر وغیرہ کا کیا حکم ہے؟ مفتی شبیر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ جو لوگ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہیں وہ اپنی نمازوں کو دہرالیں۔

المستفتي: محمد شاہد، تجوید القرآن،
محلّہ قاضی خیل، سیانہ، بلندشہر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جولوگ داڑھی کٹاتے ہیں ان کی اذان وتکبیر مکروہ ہے۔

ویکرہ أذان جنب وإقامته إلیٰ قوله وامرأۃ وفاسق ولو عالماً الخ.

(شامی کتاب الصلاۃ باب الأذان، زکریا ۲/ ۶۰، کراچی ۱/ ۳۹۲، البنایه ، کتاب الصلوٰۃ، باب الأذان اشرفیه ۲/ ۱۱۰)

اوراحقر نے کہیں یہ نہیں لکھا ہے کہ جولوگ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہیں وہ اپنی نمازیں دہرالیں ،لہٰذا اگر کسی کو میری کسی عبارت سے شبہ ہورہا ہے،تواس کو دوبارہ دیکھ کرغورکرلیا جائے ،ہاں البتہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے،اور جولوگ ایسے حفاظ کے پیچھے نماز تراویح پڑھتے ہیں وہ تراویح کے ثواب سے محروم ہوجاتے ہیں ، اس لئے احقر نے بعض جگہ یہ لکھا ہے کہ جولوگ ایسے لوگوں کے پیچھے تراویح پڑھتے ہیں وہ اپنی تراویح کی خیر منائیں بلکہ ان کے پیچھے قرآن سننے کے بجائے الم ترکیف سے نماز تراویح پڑھنا بہتر ہے۔

ویکرہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق ، وأعمیٰ وفی الشامية قوله فاسق من الفسق : وهو الخروج عن الاستقامة ، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر ، والزانی ، وآكل الربوا، ونحو ذلك.

(شامی کتاب الصلوٰۃ ، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵۵۹- ۵۶۰ ، زکریا ۲/ ۲۹۸، کذا فی الهدایه ، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة ، مکتبه اشرفی ۱/ ۱۲۲، کذا فی مجمع الأنهرشرح ملتقیٰ الأبحر ، کتاب الصلاۃ ، فصل فی الجماعة سنة مؤکدۃ ، دارالکتب العلمیه بیروت ۱/ ۱۰۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/ ۶۴۴۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/ ۱/ ۱۴۲۱ھ

ایک انچ داڑھی رکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۸۰]: کیافرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امامت کرتا ہے، اور داڑھی ایک انچ کی رکھتا ہے، اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جائز ہے یانہیں؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتي: محمد یعقوب، راجستھان

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک انچ داڑھی رکھکر اس سے زائد کو کٹوا دینا ناجائز اور حرام ہے، ایسا شخص شرعاً امامت کا اہل نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اس کے علاوہ باشرع متبع شریعت امام کو رکھنا ضروری ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۲/۲٦۰)

عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال أحفوا الشارب وأعفوا اللحیٰ. (سنن الترمذی کتاب الأدب، باب ماجاء فی اعفاء اللحیة، النسخة الهندية ۲/۱۰۵، دارالسلام رقم:۲۷٦۳)

والسنه فيها القبضة (إلیٰ) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته الخ.

(شامی، کتاب الخطر والإباحة، باب الإستبراء وغيره كراچی ٦/٤٠٧، زكريا ۹/۵۸۳)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق، (تحته فی الشامية) الفاسق من الفسق: هو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر.

(شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة، كراچی ۱/۵۵۹، ۵٦۰، زکریا۲/۲۹۸)

عن أبي مسعودؓ انصاري قال: قال رسول الله ﷺ يؤم القوم أقرأهم لكتاب الله، فإن كانوا فی القراء ة سواء فأعلمهم بالسنة. (صحيح مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة، النسخة الهندية ۱/۲۳٦، بيت الأفكار رقم: ٦٧٣)

عن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ اجعلوا ائمتكم خياركم فإنهم

وفدكم فيما بينكم وبين الله عزوجل . (سنن الدار قطني ، باب تخفيف القراءة لحاجة ، دارالكتب العلميه بيروت ٢/ ٧٤، رقم: ١٨٦٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴ر صفر المظفر ۱۴۱۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۳۵۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۲/۲۵ھ

مجود داڑھی کٹے کی امامت

سوال: [۲۲۸۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایسا حافظ قرآن جو داڑھی کاٹتا ہو مگر اس کو قرآن اچھا یاد ہے، اور تجوید کے ساتھ پڑھتا بھی ہے، بدرجۂ مجبوری کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: ابوالخیر، آگرہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جو حافظ داڑھی کٹوا تا ہے اور داڑھی کو ایک مشت بڑھنے نہیں دیتا ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے، لہٰذا مسجد کے ذمہ داروں پر لازم ہے، کہ اس کے علاوہ کسی باشرع امام کا انتظام کریں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ٦/ ۱۲۲)

ويحرم على الرجل قطع لحيته. (شامی ، كتاب الخطر والإباحة ، فصل في البيع ، باب الاستبراء وغيره، كراچی ٦/ ٤٠٧، زكريا ٩/ ٥٨٣)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق الخ وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمام تعظيمه ، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً . (شامي، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة كراچی ١/ ٥٥٩، ٥٦٠، زكريا ٢/ ٢٩٩)

لو قدموا فاسقاياً ثمون بناء على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بأمور دينه وتساهله في الإتيان بلوازمه ...... جوزنا ها مع الكراهة .

(حلبی كبير ، كتاب الصلاة، فصل في الإمامة / ٥١٣، ٥١٤)

صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة . (شامی کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا۲/ ۳۰۱، کراچی ۱/ ۵٦۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰؍ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/ ۱۰۵۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/ ۱۱/ ۱۴۳۲ھ

محلوق اللحیہ کی امامت

سوال: [۲۲۸۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میرا بھائی محمد فہیم حافظ قرآن ہے اور شرعی وضع قطع کا پابند ہے وہ مسجد تالاب والی میں قرآن پاک نماز تراویح میں سنانا چاہتا ہے، اور وہیں نماز پڑھتا ہے سال گذشتہ کسی وجہ سے اس کو موقع نہیں مل سکا البتہ متولی صاحب نے وعدہ کرلیا تھا کہ اگلے سال ان ہی کو قرآن سنانے کا موقع دیا جائے گا ،لیکن اب دوسرے حافظ کو سنانے کا موقع دیا جارہا ہے جبکہ وہ حافظ شرعی وضع قطع کا پابند نہیں ہے، داڑھی کٹانا پینٹ پہننا لمبے بال رکھنا اور ننگے سر رہنا اس کی عادت ہے، ان دونوں میں سے کون تراویح میں قرآن سنانے کا مستحق ہے اور متولی مسجد کو کس کو موقع دینا چاہئے؟ مفصل ومدلل بیان فرمائیں۔

المستفتي: رئیس احمد، پیرزادہ تالاب والی مسجد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: داڑھی کٹانا گناہ کبیرہ اور فسق ہے اور ایسے شخص کے پیچھے تراویح کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اسلئے ایسا شخص تراویح میں لائق امامت نہیں ہوسکتا ہے، اور جس کی داڑھی اور لباس شریعت کے مطابق ہوں وہی تراویح میں امامت کے لائق ہوتا ہے، لہٰذا سوالنامہ میں جن دونوں حافظوں کا ذکر ہے ان میں سے وہی حافظ تراویح میں امامت کا مستحق ہے، جو داڑھی اور لباس وغیرہ میں شریعت کے مطابق ہے، جیسا کہ سوالنامہ میں محمد فہیم کے نام سے ذکر کیا گیا ہے، لہٰذا محمد فہیم ہی دوسرے حافظ کے مقابلہ میں شریعت کی نگاہ میں

تراویح میں امامت کرنے کا مستحق ہوگا۔

عن عبد الله بن عمرؓ قال: قال رسول الله ﷺ أحفوا الشوارب وأعفوا اللحىٰ .(مسند أحمد بن حنبل ۲/۱٦، رقم: ٤٦٥٤، ۲/١٥٦، رقم: ٦٤٥٦)

عن مرثد بن أبي مرثد الغنوی، وکان بدریاً قال: قال رسول الله ﷺ إن سرکم أن تقبل صلاتکم، فلیؤمکم خیارکم، فإنهم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم . (المعجم الکبیر للطبرانی، دار احیاء التراث العربي ۳۲۸/۲۰، رقم: ۷۷۷)

ویکره إمامة عبد وأعرابي وفاسق. (تنویر الأبصار مع الدر، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/ ٥٦٠، زکریا قدیم ۲/۲۹۸، جدید ۱/۱٤۱)

ولو صلی خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة .

(هندیه، کتاب الصلاة، الباب الرابع فی الإمامة زکریا قدیم ۱/٨٤،جدید ۱/١٤١)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۱/ جمادی الاٰولیٰ ۱۴۲۶ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۸۱۴/۳۷)	۱۴۲۶/۵/۲۱ھ

داڑھی کٹانے والے کی امامت اور نمازِ جمعہ کے بعد لمبی دعائیں کرنے کا حکم

سوال: [۲۲۸۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) ہمارے یہاں مرکز مسجد میں ایک امام میواتی آیا ہوا ہے، وہ جمعہ کی نماز کے بعد لمبی لمبی دعائیں کرتا ہے، اور دعا کرتے کرتے سجدے میں گر کر روتا رہتا ہے، اور دعا کرتا رہتا ہے، جبکہ فتاویٰ عالمگیری میں صراحتاً موجود ہے کہ ہر وہ فرض نماز جس کے بعد سنت مؤکدہ ہے لمبی دعا کرنا مکروہ تحریمی ہے، یہ میواتی جو کہتا ہے کہ میں بھی فاضل دیوبند ہوں

چہرے پر داڑھی بھی سنت کے موافق معلوم نہیں ہوتی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی اپنی کٹاتا ہے، جبکہ داڑھی ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے، لمبی دعا مانگنے کی وجہ سے سنت بھی اکثر لوگ پڑھنے کا اہتمام نہیں کرتے حالانکہ جمعہ کے بعد کی سنت مؤکدہ ہیں، جب امام کو کہتے ہیں تو چند دن کیلئے پابند ہوجاتا ہے، مگر پھر اپنی پرانی روش پر آجاتا ہے، اس طرح امام صاحب کے فعل سے عام لوگوں میں ایک انتشار کی لہر دوڑ چکی ہے، وضاحت کیساتھ امام صاحب کے بارے میں تحریر فرمائیں! کیا امام صاحب کو جمعہ کی فرض نماز کے بعد لمبی دعا مانگنا جائز ہے، اگر دعا لمبی کرنی ہے تو وقت کی تعیین پانچ منٹ، دس منٹ، دو منٹ کتنی ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

(۲) امام صاحب کی داڑھی یک مشت سے کم ہونے کے باوجود ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت تو نہیں ہوگی۔

(۳) امام صاحب کے فعل سے عوام میں انتشار کی ایک لہر چل پڑی ہے، جس کے بارے میں امام صاحب کو معلوم ہے، کیا امام صاحب کو عوام کی روش کو نظر انداز کر کے اپنی ضد پر رہنا جائز ہے؟ جواب وضاحت سے تحریر فرمائیں۔

المستفتي: عزیر احمد نعمانی، فاضل دار العلوم، دیوبند

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۱) اگر واقعی امام داڑھی کٹوا کر ایک مشت سے کم کراتا ہے، تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اور جمعہ کی نماز کے بعد کبھی کبھی حالات کے اعتبار سے لمبی دعائیں کر لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن ہر جمعہ میں پابندی کے ساتھ لمبی دعائیں کرنا، اور دعائیں کرتے کرتے سجدہ میں چلے جانا، جو مقتدیوں کو گراں گذرتا ہے، اور ان میں انتشار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، تو یہ صورت درجۂ کراہت سے کم نہیں ہے، امام صاحب کو خود اس سلسلہ میں محتاط ہوجانا چاہیئے، اگر اس طرح سے دعا مانگنی ہے، تو اپنے طور پر تنہا دعاؤں میں مشغول ہوجائے، جس کی مرضی ہوا امام صاحب کے ساتھ شامل ہوجائے، جس کی مرضی نہ

ہوشامل نہ ہو۔

ویکره إمامة فاسق (شامی زکریا۲/ ۲۹۸، کراچی ۱/ ۵۵۹)

وفی الحجة : إذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء يشرع في السنة ولا يشتغل بأدعية طويلة . (هندیه ، كتاب الصلاة، قبيل الفصل الرابع فی القراءة ۱/ ۷۷، هندیه، جدید زکریا ۱/ ۱۳۵)

عن الحسن ، قال سمعنا عن أنس بن مالكؓ قال: لعن رسول الله ﷺ ثلثة رجل أم قوما وهم له كارهون الخ. (ترمذی ، الصلاة ، باب من أم قوماً وهم له كارهون، النسخةالهندیه ۱/ ۸۳، دارالسلام رقم: ۳۵۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ شعبان ۱۴۳۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/ ۱۰۴۸۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/ ۸/ ۱۴۳۲ھ

داڑھی منڈے حافظ کی امامت

سوال: [۲۲۸۴]: کیافرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید حافظ قرآن ہے لیکن داڑھی منڈاتا ہے، تو زید کے پیچھے نماز اور تراویح پڑھنا کیسا ہے؟ مکمل و مدلل تحریر فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتي: حاجی سراج الحق، اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: سوالنامہ میں درج شدہ صورت میں زید فاسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز باجماعت مکروہ تحریمی ہے اور تراویح میں مزید کراہت ہے، اور علما نے تراویح داڑھی منڈانے اور کتروانے والے کے پیچھے شدت سے ممنوع لکھا ہے، اور جو لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو تیار ہوں وہ بھی سخت گناہ کے مرتکب ہوں گے۔

عن عبد الله بن عمروؓ أن رسول الله ﷺ كان يقول: ثلاثة لا يقبل الله

منهم صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون . (سنن أبي داؤد ، كتاب الصلاة ، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون ، النسخة الهنديه ١/٨٨، دارالسلام رقم:٥٩٣، احسن الفتاویٰ ٣/٥١٨، فتاویٰ دارالعلوم ٣/٢٤٠)

وتطويل اللحية إذا كانت بقدر المسنون وهو القبضة (وقوله) وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد الخ . (الدرالمختار ، كتاب الصوم ، باب مايفسد ،مطلب في أخذ اللحية زكريا٣/٣٩٨، كراچی ٢/٤١٧، كوئٹه٢/١٢٣، مصری ٢/١٥٥)

والسنة فيها القبضة الخ (وقوله) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته الخ. (الدر المختار مع الشامي ، كتاب الحظر والإباحة ، باب الإستبراء زكريا٩/٥٨٣، كراچی ٦/٤٠٧، كوئٹه ٥/٢٨٨)

ويكره تقدم الفاسق كراهة تحريم الخ . (صغيری مطبع مجتبائی دهلی/ ٢٦٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰ رشعبان ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/۸۵۳)

محلوق اللحیہ کی فرائض اور تراویح کی امامت کا حکم

سوال: [۲۲۸۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید داڑھی کترواتا ہے، وہ حافظ قرآن بھی ہے اور رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن پاک سناتا بھی ہے، اور نماز بھی پڑھا دیتا ہے، ایسی حالت میں اس کیلئے تراویح پڑھانا یا نماز پڑھانا درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: عبدالشکور قریشی، جارٹی گیٹ چندوسی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تراویح میں داڑھی مونڈنے والے کوامام بنانا جائز نہیں، اسکی نماز مکروہ تحریمی ہے، اس لئے ایسے شخص کوامام بنانے سے مسلمانوں کو احتراز کرنالازم ہے۔ (احسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ۲٦۰و۳/ ۵۱۸)

عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ أنہ أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحیة، **الحدیث**: (صحیح مسلم ، باب خصال الفطرة ۱/ ۱۲۹، بیت الأفکار رقم: ۲۵۹)

وکذا یحرم علی الرجل قطع لحتیه فعلم من ذلک أن مایفعله بعض من لاخلاق له فی الدین من المسلمین فی الهند والأتراک حرام . (بذل المجهود، کتاب الطهارة ، باب السواك من الفطرة، مطبع میرٹھ، قدیم ۱/ ۳۳، دار البشائر الإسلامیه بیروت ، ۱/ ۳۳٦)

ولذا کره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب إهانته شرعاًفلا یعظم بتقدیمه للإمامة الخ. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی، کتاب الصلوٰة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قدیم / ۱٦۵، جدید دارالکتاب دیو بند /۳۰۳)

وفیه إشارة إلیٰ أنهم لو قدموا فاسقاً یأثمون بناء علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بأمور دینه وتساهله فی الإتیان بلوازمه . (حلبی کبیر ، کتاب الصلوٰة، فصل فی الإمامة وفیها مباحث اشرفیه دیوبند/ ۵۱۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفااللہ عنہ
۱۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٦ ۲/ ۲۲۱۲)

امام اور مقتدی دونوں کا محلوق اللحیہ ہونا

سوال: [٦ ۲۲۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہم لوگ ایک فرم میں ملازم ہیں، ہم لوگوں نے آپس میں ہی ایک اپنے ہی جیسے آدمی کو امام منتخب

کرلیا ہے، جن کے داڑھی نہیں اور لباس بھی شرعی نہیں ہے، لیکن ناظرہ خواں ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ہم لوگوں کی نماز ہوجاتی ہے یانہیں؟ یا کوئی عالم حافظ قاری ہی امام تلاش کریں اور جب تک انتظام نہ ہوتو جماعت سے نمازیں پڑھیں یا تنہا تنہا پڑھیں، شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

المستفتي: محمد سالم، محلہ پیر غیب، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب وہاں پر سب لوگ بے ڈاڑھی کے ہیں اور سبھی نے داڑھی منڈا رکھی ہے اور کوئی داڑھی والا باشرع نہیں ہے تو ایسی صورت میں انہیں میں سے کوئی ایک آدمی امامت کرلے اور سب لوگ با جماعت نماز پڑھیں، تو بلا کراہت ان کی نماز درست ہوجائے گی، یہ اس وقت تک کیلئے ہے، جب تک کوئی باشرع آدمی داڑھی والا میسر نہ ہوسکے۔

عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ الجهاد واجب عليكم مع كل أمير برا كان أو فاجراً، والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم براً كان أو فاجراً، وإن عمل الكبائر، الحديث: (سنن أبی داؤد، کتاب الجهاد باب الغزو مع أئمة الجور، النسخة الهنديه ۱/۳٤۳، دارالسلام رقم: ۲۵۳۳)

عن أبی هريرةؓ أن رسول الله ﷺ قال: صلوا خلف كل بر وفاجر الحديث: (سنـن الـدارقطنی، الصلاة، باب صفة من تجوز الصلاة، معه والصلاة، عليه، دارالکتب العلمیه ۲/٤۲، قم: ۱۷۵۰)

ويكره إمامة الفاسق هذا.... والكراهة إنما تكون فيما إذا وجد في القوم غير هؤلاء وإلا فلا كراهة اتفاقاً. (الموسوعة الفقهيه٦/۲۱۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍صفر المظفر ۱۴۳۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/۱۰۲۸۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۳۲/۲/۱۴ھ

داڑھی کٹانے سے توبہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۸۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید حافظ قرآن ہے اور رمضان میں قرآن سنانے کیلئے ایک مسجد میں بات بھی ہوگئی ہے اور زید دومہینہ پہلے اپنی داڑھی کوقینچی سے کاٹتا تھا، اب جب سے قرآن سنانے کی بات مسجد میں ہوئی ہے، اس نے اپنا یہ فعل چھوڑ دیا ہے، اور آئندہ یہ پختہ ارادہ کیا ہے کہ کبھی بھی ایک مشت سے کم داڑھی نہیں رکھوں گا، مذکورہ بالا مسئلہ کی قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

المستفتي: محمد وریث، اصالتپورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوحافظ قرآن داڑھی کٹواتا ہواورایک مشت سے کم کروالی ہےتواس کے پیچھے تراویح کی نماز مکروہ ہےاوراگراس نےتوبہ کرلی ہے، کہ آئندہ نہیں کٹوائے گا،تو اللہ تبارک وتعالیٰ سچی توبہ قبول فرمالیتا ہے، مگر جب تک داڑھی ایک مشت پوری نہ ہوجائےاس وقت تک اس کی امامت تراویح یاپانچوں وقت کی نمازیں مکروہ ہوں گی۔

ویکره إمامة عبد وفاسق (در مختار) وفی الشامية و أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه ، بل مشى فی شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۹، ۵٦۰ زکریا ۲/۲۹۹)

وأما الأخذ منها وهی دون ذلک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد. (شامی، کتاب الصوم، مطلب فی الأخذ من اللحية زکریا ۳/۳۹۸)

والسنة فيها القبضة ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته. (در مختار مع الشامی، کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغیره کراچی ٦/۴۰۷، زکریا ۹/۵۸۳)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۹۳۹۱)

داڑھی کٹانے سے توبہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۸۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص داڑھی کٹوائے اور پھر توبہ کرلے کہ میں داڑھی نہیں کٹواؤں گا، اوراس کا مجھے یقین نہیں ہوا کہ یہ اب داڑھی نہیں کٹوائے گا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتي: محمد ظفر اکبر، مدرسہ حمایت الاِسلام، بہرام پور، موانہ، میرٹھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کوئی شخص داڑھی کٹوائے پھر توبہ کرلے تو جبتک داڑھی شرعاً پوری نہ ہو اس وقت تک اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ أنه أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحية، الحديث. (مسلم باب خصال الفطرة، النسخة الهندية ١/ ١٢٩، بيت الأفكار رقم: ٢٥٩)

وكذا يحرم على الرجل قطع لحيته فعلم من ذلك أن ما يفعله بعض من لاخلاق له في الدين من المسلمين في الهند والأتراك حرام الخ. (بذل المجهود، كتاب الطهارة، باب السواك من الفطرة، مطبع ميرٹھ قديم ١/ ٣٣، دار البشائر الإسلاميه بيروت ١/ ٣٣٦)

عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (شعب الإيمان للبيهقی، باب فی معالجة كل ذنب بالتوبة، دارالكتب العلمية بيروت ٥/ ٤٣٦، رقم: ٧١٧٨)

اور جب داڑھی پوری ہو جائے تو پھر اس کے پیچھے نماز پڑھنی بلا کراہت درست ہو جائیگی۔
(مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/۲۶۲)

ویکرہ إمامة عبد الخ وفاسق الخ (درمختار) وکراهة تقدیمه کراهة **تحریم** . (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۹، ۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۸)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/رجب المرجب ۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۶۲۷۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۷/۷/۱۴۲۰ھ

مدرسۃ البنات میں پڑھانے والے شخص کی امامت

سوال: [۲۲۸۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک عالم دین ہے اور وہ مدرسۃ البنات میں پڑھاتے ہیں، لیکن جہاں وہ پڑھاتے ہیں، وہاں نہ طالبات پردہ کرتی ہیں، اور نہ ہی استاد اور طالبات کے درمیان پردہ کا انتظام ہے، نیز خالد بھی ایک مدرسۃ البنات کے مدرس ہیں اور وہاں پردہ کا انتظام ہے یعنی استاد اور طالبات کے درمیان بھی پردہ ہے اور لڑکیاں بھی پردہ کرتی ہیں، نیز جاوید بھی ایک مدرسۃ البنات میں پڑھاتا ہے، اور وہاں استاد اور لڑکیوں کے درمیان پردہ کا انتظام تو ہے لیکن طالبات پردہ نہیں کرتی ہیں، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان تینوں حضرات کا امامت کرنا کیسا ہے؟ آیا ان کو امامت کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟

نوٹ: زید مدرسۃ البنات کے جس دفتر میں کام کیلئے بیٹھتے ہیں، وہاں اس مدرسہ کی معلّمہ صاحبہ بھی بیٹھتی ہیں، تو اس صورت میں زید کا امام بنکر نماز پڑھانا بلا کراہت جائز ہے یا مع الکراہت، براہ کرم جلد از جلد جواب دے کر شکریہ کا موقع مرحمت فرمائیں؟ عین نوازش ہوگی؟

المستفتي: عبد اللہ، آسامی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردوں اورعورتوں کے اختلاط کےساتھ بغیر پردہ کےجس مدرسہ میں تعلیم کا انتظام ہے وہ غیر شرعی ادارہ ہے، اس میں معامین اور معلمات کا بے پردہ آمنے سامنے بیٹھ کر پڑھانا فسق کی بات ہے، ایسے آدمی کوشرعاً فاسق کہا جاتا ہے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، نیز ایک ہی دفتر میں بغیر پردہ کے معلمات کے ساتھ روزانہ بیٹھنا اور زیادہ فسق وگناہ کی بات ہے،اور جن مدرسوں میں پردہ کا اہتمام اوراس کی پابندی ہوتی ہے، اور پردہ کے ساتھ پڑھانے کا اہتمام ہے اور کسی قسم کے فتنہ کا بھی خطرہ نہیں ہے،تو ایسی صورت میں پڑھانے والے پر کسی قسم کا الزام نہیں ہے، اس کی امامت بلا کراہت درست ہے،اور جن مدرسوں میں پردہ کا انتظام ہے مگر بالغ لڑکیاں مرد استاذ سے پردہ نہیں کرتی ہیں، اوراستاذ بھی بغیر پردہ کے بالغ لڑکیوں کوسامنے بٹھا کر پڑھاتے ہیں، اوراس پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے تو یہ بھی خلاف شریعت ہے اس طرح پڑھانے پر بھی فسق کا حکم لاگو ہوگا اوراس کی امامت بھی مکروہ ہوگی۔

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة ؛ بل لخوف الفتنة كمسه وإن أمن الشهوة ؛ لأنه أغلظ. (شامی، زکریا ۲/۷۹)

ولا تسكنوهن الغرف ولاتعلموهن الكتابة وعلموهن الغزل وسورة النور من حديث عائشة ومن حديث ابن عباس بلفظ لاتعلموا نسائكم الكتابة ولاتسكنوهن العلالي. (تنزيه الشريفة ۲/۲۰۸، بحواله دینی مسائل /۳٤٠)

واعلم أن النهي من تعليم النساء لكتابة لاينافي طلب تعلمهن القرآن .... فإنه وإن كان فيها مصالح إلا أن فيها خشيه مفسد، ودرء المفاسد مقدم على جلب المصالح. (الفتاویٰ الحدیثه /۱۱۹، بحواله دینی مسائل اور ان کا حل/۳٤٠)

عن سعيد الخدري رضی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الدنيا حلوة خضرة وإن الله مستخلفكم فيها فينظر كيف تعملون ألا فاتقوا الدنيا

واتقوا النساء . (ترمذی ۲/ ۴۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶/ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۱/ ۱۲۱۴۵)

تعویذ کی وجہ سے نامحرم عورتوں سے بے پردہ بات کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۹۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مدرسہ میں پڑھاتا ہے، اور ایک مسجد میں امامت کرتا ہے، لیکن وہ تعویذات کا عمل کرتا ہے، اس غرض سے آنے والوں میں نوجوان عورتیں بھی ہوتی ہیں، زید ان سے کبھی سب کے سامنے کبھی تنہائی میں جھاڑ پھونک کے بہانے سے ملتا ہے، اور ان عورتوں کو چچی بہن وغیرہ کہہکر ان کے گھروں پر بھی جاتا ہے، تو دریافت کرنا یہ ہے کہ۔

الف: زید کا جھاڑ پھونک کے بہانے یا ضرورت کی وجہ سے ان نوجوان عورتوں سے بے پردہ تنہائی اور سب کے سامنے ملنا شرعاً کیسا ہے؟ کیا اس طرح بہن چچی خالہ کہنے سے وہ عورتیں بہن چچی یا خالہ ہو جاتی ہیں، اور ان سے بلا پردہ ملنے کی اجازت ہے۔

ب: کیا اس کے اس عمل سے اس کی امامت پر کوئی اثر پڑے گا، منع کرنے کے باوجود باز نہ آئے تو اس کو منصب امامت سے معزول کرنا حق بجانب ہوگا۔

ج: ہاتھ دیکھ کر اور کبھی دوسرے طریقوں سے چور وغیرہ کا پتہ بتلاتا ہے، اس کی بتلائی ہوئی بات پر کس حد تک عمل کرنا درست ہے۔

المستفتي: محمد حماد، شریف نگر، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: **الف**: زید کے لئے بلاضرورت محض جھاڑ پھونک کے بہانے سے بے پردہ تنہائی میں یا سب کے سامنے عورتوں سے ملنا، ان سے بات چیت کرنا، ان کو دیکھنا ناجائز، حرام اور گناہ کبیرہ ہے، لہٰذا زید کیلئے ان تمام چیزوں سے اجتناب کرنا

ضروری ہے، نیز وہ عورتیں خالہ، بہن اور چچی کہنے سے ایسی خالہ، بہن اور چچی نہیں بن جاتی ہیں کہ جن کے ساتھ شرعی طور پر پردہ لازم نہ ہو بلکہ وہ عورتیں زید کے حق میں قطعی طور پر غیر محرم ہیں، اور زید کے لئے ان سے ملنا بات چیت کرنا جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۸/۴۰، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۴/۳۹۰، ۱۵/۳۸۴)

عن أبي امامة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إياكم والخلوة بالنساء؛ والذى نفسي بيده ماخلا رجل وإمرأة إلا دخل الشيطان بينهما وليزحم رجل خنزيراً متلطخاً بطين أو حمأة خير له من أن يزحم منكبه منكب امرأة لا تحل له . (المعجم الكبير للطبراني مطبع دار إحياء التراث العربي بيروت ٨/٢٠٥، رقم: ٧٨٣٠)

عن جابر بن عبدالله ؓ قال: قال رسول الله ﷺ من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يخلون بامرأة ليس معها ذومحرم منها فإن ثالثهما الشيطان . (مسند احمد ٣/٣٣٩، رقم: ١٤٧٠٦)

ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزاً عطست أو سلمت فيشمتها ويرد السلام عليها وإلا لا أي وإن لاتكن عجوزاً بل شابة لا يشمتهاولا يرد السلام بلسانه . (شامى، كتاب الحظر الإباحة، فصل في النظر والمس، كراچی ٦/٣٦٩، زكريا ٩/٥٣٠)

ب: اگر وہ شخص نامحرم عورتوں سے بے پردہ بات چیت کرنے سے باز نہیں آتا ہے، اور ان باتوں میں اسکی دلچسپی باقی ہے، تو شرعی طور پر وہ شخص فاسق ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اسلئے وہ قابل امامت نہیں ہے، مسجد کے ذمہ داروں کو چاہئے کہ اس کو امامت سے ہٹا کر کسی متبع شریعت شخص کو امام مقرر کریں۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۴/۱۷۳، جدید زکریا ۴/۱۸۶، احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۳۲۰)

وكره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً ،

فلا يعظم بتقديمه للإمامة. (طحطاوی علی المراقی ،کتاب الصلوٰۃ، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قدیم۱/۱٦٥، جدید دارالکتاب دیو بند/۳۰۳، شامی ، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة زکریا۲/۲۹۸، کراچی ۱/٥٦٠)

ج: قرآن وحدیث، فقہ وتفسیر سے کوئی ایسی بات ثابت نہیں ہے، جس سے اس بات کا ثبوت ہو کہ انسان کا ہاتھ دیکھ کر چور کا پتہ بتایا جا سکے، اسلئے شرعی طور پر اس طرح کا کوئی عمل شریعت کے مطابق ہونا ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے، اب رہا عاملوں کا تجربہ تو اس سے ہم کو کوئی مناسبت اور ممارست نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳٦/ ۷٦۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۵/۱۲ھ

بے پردہ نامحرم عورتوں کو تعویذ دینے والے کی امامت

سوال: [۲۲۹۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام ہے اور وہ تعویذ گنڈوں کا کام کرتا ہے، اور اس کے پاس غیر محرم عورتیں آ کر بے پردہ ہو کر گفتگو کرتی ہیں تنہائی میں اور ان تعویذوں کا عوض کسی سے ۵۰۰/ سو روپئے اور کسی سے ۲۰۰/ سو روپئے، اور کسی سے ۱۰۰/ روپئے کسی سے ۵۰/ پچاس روپئے لیتے ہیں، نیز پہلے سے بھی امام صاحب کے حالات اطمینان بخش نہیں تھے لیکن کچھ لوگوں نے اسی کو امام بنا رکھا ہے، کچھ لوگ امام صاحب کے پیچھے کراہت کیساتھ نماز پڑھتے ہیں اور کچھ مقتدی نہیں پڑھتے ہیں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتي: نثار احمد، ار ئپور سادات، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: تعویذ گنڈا کرنے میں غیر محرم عورتوں کو بے پردہ اپنے سامنے بٹھانا ہرگز جائز نہیں ہے، اور غیر محرم عورتوں سے بالمشافہ بے پردگی میں گفتگو کرنا

باعث فسق ہے، اور ایسا شخص فاسق ہے، اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور جو لوگ اس کے اس فعل سے نفرت کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں، وہ لوگ گنہگار نہیں ہوں گے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ، ذٰلِكَ أَزْكٰى لَهُمْ ، إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ، وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ، الآية. (سورة النور: ٣٠، ٣١)

عن النبی ﷺ قال: لا يخلون رجل بأمرأة إلا كان ثالثهما الشيطان .

(سنن الترمذی ، ابواب الرضاع ، باب ماجاء فی كراهية الدخول على المغيبات ، النسخة الهندية ١/ ٢٢١، دارالسلام رقم: ١١٧١، مستدرك مكتبه نزار مصطفى رياض ١/ ١٦٥، بيروت ١/ ١١٤، رقم: ٣٨٧)

عن الحسن قال سمعت أنس بن مالک قال: لعن رسول الله ﷺ ثلثة رجل أم قوماً وهم له كارهون ، وامرأة باتت وزوجها عليها ساخط ، ورجل سمع حی على الفلاح ثم لم يجب . (سنن الترمذی ، كتاب الصلوٰة، باب ماجاء فی من أم قوما وهم له كارهون ، النسخة الهندية ١/ ٨٣، رقم: ٣٥٨)

لو أم قوما وهم له كارهون ، فهو على ثلثة أوجه إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره الخ. (طحطاوی على المراقی، كتاب الصلوٰة، فصل فی بيان الأحق بالإمامة قديم/ ١٦٤، جديد دارالكتاب ديوبند/ ٣٠١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ ؍ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۴۲۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲/ ۴/ ۱۴۱۶ھ

تعویذ کے بہانے غیر محرم عورتوں کو دیکھنے اور چھونے والے کی امامت

سوال: [۲۲۹۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

عن الحسن مرسلاً قال بلغنی أن رسول الله ﷺ قال لعن الله عز وجل

الـناظر والمنظور إليه. (شعب الإيمان للبيهقى ، دارالكتب العلميه بيروت ٦/١٦٢، رقم: ٧٧٨٨، مشكوٰة شريف/ ٢٧٠)

حضرت حسنؓ سے بطریق ارسال مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث پہونچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھنے والے اور اس پر جس کو دیکھا جائے اللہ تبارک وتعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے، اس حدیث شریف کی روشنی میں بتائیں کہ تعویذ کے بہانے غیر محرم عورتوں کو مسجد کے حجرہ میں بٹھانا اور ران کو دیکھنا، ان کو چھونا، ان سے باتیں کرنا جائز ہے یا ناجائز اور ایسا کرنے والے شخص کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتي: نثار احمد، عقیل احمد، حاجی جاوید،
رشید احمد محمد عالم، حاجی پورہ، فیروز آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جو شخص تعویذ کے بہانے سے غیر محرم عورتوں کو حجرہ میں بٹھاتا ہے اور ران کو دیکھتا ہے، اور اپنے ہاتھوں سے چھوتا ہے ان سے باتیں کرتا ہے وہ ناجائز اور حرام حرکتوں کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ہو جاتا ہے، اس کے اوپر لازم ہے کہ سچی توبہ کرکے اپنے آپ کو ان حرکتوں سے دور رکھے ایسا شخص اگر کہیں امام ہے تو اس کی امامت بھی مکروہ تحریمی ہوگی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر لعنت بھیجی ہے، جیسا کہ سوال نامہ میں حدیث شریف مذکورہ ہے۔

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق ، وأعمىٰ وتحته فاسق من الفسق : وهو الخروج عن الاستقامة ، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر ، والزاني ، وآكل الربوا، ونحو ذلك.

(درمختار مع الشامى، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة كراچى ١/٥٥٩، زكريا ٢/٢٩٨، هدايه ، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة ، مكتبه اشرفى ١/١٢٢)

وفى الأشباه : الخلوة بالأجنبية حرام . (شامى كتاب الحظر والإباحة ،

فصل فی النظر والمس کراچی ٦/٣٦٨، زکریا ٩/٥٢٩)

وفی الشرنبلا لیه الحظر معزیا للجوهرة ولا یکلم الأجنبیة . (شامی کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس کراچی ٦/٣٦٩، زکریا ٩/٥٣٠)

المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشیطان ، العینان زناهما النظر والأذنان زناهما الاستماع واللسان زناه النطق الخ. (مستفاد فتاویٰ رحیمیه جدید زکریا ٣/١٢٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢/محرم الحرام ١٤٣٣ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٤٠/١٠٩١٤)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٢/١/١٤٣٣ھ

بے حجابانہ باتیں اور تعویذ گنڈے کرنے والے کی امامت

سوال: [٢٢٩٣]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص ایک طویل عرصہ سے جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے کرتا ہو اور اس کے ذریعہ سے اجنبی اور نامحرم عورتوں سے بے تکلف ملتا ہو اور بے حجابانہ باتیں کر کے ان سے روپیہ کماتا ہو جبکہ حدیث شریف میں نامحرم عورتوں سے گفتگو کرنے کو نفاق کا جز فرمایا ہے جب اس سے یہ کہا جاتا ہے، کہ یہ فعل نامناسب ہے تو جواب ملتا ہے، ہم انکو بلاتے نہیں ہیں یہ خود ہی تو آتی ہیں کیونکہ ان کو فائدہ ہوتا ہے، لہذا اس صورت میں ایسے شخص کو امام بنانا یا اس کے پیچھے نماز پڑھنا ازروئے شرع کیسا ہے؟ جواب مدلل مفصل عنایت فرمائیں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: نامحرم عورتوں سے بے تکلف اختلاط رکھنے والا شخص اور بے حجاب باتیں کرنے والا شخص فاسق اور فاجر ہے، ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، لہذا ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہئے ۔(مستفاد فتاویٰ دارالعلوم زکریا ٣/٢٨٤، احسن الفتاویٰ زکریا ٣/ ٣٢٠)

لايخلون رجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطان . (ترمذی ، ابواب الرضاع ، بـاب ماجاء فی كراهية الدخول علی المغيبات ، النسخة الهندية ۱/ ۲۲۱ ، دارالسلام رقم: ۱۱۷۱ ، مستدرك مكتبه نزار مصطفی رياض جديد ۱/ ۱۱٤ ، رقم:۳۸۷، مشكوٰة/۲٦۹)

لا يـخـلـون رجـل بـامرأة إلا مع ذی رحم محرم . (صـحيـح بخاری ، كتاب النكاح ، باب لايخلون رجل بإمرأة إلا ذورحم محرم ، النسخة الهنديه ۲/ ۷۸۷ ، رقم: ۵۰۳۷ ، ف: ۵۲۳۳)

قـال أبـو هـريـرة قال: إن الله كتب علی ابن آدم حظه من الزنی فزنی الـعيـن النظر وزنی اللسان النطق . (صـحيـح بخاری ، كتاب الإستيذان ، با ب زنی الجوارح دون الفرج، النسخة الهنديه ۲/ ۹۲۲ ، رقم: ٦۰۰۲ ، ف: ٦۲٤۳)

کـون الـکـراهة فی الفاسق تحريمة . (طـحـطـاوی عـلی المراقی ، كتاب الصلوٰة ، فصل فی بيان الأحق بالإمامة قديم /١٦٥ ، جديد دارالكتاب ديو بند/۳۰۳)

وإن كراهة تقديمه كراهة تحريم . (شامی ، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة قبيل ، مطلب البدعة خمسة أقسام ، کراچی ۱/ ٥٦۰ ، زکریا ۲/ ۲۹۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/ ۵۸۸۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۹/۸ھ

نامحرم عورتوں سے بے پردہ بات کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۹۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بکر ایک مسجد میں امامت کرتا ہے، مگر اس کا ایک عمل ہے کہ وہ بغیر اجازت مردوں کی غیر موجودگی میں گھروں میں داخل ہوکر عورتوں سے بے پردہ ان کے ساتھ دیر تک بیٹھتا ہے، اوران سے باتیں کرتا ہے، راستہ میں بھی بے پردہ عورتوں سے باتیں کرتا ہے، خود اپنی عورت سے دور رہتا ہے، بلاتحقیق حرام کام کرنے والے جیسے جوا کھیلنے والے سٹا لگانے والے کے یہاں کھانا

کھاتا ہے، کیا شریعت میں اس بات کی اجازت ہے، اور یہ عمل اگر امام کرے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ایسے بے عمل کیلئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ عرض خدمت ہے کہ جواب سے آگاہی فرما کر یہاں اختلافات و جھگڑے سے مسجد کے حالات کو بچانے میں مدد فرمائیں۔

المستفتي: محمد شیجان خان، قادری سنی
۵٦؍کوئلہ باکھل، اندور (ایم پی)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) غیر محرم عورتوں کے ساتھ بے پردہ بغیر ضرورت کے دیر تک بیٹھ کر باتیں کرنا جائز نہیں اور یہ بھی ناجائز ہے کہ کسی غیر رشتہ دار کے گھر میں مردوں کی عدم موجودگی اکیلے عورتوں کیساتھ دیر تک بیٹھ کر باتیں کرے۔ اس سے خدا نخواستہ بڑا فتنہ پیدا ہوسکتا ہے۔

(۲) خود اپنی عورت سے دور رہنا، ان کا اپنا ذاتی مسئلہ ہے، اس کی کیا وجہ ہے وہ خود بتائیں گے، ہم کو دخل دینے کا حق نہیں ہے۔

(۳) کسی مسلمان کے یہاں کھانے کی دعوت ہو اور اس کے حالات پہلے سے معلوم نہ ہوں، تو کھانا کھانا جائز ہے، اور وہ اس بات کا مکلّف نہیں ہے کہ یہ پوچھا جائے کہ یہ کھانا کیسے پیسے سے بنا ہے، تمہاری کمائی کیا ہے، کیسی ہے، اس کا مکلّف نہیں ہے، ہاں البتہ اگر یہ بات واضح ہو جائے کہ دعوت دینے والا سٹہ باز بھی ہے، اور اس کے پاس حلال کمائی بھی ہے، تو اگر حلال کمائی زیادہ ہے تو دعوت کھانے کی اجازت ہے، اگر مذکورہ شخص امامت بھی کرتا ہے تو اس کو باخبر کر دیا جائے، کہ غیر محرم عورتوں سے بغیر ضرورت، بلاتکلف دیر تک باتیں کرنا اور مردوں کی عدم موجودگی میں غیر محرم عورتوں کیساتھ بیٹھنا، فسق و فجور کو دعوت دینا ہے، اب اگر اس اطلاع کے باوجود بھی وہ ایسے ناجائز کام کرتا ہے، تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

ولو أم قوما وهم له كارهون ، فهو على ثلاثة أوجه ، إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره . (حاشية الطحطاوی ، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة دارالكتاب ديوبند/١ ٣٠، وهكذافى الهندية ، كتاب الصلاة، الباب الخامس فى الإمامة ، الفصل الثالث فى بيان من يصلح إماماً لغيره زكريا وكوئٹه١ /٨٧، جديد ١ /١٤٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۵/ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۵۲۴)	۱۵/۳/۱۴۲۹ھ

مسجد میں تعویذ گنڈے اور نامحرم عورتوں سے بے پردہ گفتگو کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۹۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اجرت لیکر کوئی شخص مسجد کے صحن میں بیٹھ کر یا برآمدہ میں بیٹھ کر تعویذ گنڈے اور پلیٹیں وغیرہ لکھ کر دے اور نامحرم عورتوں سے بے پردہ گفتگو کرے تو ایسا شخص امامت کرے تو اس کی امامت کرنا کیسا ہے ؟ اور اس شخص کا یہ فعل از روئے شرع کیسا ہے؟ جبکہ امام کے اس فعل سے پچھتر فیصد نمازی ناراض ہیں، تفصیلی جواب تحریر فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں؟

المستفتي: محمد شرافت، محلّہ رانڈ، ٹانڈہ بادلی، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر نامحرم عورتوں کو بے پردہ ہو کر نہیں آنے دیتے تو تعویذ، گنڈہ کی گنجائش ہے، اگر چہ اجرت بھی لیتا ہو اور ایسی صورت میں امامت بھی بلاکراہت جائز ہے، لیکن یہ دھندا حدود مسجد کے اندر کرنا ممنوع وناجائز ہے، اس لئے کہ مسجد عبادت کی جگہ ہے اور اجرت لے کر تعویذ کرنا ایک دنیاوی دھندا ہے جو مسجد کے

اندر ممنوع ونا جائز ہے، لہٰذا وہ منع کرنے کے باوجود مسجد کے اندر یہ دھندا جاری رکھتا ہے، تو ایسی صورت میں ایسے امام کو بدل دیا جائے نیز اگر نامحرم عورتوں کو بھی سامنے آنے پر کوئی پابندی نہ رکھے تو ایسی صورت میں وہ شخص فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الشراء والبيع في المسجد. (سنن أبي داؤد ، الصلاة، باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة ، النسخة الهنديه ١/ ١٥٤، دارالسلام رقم: ١٠٧٩، سنن الترمذی الصلاة، باب ماجاء فی كراهية البيع والشراء ....فی المسجد ، النسخة الهندية ١/ ٧٣، دارالسلام رقم: ٣٢٢، مسند احمد بن حنبل ٢/ ١٧٩، رقم: ٦٦٧٦، ٢/ ٢١٣، رقم: ٦٩٩١)

وكره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته شرعاً فلا يعظم لتقديمه للإمامة . (طحطاوی علی المراقی، كتاب الصلاة ، فصل فی بيان الأحق بالإمامة ، دارالكتاب ديوبند ١/ ٣٠١، الفتاویٰ تاتار خانيه ، كتاب الصلاة، الفصل السادس من هو أحق بالإمامة زكريا ٢/ ٢٥٠، رقم: ٢٣٣٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ٦۵۸۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۴/۱۴ھ

مرد کا اجنبی عورتوں کی امامت کرنا

سوال: [۲۲۹٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ فی زمانہ عورتوں کیلئے غیر مسجد میں حافظ یا غیر حافظ کا امام بننا تراویح وغیرہ میں کیسا ہے، جہاں کہ عورتیں نماز و روزے سے کوسوں دور ہوں، اور نماز کا طریقہ نہ معلوم ہو تو کیا ایسے مقامات پر عورتوں کیلئے مرد حافظ یا غیر حافظ کا امام بننا جائز ہوگا یا نہیں؟ نیز عورتوں کی جماعت میں عورت کا امام بننا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کہیں عورتوں کی جماعت یا تراویح عورت کی امامت میں ادا کی جارہی

ہے،تو اس سے ان کو روکنا چاہئے یا نہیں؟

المستفتي: محمد ہاشم، گونڈہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اجنبی مرد کا خواہ وہ حافظ ہو یا غیر حافظ اجنبی عورتوں کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے، اگر اس جماعت میں مرد بھی موجود ہو یا امامت کرنے والے کی کوئی محرم عورت موجود ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن پھر بھی فساد زمانہ کیوجہ سے احتیاط ضروری ہے۔

ویکره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد ووعظ مطلقاً ولو عجوزاً ليلا على المذهب المفتى به لفساد الزمان، واستثنىٰ الكمال بحثا العجائز المتفانية كما تكره إمامة الرجل لهن فى بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه كأخته أو زوجته أو أمته، أما إذا كان معهن واحد ممن ذكر أو أمهن فى المسجد لا يكره بحر. (درمختار مع الشامى، كتاب الصلاة، باب الإمامة، كراچى ١/٥٦٦، زكريا ٢/ ٣٠٧)

ولو أمهن رجل، فلا كراهة إلا أن يكون في بيت ليس معهن فيه رجل، أو محرم من الإمام أو زوجته، فإن كان واحد ممن ذكر معهن فلا كراهة كما لو كان فى المسجد مطلقاً. (طحطاوى على المراقى، كتاب الصلاة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة دارالكتاب / ٣٠٤)

نیز عورتوں کی جماعت میں عورت کا امام بننا بھی مکروہ تحریمی ہے،لھذا اگر ایسی جماعت ہو رہی ہو تو روکنا ضروری ہے۔

عن عائشةؓ أن رسول الله ﷺ قال: لا خير فى جماعة النساء إلا في مسجد جماعة. (المعجم الأوسط دارالفكر ٦/٤٤٨، رقم: ٩٣٥٩، ٥/٢٢٠، رقم: ٧١٣٠)

قال فى الدر المختار ويكره تحريما جماعة النساء ولو فى التراويح الخ. (درمختار مع الشامى، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچى ١/٥٦٥، زكريا ٢/٣٠٥)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶ر شوال ۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۲۰۱۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/۱۰/۱۴۲۰ھ

اپنی بیوی کو بدکار کہنے والے کی امامت

سوال: [۲۲۹۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص یہ کہتا ہے، کہ میری عورت بدکار ہے تو اسکے پیچھے یعنی جو شخص یہ کہتا ہے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: عبدالواحد، ہدایت پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس شخص پر لازم ہے کہ شرعی گواہوں سے ثابت کرے ورنہ پاکدامن بیوی پر تہمت لگا نیکی وجہ سے وہ شرعاً فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، شرعاً لعان کرنا لازم ہوگا۔ (کفایت المفتی قدیم ٦/ ۲۴۵، جدید زکریا ٦/ ۲۷۱، زکریا مطول: ۸/ ۴۱۰، ۴۱۱)

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدَاتٍ بِاللهِ أِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنَّ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدَاتٍ بِاللهِ أِنَّهُ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (سورة النور: ٦تا ٩)

عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: إن من الكبائر استطالة المرء في عرض رجل مسلم بغير حق. (سنن أبى داؤد، كتاب الأدب، باب فى الغيبة، النسخة النهدية ٢/ ٦٦٩، دارالسلام رقم: ٤٨٧٧، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ١٥/ ٨٥، رقم: ٨٣٣٦)

ویکرہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق ، وأعمیٰ وتحته فاسق من الفسق : وهو الخروج عن الاستقامة ، ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر ، والزانی ، وآکل الربوا، ونحو ذلک.

(درمختار مع الشامی، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة کراچی ١/ ٥٥٩، زکریا ٢/ ٢٩٨، هدایه ، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة ، اشرفی دیوبند ١/ ١٢٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٢ ربیع الاول ١٤٠٨ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٢٣/ ٥٨٦)

بیوی سے جھگڑا کرنے والے کی امامت

سوال: [٢٢٩٨]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امامت کرتا ہے، مگر اس کی بیوی نے زید پر نان نفقہ اور مہر کے مطالبہ کا عدالت میں دعوی کر رکھا ہے، وجہ کیا ہے، اس کا کچھ پتہ نہیں تاہم پہلے بیوی کے میکے والے بھیجنا چاہتے تھے، زید نہیں لایا ، انھوں نے دعوی کر دیا تو اب لانا چاہتا ہے، تحریر فرمائیں ان حالات میں زید کی امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: محمد یاسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ایسا نہیں ہوتا ہے کہ جس سے شوہر پر فسق کا حکم لاگو کر دیا جائے ، لھذا اگر زید کے اندر ایسی کوئی شرعی اور دینی خرابی نہیں ہے جس سے فسق کا حکم لگایا جا سکتا ہے، تو زید کی امامت بلا کراہت درست ہے، جب لوگوں کو جھگڑا اور اختلاف کی وجہ معلوم نہیں ہے، تو اس کے پیچھے پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِنَ الظَّنِّ ، اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ . (سورة الحجرات: ١٢)

عـن الأعـرج قـال : قـال أبـوهريرهؓ : يأثر عن النبی ﷺ قـال: إياكم والظن ، فإن الظن أكذب الحديث . (صحيح البخارى ، النكاح، باب لا يخطب على خطبة أخيه، النسخة الهندية ٢/٧٧٢، رقم: ٤٩٥٠، ف:٥١٤٣)

عـن أبی هريرة ،عن النبی ﷺ قـال: إياكم والظن ، فإن الظن أكذب الحديث . (صحيح مسلم ، كتاب البر والصلة والأداب ، باب تحريم الظن والتجسس، النسخة الهندية ٢/٣١٦، بيت الأفكار رقم: ٢٥٦٣)

وقـد قيـد ذلک جـمـاعة مـن أهـل الـعـلـم بـالكراهة الدينية بسبب شـرعـي، فأما الكراهة لغير الدين فلا عبرة بها. (بـذل المجهود ، كتاب الصلاة، بـاب الـرجـل يـؤم الـقـوم وهـم لـه كارهون، دارالبشائر الإسلاميه بيروت جديد ٥/٤٧٥، مطبوعه ميرٹھ قديم ١/٣٣١)

وإن كـان هـو أحق بـالإمـامة منهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يـكـره له التقدم الخ. (مـراقـی الـفـلاح ، كـتـاب الـصلاة، فصل في بيان أحق بالإمامة قديم/١٦٤، دارالكتاب ديوبندجديد ١/٣٠١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۶؍ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۲۸۸۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۲/۱۱/۱۶ھ

نوجوان لڑکیوں کو باپردہ فن ادب پڑھانے والے کی امامت

سوال: [۲۲۹۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی نوجوان امام صاحب کسی نوجوان لڑکی کو پردہ کے ساتھ فن ادب پڑھائے ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتي: محمد اقبال مرادآبادی، متعلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر فن ادب میں ایسے مضامین ہیں جس سے ہیجان پیدا ہوسکتا ہے، تو پردہ وعدم خلوت کے باوجود ناجائز اور حرام ہوگا، نیز قرآن کریم کی تعلیم کو بھی مکروہ لکھا ہے۔

لو تعلمت النساء قرآنا من الأعمى هل فيه ضرر نعم يكره ذلك (قوله) لأن تعليم النساء من الرجل وإن كان أعلى واجتماعهن معه مقام الفتنة الخ. (نفع المفتی والمسائل /٢٣)

اوراگر ایسے مضامین نہ ہوں تو عدم حاجت کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہوگا اوراگر پردہ کے باوجود خلوت کا احتمال ہوتو حرام ہوگا۔حدیث میں آیا ہے:

لا يخلون الرجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطان. الحديث : (مستدرك، كتاب العلم، جديد مصطفى باز١/١٦٦، رقم: ٣٨٧/ ٣٩٠، ترمذی، باب كراهية الدخول على المغيبات / ٢٢١، مشكوٰة، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة/٢٦٩، رقم: ٢٩٧٧)

المعنى يكون الشيطان معهما يهيج كل منهما حتى يلقيهما فى الزنا (وقوله) لا يخلون الرجل بامرأة كائنين على حال من الأحوال إلا على هذه الحالة وفيه تحذير عظيم الخ. (مرقات، باب النظر إلى المخطوبة: الفصل الثانی، امداديه ملتان ٦/ ٢٠١)

لہٰذا امام صاحب کو مسئلہ بتلادیا جائے اور سمجھایا جائے، اگر اسکے باوجود باز نہ آئیں تو فاسق ہونگے، اوران کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی۔

ولهذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين وفى الطحطاوى كون الكراهة فى الفاسق تحريمية . (مراقی مع الطحطاوی، كتاب الصلوٰة، فصل فی بيان الأحق بالإمامة قديم ١٦٥، جديد دارالكتاب ديوبند/٣٠٢)

ویکره تقدیم العبد لأنه لا یتفرغ للتعلیم، والأعرابی لأن الغالب فیهم الجهل والفاسق لأنه لا یهتم لأمر دینه. (هدایه، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة، اشرفی دیو بند ١/ ١٢٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۳٦۸)

جس کی بیوی بے پردہ سفر کرتی ہو اس کی امامت کا حکم

سوال: [۲۳۰۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بکر کی بیوی شبانہ جو پردہ وغیرہ کو نہیں مانتی ہے بلکہ زیب وزینت کر کے بغیر محرم کے سفر بھی کرتی ہے، بغیر پردہ بازار یا محلّہ میں کسی کے یہاں بھی گھومنا شبانہ کی عادت بن چکی ہے، مگر بیچارہ بکر ایک مسجد کا امام ہے، اب عوام کا اعتراض یہ ہے کہ بکر کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی ہے، جس کی دلیل بکر کی بیوی شبانہ کے بے پردہ گھومنے کی ہے! امید کہ جواب سے مستفیض فرمائیں گے؟ عین نوازش ہوگی۔

المستفتي: عارف قاسمی، بخارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر بکر اپنی بیوی شبانہ کو بغیر محرم کے سفر کرنے اور بے پردہ بازار وغیرہ میں گھومنے پھرنے پر روک تھام نہیں کرتا ہے، تو اسکے پیچھے نماز مکروہ ہوگی اور امامت کا اہل نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/ ۹۹، جدید ڈابھیل ٦/ ۲۴۳، رحیمیہ قدیم ۴/ ۳۵۸، ۳٦۰، جدید زکریا ۴/ ۱۸۰، ۱۸۱)

یٰأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَأَهْلِیْکُمْ نَاراً. (التحریم: ٦)

عبد الله بن عمر یقول: سمعت رسول الله ﷺ یقول: کلکم راع،

وكلكم مسئول عن رعيته ، الإمام راع ومسئول عن رعيته ، والرجل راع في أهله ، وهو مسئول عن رعيته. (صحيح البخاری ، كتاب الجمعه ، باب الجمعة فی القری والمدن، النسخة الهنديه ١/ ١٢٢، رقم: ٨٨٣، ف: ٨٩٣، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ١٣/١٢ ، رقم:٥٣٧٧، المعجم الكبير للطبرانی، دار احياء التراث العربي ١٣/ ١٦٧، رقم: ١٣٨٦٣)

اور اگر روک تھام کرنے کے باوجود بے پردہ بازاروں میں پھرتی ہے اور بکر اسکی حرکتوں پر بالکل راضی نہیں ہے، تو بکر کی امامت بلاکراہت درست ہے ۔(محمودیہ قدیم ۲/ ۹۹، جدید ڈابھیل ٦/ ۲۴۳، امداد الفتاویٰ زکریا ۱/ ۳۵۴)

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرىٰ. (سورة النجم : ٣٨)

إنما تحصل المعصية بفعل فاعل مختار . (تبيين الحقائق، كتاب الكراهية ، فصل فی البيع ، امداديه ملتان ٦/ ٢٩، زكريا٧/ ٦٤، شامی ، كتاب الخطر والإباحة ، فصل فی البيع كراچی ٦/ ٣٩٢، زكريا٩/ ٥٦٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۱۱۰)

نامحرم عورت کو بہن یا بھابھی بنا کر رکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب جوکہ پہلے زنا کر چکے ہیں اور اس وقت کسی نامحرم خاتون کو بہن یا بھابھی بنا کر رکھا ہے، اور ان سے ہنسی دل لگی اور مذاق کی باتیں تنہائی میں اور لوگوں کے سامنے کرتے ہیں یہ ان امام صاحب کا فعل شریعت کی رو سے جائز ہے یا ناجائز وضاحت فرمائیں ، اور اگر اس امام کے اس فعل کی وجہ سے مصلیوں کے دلوں میں ان امام صاحب کی اس بنائی ہوئی بہن یا بھابھی

سے کسی بدفعلی کے شکوک وشبہات ہوں اور وہ کراہت سے ان کے پیچھے نماز پڑھیں تو ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتي: مشتاق احمد انصاری، دولت باغ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نامحرم عورت سے بلاضرورت باتیں کرنا اور تنہائی اختیار کرنا ناجائز ہے، ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق امام کی نماز مکروہ تحریمی ہے، لھذا ایسے امام کے پیچھے نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے۔

عن ابن عمرؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ ألا لا يخلونَّ رجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطان. (ترمذی شریف، کتاب الرضاع، باب كراهية الدخول على المغيبات، النسخة الهندیه ١/٢٢١، دارالسلام رقم: ١١٧١، كتاب الفتن، باب فی لزوم الجماعة، النسخة الهندیه ٢/٣٩، دارالسلام رقم: ٢١٦٥)

عن ابي امامةؓ عن النبی صلى الله عليه وسلم إياكم والخلوة بالنساء والذی نفسی بيده ما خلا رجل وامراة إلاّ دخل الشيطان بينهما وليزحم رجل خنزيراً متلطخاً بطين أو حمأةٍ خير له من أن يزحم منكبه منكب امراءة لا تحل له. الحديث: (المعجم الكبير، مطبع دار إحياء التراث العربی ٨/٢٠٥، رقم: ٧٨٣٠)

الخلوة بالأجنبية حرام لا يكلم الأجنبية وتحته فی الشامية قال فی القنية مكروهة كراهة تحريم. (الدر المختار، كتاب الخطر والإباحة، فصل فی النظر والمس، كراچی ٦/٣٦٨، زكريا ديوبند ٩/٥٢٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹/ربیع الاول ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۱۷۹)

مطلقۂ ثلاثہ کو ساتھ رکھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیں پھر اس کے بعد وہی بیوی اس کے گھر میں ہے، اور اس سے دو بچے پیدا ہوئے اور حلالہ نہیں ہوا ہے، اور نہ نکاح ہوا کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ مدلل بیان فرمائیں۔

المستفتي: محمد اقبال سیتاپوری، متعلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفیق: تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ اور بغیر نکاح کے تین طلاق والی عورت کو بیوی کی طرح رکھنا زنا کاری ہے، وہ شخص فاسق مجاہر ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

ولـذا كـره إمـامة الـفـاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب إهانته، وكون الكراهة فى الفاسق تحريمة الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان الأحق بالإمامة، دارالکتاب دیوبند/۱ ۳۰۱، قدیم /۱۶۵، شرح النقایه، کتاب الصـلاة، باب القراءة فی الصلاة، اعزازیه دیوبند ۱/۸٦، شرح وقایه، کتاب الصلاة، فصل فی الجماعة، اشرفی ۱/۱۵۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵ رمحرم الحرام ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۵۱۱۱)

منکوحۃ الغیر کا نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ خلاصہ واقعہ: موضع جونکا سے لگ بھگ ۴ رکلومیٹر دوری پر ایک گاؤں کلیان چک واقع ہے اس

گاؤں (کلیان چک) کی ایک لڑکی شہناز خاتون کی شادی پھل بھنگا گاؤں کے لڑکے بادشاہ انصاری کے ساتھ ہوئی تقریباً ۳؍سال تک اپنے شوہر بادشاہ انصاری کے ساتھ رہی، اسکے بعدلڑکے کا دادا اسیر الدین (جو سردار اور پیش امام کلیان چک میں) اپنی پوتی کوکلیان چک لے آیا، مگر دادا اسیر الدین صاحب نےنہیں بھیجا، اتفاق سے وہ لڑکی کلیان چک کے ایک لڑکے امیر علی سے پھنس گئی، اس حرکت سے لڑکی کے دادا اسیر الدین نےلڑکا امیر علی اورلڑکی شہناز خاتون کولیکرارایم کورٹ راج محل میں کورٹ شادی (لومیرج) کرادی، بعدا سکے اسیرالدین صاحب اپنی پوتی شہناز خاتون اورا میرعلی کولیکر کلیان چک آیا، اسیرالدین صاحب نے کورٹ کی شادی کی پوری حقیقت کلیان چک والوں کو سنا کر شریعت مطہرہ کے مطابق شادی پڑھوانے کا ارادہ ظاہر کیا، اسیرالدین او رکلیان چک والوں کواس بات کی پوری جانکاری تھی کہ شہناز خاتون کواس کے پہلے شوہر بادشاہ انصاری نے طلاق نہیں دی ہے، کلیان چک والوں نے اس بات کا فیصلہ اسیرالدین صاحب کے سر رکھا، یہ کہتے ہوئے کہ یہ لڑکی طلاق شدہ ہے یانہیں؟ اگرلڑکی طلاق شدہ ہےتو آپ ہی کلیان چک میں نکاح خواں ہے، ان کی شادی امیرعلی سے پڑھا دیجئے اسیر الدین صاحب سے کوئی جواب نہیں بن پڑا، خاموشی اختیار کرلی، دوسرے روز اسیرالدین مع شہناز خاتون امیرعلی اورایک آدمی قسمت اللہ کولیکر جونکا گاؤں کی جامع مسجد کے امام حسن منشی صاحب کے گھر آئے اورامیرعلی کے ساتھ شہناز خاتون کا نکاح پڑھانے کوحسن منشی سے کہا، حسن منشی نے پیش امام اسیرالدین سے پوچھا یہ لڑکی پہلے شوہر کی طلاق شدہ ہے یانہیں؟ لڑکی کے دادا اسیر الدین نے کہا لڑکی طلاق شدہ ہے، بلکہ کورٹ میرج بھی کرچکی ہے، ثبوت کیلئے آر، ایم کورٹ کا بھی کاغذ ساتھ ہے، یہ لیجئے اورشادی کرادی، حسن منشی صاحب نے اسیر الدین کی زبانی بات سن کرا ور کورٹ کے کاغذ کے مطابق نکاح پڑھانے کا حکم اپنے لڑکے شمیم احمد پوری کو دیا، دو گواہوں کی موجودگی میں شمیم احمد نے نکاح پڑھادیا اورحسن منشی نے خطبہ پڑھا، اس

نکاح کی خبر آنا فاناً پورے جونکا گاؤں میں ہوگئی، تحقیق کرنے پر پتہ چلا، کہ حسن منشی صاحب نے ناجائز شادی پڑھائی ہے ،لڑکی طلاق شدہ نہیں ہے، پر حسن منشی صاحب اپنی بات پر ڈٹے رہے اور گاؤں والوں سے کہا جی نہیں میں نے جائز نکاح پڑھایا ہے، اس بناء پر کہ حسن منشی صاحب نے ناجائز نکاح پڑھایا ہے گاؤں والوں نے امامت سے ان کو علیحدہ کردیا ہے، مذکورہ بالا معاملات سے چند سوالات کے جوابات مطلوب ہیں، براہ کرم قانون شریعت کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمانے کی زحمت گوارہ کی جائے عین نوازش ہوگی ۔

(۱) حسن منشی کا یہ نکاح پڑھانا یا پڑھوانے کا حکم دینا جائز ہے یا ناجائز اگر ناجائز ہے تو اس غلط حرکت کا کفارہ کیا ہے؟

(۲) حسن منشی صاحب کو دوبارہ پیش امام بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۳) حسن منشی صاحب جن کو امامت سے علیحدہ کردیا ہے فی الحال نکاح پڑھا سکے ہیں یا نہیں؟

المستفتي: باشندگانِ جونکا،
پوسٹ: جونکا، صاحب گنج، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوالنامہ میں درج شدہ صورت میں شہناز خاتون بادشاہ انصاری کی بیوی ہے، اگر امیر علی کو اس بات کا علم تھا کہ بادشاہ نے طلاق نہیں دی ہے تو شرعاً امیر علی کا نکاح شنہاز خاتون کے ساتھ باطل ہے، اور اسیر الدین وامیر علی فاسق اور گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں، جب تک خالص توبہ نہ کرکے باز نہ آئیں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی ،اور برادری کے لوگوں کو چاہئے کہ توبہ کرنے تک ان سے قطع تعلق کردیں۔

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً الخ. (شامی، کتاب النکاح، باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد زکریا ٤/ ٢٧٤، کراچی ٣/ ١٢٢، فتاویٰ

عالمگیری ، کتاب النکاح ، الباب الثالث فی بیان المحرمات القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، زکریا قدیم ۱/ ۲۸۰، جدید ۱/ ۳٤٦)

وَلاَ تَرْكَنُوا إِلَىٰ الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. (سورة هود: ۱۱۳)

(۱) نیز اگر حسن منشی صاحب نے اصل واقعہ کے علم ہونے کے باوجود نکاح پڑھانے کا حکم دیا ہے، تو وہ فاسق ہے اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اس کا کفارہ خالص توبہ ہے۔

قال الله تعالیٰ: إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَىٰ اللهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولٰئِكَ يَتُوبُ اللهُ عَلَيْهِمْ. (النساء: ۱۷)

(۲) اگر خالص توبہ کر کے باز آ جائے تو جائز ہے۔

عن عبد الله قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجه ، کتاب الزهد، باب ذکر التوبة ، النسخة الهندية ۲/ ۳۱۳، دارالسلام رقم: ٤٢٥٠)

(۳) فاسق کے نکاح پڑھانے سے بھی موانع نکاح نہ ہونے کی صورت میں نکاح صحیح ہو جاتا ہے، البتہ نیک صالح شخص سے نکاح پڑھانا افضل ہے، اور اگر حسن منشی کو واقعہ کا علم نہ تھا تو فاسق نہیں ہے، اسکے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے، نیز غیر مسلم جج یا مسلم جج کے غیر شرعی فیصلہ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ (کفایت المفتی قدیم ٦/ ۲۲٦، جدید زکریا ٦/ ۲۵۲، زکریا مطول ٤/ ۲۵٦، فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۲/ ۱٤۳، ۳/ ۱٤٤، جدید زکریا ۸/ ۳۷۷، ۳۷۸)

لم ینفذ حکم الکافر علی المسلم الخ. (شامی ، کتاب القضاء ، باب التحکیم کراچی ٥/ ٤۲۸، زکریا ۸/ ۱۲٦، کوئٹه ٤/ ۳۸٦)

وقد اتفق الأئمة الحنفية والشافعية علی أنه یشترط لصحة الحکم واعتبرا فی حقوق العباد الدعوی الصحیحة وأنه لابد فی ذلک من الخصومة الشرعیة الخ. (شامی ، کتاب القضاء ، مطلب الحکم الفعلی کراچی ٥/ ۳٥٤، زکریا ۸/ ۲۳، کوئٹه ۲/ ۳۳۲، تبیین الحقائق ، کتاب القضاء ، باب التحکیم

ملتان ٤/١٩٣ زکریا) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٧/ ذیقعدہ ١٤٠٧ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٢٤/ ٩٧٠)

دوران عدت نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: [٢٣٠٤]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید جامع مسجد کا امام ہے جس کے ذمہ شہری مکتب قضائت (نکاح خوانی) امامت کی ذمہ داری ہے، جونہایت ہی ذمہ داری کیساتھ اپنی سپرد کردہ خدمات انجام دیتا ہے، لیکن کچھ غلطیوں کی وجہ سے بعض لوگ ناراض ہیں، ہوا یہ کہ ہمارے گاؤں میں ہندہ نامی ایک لڑکی ہے یہ لڑکی اس سال رمضان میں یعنی ستمبر کے ماہ میں اپنے شوہر کے گھر کو چھوڑ کر میکے میں رہنے لگی، دسمبر میں یا جنوری میں اسکی سسرال کے لوگ اسکو لینے کے لئے بھی آئے تھے (بقول اہل محلّہ) لیکن ہندہ نے جانے سے انکار کردیا۔

١٥/ جنوری کو ہندہ کا باپ امام صاحب زید کے پاس آیا اور اپنی لڑکی کے نکاح پڑھانے کی بابت کچھ بات چیت کی، امام صاحب تیار ہوگئے، ١٥/ جنوری کو عصر کے بعد نکاح ہونا تھا، اسلئے اہل محلّہ کو جمع کیا گیا گواہوں اور وکیل کے ناموں کا اندراج ہوا، وکیل ایک مولوی صاحب (خالد) کو بنایا گیا، مولوی صاحب نے کہا آپ اسکا دوسرا نکاح پڑھوا رہے ہیں، پہلے نکاح کا طلاق نامہ دکھائیے، کورٹ سے آیا ہوا طلاق نامہ دکھایا گیا تو اس پر طلاق دینے کی تاریخ ٥/ جنوری ڈلی ہوئی تھی، تب مولوی خالد صاحب نے وکالت کرنے سے انکار کردیا اور وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تو لڑکی کے والد نے کہا کہ زبانی طلاق دینے کو چار ماہ ہو چکے ہیں، تب امام صاحب زید نے نکاح پڑھادیا، خیر نکاح ہوگیا، رخصتی ہوگئی اور ہندہ اپنے دوسرے شوہر کیساتھ اپنی زندگی گذار رہی ہے۔

مسئلہ اس وقت الجھا جب لوگوں نے ہندہ کے سابق شوہر سے معلوم کیا کہ آپ نے ہندہ کو کب طلاق دی تو ہندہ کے سابق شوہر نے حلفیہ بیان دیا کہ میں نے ہندہ کو ۵؍جنوری کو ہی طلاق دی ہے، اس سے پہلے میں نے طلاق نہیں دی، اب زید امام صاحب یہ کہتے ہیں، کہ اگر میں اس دن یہ نکاح نہیں پڑھاتا تو کوئی اور پڑھا دیتا، امام صاحب مزید یہ کہتے ہیں کہ اگر ہندہ کا آج نکاح نہیں کرایا جاتا تو وہ بھاگ جاتی، مزید کہتے ہیں اگر اس کا نکاح نہ کرایا جاتا تو وہ زنا میں مبتلا ہو جاتی، مزید کہتے ہیں کہ نکاح پڑھوانے کیلئے ان پر دباؤ تھا، اسلئے انھوں نے یہ نکاح پڑھا دیا۔

اب چندسوالات قابل دریافت ہیں!

(۱) ان امام صاحب کے پیچھے نماز پنجوقتہ اور نماز جنازہ ادا کریں یا نہ کریں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو ابھی تک جو نمازیں پڑھی ہیں کیا وہ قابل اعادہ ہیں اور ان کا اعادہ ضروری ہے؟

(۲) ان امام صاحب سے نکاح پڑھوا سکتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ وہ پورے گاؤں والوں کے نکاح پڑھاتے ہیں؟

(۳) ہندہ کا نئے شوہر کے ساتھ زندگی گذارنا شریعت اس کے متعلق کیا کہتی ہے؟ ابھی ان میں جو میل جول مباشرت ہورہی ہے کیا وہ زنا میں شمار ہوگی؟ یعنی نئے شوہر اور ہندہ میں تفریق ضروری ہے یا ایسے ہی رہنے دیا جائے، جبکہ ہندہ کے والد اور نیا شوہر کم عقل اور ضدی قسم کے لوگ ہیں، شریعت کے حکم کو نعوذ باللہ کسی اہمیت کا حامل نہیں سمجھتے؟ تفریق ہوگی تو اسکے لئے کیا صورت اختیار کی جائے؟

(۴) ہندہ اور موجودہ شوہر میں تفریق کر دی گئی تو اس کی عدت طلاق کی کہاں سے شمار ہوگی ۵؍جنوری سے یا نئے شوہر سے تفریق کے وقت سے؟

(۵) خدانہ خواستہ اگر ہندہ اس دوران موجودہ شوہر سے حاملہ ہوگئی تو اسکے لئے مسئلہ کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟

(٦) مذکورہ بالا امام زید اپنی امامت شروع کرنے سے پہلے توبہ کرے گا، تو یہ توبہ علی الاعلان ہو

یا پھر چپکے چپکے توبہ کرلے، امام کی توبہ تفریق کے بعد قابل قبول ہوگی یا عدت کے بعد اس کی بھی وضاحت کریں؟ یا اس کی کوئی ضرورت نہیں ؟ مزید جو شقیں بھی اس مسئلہ میں آپکے تجربہ کی روشنی میں نکل سکتی ہوں اور ہمارے علم میں نہ ہوں تو براہ کرم ان سے بھی آگاہ فرمائیں، تاکہ مزید مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے- بیّنوا و توجروا۔

المستفتي: عبد اللہ حکیم الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق نامہ میں بھی ۵/جنوری درج ہے اور شوہر نے بھی ۵/جنوری کو ہی طلاق دینے کا حلفیہ بیان دیا ہے، اور اس سے پہلے اس نے کبھی طلاق نہیں دی ہے، جیسا کہ سوالنامہ میں اس کی وضاحت ہے، اس لئے ۵/جنوری ہی سے ہندہ کی عدت شمار ہوگی، اور پھر ۱۵/جنوری میں جو نکاح کیا گیا ہے وہ نکاح فاسد ہوا ہے، اگر لڑکے والے کو بھی ۵/جنوری میں طلاق کی بات معلوم تھی تو یہ نکاح بالکل باطل ہوا ہے، اور اس نکاح کے بعد جو ہمبستری ہوئی ہے وہ حرام کاری اور بدکاری ہے، اور امام صاحب نے جو نکاح پڑھایا ہے اگر محض باپ کے جھوٹے بیان پر اعتماد کرکے نکاح پڑھایا ہے کہ طلاق دیئے ہوئے چار ماہ ہو چکے ہیں، تو امام صاحب قصور وار نہیں ہیں، سارا گناہ باپ کے سر ہوگا، اور لڑکی اور لڑکے دونوں پر بھی گناہ عظیم کا وبال ہوگا، لیکن اگر امام نے باپ کے چار مہینے والی بات پر اعتماد نہیں کیا بلکہ اس کو معلوم ہے کہ ۵/جنوری کو طلاق ہوئی ہے اس کے باوجود ۱۵/جنوری کو نکاح پڑھا دیا، اور امام صاحب صرف وہ اعذار پیش کرتے ہیں جو سوالنامہ میں ہیں، تو ایسی صورت میں مذکورہ امام بھی گنہ گار ہوگا اور ان پر توبہ لازم ہوگی، اب رہا امام صاحب کا دوسروں کا نکاح پڑھانا تو وہ بہرحال صحیح ہوگا، اس لیے کہ نکاح، فاسق قاضی کے ذریعہ بھی ہوجاتا ہے، لیکن جب تک توبہ نہیں کرے گا اس وقت تک امامت مکروہ تحریمی رہے گی، اور جو نمازیں پڑھی گئی ہیں ان کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔

وينكح مبانته بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالإجماع ومنع غيره فيها لاشتباه النسب. (درمختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب الرجعة مطلب في العقد على المبانة كراچي ۴۰۹/۳، زكريا ۴۰/۵)

اور اگر ہندہ دوسرے نکاح سے حاملہ ہوگئی ہے تو اس کی عدت بچہ کی ولادت کے بعد پوری ہوگی، اور اس بچہ کا نسب پہلے شوہر سے ثابت ہوگا جب کہ بچہ طلاق کے بعد دو سال کے اندر اندر پیدا ہوا ہو۔

والمبتوتة يثبت نسب ولدها إذا جاءت لأقل من سنتين؛ لأنه يحتمل أن يكون الولد قائماً وقت الطلاق فلا يتيقن بزوال الفراش قبل العلوق فيثبت النسب احتياطاً. (هدايه اشرفي، كتاب الطلاق، باب ثبوت النسب ۴۳۰/۲، درمختار مع الشامي، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل في ثبوت النسب كراچي ۵۴۰/۳، زكريا ۲۳۱/۵، عالمگيري، كتاب الطلاق، الباب الخامس عشر في ثبوت النسب زكريا قديم ۵۳۷/۱، جديد ۵۸۹/۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲؍ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۹۲۲۹/۳۸)

مہتمم صاحب کی اجازت کے بغیر نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شادی شدہ عورت اس کا اصل خاوند تھا اس نے اپنے گھر پر اپنی علالت کی بنا پر بیوی سے یہ کہہ یا تو میر پاس سے چلی جاوہ عورت اپنے خاوند کے رشتہ دار کے یہاں خود چلی گئی، جب اس کا خاوند صحت یاب ہوگیا تب بھی اپنی بیوی کو لانے کی پرواہ نہیں کی وہ عورت اپنے خاوند کے رشتہ دار بہنوئی کے یہاں رہتی تھی، وہ عورت ان کے یہاں سے چلی گئی یہ کہہ کر کہ میں کہیں جا رہی ہوں وہ آ کر ایک آدمی کے یہاں پر دو تین روز رہی اور انہوں نے اس کو بہلا پھسلا کر

اس کا نکاح دوسرے شخص کیساتھ پڑھوادیا اور یہ کہا کہ تجھے تیرے پہلے خاوند نے طلاق دیدی ہے، جبکہ اس کے خاوند نے بالکل طلاق نہیں دی تھی۔

اور اب ہم نے اچھی طرح اس کی تحقیق وتصدیق کر لی ہے کہ واقعی اس کو طلاق نہیں ہوئی تھی، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اسمیں جو گواہ وکیل اور نکاح پڑھانے والے مولوی جو جامع مسجد افضل گڈھ میں پیش امام تھے، جبکہ ان سے مہتمم صاحب نے اس بات کی تاکید کردی تھی کہ اگر کسی مطلقہ یعنی نکاح شدہ کے نکاح پڑھانے کا معاملہ آپ کے پاس آئے تو مجھ سے معلوم کر لینا اور میری اجازت کے بغیر نکاح مت پڑھانا کیونکہ تم بستی کے حالات سے واقف نہیں ہو۔

انھوں نے کسی لالچ کے ماتحت کچھ لوگوں کے کہنے سے مہتمم صاحب کی اجازت کے بغیر نکاح پڑھا دیا، جبکہ وہ عورت نکاح شدہ تھی اس کو طلاق بھی نہیں ہوئی تھی۔

تو امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور یہ لوگ جو گواہ، وکیل اور امام صاحب ہیں کسی جرم کے مرتکب ہوئے ہیں؟ ازراہ کرم جواب سے مطلع فرمائیں۔

المستفتي: حاجی حسین صاحب، مہتمم
جامع مسجد، افضل گڈھ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر عورت نے اپنے آپ کو مطلقہ ظاہر کیا ہے، اور حقیقت میں مطلقہ نہیں تھی، اور امام مذکور کو اس حقیقت کا علم نہیں تھا، تو امام مذکور فاسق نہیں ہے، اس کے پیچھے بلا کراہت نماز درست ہو جائے گی، لیکن اب علم ہو چکنے کے بعد توبہ بھی کر لینا لازم ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۱۰/۳۴۴)

إِنَّما التَّوْبَةُ عَلَى اللهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَأُولٰئِكَ يَتُوْبُ اللهُ عَلَيْهِمْ. (النساء: ١٧)

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدة إن

علم أنها للغير ، لأنه لم يقل أحد بجوازه ، فلم ينعقد أصلاً . (شامی، کتاب النكاح ، مطلب في النكاح الفاسدة كراچی ۳/ ۱۳۲، زكريا ٤/ ۲۷٤)

اور مہتمم صاحب کی بلا اجازت نکاح پڑھانا علت فسق نہیں ہے۔

وقد قيد ذلك جماعة من أهل العلم بالكراهة الدينية بسبب شرعي فأما الكراهة لغير الدين فلا عبرة بها. (بذل المجهود ،كتاب الصلاة ، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون ، دارالبشائر الإسلاميه جديد ٥/ ٤٧٥، قديم مطبوعه ميرٹھ ١/ ٣٣١)

جس لالچ کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کے متعلق امام مذکور سے براہ راست تفصیل معلوم کرنے کے بعد غور کیا جاسکتا ہے! فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍ شوال المکرّم ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۵/ ۱۴۳۵)

مطلقہ سمجھ کر نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام نے کسی کا نکاح پڑھایا صرف اس بنا پر کہ انھوں نے لڑکی سے دریافت کیا کہ تمہیں طلاق پہلے والے شوہر سے ہو چکی ہے لڑکی اور لڑکا دونوں نے ہی طلاق ہونے کی تصدیق کی بعد میں پتہ چلا کہ لڑکی کو طلاق نہیں ہوئی ہے، اور تین چار سال سے اس لڑکی کا پہلے شوہر سے کوئی تعلق نہیں ہے، تو کیا اس صورت میں امام صاحب کے پیچھے نماز درست ہے یا یہ کہ امام صاحب کا خود کا نکاح باطل ہوگیا یا پھر امام صاحب نے یہ عقد پڑھا کر کون سے جرم کا ارتکاب کیا ہے، اور ان کو اس جرم سے چھٹکارہ کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟

امام صاحب نے نکاح پڑھایا صرف اس بناء پر کہ لڑکی نے پوری مجلس میں یہ کہا کہ مجھے پہلے شوہر سے طلاق ہو چکی ہے، لیکن باوجود ہر ممکن کوشش کے اس بات کی تحقیق نہیں ہوسکی آیا اسکی طلاق ہوئی ہے یا نہیں؟ تو ان امام صاحب کے لئے کیا حکم ہے، آیا ان کے پیچھے نماز درست

ہے یا نہیں؟ اوران کا خود کا نکاح فاسد ہو گیا یا اور کوئی جرم عائد ہوتا ہے؟

المستفتي: انتظامیہ کمیٹی، جالندھر شہر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب لڑکا اورلڑکی دونوں نے امام صاحب سے پہلے شوہر سے طلاق ہو جانے کو بیان کیا ہے اوران کے بیان کے مطابق عقد ثانی پڑھادیا ہے، تو ایسی صورت میں شرعی طور پر امام صاحب پر کوئی گناہ نہیں ہوگا، اور نہ ہی امام صاحب پر کسی قسم کے جرم کا الزام لگ سکتا ہے، البتہ اس کا گناہ دونوں ،لڑکا اورلڑکی پر ہوگا ، اور شرعی طور پر وہی دونوں مجرم ہیں،اورامام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنے میں کسی قسم کی خرابی لازم نہیں ہوگی،اور نہ امام صاحب کے نکاح میں کوئی فرق آئیگا۔

قال الله تعالیٰ : وَلَا تَزِرُوْا وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرىٰ. (سورة النجم : ۳۸)

وإنما تحصل المعصية بفعل فاعل مختار. (تبيين الحقائق ، كتاب الكراهية ، فصل فى البيع ، امداديه ملتان ۶/۲۹، زكريا ۷/۶۴، شامی ، كتاب الحظر الإباحة ، فصل فى البيع زكريا۹/۵۶۲، كراچی ۶/۳۹۲)

اورجب شوہراول سے درحقیقت طلاق نہیں ہوئی تھی ،تو اب لڑکی کیلئے دوسرے شوہر کیساتھ رہنا جائز نہیں،دونوں کوالگ کردینا ضروری ہے۔

وأما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة، إن علم أنها للغير ، لأنه لم يقل أحد بجوازه ، فلم ينعقد أصلاً . (شامی، كتاب النكاح ، باب المهر ، مطلب فى النكاح الفاسد، زكريا۴/۲۷۴، كراچی ۳/۱۳۲)

امام صاحب پر شرعاً کوئی جرم عائد نہیں ہوتا، اورنہ امام صاحب کے خود کے نکاح میں کوئی خرابی آئیگی۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹؍ جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۴۵۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹/۵/۱۴۱۶ھ

منکوحہ یا معتدہ کا نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی آدمی حلال کو حرام جانے یا حرام کو حلال جانے تو وہ آدمی مسئلہ کے اعتبار سے کافر ہو جائیگا، جیسے مالا بدمنہ میں ہے، تو اگر کسی امام صاحب نے بغیر طلاق کے دوسرے آدمی سے نکاح پڑھا دیا یا عدت کے اندر نکاح پڑھا دیا تو اس امام صاحب کی بیوی پر طلاق پڑے گی یا نہیں؟ اور امام صاحب کا ایمان ہے یا نہیں؟ اور ایسے امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ یہ امام صاحب نے جان بوجھ کر کیا ہے، ثبوت موجود ہے۔

المستفتي: مزمل حسین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفيق: آپ نے لکھا ہے کہ امام صاحب نے غیر مطلقہ کا نکاح جان بوجھ کر پڑھایا ہے یا عدت کے اندر جان بوجھ کر پڑھایا ہے، اور آپ نے یہ بھی لکھا ہے، کہ ثبوت موجود ہیں، کیا امام صاحب نے یہ اقرار کیا ہے، کہ میں نے جان بوجھ کر پڑھایا ہے ، اگر اقرار کیا ہے تو کیا اس کے دو شرعی گواہ ہیں؟ نیز اگر امام صاحب نے جان بوجھ کر پڑھایا تو کیا امام صاحب کو یہ مسئلہ بھی معلوم ہے، کہ غیر مطلقہ کا نکاح یا عدت کے اندر نکاح صحیح نہیں ہوتا ہے، بالفرض اگر امام صاحب نے جان بوجھ کر نکاح پڑھایا ہے، تو کیا امام صاحب نے اس کا بھی اقرار کیا ہے، کہ میں نے حرام کام کو حلال جان کر کیا تھا، یا حلال کو حرام جان کر کیا تھا، اگر امام صاحب نے حرام کو حرام جان کر کیا ہے، تو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں، اور اس گناہ سے توبہ کرنا کافی ہوگا، امام صاحب کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا اور نہ امام صاحب کی بیوی نکاح سے خارج ہوئی اور اگر امام صاحب نے اقرار کیا ہے، کہ میں نے حرام کو حلال جان کر کیا ہے، تو اس کا حکم ہم اس وقت تک نہ لکھیں گے جب تک ہمارے سامنے امام صاحب کی طرف سے اقرار نامہ نہ آ جائے۔

قال الله تعالیٰ: يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلىٰ مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِينَ. (الحجرات: ٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۱۷۰ ٦٠)

شخص واحد سے دو بہنوں کا نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے گاؤں کے امام صاحب نے ایک شخص کا اس کی بیوی کی موجودگی میں بیوی کی سگی بہن سے نکاح پڑھایا پہلی بیوی سے ایک لڑکا بھی ہے تو کیا یہ نکاح درست ہے اگر نہیں تو اس نکاح پڑھانے والے امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ مدلل جواب سے نوازیں۔

نوٹ: بوقت نکاح لڑکی کے والدین یا وارثین میں سے کوئی موجود نہیں تھے۔

المستفتي: منگل خاں، گاؤں:
دیو پورہ ننگلہ، ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کی موجودگی میں اس کی سگی بہن سے نکاح شرعاً باطل اور حرام ہے، اور ہمیشہ زنا کاری ہوتی رہے گی، اور جان بوجھ کر جس نے نکاح پڑھایا ہے اور جن لوگوں نے اس نکاح میں شرکت کی ہے وہ سب گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہیں، سب پر توبہ لازم ہے، اور جب تک امام صاحب اس کا اعلان نہ کریں کہ جو نکاح ہوا ہے وہ غلط اور باطل ہوا ہے، اور جب تک عورت کو مرد سے علیحدہ کرنے کا اعلان نہ کریں امام صاحب شرعاً فاسق رہیں گے، اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اور ایسے امام کو الگ کرکے دوسرا باشرع امام مقرر کرنا چاہئے۔

وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ .(سورة النساء : ۲۳)

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوىٰ وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ .(سورة المائدہ: ۲)

وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً أي عقدا صحيحاً الخ. (شامی، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، کراچی ۳/۳۸، زکریادیوبند ۴/۱۱۶) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/صفر ۱۴۱۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/ ۲۵۳۶)

نرودھ استعمال کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۰۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید شادی شدہ ہے وہ اپنی بیوی سے صحبت کرتے وقت نیرودھ کا استعمال کرتا ہے، کیا نیرودھ کا استعمال کرنا جائز ہے؟ نیز ہمارے محلّہ کے امام صاحب اپنی بیوی کے ساتھ رہتے ہیں، وہ بھی نیرودھ استعمال کرتے ہیں، ان کے پیچھے نماز ادا کرنے میں کوئی کراہت تو نہیں، اگر ہے تو مفصل تحریر فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتي: امیر حسین، مدرسہ حبیبیہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بلا عذر شرعی نرودھ کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر عذر شرعی مثلاً حمل کی وجہ سے بچہ کی پرورش اور غذا میں خلل آنے کا اندیشہ یا عورت کی جان یا سخت مرض کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں بیوی کی اجازت سے نرودھ کے استعمال کی گنجائش ہے، نیز یہ بات آپکو کیسے معلوم ہوئی کہ امام نرودھ کا استعمال کرتے ہیں، صرف لوگوں کی باتوں میں نہیں آنا چاہئے۔

عن عمر بن الخطاب قال: نهى رسول الله ﷺ أن يعزل عن الحرة

إلا بإذنها. (سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب العزل، النسخة الهندية /١٣٨، دارالسلام رقم:١٩٢٨، المعجم الأوسط دار الفكر ٢/١/١٤١، رقم:٣٦٧٩)

عن عمر بن الخطابؓ : أن النبي ﷺ نهى عن العزل عن الحرة إلا بإذنها .(مسند أحمد بن حنبل ١/٤٠، رقم: ٢١٢)

ويعزل عن الحرة بإذنها .(در مختار) وفي الشامية : فإباحة الإسقاط محمولة على حالة العذر . (شامي كتاب النكاح، باب نكاح الرقيق، مطلب في حكم إسقاط الحمل زكريا٤/٣٣٦، كراچی ٣/١٧٥، ١٧٦)

عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ كفى بالمرء كذباً أن يحدث بكل ماسمع .(صحيح مسلم، مقدمه ١/٨، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ١٥/٢٠، رقم: ٨٢٠١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفااللہ عنہ
۱۱ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر:۳۵/۱۶۵۷)

بلاعذرشرعی حمل ساقط کرانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۱۰]: کیا فرماتے ہیں علماءکرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید جوکہ عالم دین ہے اور قاضی شہر بھی ہے، اس نے ہندہ سے شادی کی تھی جوکہ اس کی تیسری شادی تھی، معلوم ہوا کہ پہلی دو بیویوں کوطلاق ہوئی نہ معلوم ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا بہرکیف تیسری بیوی کیساتھ یہ عمل رہا کہ ایک باردواؤں کے ذریعہ سے دوماہ کا حمل ساقط کرایا دوسری مرتبہ پانچ ماہ کا حمل ساقط کرایا، دونوں مرتبہ جان کے لالے پڑ گئے ہوسپٹل میں صفائی کرانی پڑی زید کا کہنا ہے کہ مجھے رنگ رنگ کے بچے اچھے نہیں لگتے بچوں کی مجھے ضرورت نہیں پہلی سے تین بچے ہیں اب تیسری بیوی زید کے اس عمل سے گھبرا کرطلاق مانگ رہی ہے، جواب طلب امر یہ ہے کہ ایک عالم دین اور پیشوا کا یہ عمل

کہاں تک درست ہے، اگر یہ عمل خلاف شرع ہے تو اس کی سزا کیا ہے؟ اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ وضاحت فرمائیں؟

المستفتي: عبداللہ ہلدوانی، پیرجی دوکاندار،
لائن نمبر۱۲، آزادنگر، ہلدوانی، نینی تال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی عذر شرعی کے بغیر حمل ساقط کرانا سخت گناہ ہے، ایسا کرنیوالا شخص شرعاً فاسق ہے، اسے توبہ کرنا لازم ہے، اگر توبہ نہ کرے تو پھر اس کو امام نہ بنایا جائے، اور اگر صدق دل سے توبہ کرے اور توبہ پر قائم رہے تو پھر امام بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ ۲/۹۲)

فلما كان يؤاخذ بالجزاء فلا أقل من أن يلحقها إثم هنا إذا أسقطت بغير عذر . (شامی ، كتاب النكاح ، مطلب في حكم إسقاط الحمل، زكريا ٤/٣٣٦، كراچی ٣/١٧٦، البحر الرائق ، كتاب النكاح ، باب نكاح الرقيق ، زكريا ٣/٣٤٩، كوئٹه ٣/٢٠٠، الموسوعة الفقهيه ٢/٥٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲رشوال ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/۸۵۷۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲/۱۰/۱۴۲۵ھ

مفتی اور فتویٰ کی تحقیر کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۱۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) امام صاحب ایک مسجد میں امامت کرتے ہیں اور اکثر غیر حاضر رہتے ہیں، اور ان کے نہ ہونے کی وجہ سے مؤذن صاحب نماز پڑھاتے ہیں، اور امامت کی تنخواہ مکمل لیتے ہیں، اب مکمل لینا جائز ہے یا نہیں؟ یا جتنے دن مؤذن نماز پڑھاتا ہے اس کا حق بنتا ہے، یا نہیں؟ یا امام ہی کا حق بنتا ہے؟

(۲) اورکوئی مسئلہ بتلایا جاتا ہے، تو امام صاحب کہتے ہیں کہ ایسے مسئلے ۳٦۰ ہیں، ایسے مفتی ہمارے پیچھے کتنے پھرتے ہیں تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی سے جواب دینے کی زحمت عطاء فرمائیں۔

المستفتي: محمد یعقوب، محلّہ پیرزادہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) جب امام تنخواہ لیکر امامت کرتا ہے تو اسپر پابندی لازم ہے، اتفاقیہ کبھی کوئی سخت ضرورت پیش آجائے اور اسکی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے تو قابل مسامحت ہے، اسپر زیادہ داروگیر نہ کی جائے لیکن اپنی ذمہ داری کو محسوس نہ کرتے ہوئے طبیعت چاہنے پر حاضر ہونا شرعاً درست نہیں ہے، اس سے ان کی تنخواہ خالص حلال نہ رہے گی، اور متولی کو بھی پوری تنخواہ دینا درست نہیں ہے، اور مؤذن کیلئے اسپر کوئی اجرت متعین نہیں کی گئی ہے، اسلئے اسکا کوئی حق نہیں بنتا۔

(۲) ایسا شخص فاسق ہے توبہ واستغفار کے ذریعہ سے ایسی حرکتوں سے بازآجانا لازم ہے، اور توبہ کے بعد اسکے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے، (مستفاد: فتاویٰ احیاء العلوم ۱/ ۸٦ و ۱/ ۱۱۷)

إذا جاء أحد الخصمين إلى صاحبه بفتوى الأئمة فقال صاحبه ليس كما أفتوا أو قال لانعمل بهذا كان عليه التعزير. (عالمگیری، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ومنها ما يتعلق بالعلم والعلماء، زكريا قديم ۲/ ۲۷۲، جديد ۲/ ۲۸٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٦/ رجب ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۴۱۰۷)

ہجڑے کی امامت اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

سوال: [۲۳۱۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص (حامد)

فطرتاً صحیح وسالم تھا، لیکن وہ بعد میں مخنثوں (ہجڑوں) میں رہنے لگا مخنثوں نے اس کو مخنث ہجڑا بنادیا یعنی خصیتین وغیرہ کاٹ دیئے اب لوگ اس کو نماز میں مردوں کی صف میں نہیں کھڑا کرتے اور نہ اس کو امام بناتے اور یہ کہتے ہیں کہ اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائیگی، جواب اس بات کا طلب ہے کہ آیا وہ مردوں کی صف میں نماز پڑھ سکتا ہے، یا نہیں؟ اسکی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اسکی نماز جنازہ پڑھی جائیگی یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں واضح جواب عنایت فرمائیں۔نوازش ہوگی۔

المستفتي: محمد صادق، رامپوری، متعلم
جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی، ضلع: مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر ہجڑا بن گیا ہے اور خصیتین کاٹ دئے گئے ہیں، اور وہ اب عورتوں کے جنسی حقوق ادا کرنے پر بھی قادر نہیں تو ایسی صورت میں اس کا حکم ہجڑوں کی طرح ہوگا اور ہجڑوں کو بچوں سے بھی پیچھے کھڑے ہونے کا حکم ہے اسکی امامت ہرگز درست نہ ہوگی۔(مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۱/۱۸۰، جدید زکریا ۴/۱۷۴)

ويصف الرجال علٰى قدر مراتبهم ثم الصبيان ثم الخنثىٰ. (شرح النقايه، كتاب الصلاة، ، باب الإمامة اعزازيه ديوبند ۱/۸۹)

لا يصح اقتداء رجل بامرأة وخنثىٰ . (تنوير الأبصار مع الدر، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة كراچى ۱/۵۷٦، زكريا۲/ ۳۲۱، البحرالرائق ، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا۱/۶۲۸، كوئٹه ۱/ ۳۵۹، مجمع الأنهر ، كتاب الصلوٰة، فصل الجماعة سنة مؤكدة دارالكتب العلميه بيروت ۱/۱٦۷)

والخنثىٰ البالغ تصح إمامته للأنثى مطلقاً فقط لا لرجل ولا لمثله .

(شامى ، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة كراچى ۱/۵۷۷، زكريا۲/۱/ ۳۲۱، مجمع الأنهر ، كتاب الصلوٰة، فصل الجماعة سنة مؤكدة ، دارالكتب العلميه بيروت ۱/ ۱٦۷)

اوراس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور جولوگ یہ کہتے ہیں کہ نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی وہ صحیح نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۵/ ۳۵۹)

عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ...... والصلاة واجبة على كل مسلم برا كان أو فاجراً، وإن عمل الكبائر. (سنن أبي داؤد ، كتاب الجهاد، باب في الغز و مع ائمة الجور ، النسخة الهندية ١/ ٣٤٣، دارالسلام رقم: ٢٥٣٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر ۲۸/ ۳۰۹۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳/۳/۱۴۱۳ھ

سرکاری امداد لینے والے کی امامت

سوال: [۲۳۱۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حافظ محمد اختر کو سرکار مکان بنانے کیلئے امداد دے رہی ہے سرکار کی اس امداد سے مکان بنانا جائز ہے یانہیں؟ اوران کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں واضح جواب دینے کی زحمت فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتي: محمد اشرف

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: سرکار مکان بنانے کے لئے جو امداد دے رہی ہے، اس امداد کا لینا اس سے مکان بنانا جائز اور درست ہے اوراس کے پیچھے بلاشبہ نماز درست ہے۔ (مستفاد فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۶/ ۳۱۷، جدید زکریا ۱۰/ ۲۲۵ محمودیہ قدیم ۶/ ۲۴۷، جدید ڈابھیل ۱۵/ ۲۰۴)

أخذ الجائزة من السلطان قال بعضهم يجوز مالم يعلم أنه يعطيه من حرام قال محمد وبه نأخذ مالم نعرف شيئاً حراماً وهو قول أبي حنيفة

وأصحابه . (فتاویٰ عالمگیری ، کتاب الکراهية ، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات زكريا ديوبند قديم ٥/ ٣٤٢، جديد ٥/ ٣٩٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۶۷۱۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۵/ ۶/ ۱۴۲۱ھ

غیر مسلم میت پر قرآن خوانی کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۱۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید، عمر، بکر عالموں کی فہرست میں شمار ہوتے ہیں، مدارس میں معلم اور مساجد میں امام بھی ہیں، یہ کافر کی میت پر قرآن خوانی کرتے ہیں، میت اونچی جگہ پر رکھی ہوئی ہوتی ہے اور قرآن خوانی کرنے والے نیچے بیٹھ کر قرآن خوانی کرتے ہیں، جب غیر مسلم اپنی میت کی زیارت کرتے ہیں، تو وہ اپنی رسم کے مطابق میت کا طواف کرتے ہیں، اس وقت ان طواف کرنے والوں کی پیٹھ قرآن پاک کی طرف ہوتی ہے، اس میت کی برسی کی جاتی ہے، ان عالموں کو مدعو کیا جاتا ہے، یہ بہت ہی خوشی سے شرکت کرتے ہیں، اور قرآن خوانی کرتے ہیں، یہ عالم دوسروں کی تشکیل کر کے اپنے ساتھ منسلک کرتے ہیں، ان سے سوال کیا جاتا ہے، کہ کافروں پر تو دعاء مغفرت جائز نہیں، آپ قرآن خوانی کیوں کرتے ہیں؟ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم قرآن خوانی کا ثواب اپنے مسلمان مردوں کو پہنچاتے ہیں، اور ایک جواب یہ بھی دیتے ہیں کہ آجکل کافروں کی حکومت ہے مصلحتاً اس طرح کرنا جائز ہے، تاکہ غیر مسلموں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہم سب ایک ہیں کیا یہ ان کی توجیہ ٹھیک ہے؟ جس سے عوام کے اندر بگاڑ پیدا ہوتا ہو اور گمراہ ہونے کا اندیشہ ہو، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے، یا نہیں؟ کیا ان اشخاص کے اقوال وافعال کا اعتبار کرنا جائز ہے؟ ایسے لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟ برائے کرم مدلل

ومفصل جواب دینے کی زحمت فرمائیں۔

المستفتي: احقر محمد راشد غفرلہٗ،
بستی حضرت نظام الدین، نئی دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (قوله تعالىٰ) مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْكَانُوْا أُوْلِيْ قُرْبىٰ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ. (سورة توبه: ۱۱۳)

مذکورہ آیت کریمہ میں کافر ومشرک کی موت پر قرآن خوانی ودیگر دعاء واستغفار کی سخت ممانعت واضح طور پر آچکی ہے، پھر بھی اگر کوئی نص قرآنی قطعی کے خلاف غلط تاویلات کرکے خودکو اور دوسروں کو کافر کی موت پر قرآن خوانی وغیرہ میں شرکت پر مامور کرتا ہے تو وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، جب تک توبہ کرکے باز نہ آوے، امامت سے معزول کردیا جائے۔

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى (الدر المختار) قوله وفاسق من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۹۹، ۶۰۰، زکریا ۲/۲۹۸، وهكذا فی شرح النقایه، کتاب الصلاة، باب الإمامة، اعزازیه دیوبند ۱/۸٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍ شوال ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۹۲۵)

امام صاحب کا غیر مسلموں کے ساتھ میل ملاپ رکھنا

سوال: [۲۳۱۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام

صاحب غیر مسلموں کے محلّہ میں رہتے ہیں کبھی ضرورت پڑنے پر وہ لوگ ان کا تعاون بھی کرتے ہیں، مثلاً امام صاحب بیمار پڑجاتے ہیں یا ان کے بچے بیمار پڑجاتے ہیں تو وہ لوگ ہاسپٹل وغیرہ بھی لیجاتے ہیں اسی طرح کبھی ان کو ضرورت پڑجائے تو امام صاحب کو بلا کر لے جاتے ہیں، چونکہ کچھ عقیدت بھی ہے، اسلئے پھونک وغیرہ لگواتے ہیں، غرضیکہ جانبین سے سماجی میل ملاپ ہے، اسی وجہ سے وہ لوگ بیاہ شادی کے موقع پر ان کو بھی مدعو کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کی تقریبات میں باجے گاجے بھی ہوتے ہیں اور عدم شرکت کی صورت میں ان کی دل شکنی ہوتی ہے، تو ایسی صورت میں اگر امام صاحب ان کی تقریبات میں شرکت کریں تو کیا حکم ہے؟ واضح رہے کہ مسلمانوں کی بھی بعض شادیاں باجے گاجے کے ساتھ ہوتی ہیں، جن میں کمیٹی کی جانب سے نکاح پڑھانے کیلئے امام صاحب کا جانا طے ہے، اور شرکت بھی کرتے ہیں شرکت کے اعتبار سے کون سی شرکت اہون ہے، یہ بھی واضح رہے کہ امام صاحب ایسی جگہ پر امامت کرتے ہیں جہاں بے پردگی عام ہے، اور ایسی تقریبات میں سوائے چندلوگوں کے تقریباً ہندو مسلم تمام ہی لوگ شرکت کرتے ہیں، اس کے باوجود غیر مسلموں کی شادی میں شرکت پر کچھ مقتدیوں کے اعتراض پر آئندہ شرکت نہ کرنے کا وعدہ بھی امام صاحب نے کرلیا ہے، تو اب ان امام صاحب کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: محمد عباس صدیقی، سہاگ پور، شہڈول

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کافروں کیساتھ مدارات یعنی ظاہری خوش خلقی اور دوستانہ برتاؤ کرنا درست ہے، بقیہ ان سے دلی محبت کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے، اپنی یا غیروں کی شادی جس میں گانا بجانا ہوتا ہے، اگر پہلے سے معلوم ہے تو عام مسلمانوں کا شرکت کرنا جائز نہیں ہے، خاص کر امام صاحب جو مقتدا ہیں، ان کو بطریق اولیٰ پرہیز کرنا چاہئے، لیکن اب جب کہ امام صاحب نے اس قسم کی تقریبات میں شرکت نہ کرنے کا وعدہ کرلیا ہے تو مقتدی

حضرات کوامام صاحب سے مطمئن ہوجانا چاہئے ،اوران کے پیچھے نماز بلاکراہت درست ہوجائے گی۔

ولو دعى إلى دعوة فالواجب أن يجيبه إلى ذلك وإنما يجب عليه أن يجيبه إذا لم يكن هناك معصية ، ولا بدعة . (عالمگیری ، كتاب الكراهية ، الباب الثانی عشر فی الهدايا و الضيافات زكريا قديم ٥/٣٤٣، جديده/٣٩٧)

إِنَّما التَّوْبَةُ عَلىٰ اللهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَأُولٰئِكَ يَتُوْبُ اللهُ عَلَيْهِمْ. (النساء : ١٧)

عن عائشةؓ عن النبیﷺ قال: ما علم الله من عبد ندامة على ذنب إلا غفر له قبل أن يستغفره منه . (المستدرك قديم ٤/٢٨٢، مكتبه نزار مصطفى الباز، جديد٧/٢٧٣٦، رقم: ٧٦٤٦)

عن ابن عباسؓ قال : قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (شعب الإيمان للبيهقی ، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة ، دارالكتب العلميه بيروت ٥/٤٣٦، رقم: ٧١٧٨، السنن الكبرىٰ للبيهقی ، كتاب الشهادات ، باب شهادة القاذف جديد دارالفكر ١٥/١٧٥، رقم:٢١١٥٢، دارالحديث ١٠/٢٩٠، رقم:٢٠٥٦١)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰؍محرم الحرام ۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر:۳۷/۸۶۸۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۲۶/۱/۲۰ھ

بی جے پی پارٹی کی حمایت کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۱۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ابھی بہار کے حالیہ اسمبلی انتخابات کے موقع پر ضلع بھاگلپور کے کہلگاؤں اسمبلی حلقہ سے کانگریس کے امید

وارسدانند سنگھ تھے، جبکہ بی جے پی کی حلیف جماعت کے امیدوار راجکمار سنگھ تھے، جو خود بھی بی جے پی کے ممبر ہیں، اب ووٹنگ کے سلسلہ میں مسلمان دو گروپ میں بٹ گئے ایک گروہ بی جے پی کا حمایتی بن گیا جن کی قیادت چند ایسے حضرات کر رہے تھے جو خود بھی عالم دین مسجد کے امام اور حاجی ہیں نہ صرف حمایتی بلکہ یہ قائدین حضرات بی جے پی کی پر چار گاڑی میں بیٹھ کر گاؤں گاؤں گھوم کر عام لوگوں کو بی جے پی امیدوار کو ووٹ دینے کی ترغیب دیتے رہے، ان کی بے غیرتی کی حد تو یہ ہے کہ ایک دن اسی پر چار گاڑی سے بی جے پی کی چند خواتین مل کر مسلم محلّہ میں مائک پر یہ اعلان کرتی ہیں کہ رام راج لانا ہے اڈوانی جی کو کامیاب بنانا ہے وغیرہ جبکہ مسلمانوں کی دوسری جماعت کانگریس پارٹی کی ان کے سیکولر پارٹی کی بنیاد پر حمایت کرتی ہے۔

الف: اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا انتخابات میں مسلمان خصوصاً علماء دین کو اسلام اور مسلم دشمن پارٹی کی مثلاً بی جے پی اور ان کی حلیف جماعتوں کی حمایت کرنی چاہئے؟

ب: اگر کسی عالم دین یا امام مسجد نے ایسی جماعت کی حمایت کی اور اس بنیاد پر مقتدیوں کی اکثریت بلکہ سارے مقتدی امام کی اس حرکت سے ناراض ہوکر ان کی امامت میں نماز پڑھنے سے قطعاً احتراز کر رہے ہیں، تو کیا مقتدی حضرات کا یہ عمل درست ہے؟ اور ایسی صورت میں اس امام کا امامت کرنا صحیح ہے، جبکہ سارے مقتدی ان سے ناراض ہیں؟

المستفتي: حاجی شرف الدین،
چکدریا والیہ لوری پور، بھاگلپور بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احقر سیاسی ہتھ کنڈی سے واقف نہیں سیاسی لیڈروں کی متضاد باتوں سے وحشت رکھتا ہے، اور ہمارے ہندوستان کی سیاسی پارٹیوں میں بی جے پی کی مسلم دشمنی کافی واضح ہے لیکن دوسری طرف نرسمہاراؤ کی اس مسلم دشمنی کے باوجود کانگریس لیڈران نے متفق ہوکر نرسمہاراؤ کے خلاف آواز نہیں اٹھائی، اسلئے نرسمہاراؤ کے دور میں

کانگریس کی سیاست مسلم دشمنی میں نمایاں رہی ہے، ممکن ہے سوالنامہ میں جن امام صاحب کا ذکر ہے ان امام صاحب کے نزدیک نرسمہاراؤ کے دور کی کانگریسی سیاست کے دکھ کا غلبہ ابھرا ہوا رہا ہو، جس کی بناء پر امام صاحب نے کانگریس کی مخالفت کی ہو اس لئے سیاسی پارٹیوں کو سامنے رکھ کر امام صاحب کے بارے میں آمنے سامنے گفتگو ہونے سے پہلے کوئی حتمی بات کرنا غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ر صفر ۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/ ۸٦۹٦)

بی جے پی کو ووٹ دینے والے کی امامت

سوال: [۲۳۱۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں مقام رواری ٹولہ تیج پور کا رہنے والا ہوں، یہ مقام کشی نگر میں واقع ہے، ہمارے گاؤں میں دو مدرسے ہیں، جس میں درجہ پنجم تک کی تعلیم ہوتی ہے، اور گاؤں میں تقریباً پانچ، چھ لوگ عالم ہیں جسمیں سے ایک عالم (مولانا) ایسے ہیں، جن کا دایاں ہاتھ نہیں ہے، عمر تقریباً ۳۵ر سال سے زیادہ ہے، ابھی انھوں نے اپنا نکاح کیا ہے، ان کے پاس اپنے والد کی بنائی ٦ رکٹھہ زمین ہے، اپاہج ہونے کی وجہ سے یہ آدمی گھوم گھوم کر بڑے بڑے شہروں میں اور گاؤں میں جا کر مدرسہ کے نام پر چندہ کرتا ہے، اور اپنی پارٹی مضبوط کرنے کیلئے اس نے چندہ کے پیسے اپنے خاص لوگوں میں بانٹ (تقسیم) کر کے اپنے آپ کو مضبوط کر لیا ہے، گاؤں کے بااثر لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے، اور امامت (نماز پڑھانے) کیلئے لڑائی کرا دینا چاہتا ہے، پھر جس کو اس کی امامت پسند نہیں تو مجبوراً وہ الگ کہیں جا کر نماز پڑھ لیتا ہے، کہ ہم لوگ امامت کی لڑائی لڑیں گے تو جھگڑا بڑھ سکتا ہے؟

ساتھ ہی ساتھ یہ مولوی صاحب بھارتی جنتا پارٹی کے نیتاؤں کے ساتھ گھوم گھوم کر ووٹ بھی مانگتا ہے، اور اس چناؤ (الیکشن) میں اپنے قریبی مسلمانوں سے ووٹ بھی دلوایا ہے

، کہ (MLA) ودھایک صاحب جیت جائیں تو ہمارے مدرسہ کو کچھ صدقہ خیرات وغیرہ کر دیں گے، اس طرح کے مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے، اس کا جواب مکمل حوالے کے ساتھ دیا جائے۔

المستفتي: ڈاکٹر جمال الدین
انصاری، رواری، کشی نگر، یوپی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعی اس عالم کے اندر سوال میں مذکور باتیں پائی جاتی ہیں، یعنی یہ شخص مدرسہ کے نام پر چندہ کر کے جس میں زکوٰۃ وامداد سبھی ہوتی ہے، مدرسہ کے اخراجات میں خرچ کرنے کے بجائے اپنے متعلقین پر محض اپنے مفاد کی خاطر صرف کرتا ہے، تو یہ ناجائز اور حرام ہے ایسا شخص مرتکب کبیرہ ہے، اور بھارتی جنتا پارٹی جو اس وقت مسلمانوں کی شدید دشمن ہے اس کے ساتھ گھوم کر ووٹ مانگنا اور اپنے متعلقین مسلمانوں کے ووٹ اس کے MLA کو دلوانا اعانت علی المعصیت ہے، جو گناہ کبیرہ ہے قرآن کریم میں اس سے ممانعت آئی ہے۔

وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلیٰ الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. (المائدہ : ۲)

لہٰذا یہ شخص مرتکب کبیرہ ہونے کی وجہ سے فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (عزیز الفتاویٰ/۱۹۴)

أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينيه وفي تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته، بل مشىٰ في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (شامی، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة زکریا ۲/ ۲۹۹، کراچی ۱/ ۵۶۰)

لا يؤم فاجر مؤمنا. (ابن ماجه، الصلاة، باب فرض الجمعة ۱/ ۷۷، دارالسلام رقم: ۱۰۸۱)

لہٰذا ایسے امام کو بلاتاخیر معزول کردینا لازم ہے، اگر کسی وجہ سے اس کو معزول نہ کرسکتے ہوں تو

آپ حضرات کسی دوسرے جگہ نماز پڑھ لیا کریں، لیکن تنہا نماز پڑھنے سے بہتر فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا ہے ہمارا یہ جواب اس وقت ہے جبکہ سوالنامہ میں لکھی ہوئی ساری باتیں صحیح ہوں اور اگر سوال میں کذب بیانی سے کام لیا گیا ہے تو ہمارا جواب یہ نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۱/ ۳۵۱، دار العلوم ۳/۳۴۲)

عن أبي هريرة ؓ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: صلوا خلف كل بر وفاجر . (السنن الكبرى للبيهقي ، دارالفكر جديد ٥/٣٢٣، رقم: ٦٩٣٣، دارالحديث قاهره ٤/١٦٦، رقم: ٦٨٣٢)

فإن أمكن الصلوٰة خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فالاقتداء أولىٰ من الانفراد .(البحرالرائق ، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا١/ ٦١١، كوئٹه ١/ ٣٤٩، شامی، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ١/ ٥٦٢، زكريا٢/ ٣٠١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷رمحرم الحرام ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/ ۷۴۵۰)

داڑھی منڈے کے بجائے متبع شریعت امام ہو

سوال: [۲۳۱۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید داڑھی کٹواتا ہے، اور خفیہ طور پر نامحرم عورتوں سے ملتا ہے اس حالت میں زید کو فرض نماز یا تراویح کی نماز کا امام بنانا کیسا ہے؟ جبکہ محلّہ میں اس سے بہتر اوران ناشائستہ ناپاک حرکات سے دور ابوبکر موجود ہے آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب سے نوازیں۔

المستفتي: عبداللہ، ٹانڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: داڑھی یک مشت سے کم کرکے کٹوانے والے شرعاً فاسق ہیں، ان کے پیچھے فرض اور تراویح کی نماز مکروہ تحریمی ہے، لھذا ایسے آدمی کو ہرگز امام نہ بنایا

جائے، بلکہ باشرع متبع سنت شخص کو امام بنایا جائے۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ۳/ ۹۱۸)

والسنة فيها القبضة (إلى) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته .

(شامی، کتا باب الحظر والإباحة ، باب الإستبراء وغيره كراچی ٦/ ٤٠٧، زكريا٩/ ٥٨٣)

وكذا يحرم على الرجل قطع لحيته فعلم من ذلک أن ما يفعله بعض من لا خلاق له فی الدين من المسلمين فی الهند والأتراک حرام .

(بذل المجهود ، كتاب الطهارة ، باب السواك من الفطرة ، ميرٹھ قديم ١/ ٣٣، دارالبشائر الإسلاميه ١/ ٣٣٦)

عن جابر بن عبد الله، قال خطبنا رسول الله ﷺ فقال: ....ولا يؤم فاجر مومنا .... (سنن ابن ماجه ، الصلاة، باب فی فرض الجمعة ، النسخة الهندية ١/ ٧٥، دارالسلام رقم: ١٠٨١)

عن مرثد بن أبي مرثد الغنوى وكان بدرياً قال: قال رسول الله ﷺ إن سركم أن تقبل صلاتكم ، فليؤمكم خياركم ، فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم. (المعجم الكبير للطبرانی ، دار احياء التراث العربي ٢٠/ ٣٢٨، رقم: ٧٧٧)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۴۱۵۴)

فاسق امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کے اعادہ کا حکم

سوال: [۲۳۱۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو امام پابندی سے نماز نہ پڑھائے اور ترک جماعت کا بھی عادی ہو لوگوں کے سمجھانے پر ان کے خلاف تھانے میں رپورٹ درج کرادے اور بستی میں پارٹی بندی کرادے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ شریعت کی دلیلوں کے حساب سے جواب مرحمت فرمائیں؟

المستفتي: عبدالعزیز، کوکرپور، مرادآباد

دارالافتاء جامعہ نعیمیہ مرادآباد کا جواب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام مسئول کا پابندی سے نماز نہ پڑھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اس طرح ترک جماعت کا عادی ہونا موجب فسق ہے، اور مسلمانوں کے درمیان افتراق وانتشار پیدا کرنا یہ بھی حرام اشد حرام گناہ کبیرہ ہے، پس امام مسئول اپنی حرکات قبیحہ کی وجہ سے سخت گناہ عظیم کا مرتکب وفاجر مستحق قہر قہار وغضب جبار لائق عذاب نار ہے، اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے، اسکی امامت مکروہ تحریمی وناجائز اور گناہ کبیرہ ہے، اس حالت میں جتنی نمازیں اس کے پیچھے ادا کی گئی ہیں، تمام کا لوٹانا ضروری ہے، اور اہل بستی پر اس امام کا معزول کرنا لازم وضروری ہے، ارشادربانی ہے۔

واعتصموا بحبل للّٰہ جمیعاً ولا تفرقوا الأیة : غنیة المستملی میں ہے ’’إمامة الفاسق مکروهة تحریماً‘‘ طحطاوی علی المراقی الفلاح میں ہے، ’’والفسق خروج عن طاعة اللّٰہ تعالیٰ بارتکاب کبیرة الخ درمختار میں ہے ’’کل صلوٰة أدیت مع کراهة التحریم تجب إعادتها الخ‘‘ مراقی الفلاح میں ہے، ’’وفیه لو أم قوماً وهم له کارهون فهو علیٰ ثلثة أوجه إن کانت الکراهة لفساد فیه أو کانوا أحق بالإمامة منه یکره الخ ‘‘ واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صواب
مختار احمد نعیمی غفرلہ

کتبہ: محمد سلیمان النعیمی البرکاتی عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ نعیمیہ، مرادآباد
۱۳؍جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ء

دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی کا فتویٰ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جونمازیں فاسق کے پیچھے پڑھی گئی ہیں ان کا لوٹانا لازم

نہیں ہے کراہت کے ساتھ اسی حدتک صحیح ہوگئی ہیں لہٰذا اعادہ کی ضرورت نہیں اس کے علاوہ باقی جواب کے ہر جز سے اتفاق ہے۔

لو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورعٍ الخ. (البحرالرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ١/ ٦١٠، کوئٹه ١/٣٤٩)

ومن صلى خلف فاسق أو مبتدع، يكون محرزا ثواب الجماعة، أما لا ينال ثواب من يصلي خلف تقي. (الفتاویٰ التاتار خانیه، کتاب الصلاة، الفصل السادس من هو أحق بالإمامة زکریا ٢/ ٢٥٥، رقم: ٢٣٣٥، شرح النقایه، کتاب الصلاة، فصل فی القراء ة فی الصلاة، اعزازیه دیوبند ١/ ٨٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۲۸۹)

فاسق کی امامت بعد التوبہ درست ہے

سوال: [۲۳۲۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا شرابی اوباش لڑکوں کو مسجد میں بٹھانا اور مسلمانوں کو مسجد سے بھگانا جائز ہے، آپ مہربانی کر کے ذیل کے پتوں پر جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں۔

المستفتي: محمد عمران صدیقی، نذیر احمد پتھوراگڑھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: توبہ کر کے باز آجانا واجب ہے، اور صدق دل سے توبہ کے بعد اس کی امامت درست ہو جائیگی۔

عن عبد الله ﷺ قال: قال رسول الله ﷺ: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر التوبه، النسخة الهندية ٢/ ٣١٣،

دارالسلام رقم: ۰ ۲ ۵ ٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۰۲۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۰/۱۱/۵ھ

گناہوں سے توبہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۲۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے پہلے بہت برائیاں کیں تمام عیوب اسمیں پائے جاتے تھے، لیکن بعد میں اللہ کا خوف غالب ہوا اور مشروع داڑھی اور مشرع لباس اور نمازوں کا پابند ہوگیا غرض یہ ہے کہ ہر نیک کام کرتا ہے، تمام برائیوں سے سچی توبہ کرلی قرآن کریم بھی صحیح پڑھتا ہے، لیکن اس کے باوجود پہلی حرکتوں کی وجہ سے لوگ مخالف ہیں اور ایک دوسرا شخص ہے جو عابد پرہیزگار حاجی ہے، لیکن جاہل ہے کچھ پڑھا لکھا نہ ہونے کی وجہ سے قرآن پاک صحیح پڑھنے پر قادر نہیں تو امام کی عدم موجودگی میں کون امامت کے لائق ہے، پہلا شخص یا دوسرا شخص جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد عاشق، ساکن چھپار پوسٹ: خاص مظفرنگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب پہلا باصلاحیت ہے اور اپنی تمام سابقہ حرکتوں سے توبہ کرلی ہے، اور داڑھی مشرع ہوچکی ہے تو امام نہ ہونے کی حالت میں امام بننے کا حقدار یہی پہلا شخص ہوگا لیکن مقتدیوں کو اسکی توبہ کا علم ہوجانا چاہئے، تاکہ ان کے دلوں سے نفرت نکل جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۴/۳۰۷، جدید زکریا ۴/۱۸۶)

قال اللّٰہ تعالیٰ: إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَأُولٰئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا. (سورة التحريم :۱۷)

والأحق بالإمامة تقديما الأعلم بأحكام الصلوة ثم الأحسن تلاوة

وتجويداً للقرأة ثم الأورع الخ . (درمختار ، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ١/٥٥٧، زكريا٢/٢٩٤)

الأعلم أفضل حتى قالوا: إن الأعلم إذا كان ممن يجتنب الفواحش الظاهرة، والأقرء أورع منه، فالأعلم أولىٰ .(بدائع الصنائع ، كتاب الصلاة، فصل فی بيان من هو أحق بالإمامة دارالكتب العلميه بيروت ١/٦٧٠، كراچی ١/١٥٧، زكريا ١/٣٨٩، البنايه ،كتاب الصلاة، باب الإمامة اشرفيه ٢/٣٢٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/۳۰۹۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳؍۳؍۱۴۱۳ھ

گناہ کبیرہ سے توبہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۲۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں جس مسجد میں نماز پڑھتا ہوں اس مسجد کے مصلیان میں صرف ایک ہی عالم ہیں جو قاری بھی ہیں، ان کے علاوہ نہ کوئی عالم ہے، نہ قاری لیکن امامت ایک حاجی صاحب کرتے ہیں جو نہ عالم ہیں نہ قاری ہیں عالم صاحب کو جب امام بنانے کی بات ہوتی ہے، تو کچھ مصلیان مسجد اعتراض کرتے ہیں کہ ہم لوگ عالم صاحب کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے، اسلئے کہ عالم صاحب نے زمانہ طالب علمی میں لواطت کی تھی، مندرجہ بالا سطور کو پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل امور دریافت طلب ہیں۔

(۱) شریعت کی رو سے امامت کا مستحق کون ہے؟

(۲) عالم کی موجودگی میں غیر عالم کو امام بنانے والوں کا کیا حکم ہے؟

(۳) اگر کسی شخص سے گناہ کبیرہ سرزد ہوجائے اور اس سے توبہ کرلی جائے تو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟ (۴) ایک عالم کی عزت نفس سے کھیل کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: محمد انظر اعظمی، اعظم گڈھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے عالم کی موجودگی میں جو قرآن صحیح پڑھنے پر قادر ہو غیر عالم کو امام نہیں بنانا چاہئے، عالم کی موجودگی میں غیر عالم کو مستقل امام بنانا مکروہ ہے، البتہ اگر اتفاقاً غیر عالم کو امام بنادیا ہے تو پھر کوئی کراہت نہیں ہے۔ (کفایت المفتی قدیم ۳/۴۱، جدید زکریا ۳/۸۱، زکریا مطول ۴/۱۴۷)

وأشار المصنف بالأحقية إلیٰ أن القوم لو قدموا غیر الأقرأ مع وجوده فإنهم قد أساء وا ولکن لایأثمون. (البحرالرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ زکریا ۱/۶۰۹، کراچی ۱/۳۴۸)

والأحق بالإمامة تقدیماً بل نصباً الأعلم بأحکام الصلاة (إلیٰ قوله) فإن اختلفوا اعتبر أکثرهم، ولو قدموا غیر الأولیٰ أساء وا بلا إثم. (شامی، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ کراچی ۱/۵۵۹، زکریا ۲/۲۹۴)

(۲) مرتکب کبیرہ نے اگر سچے دل سے توبہ کرلی ہے، تو اسکی امامت بلاکراہت جائز ہے، البتہ اگر وہ شخص بدنام ہو چکا ہو اور تقلیل جماعت کا باعث ہو تو ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے۔ (امدادالاحکام زکریا ۲/ ۱۴۶)

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَإِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً. (طٰہٰ: ۲۰)

عن أبی عبیدة، عن عبد اللّٰہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: التائب من الذنب کمن لا ذنب له. (السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الشہادات، باب شہادات القاذف، جدید دارالفکر ۱۵/ ۱۷۵، رقم: ۲۱۱۵۰)

عن مرثد بن أبی مرثد الغنوی، وکان بدریاً، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن سرکم أن تقبل صلاتکم، فلیؤمکم خیارکم، فإنهم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم. (المعجم الکبیر للطبرانی، دار احیاء التراث العربي ۲۰/ ۳۲۸، رقم: ۷۷۷)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍ ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/ ۸۵۹۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹/۱۱/ ۱۴۲۵ھ

گناہ سے توبہ کے بعد امامت کا حکم

سوال: [۲۳۲۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ یہاں محلّہ میں رواج ہے کہ اگر کسی کے یہاں کوئی تقریب ہو تو یا کسی اور وجہ سے امام صاحب کی دعوت کر دیتے ہیں، اگر کسی کے یہاں امام صاحب تشریف لے گئے اور وہاں پر ٹی وی چلتا ہوا ہو تو امام صاحب نے بھی دیکھ لیا علاوہ ازیں دو یا چار مرتبہ گذشتہ ٹی وی پر رامائن کا پروگرام آیا، تو قصداً امام صاحب نے اس کو دیکھ لیا اس غرض سے کہ ہندؤں کے مذہب کی بنیاد کیا ہے؟ قبل ازیں امام صاحب کو اس کے بارے میں معلوم تھا کہ یہ درست ہے یا نہیں، بعد ازیں اس کو معلوم کرنے کے سلسلہ میں شہر کے معتبر عالم سے ملاقات کی تو پتہ چلا کہ درست نہیں ہے، تو امام صاحب نے توبہ کر لی ہے اور اس کے بعد جبکہ کافی روز تک رامائن کا پروگرام آتا رہا لیکن امام صاحب نے نہیں دیکھا دوسرا الزام ایک اور یہ ہے، کہ امام صاحب کو ہماری مسجد میں امامت کرتے ہوئے تقریباً ساڑھے تین سال ہو گئے ہیں، مسلسل تعویذ وغیرہ کا کام فی سبیل اللہ کرتے ہیں اس کے سلسلہ میں مختلف قسم کی عورتیں اور مختلف قسم کے مرد آتے ہیں ان کو تعویذ دینے کے لئے ایک عام جگہ پر بیٹھتے ہیں کوئی پوشیدہ جگہ نہیں ہے، یہ عورتیں جو تعویذ کیلئے آتی ہیں ان سے اور جن بچوں اور بچیوں کو پڑھانے کے لئے جاتے ہیں ان سے نازیبا حرکتیں کرتے ہیں جبکہ ان لوگوں کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے، ان عام حالات میں موصوف امام صاحب کے پیچھے نماز کا پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ ویسے امام صاحب نے استعفیٰ بھی دیدیا تھا، لیکن ہم ان لوگوں کی (جو کہ امام صاحب پر الزامات لگانے میں دریغ نہیں کرتے) خصلت اصلی سے بہت اچھی

طرح واقف ہیں اسوجہ سے امام صاحب کا استعفیٰ منظور نہیں کیا گیا، اور محترم امام صاحب سے درخواست کی کہ آپ یہاں سے نہ جائیں، بہرحال بہت کوشش کے بعد امام صاحب کو راضی کرلیا ہے، اگر خدانخواستہ ہم نے ان کا استعفیٰ منظور بھی کرلیا تو مستقبل میں جو بھی امام صاحب تشریف لائیں گے، یقیناً ان کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا، کیونکہ ماضی میں جو بھی امام صاحب آئے ان سب کے ساتھ ان حضرات نے حاکمانہ انداز اختیار کیا، اگر امام صاحب نے ان کے اس انداز کو قبول نہ کیا تو طرح طرح کے الزامات لگانے شروع کردئے، یعنی ان کو جانا ہی پڑا، آپ سے مؤدبانہ التماس ہے کہ جواب اس انداز سے عنایت فرمائیں کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ میں اتفاق واتحاد کی فضا بھی برقرار رہے، اور یہ لوگ بھی اپنی حرکتِ نازیبا سے باز آجائیں۔

المستفتي: مصلیان مسجد شیخ پوری، روڈ کی، سہارنپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب امام صاحب نے ٹی وی وغیرہ دیکھنے سے اب ندامت کے ساتھ توبہ کرلی ہے تو آئندہ ان پر شرعاً کوئی الزام باقی نہیں رہے گا، ان کے پیچھے بلاکراہت نماز درست ہوگی۔

وَإِنِّی لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً. (طٰہٰ: ۸۲)

عن أبي أیوب الأنصاری ؓ، عن رسول اللہ ﷺ أنه قال: لو أنکم لم تکن لکم ذنوب یغفرها اللہ لکم، لجاء اللہ بقوم لهم ذنوب یغفرها لهم.

(صحیح مسلم، باب سقوط الذنوب بالأستغفار والتوبة، النسخة الهندیة ۲/۳۵۵، بیت الأفکار رقم: ۲۷۴۸)

عن عبد اللہ قال: قال رسول اللہ ﷺ التائب من الذنب کمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر التوبة، النسخة الهندیة ۱/۳۱۳، دارالسلام رقم: ۴۲۵۰، المعجم الکبیر للطبرانی، دار احیاء التراث العربي ۱۰/۱۵۰، رقم: ۱۲۵۸۱)

نیز بلاثبوت امام صاحب پر جو الزامات عائد کئے گئے ہیں، ان کی وجہ سے ان کی امامت پر کوئی کراہت نہیں آئے گی، بلکہ بے جا الزام لگانے والے عاصی اور گنہ گار ہونگے، امام صاحب سے معافی مانگ کر توبہ کر لینا ضروری ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم زکریا ۳/ ۱۱۵)

حاصل المسئلة كما قال الفقهاء إن باعث الكراهية الشرعية ... وإن كان من جانب القوم فالإثم عليهم لا على الإمام. (العرف الشذی علی هامش الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فیمن أم قوماً وهم له کارهون ۱/ ۸٦)

قوله تعالىٰ: يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضاً، الآية: (سورة حجرات: ۱۱)

عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ إياكم والظن، فإن الظن أكذب الحديث. (مسند البزار، مکتبه العلوم والحکم ۱٤/ ۳۸۳، رقم: ۸۱۰٤، ۲۰۳/۱٦، رقم: ۹۳۳۷، ۱٦/ ۲۹۹، رقم: ۹۵۰۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ صفر ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۱۰۷)

گناہوں سے توبہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۲۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ گر کوئی امام برائیوں اور بد فعلیوں کا مرتکب ہو اور ان بد فعلیوں سے توبہ کر لے، اور تمام مصلیان اس کی توبہ سے مطمئن ہو جائیں، اور اسکے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت کرنا چھوڑ دیں تو اس حالت میں ان مصلیوں کا اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں شرعی فتویٰ کیا ہے؟ وضاحتاً تحریر فرمائیں

المستفتي: محبوب احمد، دولت باغ، جھبو کا نالہ مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اس حالت میں بلا کراہت مقتدی اور امام کی نماز صحیح

ہو جائیگی۔

وَإِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً . (طٰهٰ: ۲)

عن محمد بن زياد الألهاني قال: سمعت أبا عتبة الخولاني يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (السنن الكبریٰ للبیهقی، کتاب الشهادات، باب شهادة القاذف جدید دارالفکر ۱۵/۱۷۵، رقم: ۲۱۱۵۳)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍ربیع الاول ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۲۱۷۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/۳/۱۴۱۱ھ

تائب کی امامت بلا کراہت درست ہے

سوال: [۲۳۲۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید تقریباً ۱۰؍۱۱؍سال پہلے دہلی کی ایک کمپنی جو ہمارے یہاں چل رہی تھی، اس کا ایجنٹ بن گیا تھا، زید نے اپنی ذمہ داری پر ممبر بنائے جو مقامی بھی تھے، اور بیرونی بھی تین چار مہینے کے بعد کمپنی اپنا دفتر جو دہلی میں آزاد پور میں تھا بند کر کے بھاگ گئی زید کا تعلق ان سے دفتر تک ہی تھا، زید ان کے بارے میں اور جانکاری نہیں رکھتا تھا، کافی تلاش کے بعد بھی ان لوگوں کا کچھ پتہ نہیں چلا جو ممبر زید نے بنوائے تھے انھوں نے زید کے اوپر اپنے پیسوں کا دباؤ بنایا لیکن زید کے پاس نہ کوئی پیسہ تھا، نہ کوئی پروپرٹی زید کے پاس تین چار بیگھہ زمین تھی، اس نے وہ زمین بیچ کر کچھ لوگوں کا پیسہ ادا کیا لیکن پھر بھی کافی لوگوں کا پیسہ باقی رہ گیا، ان لوگوں نے زید کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا، زید سوا دو سال جیل میں رہ کر ضمانت پر گھر آ گیا، اس واقعہ کے بعد زید نے اللہ سے رو رو کر گڑ گڑا کر سچے دل سے توبہ کی اس وقت سے اب تک زید اللہ کے فضل سے ہر برے کام سے دور ہے، اور نمازوں کی پابندی، ذکر واذکار و تلاوت میں مشغول رہتا ہے، اس واقعہ کے بعد ہی زید نے قرآن پاک حفظ کر لیا، اور اب بحمد اللہ زید کا مشغلہ

بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دینا ہے اور خود تلاوت قرآن اور دین محمدی کی پابندی کرتا ہے،، زید کی عمر اس وقت ۵۸/سال ہے تو کیا زید کو توبہ و معافی مانگنے اور اپنی اصلاح کے بعد امامت کرنیکا حق حاصل ہے یا نہیں؟ یعنی کیا زید کی امامت درست ہے؟

نوٹ: ہم نے جو مضمون لکھا ہے، خدا کو حاضر و ناظر جان کر بالکل صحیح لکھا ہے، اب آپ سے درخواست ہے کہ آپ برائے مہربانی ہماری رہنمائی فرمائیں۔

المستفتي: حافظ محمد مرتضٰی، بن محمد مصطفٰی، سلیم پور، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جس شخص سے بڑا گناہ صادر ہو چکا ہو اور اس نے سچے دل سے اپنے گناہ سے توبہ کر لی ہو، اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کر لیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں، اور توبہ کے بعد اس کے اوپر فاسق و فاجر ہونے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے، اس لئے توبہ کر لینے کے بعد اس کی امامت بلاشبہ درست ہے۔

وَإِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً ثُمَّ اهْتَدٰى. (طٰہٰ: ۸۲)

عن عبد الله بن مسعودؓ قال: قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجه كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، النسخة الهندية ۲/۳۱۳، دار السلام رقم: ۴۲۵۰، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ۱۰/۱۵۰، رقم: ۱۰۲۸۱، مشكاة شريف ۱/۲۰۶)

عن عائشةؓ زوج النبي ﷺ –إلى– فإن العبد إذا اعترف بذنبه ثم تاب تاب الله عليه... (صحيح البخاری، النسخة الهندیه ۱/۳۶۵، رقم: ۲۵۸۷، ف: ۲۶۶۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴/محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/۱۱۳۶۰)

الفصل السادس فی اقتداء الحنفی بغیره

کس مسلک وفرقہ کے امام کے پیچھے نماز جائز ہے اور کس کے پیچھے ناجائز؟

سوال: [۲۳۲٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کہتا ہے ہمیں تو نماز پڑھنے سے مطلب ہے کسی کے بھی پیچھے پڑھ لوچا ہے امام بریلوی بدعتی ہو یا شیعہ رافضی، قادیانی، اہل حدیث اہل قرآن یا شافعی کیا ہر مسلک اور فرقہ کے امام کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے، اور کیا کسی مسلک اور فرقہ کے مولوی کو اپنا امام بنایا جا سکتا ہے۔

المستفتي: عبدالجلیل، ظریف احمد، کنواں کھیڑا، ٹھاکردوارہ، ضلع: مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: وہ فرقہ جو اساس دین کا انکار کرنے والا ہے اور علماء امت نے ان کو کافر کہا ہے، اور ان کے اوپر کفر کا فتویٰ ہے جیسے شیعہ، قادیانی، اہل قرآن، ان کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها– فلا يصح الاقتداء به أصلاً. (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۳۰۱، کراچی ۱/ ٥٦١، ٥٦٢)

اور بریلوی فاسق ہیں ان کے پیچھے کراہت کیساتھ نماز جائز ہے، اور غیر مقلدین جو ائمہ مجتہدین کو برا بھلا کہتے ہیں اور خرافات بکتے ہیں ان کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے، اور جو برا بھلا نہیں کہتے ان کے پیچھے بلا کراہت جائز ہے۔

إن كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم. (منحة الخالق علی البحر، کوئٹه ۱/ ۳٤۹، زکریا ۱/ ٦١١، کبیری / ٤٧٩)

شافعی اور حنبلی مسلک کے علماء کے پیچھے بلاکراہت نماز صحیح ہو جاتی ہے، جبکہ وہ اپنے مسلک کے اتباع کیساتھ متقی ہوں۔

وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز مالم يعلم منه، ما يفسد الصلوٰة على اقتداء المقتدى عليه الإجماع. (شامی زکریا ۲/۳۰۲)

وأما إذا أدى أي بلغ حد الكفر كما هي الشيعة القائلين بألوهية على رضي الله عنه والمنكر لخلافة الشيخين على الصحيح، فلا كلام في عدم جواز الصلاة. (نبراس مكتبه امداديه ملتان/۳۲٦) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٦ رجب ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ٦٨١٨)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٦/٧/۱۴۲۱ھ

حنفی شخص کا شافعی مسلک کے مطابق امامت کرنا

سوال: [۲۳۲۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شافعی مسجد میں معمولی تنخواہ کے ذریعہ صحیح قرآن والا شافعی عالم نہیں مل رہا ہے، لہذا انھوں نے ایک صحیح حنفی امام کا اسی تنخواہ میں اس شرط پر تقرر کیا کہ فجر کی قنوت نازلہ اور جہراً بسم اللہ اکثر و بیشتر پڑھتا رہے، اور کبھی کبھی چھوڑتا رہے، تو وہ حنفی امام بشرط مذکور امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟ جواب دیں کرم ہوگا؟

المستفتی: ہارون رشید، کرناٹک

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: حنفی مقلد کا مذکورہ شرط پر امامت کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ اپنے امام کے مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف بلاضرورت شدیدہ عدول کرنا جائز نہیں ہے، اور سوال میں ذکر کردہ عذر کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اس میں اتباع ہویٰ کا خطرہ ہے

اورمسائل شرعیہ میں اتباع ہویٰ کا اندیشہ بھی جائزنہیں ہے۔

لایجوز للمفتی والعامل أن یفتی أو یعمل بماشاء من القولین أو الوجهین من غیر نظر وهذالاخلاف فیه، وسبقه إلیٰ حکایة الإجماع فیهما ابن الصلاح والباجی من المالکیة : (شرح عقود رسم المفتی /٣)

والثالث أن یکون علی وجه التتبع علی الرخص فإنه لا یجوز للعامی إجماعاً کماصرح أبن عبد البر من أنه لایجوز للعامی تتبع الرخص إجماعاً. (جواهر الفقه ١/١٦٦، بحواله شرح التحریر ٣/٣٥١، احسن الفتاویٰ ١/٤٢١، ایضاح المسالك /١٦٠)

اگرلوگ چاہتے ہیں کہ امام انھیں فقہ شافعی کے موافق نماز پڑھائے تو شافعی امام تلاش کریں خواہ کتنی ہی گراں قدر تنخواہ پرمیسر ہوا وراتنی تنخواہ کا انتظام نہیں کر سکتے تو حنفی امام فقہ حنفی کے مطابق نماز پڑھائے اور شافعی مقتدی فقہ شافعی کے مطابق امام کے پیچھے نماز پڑھیں۔

فهذا وأمثاله لایمکن فیه الخروج عن عهدة الخلاف : فکلهم یتبع مذهبه ولا یمنعه مشربه الخ. (شامی ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة ، کراچی ١/٥٦٤، زکریا ٢/٣٠٣)

والذی یمیل إلیه القلب عدم کراهة الاقتداء بالمخالف مالم یکن غیر مراع في الفرائض لأن کثیراً من الصحابة والتابعین کانوا أئمة مجتهدین وهم یصلون خلف إمام واحد مع تباین مذاهبهم. (شامی ، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ١/٥٦٤، زکریا ٢/٣٠٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیراحمد قاسمی عفااللہ عنہ
١٧/٦/١٤٢٠ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٤/٦٢١٣)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١٧/٦/١٤٢٠ھ

اہل حق امام کو چھوڑ کر بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: [۲۳۲۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محلّہ میں دو مسجدیں ہیں ایک میں اہل بدعت امام ہے اور دوسری میں اہل سنت تو اہل سنت کو چھوڑ کر کے اہل بدعت کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اعادۂ صلوٰۃ لازم ہے یا نہیں؟

المستفتي: محمد ایوب، منی پوری، متعلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بدعتی فاسق ہوتا ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔

ويكره ....فاسق وأعمىٰ.. ومبتدع أي صاحب بدعة . (درمختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا٢/ ٢٩٨، كراچی ١/ ٥٦٠)

لہذا اہل سنت کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے، مگر بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز کا اعادہ واجب نہیں ہوتا۔

عن أبي هريرةؓ أن رسول الله ﷺ قال صلوا خلف كل برٍ وفاجرٍ

الحديث: (سنن دارقطنی ، کتاب الصلاة، باب صفة من تجوز الصلاة معه الخ دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ٤٤، رقم: ١٧٥٠)

ولو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة ...... فإن أمكن الصلاة، خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فالاقتداء أولىٰ من الانفراد .

(البحرالرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا١/ ٦١٠، ، كوئٹه١/ ٣٤٩، هكذا في الشامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا٢/ ٢٩٩، کراچی ١/ ٥٦٠) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰؍ربیع الاول ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۳۸۹۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۰/۳/۱۴۱۵ھ

جس امام کا عقیدہ معلوم نہ ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: [٢٣٢٩]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی امام کا عقیدہ معلوم نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: عبدالعزیز بزادشاہی مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مع الکراہت درست ہے۔

إن علم أنه راعى في الفروض والواجبات والسنن فلا كراهة، وإن علم تركها في الثلاثة لم يصح، وإن لم يدر شيئا كره الخ. (شامی، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، کوئٹه ١/٤١٦، کراچی ١/٥٦٣، زکریا ٢/٣٠٣) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٨/ ربیع الاول ١٤٠٨ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٢٣/٦٠٢)

غلط عقیدہ والے کی امامت

سوال: [٢٣٣٠]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید حافظ قرآن ہے اور ایک مسجد میں امامت بھی کرتا ہے، لیکن اسکے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں، مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل سمجھنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کلی علم غیب ثابت کرنا صرف ذاتی اور عطائی کا فرق سمجھنا اور اس طرح کے عقائد تاویلاً نہیں بلکہ ایماناً اور یقیناً رکھنا اور اسی کیساتھ ساتھ نماز کی حالت میں بھی ٹخنوں سے نیچے پائجامہ لٹکانا اور قرآن شریف کو لحن جلی سے پڑھنا یہ سب باتیں زید میں موجود ہیں تو زید کے پیچھے ایسے شخص کا نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں جو ان سب باتوں سے مبرّا ہے، یعنی عقائد بھی صحیح ہیں اور ٹخنوں سے نیچے پائجامہ بھی نہیں لٹکاتا ہے، اور قرآن بھی لحن جلی سے نہیں پڑھتا بلکہ لحن

خفی اس سے بھی ہو جاتی ہے؟

المستفتي: محمد ادریس، رامپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کا امامت کرنا درست نہیں ہے، تمام نمازیوں کو چاہئے کہ اسے امامت سے ہٹا کر اس کی جگہ ایسے شخص کو امام مقرر کریں جو صحیح العقیدہ متبع سنت ہو اور قرآن کو اچھے سے اچھا پڑھنے والا ہو۔

عن جابر بن عبد اللّٰہؓ قال: خطبنا رسول اللّٰہ ﷺ فقال: ولا یؤم فاجر مؤمنا الحدیث: (سنن ابن ماجه، الصلاة، باب فرض الجمعة ونسخة الهندية ۱/۷۵، دارالسلام رقم: ۱۰۸۱)

عن مرثد بن ابي مرثد الغنوی، وکان بدریاً قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم إن سرکم أن تقبل صلاتکم فلیؤمکم خیارکم، فإنهم وفدکم فیها بینکم، وبین ربکم. (المعجم الکبیر للطبرانی، دار احیاء التراث العربي ۲۰/۳۲۸، رقم:۷۷۷)

ومبتدع أي صاحب بدعة وهی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة. (درمختار مع الشامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۶۰، زکریا۲/۲۹۹)

ولو أم قوماً وهم له کارهون، إن الکراهة لفساد فیه أو لأنهم أحق بالإمامة منه کره له ذلک تحریماً. (درمختار مع الشامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۷) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللّٰہ عنہ
۳؍جمادی الاول ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۳۶۵/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۵/۳ھ

حضرت تھانوی کو کافر کہنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۳۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید عالم دین ہے، زید چار سال شیعہ لوگوں کی مسجد میں امامت پر فائز رہا، اس کے بعد دو سال مولانا اشرف علی تھانوی صاحب اور ان کے چاہنے والوں کے مدرسہ مسجد میں مدرس وامام رہا، اس کے بعد اب مولانا احمد رضا خاں صاحب کے چاہنے والوں کی مسجد و مدرسہ میں موجود ہے، جو شیعہ لوگوں میں رہتا ہے وہ مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا احمد رضا خانصاحب کو بے حد برا کہتا ہے، اب مولانا احمد رضا خانصاحب کو اچھا کہتا ہے، سب کو بہت برا کہتا ہے؟ یہاں تک حد ہوگئی کہ کافر کہتا ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ تشفی بخش جواب سے نوازیں کرم ہوگا؟

المستفتي: شوکت حسین، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں آیا ہے، کہ کسی مسلمان کو برا کہنا اور گالی دینا فسق ہے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سچے مؤمن تھے، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت میں مستغرق تھے، کچھ غلط باتیں ان کے دشمنوں نے ان کی طرف منسوب کرکے ان پر الزامات لگائے ہیں، قیامت کے دن اس کا فیصلہ ہوگا، جو امام ایسے عالم ربانی کو کافر کہہ رہا ہے وہ امامت کے لائق نہیں، دوسرا اچھا آدمی امامت کیلئے منتخب کرنا چاہئے، نیز مولانا احمد رضا خانصاحب کو جو کافر کہا ہے وہ بھی غلط کہا ہے، ایسا شخص امام بنائے جانے کے لائق نہیں ہے؟

عن المرجئة، فقال حدثنی عبد الله أن النبی صلی الله علیه وسلم: قال سباب المسلم فسوق وقتاله کفر. (صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب خوف

المؤمن أن يحبط علمه الخ، النسخة الهندية ١/ ١٢، رقم: ٤٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٦ / صفر المظفر ١٤١٩ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ٥٦٥٢)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٢٦/ ٢/ ١٤١٩ھ

حرم مکی کے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت

سوال: [٢٣٣٢]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے امام صاحب حج کیلئے تشریف لے گئے تھے، واپس آ کر انھوں نے خود ہی بتایا کہ میں نے حرم مکی اور حرم مدنی دونوں جگہ باجماعت نماز نہیں پڑھی ان کے اس بیان کے بعد گاؤں کے بیس پچیس آدمی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور جامع مسجد کے بھی وہی امام ہیں، تو کیا ایسے محروم شخص کے پیچھے ہم لوگ نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً کیسا ہے، ہم لوگوں نے امام صاحب سے معلوم کیا کہ آپ نے وہاں نماز کیوں نہیں پڑھی تو انھوں نے بتایا کہ وہ امام نجدی ہیں، شرعی حکم تحریر فرمادیں؟

المستفتي: حاجی جان عالم، کھیڑا، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ائمہ حرمین سے شریعت کیخلاف کوئی عمل دیکھنے میں نہیں آیا مسنون طریقہ سے نماز پڑھاتے ہیں، قرآن کریم بہت اچھا پڑھتے ہیں صرف نجدی اور نجد کے باشندہ ہونے کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز کو جائز نہ سمجھنا خود گمراہی ہے، اور پھر پورے سفر حج میں مسجد نبوی، مسجد حرام کی حاضری اور وہاں کی جماعت کی نماز سے سے اپنے آپ کو محروم رکھنا دوسری گمراہی ہے، اسلئے ایسا شخص جو سفر حج میں مسلسل باجماعت نماز نہیں پڑھتا ہے وہ درجۂ فسق کو پہونچ جاتا ہے، جب تک وہ اپنی اس حرکت پر نادم ہوکر باز نہ آجائے اور اپنی اس حرکت کو برا نہ سمجھے اس وقت تک اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی، اسلئے کہ مسلسل تارک جماعت

بھی فاسق ہوجاتا ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلاَتِهِمْ سَاهُوْنَ. (الماعون: ٤، ٥)

عن عبد الله قال: من سره أن يلقى الله عزوجل، غدا مسلماً، فليحافظ على هؤلاء الصلوات المكتوبات، حيث ينادى بهن، فإنهن من سنن الهدىٰ، وإن الله عزوجل شرع لنبيكم سنن الهدىٰ، وما منكم إلا وله مسجد في بيته، ولو صليتم في بيوتكم، كما يصلى هذا المتخلف في بيته، لتركتم سنة نبيكم، ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم،

الحديث: (مسند أحمد بن حنبل ١/٣٨٢، رقم: ٣٦٢٣)

قال في الدرالمختار ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمىٰ.

(درمختار مع الشامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ٢/٢٩٨، کراچی ١/٥٦٠)

وفي الكنز: وكره إمامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والأعمىٰ وولد الزنا. (كنز الدقائق مع البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ١/٦٠٩، کوئٹہ ١/٣٤٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ رصفر المظفر ۱۴۲۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۹۴۶۰)

مذہب بدل کر نماز پڑھانا

سوال: [۲۳۴۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوکن علاقہ میں اکثر مسجدیں شافعی المسلک ہیں، اکثر مسجدوں میں امامت کی ذمہ داری حنفی المسلک کے علماء وحفاظ حضرات انجام دیتے ہیں مگر جب یہ حضرات رخصت پر اپنے اپنے وطن جاتے ہیں تو شوافع مسلک کو بالائے طاق رکھ کر حنفی مسلک پر عمل کرتے ہیں، اور رخصت ختم ہونے پر

واپس آتے ہیں تو حنفی مسلک کو بالائے طاق رکھ کر شافعی المسلک بن کر شافعی طریقہ پر امامت کی ذمہ داری انجام دیتے ہیں، اس طرح عمل کرنے سے ایک مسلک کی تذلیل اور دوسرے مسلک کی توقیر ہوتی ہے، حالانکہ شریعت مطہرہ میں چاروں مسلک برابر (برحق) ہیں ،لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح عمل کرنا شریعت مطہرہ میں کیسا ہے؟ جائز ہے یا حرام! اور اس طرح سے آج تک جو نمازیں پڑھی گئی ہیں ان نمازوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آیا یہ نمازیں صحیح ہوئیں یا نمازوں کو پھر سے دوہرانا پڑے گا؟

المستفتي: محمد جاوید قاسمی، چاندپور، ضلع بجنور، یوپی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے مقلد کو دوسرے کے مذہب پر عمل کرنے کے لئے بہت سی شرائط ہیں ان میں سے اہم ترین شرط مذہب بدلنے والے کا درجہ اجتہاد کو پہونچنا ہے، یا کم از کم طبقات فقہاء میں سے اہل ترجیح کا درجۂ حاصل ہونا لازم ہے، اس کے بغیر دوسرے کے مذہب پر عمل کرنا ناجائز اور حرام ہے، سوال نامہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ جو علماء وحفاظ وقتی طور پر غیر کے مذہب پر عمل کرتے ہیں صرف ملازمت کی حفاظت اور حصول زر کی ہی غرض سے ایسا کرتے ہیں لہٰذا ان کے لیے مذکورہ عمل ناجائز اور حرام ہوگا، اور جو نمازیں ان لوگوں نے حنفی وقت سے قبل یا خروج دم وغیرہ نواقض وضو عند الحنفیہ کے بعد بلا اعادۂ وضو کے روا کی ہیں، وہ سب لوٹانی واجب ہوں گی۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۱/ ۴۲۱، فتاویٰ سعد یہ ۱/ ۳)

وبهذا تبين سر ما ذهب إليه الفقهاء من عدم جواز ترك مذهب إلىٰ مذهب لأن هذا إن كان على وجه التخطية للمذهب المتروك فهو ليس بأهل لها و إن كان علىٰ أوجه الترجيح فهو ليس أيضا من أهله فلا وجه للانتقال إلا الهوىٰ، أو شيئى لا يعتد به، فلا يجوز لا سيما إذا كان هذا الضيع يفتح عليه باب اتباع الهوىٰ والشهوات الخ. (اعلاء السنن الردّ علی ابن

القیم فی مسألة التقلید ، کراچی ۲/ ٦٤، دارالکتب العلمیة ۲۰ /۸٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۲۴۴)

دیوبندی عالم کو بریلوی کہنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۳۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب نے دیوبندی عالم کو بولا کہ آپ بریلوی خیالات کے ہیں، کیا دیوبندی عالم کو بریلوی خیالات کے کہنے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں، جبکہ دونوں دیوبندی ہیں۔

المستفتي: العارض: محمد فیروز عالم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی دیوبندی عالم کو جبکہ اس کے خیالات اچھے ہوں بریلوی خیالات کا کہنا ان کی شان میں گستاخی ہے، امام صاحب کو ان سے معافی مانگنی چاہئے ،البتہ ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں، کوئی حرج نہیں۔ (مستفاد محمودیہ قدیم ۲/ ۱۱۱، ۵/ ۱٦۸، جدید ڈابھیل ٦/ ۴۲۵، ۲/ ۵۲۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ٦۵۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۰/۳/۱۴۲۱ھ

غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: [۲۳۳۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مدرسہ حنفی المسلک لوگوں کا ہے اس مدرسہ میں تقریباً چالیس اساتذہ ہیں، اس مدرسہ کی مسجد میں پانچ وقت کی نماز کیلئے پانچ امام مقرر ہیں، ان میں سے عشاء کی نماز کیلئے جو امام مقرر کیا گیا وہ غیر

مقلد ہے، تو مذہب حنفیہ کے لائق امام رہنے کے باوجود غیر مقلد امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتي: العارض: محمد عباس، بردوانی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مقلد امام اگر ائمہ اربعہ کو برا بھلا نہ کہتا ہو اور مسائل طہارت میں اختلافی اقوال کی رعایت رکھتا ہو مثلاً: خروج دم کی صورت میں بھی وضو کر لیتا ہو، تو ایسی صورت میں ایسے غیر مقلد کی امامت بلا کراہت جائز ہے، اور اگر ائمہ اربعہ کو برا بھلا کہتا ہے، اور ان کے ساتھ گستاخانہ طریقہ اختیار کرتا ہے تو وہ شخص فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ ہوگی، ایسی صورت میں وہاں پر حنفی امام ہونا لازم ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۴/۳۶۵، امداد الأحکام ۲/ ۱۱۶)

عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: سباب المسلم فسوق، الحدیث: (صحیح البخاری، الإیمان، باب خوف المؤمن أن یحبط علمہٗ، النسخۃ الهندیہ ۱/ ۱۲، رقم: ۴۸)

أن تیقن المراعاۃ لم یکرہ أو عدمها لم یصح. (درمختار مع الشامی، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ کراچی ۱/۵۶۳، زکریا ۲/ ۳۰۲)

وأما الفاسق فقد عللوا کراهۃ تقدیمه بأنه لا یهتم لأمر دینه، وبأن في تقدیمه للإمامۃ تعظیمه وقد وجب علیهم إهانته شرعاً. (شامی، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ کراچی ۱/ ۵۶۰، وهکذا في شرح النقایہ، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ فی الصلاۃ، اعزازیہ دیوبند ۱/ ۸۶) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶؍ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۱۶۲۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۶/ ۴/ ۱۴۲۱ھ

غیر مقلد کی اقتدا

سوال: [۲۳۳٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بلا عذر کسی غیر مقلد کی اقتدا کرنا کیسا ہے؟

المستفتي: مجیب الرحمٰن قاسمی، سنبھلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا عذر غیر مقلد کی اقتدا کرنا مکروہ تحریمی ہے، بلکہ امداد الفتاویٰ میں احتیاطاً اعادہ کرنے کو لکھا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۱/۵٦۳)

أنه لا تجب المتابعة في السنن فعلاً وكذا تركاً فلا تتابعه في ترك رفع اليدين في التحريمة، والثناء وتكبير الركوع والسجود. (شامی، کتاب الصلاة، مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام، کراچی ۱/ ٤٧٠، زکریا ۲/ ١٦٦)

أما الاقتداء بالمخالف في الفروع (إلى قوله) سنة عنده مكروه عندنا كرفع اليدين في الانتقالات وجهر البسملة وإخفائها الخ. (شامی، کتاب الصلاة، مطلب في الإقتداء بشافعي ونحوه هل يكره أم لا ؟ کراچی ۱/ ٥٦٣، زکریا ۲/ ٣٠٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍ صفر ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۱۳۱)

حنفی شخص کا غیر مقلد کی اقتداء کرنا

سوال: [۲۳۳۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حنفی مسلک کا مقلد کسی غیر مقلد کی اقتدا کرتا ہے تو کیا رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ کرنا ضروری ہے؟ امام کی مخالفت (رفع یدین نہ کرنے سے یا آمین بالجہر نہ کرنے سے) نماز میں فساد یا نقص تو نہ

ہوگا؟ وضاحت کے ساتھ بیان فرمائیں۔

المستفتي: مجیب الرحمٰن قاسمی، سنبھلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: غیر مقلد کے پیچھے رفع یدین اور آمین بالجہر نہ کہنے سے حنفی المسلک شخص کی نماز میں نقص نہیں آئے گا، البتہ بلاعذر غیر مقلد کے پیچھے نماز حنفی کیلئے مکروہ تحریمی ہے۔ (امداد الفتاویٰ، پاکستان ۱/۳۵۲)

إنه لا تجب المتابعة في السنن فعلاً وكذا تركاً فلا تتابعه في ترك رفع اليدين في التحريمة، والثناء وتكبير الركوع والسجود. (شامي، كتاب الصلاة، مطلب مهم في تحقيق متابعة الإمام زكريا ٢/١٦٦، كراچی ١/٤٧٠)

وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع (إلى قوله) سنة عنده مكروه عندنا كرفع اليدين في الانتقالات وجهر البسملة وإخفائها الخ. (شامي، كتاب الصلاة، مطلب في الإقتداء بشافعي ونحوه هل يكره أم لا؟ زكريا٢/٣٠٢، كراچی ١/٥٦٣) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳؍صفر ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/۱۱۳۱)

منکر تقلید کی امامت

سوال: [۲۳۳۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں پر ایک نیا فرقہ زور پکڑ رہا ہے، اور نوجوان اس میں دلچسپی لے رہے ہیں، یہ خود کو اہل حدیث کہتے ہیں، سوال یہ ہے کہ تقلید کا رد کرنے والا یہ فرقہ مسلمان کہلانے کا حقدار ہے یا نہیں؟ اور کیا ان کی مساجد اور ان کی امامت میں نماز درست ہے؟ یا مکروہ ہے یا حرام ہے؟ اور اگر

پڑھ لی ہوتو کیا اس کا لوٹانا واجب ہے؟

المستفتي: احباب اہل سنت، کاشی پور، ادھم سنگھ نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تقلید کے منکرین جو خود کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے ہیں، یہ اگرچہ مسلمان ہیں لیکن اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں، لہٰذا وہ غیر مقلد جو سخت متعصب اور بزگان دین کے بارے میں زبان درازیاں کرتا ہو وہ گمراہ اور فاسق ہے اس کی امامت مکروہ ہے، لیکن اگر وہ متعصب اور بزرگوں کی شان میں بے ادبی کرنے والا نہ ہو، نیز وہ دوران نماز کوئی ایسا عمل نہ کرے جس سے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے مطابق نماز مکروہ یا فاسد ہو جاتی ہو تو ایسے غیر مقلد کے پیچھے نماز شرعاً درست ہے، البتہ احتیاط اسی میں ہے کہ اگر فتنہ اور اختلاف کا اندیشہ نہ ہو تو ان کی مسجدوں میں جانے سے احتراز کیا جائے، تاکہ ان سے میل جول سے بچا جا سکے، اور نوجوانوں کا ذہن صاف رہے اور گمراہی سے بچے رہیں۔ (امداد الفتاویٰ ۴/۴۹۳، فتاویٰ رشیدیہ/ ۳۴۸، فتاویٰ دار العلوم ۳/۱۴۳، کتاب المسائل ۱/۴۰۸)

أهل الحق منهم أهل السنة والجماعة المنحصرون بإجماع من يعتد بهم في الحنفية والشافعية والمالكية والحنابلة ، وأهل الهواء منهم، غير المقلدين الذين يدعون اتباع الحديث وأنى لهم ذلك ؟ وجهلة الصوفية وأشياعهم من المبتدعين ، وإن كان بعضهم في زى العلم والروافض والنيچرية الذين يضاهئون المعتزلة خاپاک وإياهم فتدنس بهواهم . (مأة دروس لحكيم الأمة حضرت مولانا اشرف على تهانویؒ بحواله غير مقلدين كے ٥٦ اعتراضات كے جوابات /٦)

ويكره تقديم الفاسق كراهة تحريم. (حلبي كبير/٥١٣، هنديه، كتاب الصلاة ، الباب الرابع فى الإمامة، زكريا قديم ١/١٢٢، جديد ١/١٤٣، البحر الرائق ، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا١/ ٦١٠، كوئٹه ١/٣٤٩)

وذهب عامة مشائخنا إلى الجواز إذاكان يحتاط في موضع الخلاف وإلا فلا والمعنى أنه يجوز فى المراعي بلا كراهة . (شامی ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة كراچی ١/٥٦٤، زكريا ديو بند٢/٣٠٢)

وأما الاقتداء بالمخالف فى الفروع...... فيجوز مالم يعلم منه مايفسد الصلوٰة على اعتقاد المقتدى عليه الإجماع . (شامی ، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ١/٥٦٣، زكريا٢/٣٠٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۴۱۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/۱/ ۱۴۳۵ھ

جوامام سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت نہ ملاتا ہو اس کی اقتداء کرنا

سوال: [۲۳۳۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ حنفی مسلک مقتدی کی اقتداء کرنا ایسے امام کی جو کہ بعض نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت یا تین آیات نہ ملاتا ہو جبکہ حنفی مسلک میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کسی سورت یا تین آیات کا ملانا واجب ہے، تو ایسی شکل میں اس حنفی مسلک مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے صحیح و درست ہوگی یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں؟

المستفتي: عبد الکریم، الہ آبادی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے مخالف مذہب امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اسلئے بجائے جماعت سے تنہا نماز پڑھنا افضل ہے۔

وبحث المحشى أنه إن علم أنه راعى فى الفروض والواجبات و السنن فلا كراهة ، وإن علم تركها فى الثلاثة لم يصح (إلى قوله) وإن علم تركها فى الأخيرين فقط ينبغي أن يكره لأنه إذا كره عند احتمال ترك

الواجب فعند تحققه بالأولیٰ الخ. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، زکریا ۲/۳۰۳، کراچی ۱/۵٦۳، الفتاویٰ التاتارخانیه، کتاب الصلاة، الفصل السادس من هو أحق بالإمامة زکریا۲/۲٤۹، رقم: ۲۳۲۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹؍رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸۴۲/۲۴)

شیعوں کے بچوں کو تعلیم دینے اور تعویذ گنڈے کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۴۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) جو امام شیعوں کے بچوں کو دینی تعلیم دیتا ہو۔

(۲) صدقہ خیرات کے کپڑے لیتا ہو۔

(۳) پوری بستی میں گھروں میں تعویذ گنڈے کرتا ہو۔

جس امام میں مندرجہ بالا باتیں پائی جاتی ہوں اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتي: ارقان علی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) ہدایت کی نیت سے شیعوں کے بچوں کو دینی تعلیم دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کافر من أهل الذمة أو من أهل الحرب طلب من مسلم أن يعلمه القرآن والفقه قالوا، لا بأس، بأن يعلمه القرآن والفقه فی الدين لأنه عسی أن يهتدی إلی الإسلام فيسلم إلا أن الكافر لا يمس المصحف. (خانیه، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی التسبیح والتعلیم والصلاة، علی النبی ﷺ، زکریا جدید۳/۳۰۹، وعلی هامش الهندیه۳/٤۲٦)

(۲) امام اگر غریب مستحق زکوٰۃ ہے تو اسکے لئے صدقہ وخیرات کے کپڑے لینا جائز ہے۔

التصدق على الفقير العالم أفضل من التصدق على الجاهل . (هنديه ، كتاب الزكوٰة ، الباب السابع في المصارف، زكريا قديم ۱/ ۱۸۷، جديد ۱/ ۲۴۹)

ويجوز دفعها إلى من يملك أقل من النصاب وإن كان صحيحا.

(هنديه ، كتاب الزكوٰة ، الباب السابع في المصارف زكريا قديم ۱/ ۱۹۸، جديد ۱/ ۲۵۱)

(۳) اگر گھروں میں جا کر تعویذ گنڈے کرتا ہو اور عورتوں کا سامنا نہیں ہوتا ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں، اب رہی یہ بات کہ تعویذ گنڈہ کیلئے گھروں میں جانے کی وجہ سے مقتدی ایسے امام کو پسند نہیں کرتے ہیں، تو مسجد کے ذمہ دار کو اختیار ہے کہ اس امام کو بدل کر دوسرا ایسا متبع شریعت امام مقرر کرے جس پر مقتدیوں کو کوئی اشکال نہ ہو۔

رجل أم قوماً وهم له كارهون ،إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره له ذلك ، وإن كان هو أحق بالإمامة لا يكره . (شامی ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، قبل مطلب البدعة خمسة أقسام كراچی ۱/ ۵۵۹، زكريا ۲/ ۲۹۷، هنديه ، كتاب الصلاة، الباب الخامس ، الإمامة ،الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره زكريا قديم ۱/ ۸۷، جديد ۱/ ۱۴۴) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۲/ ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱/ ۱۱۶۵۹)	۱۲/ ۱۱/ ۱۴۳۵ھ

فرقۂ مودودی کے لوگوں کی امامت

سوال: [۲۳۴۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جماعت اسلامی کے لوگوں کو نماز پڑھانا کیسا ہے؟ کیوں کہ جماعت اسلامی کے لوگوں کا کہنا ہے، کہ خطبہ عربی میں پڑھکر اس کا مطلب اردو میں بیان کرو تو کیا ایک عالم جو کہ مدرسہ امدادیہ سے فارغ ہے کہیں جگہ نہیں ملتی تو کیا وہ جماعت اسلامی کے لوگوں کی امامت کرسکتا ہے؟

المستفتي: محمد حنیف، ککرالہ باڑی، بدایوں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فرقۂ مودودی کے لوگوں کی امامت کرنے میں آپ کی نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی، آپ چونکہ خود پابندِ سنت ہیں، اسلئے آپ کے پیچھے کسی کی بھی نماز میں کوئی خرابی نہیں آئیگی، اور ملازمت بہرصورت جائز ہے، اردو زبان میں جمعہ وعیدین کے خطبے مکروہ ہیں۔ (مستفاد ایضاح المسایل/۳۳، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل، کتاب الجمعۃ، فصل فی خطبۃ الجمعۃ ۸/ ۲۳۹، میرٹھ ۱۲/ ۳۶۰، فتاویٰ دار العلوم قدیم ۵/ ۵۲، احسن الفتاویٰ ۴/ ۱۵۰)

لا شك فی أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبی صلی اللہ علیہ وسلم والصحابة رضی اللہ عنہم فيكون مكروهاً تحريماً. (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية، كتاب الصلاة، باب الجمعة، رقم الحاشية ١/ ٢٤٢، مكتبه رحيميه ديوبند)

آپ خطبہ عربی میں دیدیا کریں اعتراض کرنے والوں سے کہہ دیا کریں کہ میں خطبہ کی اذان سے قبل خطبہ کا مطلب یا کچھ دین کی باتیں بیان کردیا کروں گا، اور اذان خطبہ سے قبل ہی آپ اردو میں بیان کردیا کریں، پھر بھی اعتراض کریں تو ان سے نرمی سے کہہ دیجئے کہ کسی بڑے ادارے کے مستند مفتی سے اردو میں خطبہ کا جواز لکھوا کے لاؤ تو اردو میں کہنے میں ہم کو کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸؍ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۴۰۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۳/۲۸ھ

مودودی جماعت کے کارکن کی امامت

سوال: [۲۳۴۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص جماعت اسلامی کا سرگرم کارکن ہے، اور امامت کے لئے مصلے پر کھڑا ہوجاتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: محی الدین احمد، سیمس پور، حکیم پور بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق :مودودی جماعت کے کارکنوں پر فاسق ہونے کا حکم لگایا گیا ہے، کیونکہ صحابہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرنا درجۂ فسق سے کم نہیں ہوسکتا، اسلئے اسکے پیچھے نماز مکروہ ہوگی، فاسق کی عبارت:

ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق الخ، وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لا یهتم لأمر دینه وبأن فی تقدیمه للإمامة تعظیمه، وقد وجب علیهم إهانته شرعاً. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا۲/۲۹۹، کراچی ۱/۵۵۹)

لو قدم فاسقاً یأثمون بناءً علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائهٖ بأمور دینهٖ وتساهلهٖ فی الإتیان بلوازمهٖ... جوزناها مع الکراهة.

(حلبی کبیر، کتاب الصلاة، فصل فی الإمامة /۵۱۳، ۵۱٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۵۹۳)

مودودی جماعت سے تعلق رکھنے والے کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: [۲۳۴۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تھانہ پوڑیاہاٹ ضلع گڈا کے علاقہ تالجھاڑی جو دس بارہ بستی پر مشتمل ہے تقریباً دس ہزار کی آبادی ہے، یہاں عیدین کی نماز عرصۂ دراز سے ایک امام صاحب پڑھاتے آرہے ہیں، الحمدللہ یہاں اس علاقہ میں علماء کرام کی کمی نہیں ہے، گذشتہ سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر امام صاحب نے عیدگاہ میں اعلان کردیا کہ میں جماعت اسلامی میں ہوں، اور اسی پر قیامت تک رہونگا، واضح ہو کہ اس سے قبل کبھی کوئی تذکرہ نہیں ہوا تھا کہ موصوف امام کا تعلق کس جماعت سے

ہے، جب امام نے برسر عام اعلان کر دیا تو عید گاہ میں کافی ہنگامہ اوراختلاف کی نوبت آ گئی یہاں تک کہ اس کی وجہ سے دوجگہ نماز عیدالاضحیٰ ادا کی گئی؟

(۱) سوال یہ ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہیں یا اہل سنت والجماعت میں سے کسی امام کا انتخاب کر لیا جائے ، جبکہ صرف ان کے علاوہ باقی تمام مقتدی وعوام اہل سنت والجماعت کے مسلک کے ہیں۔

(۲) جماعت اسلامی کے پیچھے نماز جائز ہے یانہیں؟ جماعت اسلامی کے ماننے والے کو اپنی مجالس میں بلانا جائز ہے یانہیں؟ جماعت اسلامی کے جلسہ جلوس میں شامل ہونا چاہئے یا اس سے احتراز کرنالازم ہے۔

المستفتي: اراکین کمیٹی، تالجھاڑی، جھارکھنڈ، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۱) اگر مذکورہ امام حنفی مسلک کی رعایت کرتے ہوئے نماز پڑھاتے ہیں اور علماء اہل سنت پر سب وشتم نہ کرتے ہوں تو ان کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے، اور امام بدلنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر وہ مسائل حنفیہ کی رعایت نہ کریں اور علماء اہل سنت و بزرگان دین پر سب وشتم کرتے ہوں تو پھر ان کے بجائے نیک صالح دیندار شخص کو امام مقرر کرلیا جائے۔

إن تيقن المر اعاة لم يكره أو عدمها لم يصح . (درمختار ، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ۱/ ۵٦۳، زكريا ۲/ ۳۰۲)

ويكره إمامة فاسق . (در مختار ، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ۱/ ۵٦۰، زكريا۲/ ۲۹۸، كبيرى ، كتاب الصلاة، فصل فى الإمامة / ۴۷۹)

(۲) جماعت اسلامی امام کے پیچھے مذکورہ شرائط کے ساتھ نماز بلاکراہت درست ہے۔ (ب) ان کو اپنے جلسہ جلوس میں شرکت سے منع نہ کیا جائے۔ البتہ ان کو وعظ وتقریر کا موقع نہ دیا جائے۔ (ج) عام لوگوں کو ان کے جلسہ وجلوس میں شرکت سے اجتناب واحتراز کرنا

چاہئے۔(مستفاد محمودیہ ۱/۲۶۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/ ذیقعدہ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/۶۹۶۲)

مودودی امام کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: [۲۳۴۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری مسجد کے امام جماعت اسلامی ضلع بھاگلپور کے امیر ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتي: شبیر احمد، شاہ کنڈ، بھاگلپور بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جماعت اسلامی جو فرقہ مودودیت سے ہے، وہ صحابہ کرام کی شان میں زبان کھولنے میں دریغ نہیں کرتے ہیں، اسلئے وہ لوگ فاسق ہیں، ان کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، اور اگر اہل السنّت والجماعت اور خوش عقیدہ امام نہ ملے تو تنہا پڑھنے کے مقابلہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھنا اولیٰ ہے، اور ساتھ ساتھ نماز مکروہ بھی ہوگی۔

عن أبی هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ الجهاد واجب عليكم مع كل أمير براً كان أو فاجراً، والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم براً كان أو فاجراً، وإن عمل الكبائر الحديث: (سنن ابي داؤد، كتاب الجهاد، باب الغزو مع ائمة الجور، النسخة الهندية ١/٣٤٣، دارالسلام رقم: ٢٥٣٣)

عن مرثد بن أبي مرثد الغنوی، وكان بدرياً قال: قال رسول الله ﷺ: إن سركم أن تقبل صلاتكم فليؤمكم خياركم، فإنهم وفد فيما بينكم وبين ربكم عزوجل. (مستدرك للحاكم، كتاب معرفة الصحابة، مكتبه نزار مصطفى البازه/١٨٦٤، رقم: ٤٩٨١)

ويكره لهؤلاء التقدم (إلىٰ قوله) فإن أمكن الصلوٰة خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فالاقتداء أولىٰ من الانفراد الخ. (البحرالرائق ، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ١/٠٦١، كوئٹه ١/٣٤٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/محرم الحرام ۱۴۱۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/۲۹۸۰)

بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: [۲۳۴۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بدعتیوں کی مسجد میں انہی کے امام کے پیچھے مجبوری میں نماز پڑھی جائے یا غیر مجبوری میں پڑھی جائے، دونوں صوتوں میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: اقبال احمد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بریلوی اور بدعتی شرعاً فاسق ہے، اگر مجبوری ہے کہ اسکے علاوہ قریب میں اپنے ہم خیال لوگوں کی مسجد نہیں ہے، تو پھر تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں بہتر یہی ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے، اور اگر ایسی مجبوری نہ ہو تو پھر بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، بہر دو صورت نماز کا فریضہ ذمہ سے ساقط ہو جائیگا، لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

عن أبي هريرةؓ أن رسول الله ﷺ ، قال: صلوا خلف كل بر وفاجر .

الحديث: (سنن الدار قطني ، باب صفة من تجوز الصلوٰة ، معه والصلاة، عليه ، دارالكتب العلميه بيروت ٢/٤٤، رقم: ١٧٥٠)

ولو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة –فإن أمكن الصلوٰة ، خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فالاقتداء أولىٰ من الإنفراد .

(بحرالرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا١/ ٤١٠، کوئٹه ١/ ٣٤٩)

وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لا یهتم لأمر دینه. (شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ١/ ٥٦٠، زکریا٢/ ٢٩٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیراحمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/ربیع الأول ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر:۳۵/۱۳۰۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۲۲/۳/۱۸ھ

بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے یا تنہا پڑھنا

سوال: [۲۳۴۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کسی کے گھر پر عصر کے بعد کسی کام سے جاتا ہے، مغرب کے بعد وہاں سے واپسی ہوتی ہے، اس جگہ پر دو مسجدیں ہیں، اور دونوں بدعتیوں کی ہیں، تو کیا یہ شخص اس مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر پڑھ سکتا ہے تو جس طرح وہ لوگ کرتے ہیں، تو یہ بھی اس طرح کرے یا نہیں؟ مثلاً أشهد أن محمد رسول اللہ پر انگوٹھے چومنا اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہونا سلام کے بعد ان کی دعا پر آمین کہنا یا یہ شخص جس کے گھر پر جاتا ہے، اسی میں تنہا نماز پڑھے یا کچھ آدمیوں کے ساتھ جماعت کرلے۔

المستفتي: محمد اختر، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر امام فاسق یا بدعتی ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا اگرچہ مکروہ ہے لیکن تنہا پڑھنے سے ان کی جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔
(مستفاد: امداد الفتاویٰ ١/ ٣٧٩)

عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ الجهاد واجب عليكم مع كل أمير، براً كان أو فاجراً، والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم براً كان أو فاجراً، وإن عمل الكبائر، الحديث: (سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد،

باب الغز ومع ائمة الجور ، النسخة الهندية ١/٣٤٣، دارالسلام رقم: ٢٥٣٣)

وخلفه مع الكراهة. (الهندية ، كتاب الصلاة، الباب الخامس فى الإمامة، الفصل الثالث زكريا قديم١/٨٤، جديد١/١٤١)

صلى خلف فاسق ومبتدع نال فضل الجماعة وفى الشامى أفاد أن الصلوٰة خلفها أولىٰ من الانفراد. (شامى ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ،كراچى ١/٥٦١، زكريا٢/٣٠١، الهنديه زكريا قديم١/٨٤، جديد ١/١٤١)

علامہ شامیؒ نے اذان کے وقت انگوٹھے چومنے کوعلامہ قہستانی وغیرہ سے مستحب نقل کرنے کے بعدعلامہ جراحی سے نقل کیاہے،کہ کسی حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے،اس طرح کی تمام روایتیں ضعیف تر ہیں ، اسلئے اذان کے وقت انگوٹھے نہ چومے ۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۱/۳۷۹)

وذكر ذلك جراحى وأطال ثم قال ولم يصح فى المرفوع من هذا شيئى . (شامى ، كتاب الصلاة ، باب الآذان كراچى ١/٣٩٨، زكريا ٢/٦٨)

اورا قامت کےشروع میں کھڑے ہونے کا مقصدصفوں کودرست کرنا ہے،آپ تنہا کھڑے ہوکر بیٹھنے والوں کی صفوں کوکیا درست کریں گے،اسلئے حی علی الفلاح تک بیٹھنے کی گنجائش ہے ۔(مستفاد:احسن الفتاویٰ۲/ ۳۰۷)فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیراحمدقاسمی عفااللہ عنہ
۱۰رصفرالمظفر ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر:۳۶/۷۴۹۶)

فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: [۲۳۴۷]: کیافرماتے ہیں علماءکرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) زید دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتا ہے،اور زید کے مکان کے اطراف میں جتنی مساجد ہیں ،وہ سب بدعتی لوگوں کی ہیں اور امام مسجد بھی بدعتی ہے، اور پائجامہ تہبند

ٹخنوں سے نیچا رکھتے ہیں، اور زید کے مسلک کی مسجد زید کے گھر سے ایک ڈیڑھ کلو میٹر کی دوری پر ہے، اور زید کا اتنی دوری پر پنج وقتہ نماز میں پہنچنا دشوار ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ زید کا بدعتی امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ٹھیک ہے یا اپنی فرداً نماز پڑھنا درست ہے؟ جواب دیں؟

(۲) جماعت اسلامی کے امام کے پیچھے نماز پڑھنا ٹھیک ہے یا نہیں؟

المستفتي: سید محمد سہیل، محلّہ

بروالان نل والی مسجد، ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: ایسی مجبوری میں فاسق اور بدعتی کے پیچھے باجماعت نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں افضل اور بہتر ہے۔

عن أبي هريرة ؓ قال: قال رسول الله ﷺ: الصلاة واجبة خلف كل مسلم براً كان أو فاجراً، وإن عمل الكبائر. (سنن ابي داؤد، كتاب الصلاة، باب إمامة البر والفاجر، دارالسلام ٩٧، رقم: ٥٩٤)

یہ روایت ہندی نسخہ میں دستیاب نہیں ہوئی۔

قلت: في أمره بالصلاة خلف الفاجر مع أن الصلاة خلف الفاسق، والفاجر مكروهة عندنا دليل على وجوب الجنازة. (بذل المجهود، كتاب الصلاة، باب إمامة البر والفاجر، دارالبشائر الإسلاميه بيروت جديد٥/٤٧٧، مطبع ميرٹھ قديم ١/٣٣٢)

لو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة لكن لاينال كما ينال خلف تقي ورع الخ. (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة كوئٹه ١/٣٤٩، زكريا ١/٦١٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/۲۶۰۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۶/۳/۱۴۱۲ھ

میلاد النبی میں قیام نہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۴۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میلاد النبی میں قیام نہ کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اگر مکروہ ہے تو کونسی کراہت ہے یا بلاکراہت نماز درست ہے؟ اس مسئلہ کو واضح طور پر مدلل فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

المستفتي: عبدالقادر، ساکن مقبول پور، بردوان، بنگال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ذکر ولادت شریفہ بہت مبارک اور باعث خیر و برکت ہے بشرطیکہ اس میں نام و نمود و شہرت و تفاخر اور بوقت ذکر ولادت شریفہ قیام نہ ہو۔

والإحتفال بذكر الولادة الشريفة إن كان خاليا من البدعات المروجة فهو جائز بل مندوب كسائر أذكاره صلى الله عليه وسلم والقيام عند ذكر الولادة الشريفة حاشا لله أن يكون كفراً الخ. (امدادالفتاویٰ زکریا ٦/۳۲۷)

لہٰذا قیام نہ کرنے والا امام قابل ملامت نہیں، اس کے پیچھے نماز بلاکراہت صحیح اور درست ہوگی!

وقد قيد ذلک جماعة من أهل العلم بالكراهة الدينية بسبب شرعي فأما الكراهة لغير الدين فلا عبرة بها . (بذل المجهود، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، مطبع دارالبشائر الإسلاميه ۳/۴۷۵، سهارن پور، قديم ۱/۳۳۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹؍ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۵۸۰)

میلاد پڑھنے والے اور تعزیہ بنانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۴۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے محلہ کی

مسجد کے جو مقرر ہ امام ہیں، اگر کسی بنا پر تشریف نہیں لاتے ہیں، تو مسجد کے مصلیوں میں تین احباب ایسے ہیں جو لباس سے چہرے سے بالکل متبع سنت ہیں، اور کسی درجہ میں قرآن بھی صحیح پڑھتے ہیں ان میں جو موجود ہو وہ نماز پڑھا دیتا ہے، مسئلہ جواب طلب یہ ہے کہ ایک صاحب نمازیوں میں حافظ قرآن ہیں مگر ڈاڑھی ان کی آدھی مشت بھی نہیں ہے، ایک مشت تو درکنار دوسرے وہ میلا د پڑھتے ہیں تیسرے محرم کے ایام میں تعزیہ پر بیٹھ کر اس کا چڑھاوا جمع کرتے ہیں، یہ صاحب امام صاحب کی عدم موجودگی میں نماز پڑھانا چاہتے ہیں، کچھ نمازیوں کو اس پر اعتراض ہے تو کچھ نمازی جو زیادہ دین سے واقف نہیں ہیں، وہ کہتے ہیں کہ کسی مفتی صاحب سے مسئلہ دریافت کرلیں، چنانچہ اس سے قبل بھی آپ سے مسجد کی حدود میں پلنگ سے متعلق مسئلہ دریافت کیا تھا، جس پر سب بالاتفاق عمل پیرا ہیں، تو اب ان صاحب سے متعلق جواب تحریر فرمادیں کہ یہ نماز پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتي: محمد اسحاق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: داڑھی کٹانے والا، میلا د پڑھنے والا، اسی طرح تعزیہ پر بیٹھ کر چڑھاوا جمع کرنے والا شخص فاسق اور بدعتی ہے ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، ایسے شخص کے پیچھے سب کی نماز مکروہ ہوتی ہے، تاہم اس کے پیچھے پڑھی گئی نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے، اور ایسے فاسق شخص کو ہٹا کر متبع سنت امام کا انتظام کرنا ذمہ داران مسجد کا فرض ہے۔

عن جابر بن عبد الله ؓ قال خطبنا رسول الله ﷺ فقال: ...ولا يؤم فاجر مؤمناً، الحديث: (سنن ابن ماجه، الصلاة، باب فرض الجمعة، النسخة الهندية ١/ ٧٥، دارالسلام رقم: / ١٠٨١)

عن مرثد بن أبي مرثد الغنوى وكان بدرياً قال: قال رسول الله ﷺ: إن سركم أن تقبل صلاتكم، فليؤمكم خياركم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم. (المعجم الكبير للطبرانی، دار احیاء التراث العربي ٢٠/ ٣٢٨، رقم: ٧٧٧)

ویکره تقدیم الفاسق کراهة تحریم وعند مالک لایجوز تقدیمه وهو روایة عن أحمد وکذا المبتدع . (صغیری ، مکتبه مجتبائی دهلی /٤ ٢٦، البحرالرائق ، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا١/ ٦١٠، کوئٹه١/ ٣٤٩، فتاویٰ دارالعلوم ٣/ ١٤٥) **فقط** واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍رجب ۱۴۱۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۵۸۴۴/۳۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/۷/۳ھ

تیجہ، دسواں، بارہ وفات کا چندہ کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۵۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک گاؤں ملپو رہ ہے، اس مسجد میں امام صاحب اپنے آپ کو مسلک دیوبندی سے ملحق بتلاتے ہیں، لیکن کام بدعتیوں والے کرتے ہیں، مثلاً دسویں تیجے وغیرہ کا کھانا بارہ وفات کا چندہ وغیرہ اکٹھا کرکے دیگیں اتروا کر کھانا کھلانا محرم وچہلم وغیرہ میں شرکت کرنا مذکورہ کام کرنے والے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ مکروہ تنزیہی یا تحریمی کے مطلب کی وضاحت فرمادیں۔

المستفتي: بنے میاں، مغلپورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تیجہ دسواں، چہلم اور بارہ وفات کے نام سے چندہ کرنا اور پھر دیگیں پکوانے کی رسم سب امور بدعت اور مکروہ ہیں، جو امام ایسے امور میں مبتلا ہو اس کو مسجد کی کمیٹی اور منتظمین وہاں کسی مصلحت کے پیش نظر مسجد سے علیٰحدہ کرکے متبع شریعت امام رکھ لیں، تو بہتر ہے اب رہی اس کے پیچھے نماز صحیح ہوجاتی ہے یا نہیں تو بدعتی کے پیچھے بھی نماز صحیح ہوجاتی ہے، واجب الاعادہ نہیں، البتہ ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔

عن أبي هريرةؓ أن رسول الله ﷺ قال صلوا خلف كل بر وفاجر ، **الحديث** : (سنن الدار قطني ، دارالكتب العلمية بيروت ٢/ ٤٤ ، رقم: ١٧٥٠)

ولو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة .... فإن أمكن الصلاة ، خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فالاقتداء أولٰى من الانفراد . (البحر الرائق ، كتاب الصلاة، باب الإمامة كوئٹه ١/ ٣٤٩، زكريا١/ ٦١٠، هكذا شامي، كتاب الصلاة ، باب الإمامة زكريا ٢/ ٢٩٩، كراچی ١/ ٥٦٠)

لو أم قوما وهم له كارهون ، فهو على ثلٰثة أوجه إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره الخ. (مراقی الفلاح ، كتاب الصلاة، باب الإمامة دارالكتاب ديو بند/ ١ ٣٠، قديم / ١٦٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٦/ ربیع الثانی ١٤١٦ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٢/ ٤٤٠٩)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١٦/ ٤/ ١٤١٦ھ

بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: [٢٣٥١]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ بریلوی حضرات کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جبکہ مسجد دوسری بھی موجود ہو؟

المستفتي: اخلاق حسین، متعلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بریلوی حضرات کے فاسق ہونے میں شبہ نہیں، اس لئے ان کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔

عن جابر بن عبد الله قال: خطبنا رسول الله ﷺ فقال: ولا يؤم فاجر مؤمناً، الحديث : (سنن ابن ماجه ، الصلاة ، باب فرض الجمعة ، النسخة الهنديه ١/ ٧٥، دارالسلام رقم: ١٠٨١)

ولذا كره إمامة الفاسق الخ. (طحطاوی علی المراقی ، كتاب الصلاة، فصل فی

بیان الأحق بالإمامة، دارالکتاب دیوبند جدید /۱ ۳۰، قدیم/ ۱۶۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۴۲۰۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/ ۱۱/ ۱۴۱۵ھ

گیارہویں منانے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھنا

سوال: [۲۳۵۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امام نے گیارہویں تاریخ کو اپنی مسجد میں گیارہویں کا پروگرام کیا اور اس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان نماز کے مطابق بیان ہوا اور بکر نے زید امام کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی کہ تم نے گیارہویں کیوں کی ہے، اور تم کو کس نے کہا تھا، لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔

المستفتي: گلزار احمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: گیارہویں شریف کے نام سے کسی قسم کا پروگرام شریعت غراء سے ثابت نہیں اور جو چیز شریعت سے ثابت نہیں ہے، اسے دین کا کام سمجھ کر اور عبادت کا کام سمجھ کر کرنا نہایت خطرناک عمل ہے، اس لئے گیارہویں شریف کے نام سے کسی قسم کا کوئی سالانہ پروگرام چلانا جائز نہیں ہے، حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی وفات کے سانحہ سے امت کیلئے سید الکونین خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا سانحہ زیادہ دردناک اور صبر آزما ہے، جب سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے دن حضرت صدیق اکبر حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دور صحابہ کے بعد تابعین تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی سے بھی آپ کی وفات کا پروگرام ثابت نہیں ہے، اگر یہ دین کا کام ہوتا اور کار ثواب ہوتا تو اس کام کے زیادہ مستحق حضرات خلفائے راشدین اور امت کے سلف وخلف ائمہ مجتہدین اور خود حضرت شیخ عبد

القادر جیلانیؒ تھے، جب ان سے اس قسم کا پروگرام ثابت نہیں ہے، تو گیارہویں شریف کا پروگرام کس طرح جائز ہوگا، بلکہ سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد: ''**من أحدث في أمرنا هذا ماليس فيه فهو رد**'' کے دائرے میں داخل ہوکر بدعت شنیعہ اور قابل ترک عمل ہوگا، اسلئے اس سے گریز کرنا لازم اور ضروری ہے، لہٰذا اگر امام گیارہویں شریف کے پروگرام کرنے پر مصر ہو پھر اس کو کار ثواب اور دین کا کام سمجھتا ہو تو اسکی وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے والے کا عمل صحیح ہے۔

عن عائشةؓ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من أحدث في أمرنا هذاماليس فيه فهو رد. (ابن ماجه شريف ، كتاب السنة ، باب تعظيم حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم والتغليظ على ماعارضه ، النسخة الهندية /٣، دارالسلام رقم: ١٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۸/ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ۷۶۰۴/۳۶)	۱۸/۴/۱۴۲۳ھ

بریلوی امام کے پیچھے نماز

سوال: [۲۳۵۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلۂ ذیل کے بارے میں: کہ بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: عبد العزیز، شاہی مسجد مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر بریلوی سے مراد ایسی رسوم کا مرتکب ہے جو شرک نہیں فقط گناہ ہے تو وہ شرعاً فاسق ہے، اور فاسق کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے۔

كره إمامة الفاسق وفي الطحطاوي كون الكراهة في الفاسق تحريميه الخ . (طحطاوی علی مراقی الفلاح، قدیم/ ١٦٥، دارالکتاب دیوبند جدید/١ ٣٠)

اوراگرایسی رسوم کامرتکب ہے جوشرک تک پہونچ جاتی ہیں، تواس کے پیچھے نماز ہی نہیں ہوگی ،جب تک تجدید ایمان نہ کرلے۔(فتاویٰ محمودیہ۲/ ۹٦)

وتجوز الصلاة، خلف كل بر وفاجر - وما نقل عن بعض السلف من المنع عن الصلوٰة خلف المبتدع فمحمول على الكراهة إذ لا كلام فى كراهة الصلوٰة خلف الفاسق والمبتدع هذا إذا لم يؤد الفسق أو البدعة إلى حد الكفر، أما إذا أدى إليه فلا كلام فى عدم جواز الصلوٰة، خلفه. (شرح العقائد النسفية، مكتبه نعيميه / ١٦١، النبراس، مكتبه امداديه / ٣٢٦)

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸؍ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر:۲۳/ ٦٠٢)

بریلوی امام کی اقتدا کرنا

سوال: [۲۳۵۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتا ہے اس نے بریلوی امام کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھی تو زید کی نماز درست ہوئی یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہے، تو زید کو جماعت کی فضیلت حاصل ہوگی یانہیں؟

المستفتي: محمد عمر، ادھم سنگھ نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بریلوی امام اگر چہ فاسق ہے لیکن تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں فاسق کے پیچھے جماعت کیساتھ نماز پڑھنا افضل ہے اس لئے بریلوی امام کے پیچھے جونماز پڑھی گئی ہے وہ صحیح ہوچکی ہے۔

لو صلى خلف فاسق مبتدع ينال فضل الجماعة (إلى قوله) أولىٰ من

الانفراد ينبغي أن يكون محل كراهة الاقتداء بهم عند وجود غيرهم وإلا فلا كراهة الخ. (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ١/ ٦١٠، كوئٹه ١/ ٣٤٩، هكذا في الشامي، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ١/ ٥٦١، زكريا٢/ ٣٠١، هنديه، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث زكريا قديم١/ ٨٤، جديد ١/ ١٤١)

وتجوز الصلاة خلف كل بر وفاجر لقوله عليه السلام "صلوا خلف كل بر وفاجر". (شرح عقائد/ ١٥٩)

عن ابي هريرةؓ أن رسول الله ﷺ: قال صلوا خلف كل بر وفاجر وصلوا على كل برٍ وفاجر وجاهدوا مع كل برٍ وفاجرٍ. (سنن دار قطني، كتاب الصلاة، باب صفة من تجوز الصلاة معه، و الصلاة عليه، دارالكتب العلمية٢/ ٤٤، رقم: ١٧٥٠) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹/۶/۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ٦٧٦٨)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۶/۱۴۲۱ھ

بریلوی شخص کی امامت

سوال: [۲۳۵۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سرکردا جماعت جناب احمد رضا خان صاحب کی جماعت کا عمل علم غیب کا ثابت کرنا قبروں پر سجدہ کرنا، قبروں پر اذان دینا، اجتماعی طریقہ سے مائک پر سلام پڑھنا اور سلام میں شرکیہ جملوں کا استعمال کرنا بزرگوں سے مدد طلب کرنا کیا ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے یا غلط ہے اور اگر نماز پڑھ لے تو کیا نماز دوبارہ لوٹانی ہوگی یا نہیں؟ یا مکروہ ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوالنامہ میں لکھے ہوئے عقائد اوران کے اس طرح کے اعمال سارے ناجائز ہیں اوران میں سے بعض عقیدے ایسے ہیں، جو ایمان کیلئے خطرہ بن

سکتے ہیں، تاہم ہمارے مسلک دیوبند کے اساطین علماء اور اکابر اہل فتویٰ ان کے پیچھے پڑھی گئی نماز کے اعادہ کے قائل نہیں ہیں، کراہت تحریمی کے ساتھ نماز درست ہوجاتی ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں اسی لئے ہم بھی یہی سمجھتے اوریہی لکھتے ہیں کہ فرقۂ بریلوی کے پیچھے پڑھی گئی نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

عن ابي هريرة – رضى الله تعالىٰ عنه –أن رسول الله ﷺ قال صلوا خلف كل بر وفاجر، وصلوا على كل برٍ وفاجر، وجاهدوا مع كل برٍ وفاجرٍ. (سنن دار قطني ، كتاب الصلاة، باب صفة من تجوز الصلاة معه، والصلاة عليه ، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٤٤، رقم: ١٧٥٠)

وأطلق المصنف فى المبتدع فشمل كل مبتدع وهو من أهل قبلتنا وقيده فى المحيط والخلاصة والمجتبىٰ وغيرها بأن لاتكون بدعة تكفره فإن كانت تكفره فالصلوٰة خلفه لاتجوز . (البحرالرائق ، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ١/٦١٠، كوئٹه ١/٣٤٩)

ويكره أن يكون الإمام فاسقاً ويكره للرجال أن يصلوا خلفه. (تاتار خانيه ، كتاب الصلاة ، الفصل السادس من هو أحق بالإمامة زكريا ٢/٢٥٠، رقم: ٢٣٢٩، كوئٹه ١/٦٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵؍صفر ۱۴۲۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/۷۹۴۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۴/۲/۲۵ھ

بریلوی خیالات والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: [٦٢٣٥٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے اور نماز پڑھاتا ہے، باشرع وضع قطع ہے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے عقیدۂ علم غیب مانتا ہے، اور کہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب

میں صرف ذاتی اور عطائی کا فرق ہے، اور کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہے، اور دوسرا عقیدہ وہ آپ کے لئے مختار کل کا رکھتا ہے، اور کہتا ہے، کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اختیارات دیئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جس طرح چاہیں اپنی مرضی کے مطابق تصرف فرمائیں مگر بکر کہتا ہے کہ اس طرح کے عقائد رکھنا شرک فی الصفات ہے اور ایسے امام کے پیچھے نماز کسی بھی حال میں درست نہیں جبکہ امام تمام بدعتوں کو عین دین تصور کرتا ہے، اور ہر طرح کی بدعت وہ کرتا ہے، جسکی وجہ سے بکر زید کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہے، اور اپنی نماز الگ بغیر جماعت کے پڑھ لیتا ہے، صحیح کس کا قول ہے زید کا یا بکر کا کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیں؟

المستفتي: محمد ادریس، جہانگیر
پور، اجین، مدھیہ پردیش

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور ﷺ کے بارے میں زید کی نسبت جن عقائد کا ذکر کیا گیا ہے، وہ ظاہراً اگر چہ کفر تک پہونچانیوالے ہیں، لیکن بدعتی لوگ یہ عقائد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تاویلاً رکھتے ہیں، اسلئے کافر تو نہیں قرار دیا جائے گا، البتہ فاسق اور بدعتی قرار دیا جائے گا، اور فاسق و بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا زید کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، بکر کا یہ کہنا کہ ان عقائد کی وجہ سے زید کے پیچھے نماز درست نہیں ہے، ان کے ظاہری عقیدہ کے اعتبار سے صحیح ہے، لیکن یہ لوگ تاویل کر کے اس قسم کے عقائد رکھتے ہیں، اس لئے ان کو کافر نہیں کہا جائے گا، فاسق کہا جا سکتا ہے، لہٰذا وہاں کے لوگوں کو چاہئے کہ صحیح العقیدہ امام مقرر کرلیں، اور جب تک دوسرا صحیح العقیدہ امام نہ ملے مجبوری کے تحت اس کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے گی، اور وہ نماز واجب الإعادہ نہ ہوگی، اور تنہا پڑھنے کے مقابلہ میں فاسق کے پیچھے جماعت میں شریک ہوجانا زیادہ افضل ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/ ۲۹۰)

عن ابي هريرة – رضى الله تعالىٰ عنه –أن رسول الله ﷺ قال: صلوا خلف كل بر وفاجر، وصلوا على كل برٍ وفاجر، وجاهدوا مع كل برٍ وفاجرٍ. (سنن دار قطنى ، كتاب الصلاة، باب صفة من تجوز الصلاة معه، والصلاة عليه ، دارالكتب العلمية بيروت ٢/٤٤، رقم: ١٧٥٠)

صلى خلف فاسق أومبتدع نال فضل الجماعة وفى الشامية أفاد أن الصلوٰة خلفها أولىٰ من الانفراد، لكن لا ينال كماينال خلف تقى ورع. (شامى ، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچى ١/٥٦٢، زكريا ٢/٣٠١)

وقال العلامةالحلبى ، بعد ماحرر كراهة تقديم الفاسق كراهة تحريم، ويكره تقديم المبتدع أيضاً لأنه فاسق من حيث الاعتقاد وهو أشد من الفسق من حيث العمل لأن الفاسق من حيث العمل يعترف بأنه فاسق ويخاف ويستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئاً على خلاف مايعتقده أهل السنة والجماعة وإنما يجوز الاقتداء به مع الكراهة إذا لم يكن مايعتقده يؤدى إلى الكفر عند أهل السنة ، أما لوكان مؤدياً إلى الكفر ، فلا يجوز أصلاً . (غنية المستملى ، كتاب الصلاة ، الأولىٰ بالإمامة /٥١٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍محرم الحرام ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۷۵۹۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۸/۱۳ھ

رافضیوں کی رسموں میں شرکت کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۵۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی عالم رافضیوں کے محرم کی رسموں میں شرکت کرتا ہے، اوران کے امام باڑہ میں مجلس پڑھتا ہو، اور سینہ زنی کرتا ہو، اور نوحہ خوانی کرتا ہو، ساتھ ہی سنیوں کی امامت کرتا ہو اور شیعوں کے یہاں

کھاتا پیتا ہو، اور تعزیہ داری بھی کرتا ہو یعنی خود تعزیہ رکھتا ہو، بلکہ شیعوں کی مجلسوں میں شیعوں جیسا فعل کرتا ہو، ان کے سارے رسم ورواج کو ان کے ہی طرز پر ادا کرتا ہو تو ایسے مولوی کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: محمد وسیم شیخو پورہ، سیتا پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو عالم سنی مسلک کا ہو اور وہ رافضیوں کی رسموں میں شرکت کرتا ہو اور امام باڑہ میں جاکر ماتم کرتا ہو، سینہ زنی کرتا ہو، نوحہ خوانی میں شرکت کرتا ہو، ایسا شخص فاسق ہے، اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اسلئے ایسا شخص عہدۂ امامت کا اہل نہیں ہے۔

عن جابر بن عبداللّٰہ ؓ قال: خطبنا رسول اللّٰہ ﷺ فقال: ...ولا یؤم فاجر مؤمنا. الحدیث: (سنن ابن ماجه، الصلاة، باب فرض الجمعة ونسخة الهندية ۱/۷۵، دارالسلام رقم: ۱۰۸۱)

ویکره أن یکون الإمام فاسقا، ویکره للرجال أن یصلوا خلفه.

(الفتاویٰ تاتار خانیه، الفصل السادس منهو أحق بالإمامة زکریا ۱/۶۰۳، رقم: ۲۳۲۹)

ویکره إمامة فاسق. (الدر مختار علی الشامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ۱/۵۵۹، ۵۶۰، زکریا ۲/۲۹۸) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللّٰہ عنہ
۱۵؍شعبان ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۷۸۲۰/۳۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۸/۱۶ھ

محرم کا تعزیہ بنانے والے امام کی امامت

سوال: [۲۳۵۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید پورے شہر کا امام ہے، وہ محرم کا تعزیہ بنانے کا صدر مقرر کیا گیا ہے، جب تعزیہ بنانا حرام ہے، بدعت

ہے، اس کے باوجود وہ امام ہوکر صدر مقرر کیا گیا ہے، کیا اس کے پیچھے نماز ہوجائیگی، یانہیں؟ اگر ہوجائیگی تو دلیل دیں، اور اگر نہ ہوگی اسکے بارے میں میں بھی دلیل دیں؟

المستفتي: محمد مشکور احمد، محلّہ کوئیاں باغ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا شخص شرعی طور پر فاسق ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، البتہ اگر توبہ کر کے اس فعل سے توبہ کر کے باز آجائے گا تو مکروہ نہ ہوگی۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ۳/ ۲۱۷)

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه الخ. (الدر المنتقىٰ، كتاب الصلاة، باب الإمامة، دارالكتب العلمية بيروت ۱/ ۱۰۸)

عن أبي عبيدة بن عبد الله عن أبيه قال: قال رسول الله ﷺ: التائب من الذنب كمن لاذنب له. (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، النسخة الهندية ۲/ ۳۱۳، دارالسلام رقم: ٤٢٥٠، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ۱۰/ ۱۵۰، رقم: ۱۰۲۸۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ / صفر ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۹/ ۳۳۳۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۷/ ۲/ ۱۴۱۴ھ

الفصل السابع: غلط خواں کی امامت

غلط خواں کی امامت

سوال: [۲۳۵۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب قرآن کریم کی قرأت میں حروف کو مخارج سے نہیں ادا کرتے، عین اور الف اور ج، ز، ض، ظ میں فرق نہیں کر پاتے تو دریافت یہ کرنا ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز صحیح ہو جائیگی یا نہیں؟ اگر ان کو ٹوکا جائے تو مانتے نہیں اور لکنت کے بہانے کرتے ہیں لیکن آپسی باتوں میں یا اردو پڑھنے میں لکنت نہیں ہوتی، ایک نومسلم لڑکے نے اسی بنا پر ان کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی، اپنی الگ نماز پڑھتا تھا، لوگوں نے پوچھا کہ کیوں الگ پڑھتے ہو، تو اس نے کہا کہ یہ قرآن صحیح نہیں پڑھتے، تو امام صاحب نے کہا کہ تجھ چمار کی میرے پیچھے نماز نہ ہوگی تجھے کیا معلوم اس جملہ سے نومسلم نوجوان کو تکلیف ہوئی، پھر انھوں نے مارنے کیلئے گریبان پکڑ لیا تو نومسلم نوجوان نے بھی کہا کہ تم تو جولاہے ہو، جاہلوں جیسی باتیں کرتے ہو، بہر حال ہم ان کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائیگی یا نہیں؟

المستفتي: عبدالکریم، سیوہارہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صحیح پڑھنے والوں کی نماز غلط پڑھنے والوں کے پیچھے صحیح نہیں ہوتی، اسلئے ایسے غلط پڑھنے والے کو امام نہ بنایا جائے، اور کسی صحیح پڑھنے والے کو امامت کیلئے منتخب کیا جائے۔

ولا تصح صلوته إذا أمکنه الاقتداء بمن یحسنه أو ترک جهدهٗ أو وجد قدر الفرض مما لا لثغ فیه هذا هو الصحیح المختار فی حکم الألثغ

الخ. (درمختار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة مطلب فی الالثغ کراچی ۱/۵۸۲، زکریا ۲/۳۲۸، وهکذا فی الهندیة، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی الإمامة الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغیره زکریا قدیم۱/۸۶، جدید ۱/۱٤٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۷۱۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۴/۱۴۱۹ھ

غلط خواں کے پیچھے صحیح خواں کی نماز

سوال: [۲۳۵۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید امام ہے، مولوی بھی ہے، البتہ نہ تو حافظ ہے اور نہ ہی قراءت کے بنیادی قواعد (صحت حروف ہجا) پر قدرت رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ لحن جلی کا استعمال عام ہے، تو لحن خفی تو ظاہر الوقوع ہے، س اور ص، ذ، ظ، ض، میں تمیز نہیں ہو پاتی، مزید یہ کہ طبیعت پر نسیان غالب ہے جس کی وجہ سے تعداد رکعات میں اکثر مغالطہ لگتا رہتا ہے، اور چند مخصوص سورتوں میں بھی متشابہ کی عادت سی بن گئی ہے۔

بعض خواندہ حضرات نے انتظامیہ مسجد کے سامنے مختلف تجویز پیش کی کہ مولانا کو وعظ ونصیحت بیان وتفسیر وغیرہ کی ذمہ داری دیدیں، اور ان کی تنخواہ کو علی حالہ باقی رکھیں اور نماز کیلئے کسی اچھا قرآن پڑھنے والے کا تقرر کرلیں، انتظامیہ نے قراء وفضلا حضرات کی اس درخواست کو قبول بھی کرلیا مگر امام صاحب مصلے سے مستعفی نہ ہوئے، بلکہ مزید یہ کہ باہمی خلفشار انتشار کا سبب بنیں، الامان والحفیظ، نیز بقیہ مساجد بھی دور ہیں۔

لہذا اس صورت میں نماز وامامت کا شرعی حکم اور ساتھ ساتھ امام وانتظامیہ اور مقتدی حضرات کو اپنی زریں ہدایات اور ان حضرات کو اپنی اپنی ذمہ داریوں سے بھی آگاہ فرمائیں کہ چند فلوس کی خاطر لوگوں کی نمازوں کا ضیاع نہ کوئی اچھا عمل ہے اور عالمانہ

شان کے بھی خلاف ہے۔
قرآن وسنت کی روشنی میں جس کے فہم وافر سے خداوندقدوس نے حضرت والاکونوازا ہے، جواب مرحمت فرما کرممنون فرمائیں۔

المستفتي: محمدحنیف،عبدالغفار،
عبیدالرحمٰن،کانٹھ،مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوشخص قرآن کریم صحیح ادائے گی کےساتھ پڑھنے پر قدرت نہیں رکھتا ہے،سین اور صاد میں امتیاز نہیں ہے ایسے شخص کوامام بنانادرست نہیں،گرچہ عام لوگوں کی نماز ایسے شخص کے پیچھے درست ہوجاتی ہے،لیکن صحیح خواں کی نماز ایسے غلط خواں کے پیچھے درست نہیں ہوتی،اس لئے منتظمین پرلازم ہے،کہ صحت ادائے گی کیساتھ قراءت کرنے پرقدرت رکھنےوالے امام کاانتخاب کریں۔(فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل۶/ ۳۵۱)

الأصل في هذه المسائل أن حال الإمام إن كان مثل حال المقتدى أوفوقه جازت صلاة الكل . (هنديه، كتاب الصلاة، الباب الخامس فى الإمامة، الفصل الثالث فى بيان من يصلح إماما لغيره زكرياقديم ١/ ٨٦، جديد١/ ١٤٤)

ولو قرأ الظاء مكان الضاد أوعلى العكس تفسد صلاته عند أبى حنيفة ومحمدؒ وعند عامة المشايخ كأبي مطيع البلخى ومحمد بن سلمة لاتفسد صلاته، وفى الخانية : ولو قرأ الظالين بالظاء مكان الضاد أو بالذال لاتفسد صلاته، ولوقرأ الدالين تفسد أو بالضاد مكان الظاء فالقياس أن تفسد صلاته وهو قول عامة المشايخ واستحسن بعض مشايخنا، وقالوا بعدم الفساد للضرورة فى حق العامة خصوصا للعجم وهذا فى الحروف المتقاربة فى المخرج، فأما فى الحروف المتباعدة فى المخرج بعد تغير المعنى نحو أن يقرأ ينشرك مكان نيسرك تفسد صلاته . (تاتارخانيه،

كتاب الصلاة، الفصل الثاني، زكريا ۲/۸۲، رقم: ۱۸۱۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ رجمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/۱۱۱۶۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۴/۶/۱۴۳۴ھ

غلط خواں کے پیچھے صحیح خواں کی نماز

سوال: [۲۳۶۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی بستی میں کافی عرصہ سے ایک ناظرہ خواں امام نماز عیدین کیلئے متعین تھے، اور اسوقت بستی میں ان سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں تھا، اب بعد میں اس بستی میں کافی علماء وقراء پیدا ہو گئے ہیں، تو ان علماء وقراء کو ان امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنی اسوجہ سے گراں گذرتی ہے کہ وہ قرآن پاک کا تلفظ ٹھیک ادا نہیں کر پاتے ہیں، ایسی صورت میں واضح فرمائیں کہ ان علماء وقراء حضرات کی نماز ان کے پیچھے درست ہوگی یا نہیں؟ اور اب امام بدلنا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر نماز ہو جاتی ہے تو کیا درجہ ہے۔

المستفتي: علیم الدین، مدرس مدرسہ باب العلوم، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر تلفظ میں ایسی غلطی واقع ہو جاتی ہے، کہ جس سے معنی بگڑ جاتے ہیں، تو اسکے پیچھے ان لوگوں کی نماز نہیں ہوتی جو لوگ تین آیات یا اس سے زیادہ صحیح خواں ہیں، اور اگر معنی میں تغیر نہیں آتا ہے، تو نماز تو سب کی ہو جاتی ہے لیکن ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہئے، صحیح پڑھنے والے کو امام بنانا لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶/۳۵۱، ۲/۳۹، ۲/۶۳، ۲/۴۴، فتاویٰ دار العلوم ۳/ ۲۴۷)

ولا تصح صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه (إلىٰ قوله) هذا هو الصحيح المختار. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة

زکریا ۲/۳۲۸، کراچی ۱/۵۸۲، وهکذا فی العالمکیریه، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغیره زکریا قدیم ۱/۸٦، جدید ۱/۱٤٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵؍ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۵/۴۱/۱۵)

باشرع جاہل کی امامت کیسی؟

سوال: [۲۳۶۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایسے ان پڑھ کے پیچھے نماز پڑھنا جو باشرع ہے، ڈاڑھی نہیں کاٹتا مگر اس کو سورہ فاتحہ بھی صحیح پڑھنا نہیں آتا ، مجہول اور لحن جلی وخفی سب کرتا ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: ابوالخیر، آگرہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: جو آدمی لباس اور ڈاڑھی کے اعتبار سے باشرع ہے مگر وہ قرآن غلط پڑھتا ہے، تو اس کے پیچھے صحیح پڑھنے والوں کی نماز نہیں ہوتی ، اسلئے مسجد کے ذمہ داروں پر لازم ہے کہ کسی باشرع صحیح قرآن پڑھنے والے امام کا انتظام کریں۔ (مستفاد: محمودیہ ڈابھیل ٦/ ۳۵۱، میرٹھ ۱۰/ ۳۲۷)

ولا تجوز إمامة الألثغ الذی لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم يكن فی القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف فأما إذا كان من القوم من يقدر على التكلم بها فسدت صلوته وصلوة الإمام . (هندیه ، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة ، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغیره زکریا قدیم ۱/۸٦، جدید ۱/۱٤٤)

لا تصح صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه . (درمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب فی الالثغ زکریا٢/ ٣٢٨، کراچی ١/ ٥٨٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٠ رذیقعدہ ١٤٣٢ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٩/ ١٠٥٣٧)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٢٠/ ١١/ ١٤٣٢ھ

نماز میں السلام علیکم کے بجائے سلام علیکم کہنے والے کی امامت

سوال: [٢٣٦٢]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کچھ مقتدی حضرات یوں فرماتے ہیں کہ امام صاحب السلام علیکم کے بجائے سلام علیکم کہتے ہیں، یہ طریقہ شیعوں کا ہے، اور امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ میں تو السلام علیکم ہی پڑھتا ہوں تو یہ قول صحیح ہے کہ شیعوں کا طریقہ ہے، اس طرح نماز میں کوئی خلل واقع ہوگا یا نہیں؟

المستفتي: سید شمشاد علی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: شیعوں کے طریقہ ہونے کی تو تحقیق نہیں البتہ ایسا کرنا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

عن عبد الله، أن رسول الله ﷺ كان يسلم عن يمينه وعن شماله حتى يرى بياض خده، السلام عليكم ورحمته الله . (سنن ابن ماجه، الصلاة، باب التسليم، النخسة الهنديه١/ ٦٥، دارالسلام رقم: ٩١٤)

وإن قال السلام ولم يقل عليكم لم يصر آتيا بالسنة، وإن قال سلام عليكم (إلىٰ قوله) لم يكن آتيا بها، ويكره ذلک . (الجوهرة النيرة، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، دارالكتاب ديوبند١/ ٦٦/ ٦٧، امداديه ملتان قديم ١/ ٦٦)

أن يكون السلام بالألف واللام الخ. (عالمگيری، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلاة، الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة، زكريا قديم١/ ٧٦، جديد زكريا ديوبند١/ ١٣٤)

فإن قال السلام عليكم أو السلام أو سلام عليكم أو عليكم السلام أجزأه، وكان تاركاً للسنة. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، فصل إذا اراد الدخول في الصلاة كبر زكريا ١/ ٥٤٠، كوئٹه/ ٣٣٢، شامي، كتاب الصلاة، مطلب في وقت ادراك فضلية الافتتاح كراچی ١/ ٥٢٦، زكرياديوبند ٢/ ٢٤١، مصری ١/ ٣٨٩)

بلکہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا مسنون ہے، لیکن جب امام صاحب خود کہہ رہے ہیں کہ میں السلام علیکم کہتا ہوں تو بعض مقتدی کے نہ سننے سے امام صاحب پر کوئی الزام نہیں ہے ۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ / ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۳۷۰)

اللہ اکبر کی جگہ اللہ اکدر کہنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۶۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام جو نماز کے مسائل سے بخوبی واقف ہیں، نیز مجود القرآن بھی ہے، مقتدی حضرات خود اس بات کے قائل ہیں، کہ امام صاحب تو قرآن مجید بہت ہی عمدہ اور اچھا پڑھتے ہیں مگر نماز کے اندر جب اللہ اکبر کہتے ہیں تو مقتدی حضرات کہتے ہیں، کہ امام صاحب اللہ اکبر نہیں کہتے بلکہ اللہ اکدر کہتے ہیں، اس بات پر بہت بحث چل رہی ہے، جب امام صاحب سے پوچھتے ہیں تو امام صاحب کہتے ہیں کہ مجھے تو تمام مخارج یاد ہیں با اور دال میں تو بہت فرق ہے میں ایسا کیسے کرلوں گا بلکہ آپ لوگوں کو ایسا ہی معلوم ہوتا ہوگا، ایسی حالت میں نماز ہوتی ہے یا نہیں ؟ شرع کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتي: محمد مظفر، پیرزادہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جن امام صاحب سے متعلق مسئلہ معلوم کیا گیا ہے ان امام

صاحب سے احقر نے اور احقر کیساتھ اور بھی کئی عالموں نے لفظ اللہ اکبر کا تلفظ سنا ہے، ہم نے تلفظ صحیح سنا ہے، اسلئے اکبر کی جگہ اکدر کا سوال ہی نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵ / ربیع الاول ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/ ۲۷۳۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۵/ ۳/ ۱۴۱۷ھ

ولاالضالین کی جگہ ولا الدالین پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۶۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی امام صاحب والاالضالین کے بجائے ولا الدالین یعنی ضاد کے بجائے دال پڑھتا ہے، تو کیا اس سے نماز میں کچھ فرق پڑیگا یا نہیں؟ نیز امام صاحب کا اس طرح پڑھنا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں اس سلسلہ میں شدید اختلاف ہے، اسلئے آپ اس بارے میں فیصلہ کن جواب دیں؟ میں آپ کا ممنون ہوں گا؟

المستفتی: سعید ہردوئی، متعلم مدرسہ شاہی، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو شخص قدرت علی الضاد کے باوجود عمداً دال نکالے اس کی نماز درست نہیں ہے، اور نہ ایسے شخص کے پیچھے اقتدا درست ہے، اسلئے کہ یہ جان بوجھ کر غلط پڑھنے والا ہے، البتہ اگر ابتلاء عام کی بنا پر پڑھتا ہے تو اس کی نماز درست ہے لیکن اس کے پیچھے صحیح پڑھنے والوں کی نماز درست نہ ہوگی۔ (مستفاد امداد الأحکام ۲/ ۱۸۶، امداد الفتاویٰ ۳/ ۱۰۱)

لوقرأ الظالمين بالطاء أو بالذال لا تفسد صلوٰته ولو قرأ الدالين بالدال تفسد صلاته. (خانیہ زکریا جدید ۱/ ۹۰، وعلی هامش الهندیه ۱/ ۱۴۳، کتاب الصلاة، فصل فی قراءة القرآن خطاء الخ الهندیه ۱/ ۱۴۳)

لا يجوز إمامة الألثغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف الا

لمثله إذا لم یکن فی القوم من یقدر علی التکلم بتلک الحروف فأما إذا کان فی القوم من یقدر علی التکلم بها، فسدت صلاته و صلاة القوم . (الفتاویٰ العالمگیریه ، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة ، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغیره زکریا قدیم١ /٨٦، جدید زکریا١ /١٤٤، کذا فی در المختار ، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ١/ ٥٨١، و ٥٨٢، زکریا٢ /٣٢٧، و ٣٢٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٩ ربیع الثانی ١٤٢١ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٥/٦٦٣٤)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٢٩/٤/١٤٢١ھ

ولا الضالین کی ادائیگی پر قدرت نہ رکھنے والے کی امامت

سوال: [٦٥٢٣]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مولوی محمد قمر صاحب ہماری مسجد میں امام ہیں ، قرآن پاک کی قراءت بآسانی کرلیتے ہیں ، لیکن ولا الضالین جہری نماز میں تقریباً چھ سات ماہ سے ادا نہیں کر پاتے ہیں ، اور بہت مشکل ہوتا ہے اس کا علاج یونانی وڈاکٹری اور تعویذات سے بھی کیا کچھ دن کیلئے افاقہ ہوگیا تھا، پھر وہی شکایت پیدا ہوگئی ، جب ولا الضالین کہتے ہیں تو ضاد کا مد کھنچتا ہی چلا جاتا ہے، اور آگے کو ادائیگی نہیں ہوتی جسم پر کپکپی طاری ہوجاتی ہے، اور زبان ایک طرح سے بندھ جاتی ہے، سری نماز میں آسانی سے ادا ہوجاتا ہے، مسئلہ طلب یہ ہے کہ جہری نماز میں اگر آہستہ ولا الضالین ادا کرلیا جائے تو نماز درست ہوجائیگی یا کوئی خلل واقع ہوگا؟

المستفتی: مصلیان مسجد چودھریان،
سلیم پور گڑھی، ضلع: مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر جہری نماز میں ولا الضالین کو جہراً ادا نہ کرسکے تو نماز میں خلل اور ترک واجب لازم آئیگا، اسلئے ایسا شخص جہری نماز میں امامت نہ کیا کرے۔

لأن الجهر فی موضعه والمخافتة فی موضعها من الواجبات الخ .

(هدايه ، كتاب الصلاة، باب الصلاة اشرفی ١/ ١٥٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢/ ذیقعدہ ١٤١٢ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٢٨/ ٢٨٧١)

آلمین اور دُوالین پڑھنے والے کی امامت

سوال: [٢٣٦٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے، جسکی قرأت اس طرح ہے کہ عین اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا سورۂ فاتحہ میں صاف آلمین پڑھتا ہے، اود یگر عین کا بھی یہی حال ہے، کہ الف کھڑا زبر ادا ہوتا ہے، اور ضالین میں دوالین پڑھتا ہے، جبکہ اس کے پیچھے بعض مقتدی حروف کی ادائیگی اپنے مخرج سے بالکل صحیح کرتے ہیں تو دریں صورت زید کی امامت کا کیا حکم ہے؟ اور اس سے بعض مقتدی کی نماز صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتي: عبدالجلیل پورنوی، متعلم
مدرسہ حیات العلوم پیرزادہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اس طرح غلط پڑھنے والے کے پیچھے صحیح خواں کی نماز صحیح نہیں ہوتی ہے، اسلئے صحیح پڑھنے والوں کی اس کے پیچھے اقتدا صحیح نہ ہوگی، لہذا مذکورہ شخص کو امام نہ بنایا جائے۔

لا يجوز إمامة الألثغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم يكن فی القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف الخ .

(هنديه، كتاب الصلاة ، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بيان من يصلح اماماً

لغیره زکریا قدیم ١/٨٦، جدید زکریا١/١٤٤ ،کذا فی در المختار ، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ١/٥٨١، و٥٨٣، زکریا٢/٣٢٧، و ٣٢٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢٥ ربیع الاول ١٤١٥ھ
(الف فتویٰ نمبر:٣١/٣٩٤٢)

الف اور عین میں فرق نہ کر پانے والے کی امامت

سوال: [٢٣٦٧]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص جو کلام پاک کی سورۃ القارعة میں اَلْقَارِعَةُ کی جگہ اَلْقَارَعٰةُ را پر کھڑا زبر یا الف کیساتھ پڑھتا ہے،اور سورۃ التکاثر میں عَنِ النَّعِیْم کی جگہ عٰنَ النَّعِیْم کھڑا زبر یا الف یا سورۃ الکافرون میں وَلِیَ دِیْنِ کی جگہ وَلَیَّ دین پڑھتا ہے اور سورۃ الماعون میں ویمنعون الماعون میں الف اور عین میں کوئی فرق نہیں کرتا ،مثلاً یوں پڑھتا ہے، ویمناون الماء ون ،نیز کلام پاک مجہول اور لحن جلی کے ساتھ تلاوت کرتا ہے، آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: وثیق احمد، کھیڑا ٹانڈہ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ایسے غلط خواں کے پیچھے صحیح خواں کی نماز نہیں ہوتی ہے ، اسلئے ایسے شخص کو ہرگز امام نہ بنایا جائے ۔(فتاویٰ محمودیہ قدیم ٧/ ٥٧، ڈابھیل ٦ /٣٥١، میرٹھ ١٠/ ٣٢٧)

لا یجوز إمامة الألثغ الذي لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم یکن فی القوم من یقدر علی التکلم بتلک الحروف فأما إذا کان فی القوم من یقدر علی التکلم بها، فسدت صلوٰته وصلوٰة الإمامة.

(هندیه، کتاب الصلاة ، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً

لغیره زکریا قدیم١/٨٦، جدید زکریا ١/١٤٤، کذا فی در المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا٢/٣٢٧، و ٣٢٩، کراچی ١/٥٨٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم رجب ١٤١٦ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٢/٤٥٢٧)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١/٧/١٤١٦ھ

ذال کی جگہ جیم پڑھنے والے کی امامت

سوال: [٢٣٦٨]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں بازار میں ایک مسجد ہے، اس مسجد میں جو امام صاحب ہیں، وہ نابینا ہیں، جس کی وجہ سے ہلکا سا چہرہ آسمان کی طرف اٹھا رہتا ہے، اور ہاتھ بھی تکبیر تحریمہ کے وقت بمشکل اٹھ پاتے ہیں، اور قرآن مجید بھی اکثر مجہول پڑھتے ہیں، ذال کی جگہ جیم ہمزہ اور عین میں بھی فرق نہیں ہوتا، ان ساری وجوہات کی بنا پر محلّہ اور بازار کے ٨٠/اسی فیصد حضرات وہاں نماز نہیں پڑھتے ہیں، اور جو امام صاحب ہیں ان کی کسی سے کوئی مخالفت بھی نہیں ہے، ان سب صورتوں میں ان کے پیچھے نماز ہو جائیگی یا نہیں؟

المستفتي: عتیق الرحمٰن، دیپا سرائے، سنبھل

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو آدمی لباس اور ڈاڑھی کے اعتبار سے باشرع ہو مگر وہ قرآن غلط پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے صحیح پڑھنے والوں کی نماز نہیں ہوتی اس لئے مسجد کے ذمہ داران پر لازم ہے کہ کسی باشرع صحیح قرآن پڑھنے والے امام کا انتظام کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ١٠/ ٢٣٧، ڈابھیل ٦/ ٣٥١)

لا تجوز إمامة الألثغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله، إذا لم يكن فی القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف، فأما إذا كان فی القوم من يقدر على التكلم بها، فسدت صلوٰته وصلوٰة القوم.

(هنديه، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح اماماً لغيره ، زكريا قديم ١/٨٦، جديد ١/١٤٤)

ولايصح اقتداء غير الألثغ به أى بالألثغ على الأصح ..... ولا تصح صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه ، وفي الشامي : من المشايخ من أنه ينبغي لهٗ أن لا يؤم غيره .... الراجح المفتى به عدم صحة إمامة الألثغ لغيره ممن ليس به لثغة الخ. (درمختار مع الشامي ، كتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب في الالثغ زكريا ٣٢٨/٢، كراچی ١/٥٨٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۰۵۸۳/۳۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۱/۱۴۳۳ھ

ق کو ک، س کو ص، اور ح کو ہ پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۶۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک کو باتجوید نازل فرمایا ہے، قرآن مجید جس میں ح اور ہ کا، س اور ص کا، ق اور ک، ت اور ط کا، د اور ض کا، ج اور ذ کا، فرق نہ ہو وہ لحن جلی ہے ، اور لحن جلی کا پڑھنا اور سننا دونوں حرام ہے، اور اگر کوئی کہے کہ اگر معنیٰ فاسد ہوں تو حرام ہے، اور معنیٰ فاسد نہ ہوں تو حرام نہیں ہے، یہ بالکل غلط ہے اس لئے کہ الحمد (ہ) سے پڑھے گا اور قل کو کل پڑھے گا تو معنی میں ایسا فساد آجائے گا کہ اس کے پڑھنے اور لکھنے سے قلم کانپتا ہے، زید کے جواب میں بکر کہتا ہے کہ حافظوں کے آپس کے جھگڑے ہیں، اور کچھ نہیں زید نے قرآن کریم کے ایسے حق مسئلہ کو حافظوں کا جھگڑا بتایا اس پر توبہ اور تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں؟ ایسا شخص اگر توبہ اور تجدید نکاح نہ کرے تو اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ گنہگار رہوں گے یا نہیں؟

المستفتي: محمد وسیم، نیا گاؤں، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ق کوک، س کوص اورح کوہ پڑھنے کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر بغیر قصد کے زبان سے اسی طرح نکل جاتا ہے یا کوشش کے باوجود صحیح ادائیگی پر قدرت نہیں رکھتا ہے تو اس طرح پڑھنے والے کی نماز خود پڑھنے والے کے حق میں درست ہوجاتی ہے، البتہ صحیح پڑھنے والوں کی نماز اس کے پیچھے درست نہیں ہوگی، لہٰذا ایسے آدمی کو امام بنانا درست نہیں ہوگا، اب رہی یہ بات کہ زید وبکر کے درمیان تکرار و بحث کے دوران بکر کا یہ جملہ کہنا کہ حافظوں کے آپس کے جھگڑے ہیں اس سے بکر کا مطلب اگر یہی ہے کہ بغیر قصد کے ایسے پڑھنے سے نماز صحیح ہوجاتی ہے، یا کوشش کے باوجود صحیح ادائیگی پر قدرت نہیں ہوتی ہے، تب نماز صحیح ہوجاتی ہے، اوراس کے اوپر زید کی طرف سے صحت نماز کے انکار اور فساد نماز کے اثبات پر شدت کے ساتھ پیش کش کی گئی ہے، اوراس کے جواب میں بکر نے یہ جملہ کہا ہے تو ایسی صورت میں بکر پر کوئی گناہ نہیں ہے، نہ تجدید نکاح اس پر ضروری ہے نہ اس کے ساتھ تعلق رکھنے میں کوئی گناہ ہے، اور زید کی طرف سے خواہ مخواہ بکر کے ایمان کے اوپر حملہ ہے۔

الاصل فيما إذا ذكر حرفاً مكان حرف وغير المعنى إن أمكن الفصل بينهمابلا مشقة تفسد وإلا يمكن إلا بمشقة كا الظاء مع الضاد المعجمتين والصاد مع السين المهملتين والطاء مع التاء قال أكثرهم لا تفسد اه وفي خزانة الأكمل قال القاضي أبو عاصم إن تعمد ذلک تفسد ، وإن جرىٰ على لسانه أولا يعرف التمييز لا تفسد وهو المختار، وفى البزازية وهو أعدل الاقاويل وهو المختار . (شامى ، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، مطلب إذا قرأ قوله تعالىٰ جدك بدون الف لا تفسد كراچى ۱/ ۶۳۳، زكريا ۲/ ۳۹۶) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۰۳۵)

ق کوک، اورسین کوص پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۷۰]: کیافرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب غلط قراءت کرتے ہیں، ق کوک اورظ کوذ،ض کوز، پڑھتے ہیں، ایسے امام کے پیچھے صحیح خواں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: مولوی عظمت علی، آسامی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: جوامام ق کوک،ص کوس، پڑھتے ہیں تو ان کے پیچھے صحیح خواں کی نماز درست نہ ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶/ ۳۵۱، امداد الفتاویٰ ۱/۲۴۴، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۱۰/ ۳۲۷)

الراجح المفتیٰ به عدم صحة الألثغ لغيره ممن ليس لهٗ لثغة وقد أجاب عنه بأبياتٍ:

إمامة الألثغ للصحيح : فاسدةٌ فی الراجح الصحيح

شامی، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، مطلب فی الألثغ زکریا ۲/۳۲۸، کراچی ۱/ ۵۸۲)

لا تجوز إمامة الألثغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله، إذا لم يكن فی القوم من يقدر على التكلم بتلک الحروف، فأما إذا كان فی القوم من يقدر على التكلم بها، فسدت صلوته وصلوة القوم.

(هنديه، كتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بيان من يصلح اماماً لغيره زكريا قديم ۱/۸۶، جديد ۱/ ۱۴۴، كذا في تاتار خانية زكريا، كتاب الصلاة، الفصل الثانی مسائل زلّة القاری، زكريا ۲/۹۳، رقم: ۷۸۳٤)

باب إمامة الألثغ لغير الألثغ: ذكر الشيخ الإمام أبوبكر – إنها تصح لأن ما يقول صارت لغةً لهٗ، وقال غيره لا تصح. (خانيه، كتاب الصلاة، فصل

فیمن یصح الإقتداء به وفیمن لا یصح به زکریا جدید ۱/ ۵۸، وعلی هامش الهندیه ۱/ ۹۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲؍محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۱۳۵۴)

لفظ عین ادا نہ کر پانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۷۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) ہماری مسجد کے امام صاحب نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں تو رب العالمین میں یا تو سرے سے ہی ہمزہ پڑھتے ہیں یا پھر اگر عین ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو بوجہ زبان میں لکنت ہونے کے عین کا غین میں ضم کر دیتے ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے، کہ عین دو مرتبہ پڑھا گیا، امام صاحب کی اس خامی کو اہل بستی کے علاوہ علماء کرام جو بغرض حصول چندہ آتے رہتے ہیں، انہوں نے بھی اس غلطی کو محسوس کیا اور لوگوں کو بتایا تو کیا اس طرح پڑھنے پر معنیٰ میں تبدیلی آجاتی ہے یا نہیں؟ بہرصورت قرآن وحدیث کی روشنی میں نماز کا حکم واضح فرمایا جائے۔

(۲) علاوہ ازیں بعض اہل بستی چاہتے ہیں، کہ امامت مسجد کے لئے کسی عالم دین کو لایا جائے، اس لئے کہ مذکورہ امام صرف حافظ ہیں جبکہ اہل بستی مذکورہ قدیم امام کو بھی بدستور خدمت مسجد کیلئے رکھنا چاہتے ہیں، مگر ان امام صاحب کو یہ تجویز بھی بڑی ناگوار لگتی ہے، کہ ان کی موجودگی میں عالم بھی رہے، نیز جب بھی اہل بستی نے کسی عالم کو لانے کی کوشش کی ہے، تو مذکورہ امام نے ان کے خلاف خفیہ تدبیریں اور سازشیں رچی ہیں، حتی کہ مسجد میں جھگڑا وفساد تک کی نوبت آئی ہے، تو کیا ان امام صاحب کا یہ رویہ اور کسی عالم دین سے بغض رکھنا اور ان سب خامیوں کے باوجود امامت پر بضد اور مصر رہنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: مصلیان، مدنی مسجد، گوبند پورہ، چنڈی گڈھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام پر لازم ہے کہ قرآن کریم صحیح پڑھا کرے، اگر کوئی حرف صحیح نہیں نکلتا ہے تو اس کی صحت کی مشق کرنا لازم ہے، ورنہ غلط خواں کے پیچھے صحیح خواں کی نماز خطرے میں پڑ جاتی ہے، نیز اگر محلّہ والے دو امام کو رکھنا چاہتے ہیں، اور ان دنوں اماموں کو مشاہرہ بھی دینے کیلئے تیار ہیں، تو ان کو اس بات کا حق ہے، نیز مسجد کے ذمہ داران کو اس بات کا بھی حق ہے کہ موجودہ امام کو ہٹا کر کے اچھا قرآن پڑھنے والا کسی دوسرے امام کا انتظام کریں۔

لا تجوز إمامة الألثغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله، إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف، فأما إذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها، فسدت صلوته وصلوة القوم. (هنديه، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح الخ، زكريا قديم ١/٨٦، جديد ١/١٤٤)

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة، ثم الأحسن تلاوة وتجويدا للقراءة – ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالما بكيفية الحروف. (شامي، كتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب في تكرار الجماعة في المسجد كراچی ١/٥٥٧، زكريا ٢/٢٩٤)

رجل أم قوما وهم له كارهون، إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره له ذلك . (هنديه، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح الخ ، زكريا قديم ١/٨٦، جديد ١/١٤٤)

إن للأمّة خلع الإمام وعزله بسبب يوجبه مثل أن يوجد منه ما يوجب اختلال أحوال المسلمين ،وانتكاس أمور الدين كما كان لهم نصبه وإقامته

لانتظامها وإعلائها . (شامی، کتاب الجهاد ، باب البغاة، مطلب فیما یستحق به الخلیفة العزل کراچی ٤/٢٦٤، زکریا٦/٤١٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍شوال ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱۶۶۴/۴۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۱۰/۱۴ھ

حروف کاٹ کر پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۷۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تراویح کی نماز ایسے طالب علم سے پڑھوانا جو بکثرت حروف کاٹ کر پڑھتا ہو، اور لحن جلی تک کی غلطیاں کرتا ہو کیسا ہے؟ جبکہ بحمد للہ صحیح پڑھنے والے موجود ہیں، اور محض طالب علم کو مشق اور قرآن یاد کرانے کی وجہ سے پڑھوایا جارہا ہے، اگر یہ فعل عالم کرائے تو کیسا ہے، اور عام آدمی کرائے تو کیسا ہے؟

المستفتي: حفظ الرحمٰن، فرخ آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: صحیح خواں کی موجودگی میں غلط پڑھنے والے کی امامت ممنوع اور ناجائز ہے، اسلئے صحیح خواں کو امام بنایا جائے، اور یہی حکم تراویح کا بھی ہے، عالم کرائے یا عام آدمی کرائے دونوں کا حکم یکساں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ ٦/ ٣٥١، میرٹھ ١٠/ ٣٢٧)

لا يجوز إمامة الألثغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم يكن في القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف فأما إذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها، فسدت صلاته وصلاة القوم.

(الفتاویٰ العالمگیریه ، کتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة ، الفصل الثالث في بیان من یصلح إماماً لغیره زکریا قدیم ١/٨٦، جدید زکریا ١/١٤٤ ،کذا في در

المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الالثغی کراچی ۱/ ۵۸۱، و ۵۸۲، زکریا ۲/ ۳۲۷، و ۳۲۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۴۲۱۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/ ۱۱/ ۱۴۱۵ھ

بہت تیز قرآن پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۷۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ تراویح میں حافظ صاحب جو قرآن پاک سنا رہے ہیں، وہ اتنا تیز پڑھتے ہیں کہ تمام الفاظ کٹ جاتے ہیں، اور انکی پورے طور پر ادائیگی نہیں ہوتی، اگر پیچھے سامع صاحب انکو کہیں بتاتے ہیں تو وہ بہت کم انکا بتلایا ہوا پڑھتے ہیں؟ ایسی جگہ تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتي: عبدالرشید، شیر کوٹی، مقیم حال مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اس قدر تیز پڑھتے ہیں کہ جس سے حروف ادا نہ ہونیکی وجہ سے معنیٰ بدل جائے تو اس سے نماز فاسد ہونے کا خطرہ ہے، اور اگر معنیٰ بدلنے کا خطرہ نہیں ہے، لیکن مقتدیوں کو سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے تو مکروہ ہے، ایسے امام کو ہدایت کر دی جائے، اگر باز نہ آئے تو دوسرے صحیح خواں کا انتظام کرنا چاہئے، اور اگر امام الگ نہ ہو تو مقتدیوں کو جہاں قرآن صحیح پڑھا جاتا ہے، وہاں جا کر پڑھنا بہتر ہے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ قدیم ۷/ ۳۹، جدید ڈابھیل ۶/ ۳۶۵)

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً. (المزمل: ٤)

ويترك الدعوات ويجتنب المنكرات هذرمة القراء ة الخ. (الدر

المختار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، قبيل مطلب فی کراهة الإقتداء فی النفل علی

سبیل التداعی زکریا ۲/۴۹۹، کراچی ۲/۴۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸؍رمضان ۱۴۱۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۸/۲۸۳۰)

مجہول پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۷۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) ہماری مسجد کے امام صاحب قرأت مجہول پڑھتے ہیں، مثال کے طور پر ''بہ'' کو ''بے ہ'' اور ''مالک یوم الدین'' کو ''مالیکے یوم الدین'' پڑھتے ہیں، تو اس سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں، جبکہ اس کے پیچھے عمدہ عمدہ قاری موجود ہوتے ہیں، دلائل کیساتھ تحریر فرمادیں۔

(۲) مسجد کی کمیٹی اگر اس امام کو قرأت مجہول پڑھنے کی وجہ سے اور صحیح کر کے پڑھنے کی کوشش نہ کرنے کی وجہ سے معزول کرنا چاہے تو ان کے لئے معزول کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: محمد رفیق الاسلام، متعلم دورۂ حدیث، مدرسہ شاہی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو امام قرآن کو مجہول پڑھتا ہے اور اس کو درست کرنے کی کوشش نہیں کرتا ہے، تو اس طرح مجہول قرأت کرنا قرآن کے حسن وزینت کے خلاف اور مکروہ ہے، البتہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، لہٰذا اگر صحیح قرآن پڑھنے والا امام دستیاب ہو تو متولی مسجد یا مسجد کی کمیٹی حسن تدبیر کے ساتھ اس امام کو بدل کر خوش الحان صحیح قرآن پڑھنے والا امام مقرر کر سکتے ہیں۔

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة، ثم الأحسن تلاوة وتجويدا للقراءة وتحته في الشامية: ومعنى الحسن في التلاوة أن يكون عالماً بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق به . (شامی، کتاب الصلاۃ، مطلب فی تکرار

الجماعة في المسجد زكريا ٢/ ٢٩٤، كراچی ١/ ٥٥٧)

فاتفقوا على أن الخطأ في الأعراب لا يفسد مطلقاً (إلى قوله) لأن أكثر الناس لا يميزون بين وجوه الأعراب . (شامي كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب : مسائل زلة القاري زكريا٢/ ٣٩٤، كراچی ١/ ٦٣١)

إن للأمة خلع الإمام وعزله بسبب يوجبه. (شامي ، كتاب الجهاد، باب البغاة ، مطلب فيما يستحق به الخليفة العزل کراچی ٤/ ٢٦٤، زكريا٦/ ٤١٥) **فقط واللہ** سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۵/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/ ۱۰۰۸۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۱/۶/۸ھ

لحن جلی کرنے والے کی امامت

سوال: [۲۳۷۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی پنجوقتہ نماز پڑھانے والا امام نماز پڑھاتے وقت قرأت میں لحن جلی کرتا ہو، اور وہ مقتدی جو قرآن پاک تجوید وقواعد کے مطابق پڑھنا جانتا ہو اسکا امام کو لقمہ دینا کیسا ہے؟

امام صاحب یہ الفاظ ہمیشہ ایسے ہی پڑھتے ہیں!

فک رکبة ۞ ونمارک مصفوفة ۞ إجَ السماء انشقت ۞ ترحقها قطرة ۞ في ليلة القدر ۞ من ألف شهر ۞ کیا لقمہ دینے والے کا مفتی، مولوی، حافظ یا قاری ہونا شرط ہے، برائے مہربانی قرآن وحدیث کے حوالے سے جواب سے نوازیں؟

نیز کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: محمد شاہد (الراعی) باڑھ ہندو، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائل کا سوال اپنی جگہ صحیح اور درست ہے، اور

واقعہ کے مطابق ہے تو لحن جلی کرنے والے اور غلط خواں کے پیچھے صحیح خواں کی نماز درست نہیں ہوتی، اور لحن جلی پر لقمہ دینا جائز اور درست ہے اور واقف کار لوگوں ہی کو لقمہ دینے کا حق ہے، ہر شخص کو نہیں، عالم حافظ، یا قرأت کے قواعد واصول سے واقف آدمی ہی لقمہ دینے کا زیادہ حقدار ہے، ہاں البتہ اگر کوئی آیت غلط پڑھی جارہی ہے تو غیر عالم، حافظ بھی صحیح لقمہ دیتا ہے، تو درست ہے۔

لا يجوز إمامة الألثغ الذى لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم يكن فى القوم من يقدر على التكلم بتلك الحروف، فأما إذا كان فى القوم من يقدر على التكلم بها، فسدت صلاته وصلاة القوم . (عالمگيرى، كتاب الصلاة، الباب الخامس فى الإمامة، الفصل الثالث فى بيان من يصلح إماماً لغيره، زكريا قديم ١/٨٦، جديد ١/١٤٤)

الراجح المفتى به عدم صحة إمامة الألثغ لغيره، ممن ليس به لثغة .

(شامى، كتاب الصلاة، باب الإمامة مطلب فى الألثغ كراچى ١/٥٨٢، زكريا٢/٣٢٨)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ شعبان ۱۴۳۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/ ۱۰۴۸۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۸/۱۴ھ

لحن جلی کرنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال: [۶۲۳۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام تلاوت قرآن میں لحن جلی کرتا ہے، تو کیا ایسے امام کی اقتدا میں نماز درست ہے یا کچھ تفصیل ہے، جواب تحریر فرمادیں؟

المستفتي: محمد ارشاد قاسمی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق :غلط خواں کے پیچھے صحیح خواں کی نماز نہ ہوگی۔(مستفاد: امداد الأحکام ۲/ ۱۲۸، فتاویٰ دار العلوم ۳/ ۲۴۷، احسن الفتاویٰ ۳/ ۳۰۲، امداد الفتاویٰ ۱/ ۳۸۸)

ولا غير الألثغ به أي بالألثغ على الأصح كما في البحر عن المجتبىٰ – إلى قوله – وكذا من لا يقدر على التلفظ بحرف من الحروف. (الدر المختار على هامش ردّ المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الالثغ زكرياو كراچی ۱/ ۵۸۲، هنديه، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره زكريا قديم ۱/ ۸۶، جديد ۱/ ۱٤٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸؍ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۶۹۶۴)

لحن جلی وخفی کے مرتکب کی امامت

سوال: [۲۳۷۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری مسجد کے امام صاحب قاری عالم نہیں ہیں، انھوں نے چند سورتیں اور چند رکوع یاد کرر کھے ہیں، اور انکے پڑھنے میں بھی بعض جگہ لحن جلی ولحن خفی کی غلطیاں ہو جاتی ہیں، اور مقتدی حضرات کچھ تو پڑھنا نہیں جانتے اور کچھ صرف ناظرہ پڑھنا جانتے ہیں، جبکہ اہل بستی اگر چاہیں تو اچھے امام کی تنخواہ کا نظم کر سکتے ہیں، لیکن اس طرف دھیان نہیں دیتے ہیں، معلوم کرنا یہ ہے کہ ایسے امام صاحب کا جو قرآن کریم صحیح نہیں پڑھتے ہوں، امامت کرنا کیسا ہے؟ اور اہل بستی جو صحیح امام کا انتظام نہیں کرتے ہیں تو وہ گناہ گار رہوں گے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جو اب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

المستفتي: احقر غیاث الدین، سرجن نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر امام اور مقتدی سب ہی کا حال ایسا ہے، کہ قرآن صحیح پڑھنے پر قادر نہیں ہیں اور جس امام کا ذکر کیا جارہا ہے، وہ ان سب میں کسی حد تک بہتر ہیں، تو ایسے شخص کا ان لوگوں کا امام بننا درست ہے، اور اس امام کے پیچھے ان مقتدیوں کی بھی نماز بلاکراہت درست ہوجائے گی، ہاں البتہ مسجد کے ذمہ داران کیلئے یہ بات بہتر ہے کہ اچھا اور صحیح قرآن کریم پڑھنے والے امام کا انتخاب کریں جس کے ذریعہ مقتدیوں میں بھی صحیح قرآن پڑھنے کا جذبہ پیدا ہو لیکن سوال میں جس امام کا ذکر ہے اس کے پیچھے صحیح قرآن پڑھنے والے کا مقتدی بننا مکروہ تحریمی ہے، اور بعض دفعہ غلط خواں کے پیچھے صحیح خواں کی نماز فاسد ہوجاتی ہے، اسلئے امام کا متبع شریعت ہونے کے ساتھ ساتھ صحیح قرآن پڑھنے والا ہونا ضروری ہے۔

ولا یؤم إلا مثله ولا تصح صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه أو ترك جهده أو وجد قدر الفرض مما لا لثغ فيه الخ. (شامی، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، مطلب فی الالثغ کراچی ۱/۵۸۲، زکریا۲/۳۲۸)

اور مسجد کے ذمہ داران پر متبع شریعت صحیح قرآن پڑھنے والے امام کا منتخب کرنا بھی ضروری ہے، ورنہ سب کے سب گنہگار رہونگے۔

فإن كان من اختاره أهل المحلة أولىٰ من الذي اختاره البانی فاختيار أهل المحلة أولىٰ لأن ضررهٗ ونفعه عائد إليهم. (کبیری، فصل فی أحكام المساجد جدید /۶۱۵، قدیم /۵۷۱، وکذا البزازیه، کتاب الوقف، الرابع فی المسجد وما يتصل به زکریا جدید ۳/۱۴۳ وعلی هامش الهندية قديم ۶/۲۶۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم ر رجب ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/۸۴۳۶)

غیر مجود کی امامت کا حکم

سوال: [۸۷۴۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد میں ایک امام صاحب اکثر وبیشتر نماز پڑھاتے ہیں، اور انکا قرآن بالکل بھی تجوید کے مطابق نہیں ہے، نہ حروف کی ادائیگی ہے، نہ اخفاء وغنہ واظہار وغیرہ کی رعایت اور کہیں کھڑا زبر اور الف وغیرہ حذف کردیتے ہیں، مثلاً: "**فَأَمَّا مَنْ أَعْطىٰ وَاتَّقىٰ**" دونوں میں کھڑا زبر بالکل حذف کرتے ہیں، "**وَمَا لِأَحَدٍ**" کو بسکون الحا پڑھتے ہیں، اور "**فَالْمُوْرِيَاتِ**" کو بہمزۃ الواو پڑھتے ہیں، وغیرہ وغیرہ، جبکہ ان سے اچھا قرآن پڑھنے والے عالم وحافظ ان کی اقتدا کرتے ہیں، اور ایسے شخص کے پیچھے لوگوں کی اور خاص طور سے عالم وحافظ کی نماز درست ہے؟ اگر نہیں تو کیا واجب الاعادہ ہے؟ نیز ایسی صورت میں عالم حافظ کو کیا راہ عمل اختیار کرنا چاہئے، برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کی مکمل ومدلل وضاحت فرمائیں۔

المستفتي: افضال الرحمٰن، سیتاپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام صاحب کے غیر مجود ہونے اور تجوید کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اور سوالنامہ میں ذکر کردہ غلطیاں ایسی نہیں ہیں جن کی وجہ سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، البتہ امام صاحب کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے، اور تجوید کیساتھ قرآن پڑھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے، اور عالم وحافظ وتجوید کی رعایت کے ساتھ قرآن پڑھنے والوں کا مذکورہ امام صاحب کی اقتدا کرنا مکروہ ہے، لیکن نماز درست ہوجائے گی، اور نماز کا اعادہ نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶/ ۳۶۶)

الخطأ في الإعراب لا يفسد مطلقا ولو اعتقاده كفر لأن أكثر الناس لا يميزون بين وجوه الإعراب. (شامي، مطلب مسائل زلة القارى زكريا ۲/ ۳۹۴، كراچی ۱/ ۶۳۱)

فی ترک المد والتشدید فی موضعهما والإتیان بهما في غیر موضعهما ، إن کان لا یغیر المعنیٰ ولا یقبح الکلام لایوجب فساد الصّلوٰة، الخ. (تاتار خانیه ، کتاب الصلاة، الفصل الثانی مسائل زلة القاری۲/۱۰۷، رقم: ۱۸۷٤)

ومن لا یحسن بعض الحروف ینبغي أن یجهد ولا یعذر فی ذلک فإن کان لا ینطق لسانه في بعض الحروف ، إن لم یجد آیة لیس فیها تلک الحروف تجوز صلاته– إلی– ومنها ترک الإتیان به – إلیٰ– ومنها الإ مالة فی غیر موضعها کل ذلک لا تفسد صلاته کذا فی المحیط. (هندیه، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة الفصل الخامس في زلة القاری زکریا قدیم۱/۷۹، ۸۰، ۸۱، جدید ۱/۱۳۷تا ۱۳۹)

ثم الأحسن تلاوة وتجویدا أفاد بذلک أن معنی قولهم ، أقرأ أی أجود لا أکثر هم حفظا ، وإن جعله فی البحر متبادراً ومعنیٰ الحسن فی التلاوة ، أن یکون عالماً بکیفیة الحروف والوقف وما یتعلق بها. (شامی، کتاب الصلاة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد ، کراچی۱/۵۵۷، زکریا ۲/۲۹٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲ ؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ
(الف فتویٰ نمبر ۴۰/۱۱۱۱۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲/۵/۱۴۳۴ھ

لکنت سے نماز پڑھنے والے کی امامت

سوال: [۹۷۲۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مولوی ہے، ایک گاؤں کی مسجد میں نماز پڑھاتا ہے، اس کی زبان میں لکنت ہے، ہمزہ اس سے بالکل ادا نہیں ہوتا ہے، اگر ادا کرتا ہے، تو کافی دیر تک اء اء اء کرتا رہتا ہے، پھر بھی صاف ادا نہیں ہوتا ہے، بلکہ سامع کی سمجھ میں ہمزہ نہیں آتا ہے اور بھی کچھ لفظ ایسے ہیں جو

وہ صاف نہیں ادا کرپاتا ہے، اور اسکے پیچھے عمرو پنجوقتہ نماز پڑھتا ہے، مولوی مع حافظ ہے، بہترین قرآن پڑھتا ہے، کچھ لوگ زید کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہیں اور اس سے کچھ کم لوگ عمرو کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ زید مدرسہ میں تعلیم دیتے ہیں، اور نماز فری پڑھاتے ہیں، لھذا حضور والا سے درخواست ہے کہ مندرجہ بالا مسئلہ کا کتب صحیحہ سے تسلی بخش جواب دیں؟

المستفتي: معصوم نوید، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اس طرح نماز میں قرآن سے فساد کا اندیشہ ہے اس لئے ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے، نیز صحیح خواں کی نماز لکنت والے کے پیچھے فاسد ہو جاتی ہے۔

ولا غير الألثغ به أي بالألثغ على الأصح (قوله) ولا تصح صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه وفى الشامية: وإمامة الألثغ للصحيح فاسدة فى الراجح الصحيح الخ. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الصلاة، باب فی الإمامة، مطلب فی الألثغ مطبوعه زکریا ۲/۳۲۸، کراچی ۱/۵۸۲، هكذا فی الهندية: الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بيان من يصلح إماما لغيره، زكريا قديم ۱/۸۶، جديد زكريا ۱/۱۴۴) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/۱۰۴۶)

غلط قرآن پڑھنے والے کے پیچھے صحیح خواں کی نماز

سوال: [۲۳۸۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص صرف ناظرہ خواں ہے، نہ وہ حافظ ہے اور نہ عالم ہے اور نہ اس کا قرآن صحیح ہے، نہ قرآن کے اعراب صحیح ہیں، اور نہ اس کے مخارج صحیح ہیں، اور وہ ایک اہم مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھاتا ہے

،جبکہ اس سے اچھے لوگ موجود ہیں تو ایسے شخص کا نماز پڑھانا کیسا ہے؟ یا ایسے شخص کو امامت کیلئے رکھنا کیسا ہے؟

المستفتي: سراج الدین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: غلط خواں جس کے نہ مخارج صحیح ہوں اور نہ ہی اعراب صحیح ہوں، اس کے پیچھے صحیح خواں کی نماز ہوتی ہی نہیں ہے، لھذا صحیح خواں کی موجودگی میں ایسے غلط خواں کو امام بنانا جائز نہیں ہے؟ اور نہ ہی اس کیلئے امام بننا جائز ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳/ ۳۵، جدید زکریا ۳/ ۵۷، زکریا مطول ۴/ ۲۸۰ فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/ ۲۶۸، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/ ۷۳، جدید ڈابھیل ۶/ ۳۵۸، احسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ۳۰۲)

وكذا (لا تصح الصلوٰة) من لا يقدر على التلفظ بحرف من الحروف على التكلم بها، فسدت صلوٰته وصلوٰة القوم. (عالمگیری، کتاب الصلاة، باب الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغیره زکریا قدیم ۱/ ۸۶، جدید ۱/ ۱٤٤، شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی الالثغ زکریا ۲/ ۳۲۸، کراچی ۱/ ۵۸۲)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱؍ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۴۷۶۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/ ۴/ ۱۴۱۷ھ

حروف کی صحیح ادائیگی نہ کرنے والے کی نماز

سوال: [۲۳۸۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جو شخص نماز غلط پڑھتا ہے، حروف کی صحیح ادائے گی نہیں کر پاتا ہے، کیا اس کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

المستفتي: ملاجی اللہ دیئے، شہباز پور کلاں، پاکبڑھ، ضلع: مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اسکی نماز اسی کے حق میں صحیح ہوجاتی ہے، البتہ اگر وہ امامت کرے تو صحیح خواں کی نماز اس کے پیچھے درست نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۷/ ۳۹، جدید ڈابھیل ۶/ ۳۵۱)

الأصل هذه المسائل أن حال الإمام إن كان مثل حال المقتدى أو فوقه جازت صلاة الكل ، وإن كان دون حال المقتدى صحت صلاة الإمام ولاتصح صلاة المقتدى . (هنديه ،كتاب الصلاة، الباب الخامس فى الإمامة ، الفصل الثالث فى بيان من يصلح إماما لغيره زكريا قديم١/ ٨٦، جديد١/ ١٤٤)

لا تصح صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه. (در مختار، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة مطلب فى الألثغ كراچى١/ ٥٨٢، زكريا٢/ ٣٢٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴؍ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/ ۲۳۸۱)

جوامام ح ہ ص س ط ت میں فرق نہ کرتا ہو اس کی امامت

سوال: [۲۳۸۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب قراءت میں ح کی جگہ ہ، ص کی جگہ س، ط کی جگہ ت، ض کی جگہ ظ وغیرہ پڑھتے ہیں، تو اس بارے میں نماز کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: محمد افتخار، ہری دوار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر امام صاحب صحیح ادائیگی پر قدرت رکھنے کے باوجود اس طرح پڑھتے ہیں، تو اس سے نماز فاسد ہوجائیگی، اور اگر قصداً نہیں پڑھتے ہیں بلکہ کوشش

کے باوجود ادائیگی ایسی ہی ہوتی ہے، تو ایسی صورت میں نماز فاسد نہیں ہوگی، ہاں البتہ اگر اس امام سے اچھے پڑھنے والے موجود ہیں تو ان کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی، اور اگر اس سے اچھا پڑھنے والا کوئی نہیں ہے، تو اس کی امامت بلا کراہت درست ہو جائے گی ۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ٦/ ٣٥٩)

الأصل فيما إذا ذكر حرفا مكان حرف وغير المعنىٰ إن أمكن الفصل بينهما بلا مشقتة تفسد ، وإلا يمكن إلا بمشقة كالظاء مع الضاد المعجمتين ، والصاد مع السين المهملتين ، والطاء مع التاء ، قال أكثرهم ، لاتفسد الخ . (وفي التاتارخانية......الخطأ إذا دخل في الحروف لاتفسد، لأن فيه بلوى عامة الناس لأنهم لا يقيمون الحروف إلا بمشقة ١٥، قلت: فينبغي على هذا عدم الفساد في ابدال الثاء سيناً والقاف همزة ...إلىٰ قوله، فأعمل بما تختاروا الاحتياط أولىٰ . (شامی ، كتاب الصلاة، باب الإستخلاف مطلب إذا قرأ تعالىٰ جدك بدون الف لاتفسد كراچی ١/ ٦٣٣، زكريا٢ /٣٩٦، ٣٩٧)

هذا إن وجد غيرهم وإلا فلا كراهة . (شامی ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة مطلب : البدعة خمسة أقسام زكريا٢/ ٣٠١، كراچی ١/ ٥٦٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٣ / ذی الحجہ ١٤٣٣ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٤٠/ ١٠٨٧٨)

غیر المغضوب کی جگہ غیر المغضوبی کہنے والے کی امامت

سوال: [٢٣٨٣]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام صاحب غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ کی جگہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِیْ پڑھتے ہیں، اور اللہ اکبر کی جگہ اَللّٰہُ اَکِبَرُ کاف کا کسرہ پڑھتے ہیں، ایسے امام صاحب کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ نماز ہوگی یا

نہیں؟ اور جو نمازیں امام صاحب کے پیچھے پڑھ چکے ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: محمد رضوان، بجنوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ کی جگہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِیْ پڑھنا قرآن کریم پڑھنے میں بڑی غلطی اور خامی ہے، اس کی اصلاح ضروری ہے، اور خاص طور پر امام کی قرأت میں اس قسم کی غلطیاں نہیں ہونی چاہئیں، اور ایسی غلطیوں کی اصلاح بہت ضروری ہے، لیکن پھر بھی یہ ایسی غلطی نہیں ہے، جس کی وجہ سے معنیٰ بگڑ کر نماز فاسد ہو جاتی ہے، اور اللہ اکبر کے چھوٹے کاف میں قلقلہ درست نہیں ہے، اور یہ قلقلہ ایسا ہے کہ جس سے کسرہ کا اعراب ظاہر ہو جاتا ہے، اس کی اصلاح بھی نہایت ضروری ہے، لیکن یہ بھی اتنی بڑی غلطی نہیں ہے، جس سے معنیٰ بگڑ کر نماز فاسد ہو جاتی ہے، بلکہ نماز درست ہو جائیگی۔

(مستفاد: امداد الأحکام ۲/ ۲۰۰)

أما الخطأ في الإعراب إذا لم يغير المعنى لا تفسد الصلاة، عند الكل. (خانيه على الهنديه، كتاب الصلاة، فصل في قرأة القرآن خطاء زكريا ۱/ ۱۳۹، جديد زكريا ۱/ ۸۷)

الخطأ في الإعراب ويدخل فيه تخفيف المشدد وعكسه وقصر المد وعكسه، وفک المدغم وعکسه، فإن لم يتغير به المعنى لا تفسد به صلٰوته بالإجماع ...... وبه يفتى وأجمع المتأخرون كمحمد بن مقاتل ومحمد بن سلام واسماعيل الزاهد، وأبي بكر سعيد البلخي، والهندواني، وابن الفضل والحلواني، على أن الخطأ في الإعراب لا يفسد مطلقاً. (نور الإيضاح، باب زلة القاري، امداديه ديوبند/ ۸۶، ۸۷) فقط اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/ ۷۶۱۹)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۳؍ ۵؍ ۱۴۲۳ھ

گناہوں سے تائب شخص کی امامت

سوال: [۲۳۸۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے، اس نے اپنی لڑکی کے نام بیمہ کرا رکھا ہے، زید امام سے کہا گیا کہ جو شخص بیمہ کرائے تو اس کو امامت کرنا درست نہیں ہے، تو زید امام نے جواب دیا کہ میں آئندہ کیلئے پختگی کے ساتھ بیمہ کرانے سے توبہ کر چکا ہوں، آئندہ یہ غلطی انشاء اللہ تعالیٰ نہیں ہوگی، اور موجودہ بیمہ پر جو اصل رقم سے زائد رقم بطور سود ملیگی تو اس کو غریب لوگوں پر خرچ کردوں گا، چونکہ اس سے پہلے جو بھی بچت کھاتہ پر بینک سے سودی رقم ملی تھی تو اس کو غیر صاحب نصاب کو بغیر ثواب کی نیت کئے ہوئے دیدیا تھا تو مسئلہ دریافت یہ کرنا ہے ، کہ توبہ کرنے والے زید کو امام بنانا درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: تجمل حسین انصاری، مدرس
جامعہ عربیہ سٹی اسٹیشن، ضلع: سیتاپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید جب آئندہ کیلئے توبہ کر چکا ہے تو اس کے اوپر کوئی الزام باقی نہیں رکھنا چاہئے، حدیث شریف میں آیا ہے۔

التائب من الذنب کمن لا ذنب له . (مشکوٰۃ شریف /۲۰۶، ابن ماجه اشرفیه ، باب ذکر التوبة ، النسخة الهندية ۲/۳۱۳، دارالسلام رقم: ۴۲۵۰)

لہٰذا توبہ کے بعد اس کی امامت میں کوئی خرابی نہیں آئے گی، اور اصل رقم پر جو زائد ملے گی اس کو اپنے اوپر خرچ نہ کرنے کا وعدہ کر رہا ہے، یہی شرعی حکم ہے۔

صرح الفقهاء بأن من اكتسب مالاً بغير حق (إلىٰ قوله)أو بغير عقد كالسرقة والغصب والخيانة والغلول ففي جميع الأحوال المال الحاصل لهٗ حرام عليه ولكن أن أخذه بغير عقد لم يملكه ، ويجب عليه

أن يرده على مالكه، إن وجد المالك ، وإلا ففي جميع الصور يجب عليه أن يتصدق بمثل تلك الأموال على الفقراء . (بذل المجهود ، كتاب الطهارة ، باب فرض الوضوء مطبوعه سهارنپور قديم ۱/ ۳۷، جديد دارالبشائر الإسلاميه بيروت ۱/ ۳۵۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۸۲۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۴/ ۵/ ۱۴۲۶ھ

الفصل الثامن في إمامة المعذور

معذور شخص کا امام بننا

سوال: [۲۳۸۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا ایک مسئلہ ہے کہ زید ایک مسجد میں امام ہے، اور زید کو کافی دنوں سے پیشاب کے بعد قطرہ کا مرض ہے، تو زید نماز سے قبل پیشاب کرنے میں احتیاط کرتا ہے، مگر اب زید کی شادی ہوگئی ہے، اور اب ذکر زیادہ منتشر ہوتا ہے، یعنی کھڑا ہوتا ہے، خاص طور سے فجر میں تو جب کھڑا ہوتا ہے، تب بھی قطرہ آتا ہے، اب زید اگر ذکر کے اندر روئی داخل کرلے جس سے کہ قطرہ آنے کا بالکل اندیشہ نہ ہو یعنی ذکر کے اندر ہی رہے، تو کیا یہ درست ہے، جواب سے نوازیں کیا یہ نماز پڑھا سکتا ہے، زید نے کافی علاج بھی کرلیا ہے مگر فائدہ نہیں ہوا۔

المستفتي: محمد جاوید قاسمی، ٹانڈہ بادلی، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس حالت میں زید امام اپنی نماز تنہا پڑھ لیا کریں، امامت نہ کریں۔

فإن المعذور صلوٰة ضرورية فلا يصح اقتداء غيره به الخ. (مراقی الفلاح، كتاب الصلاة، باب الإمامة، دارالكتاب ديوبند جديد /۲۸۹، قديم /۱۵۷)

ولا يصلى الطاهر خلف من به سلس البول . (هنديه، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره، زكريا قديم ۱/ ۸۴، جديد ۱/ ۱۴۲ وهكذافي حلبي كبير، كتاب الصلاة، فصل فى الإمامة / ۵۱۶) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۳۵۶)

معذور و مشکوک شخص کے لئے امامت کرنا

سوال: [۲۳۸۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کو پیشاب کے قطرے کا مرض ہے، اور نماز پڑھانے کے دوران اس کی صورت یہ ہوتی ہے ، کہ جب نماز پڑھانے کھڑا ہوتا ہے، تو اسکا دل گھبراہٹ کی وجہ سے دھڑ کنے لگتا ہے، اس دوران ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ پیشاب کا قطرہ آیا اور سجدہ وغیرہ میں جانے کے دوران نکل گیا اور کبھی کبھی کھڑے ہونے کی حالت میں جہری قرأت اور غیر جہری قرأت رکوع وغیرہ میں جاتے ہوئے بھی ایسا محسوس ہوتا ہے اور زید کو برابر شک رہتا ہے جبکہ واقعتاً قطرہ نہیں آتا ہے، بلکہ صرف شک ہوتا ہے، نماز پڑھاتا رہتا ہے، اور کبھی نماز پڑھانے کے دوران یہ یقین بھی ہو گیا کہ قطرہ نکل گیا ہے اور وضو ساقط ہو گیا ہے، مگر زبردستی دل کو اس بات کی طرف مائل کر کے کہ یہ صرف شک ہے نماز برابر پڑھاتا رہتا ہے، اور یہ اس وجہ سے بھی کیا کہ جب اس نے بعض حضرات یعنی حکیم اور عالم سے اس حالت کا ذکر کیا ہے تو انھوں نے یہی کہا کہ یہ فقط شک ہے، اور کبھی ریح کا خروج ہوتا ہے، تو ایسا معلوم ہوتا ہے، اور وہ مفسد صلوٰۃ نہیں ہے، مگر جب ایک ترکیب سے اسکا پتہ لگایا کہ واقعہ کیا ہے، تب ظاہر ہوا کہ واقعتاً قطرہ اس میں نکلا ہے، لیکن جب اس ترکیب کو کئی مرتبہ آزمایا تو کبھی تو قطرہ ظاہر ہوا اور کبھی نہیں اور وہ ترکیب یہ تھی کہ عضو کو ایک کپڑے کی کترن سے مضبوطی سے باندھ دیا تاکہ جب قطرہ آئے تو نکلنے نہ پائے، بلکہ رک جائے جب بعد میں کترن کو کھولا تو قطرہ بالکل معمولی سا نکلا لیکن جیسا کہ اوپر محسوس ہوا کہ قطرہ نکل گیا ہے اور بعض مرتبہ ایسا تو محسوس نہیں ہوا کہ قطرہ نکلا اور یہ روکا ہی رہا لیکن جب بعد میں کترن کو کھولا تو قطرہ نکلا بھی نہیں، ویسے تو یہی محسوس ہوتا رہا کہ قطرہ آ کر رک گیا ہے، اب حال یہ ہےکہ وہ کئی مرتبہ قرآن شریف بھی سنا چکا ہے، اور بہت سی نمازیں بھی پڑھا چکا ہے، لیکن اسکو یہ معلوم نہیں کہ ہر وہ نماز جس میں یہ حالت پیش آئی اس میں

واقعی ایسا ہوا یا شک تھا، بعض نمازیں ایسی ہیں جنکے بارے میں یہ یقین ہیکہ ضرور فاسد ہوئیں جیسے وتر اس میں کئی مرتبہ ایسا محسوس ہوتا تھا، پوری تراویح پڑھانیکے دوران یا فجر یا مغرب وعشاء کی بعض نمازوں کے درمیان لیکن متیقن نہیں کہ کیا تعداد ہوسکتی ہے، اور اطمینان دوسری نمازوں کے بارے میں بھی نہیں ہے، کیونکہ کبھی یہ خیال آتا ہیکہ صرف وتر اور فجر کی بعض نمازیں ایسی ہیں، باقی سب ٹھیک ہیں، اور کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ سب نمازیں صحیح ہوئیں ہیں، مگر بعض اور کبھی یہ کہ ساری نمازیں گڑ بڑ ہیں، مگر بعض اب جواب طلب امر یہ ہے کہ ان تمام شبہات کے درمیان سے کس کو ترجیح دی جائے اور ساری نمازیں مع تراویح کے دوہرانا ہونگیں یانہیں؟ اور اعلان کی کیا صورت ہوگی، کیونکہ ہر وقت سارے مقتدی آتے نہیں ہیں اور بعض کبھی کبھی آتے ہیں، یا اس ذمہ داری سے دست بردار ہونے کی کوئی صورت ہے یانہیں؟ اور اگر ہے تو کیا ہے؟ اور کس طرح سے اسکو انجام دیا جاسکتا ہے، اور جولوگ مقتدیوں میں سے فوت ہوگئے ان کی نمازوں کا کیا ہوگا؟ تمام باتوں کی وضاحت فرما کر احسان فرمائیں؟ **جزاکم اللہ عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء۔**

المستفتي: ناکارہ محمد انیس محمدی، لکھیم پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوالنامہ میں سائل نے جس عذر کی تفصیل بیان کی ہے، اس تفصیل کے مطابق شخص مذکور کیلئے امامت کرنا جائز نہیں ہے، ایسے عذر و مشکوک شخص کیلئے شریعت نے اتنی گنجائش دی ہے کہ وہ اسی حالت میں شک وتر دد کو صرف نظر کر کے اپنی نماز پڑھ لیا کرے لیکن دوسروں کی امامت نہیں کرسکتا ہے، اس کے لئے خود اپنی نماز کی ذمہ داری پوری کرنے میں مشکلات سامنے ہیں، پھر وہ دوسروں کی نماز کی ذمہ داری لیکر امامت کیسے کررہا ہے، لہذا جن جن نمازوں میں پیشاب کا نکل جانا بعد میں یقین سے ثابت ہو چکا ان نمازوں کا اعادہ لازم ہے، اور جہاں جہاں امامت کی ہے، ان جگہوں پر اعلان کردے کہ

فلاں دن فلاں وقت کی جونماز ہوئی ہے وہ بعض اعذار کی وجہ سے فاسد ہوگئی ہے اس کوسب لوگ لوٹالیں پھرآئندہ یہ شخص کبھی امامت نہ کرے۔

ویشترط أیضا لصحة الإمامة أن یکون الإمام سلیمامن الأعذار کسلسل البول والإسهال المستمر وانفلات الریح والرعاف ونحو ذلک فمن کان مریضا بمرض من هذه فإن إمامتَهُ لاتصح بالسلیم منها وتصح بمریض مثله إن اتحد مرضهماالخ. (الفقه عی المذاهب الأربعة، دارالفکر ۱/ ۴۱۰)

ولا یصلي الطاهر خلف من به سلس البول . (الجوهرة النیرة ، کتاب الصلاة ، باب الإمامة، دارالکتاب دیو بند ۱/ ۷۳، امدادیه ملتان ۱/ ۷۲، العنایه ، کتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/ ۳۶۶)

اور جولوگ مقتدیوں میں سے فوت ہوچکے ہیں اللہ کے یہاں ان سے کوئی داروگیرنہیں ہوگی ،اسلئے کہ نماز کے فاسد ہونے کی نہ ان کواطلاع تھی اور نہ فسادصلوٰۃ میں ان کا کوئی دخل تھا،اور امامت کرنے والاشخص خوداپنے لئے اوران کیلئے مغفرت کی دعا کرے،اب رہا اسکی اپنی نماز کا مسئلہ جب دونوں طرح کی باتیں ثابت ہوچکی ہیں کہ کبھی قطرہ نکلا اور کبھی نہیں دونوں صورتوں میں نکلنے میں شک ہوجاتا ہے یاظن غالب ہوجاتا ہے،تو اس طرح کے شکوک وشبہات سے بچنے کیلئے شریعت نے یہ گنجائش دی ہے، کہ وضو سے پہلے پیشاب کرلےاوراچھی طرح پانی سے استنجا کرےاورآخر میں کپڑے کےاس حصہ پر پانی کی چھینٹیں ماردیں جہاں پر پیشاب لگنے کا اندیشہ ہوتا ہے، پھراس کے بعدوضوکر کے اپنی نماز پڑھ لیا کرے جیسا کہ سوالنامہ میں حکیم یاعالم نے اس کو بتارکھا ہے،اور پھرنماز فاسد ہونے کا اندیشہ نہ رکھےاوریقین وبھروسہ رکھے کہ نماز صحیح ہوگئی ہے، یہ محض شیطانی وسوسہ ہے،اس طرح اپنی نمازیں پڑھ لیا کرے۔

عن الحکم عن أبیه أن النبی صلی الله علیه وسلم بال ثم توضاء ونضح فرجه . (ابوداؤد، الطهارة ، باب فی الإنتضاح ، النسخة الهندیة ۱/ ۲۲، دارالسلام

رقم: ١٦٨) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲؍ جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۸۰۸۴/۳۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۶/۱۴۲۴ھ

سجدہ کی حالت میں پیشاب کا قطرہ آجانے والے کی امامت

سوال: [۲۳۸۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ احقر پیشاب کرنے کے بعد وضو کرتا ہے، فوراً یا کچھ دیر میں پھر نماز پڑھنے لگتا ہے جب سجدہ میں جاتا ہے، تو پیشاب کے چند قطرے نکل آتے ہیں، تو ایسی صورت میں ہم کیا کریں، باوجودیکہ احقر کبھی مقتدی ہوتا ہے اور کبھی امام؟

المستفتي: ضیاء الرحمٰن، نیپالی متعلم مدرسہ شاہی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر اس طرح پیشاب کا عارضہ ہے تو اس حالت میں امام بن کر نماز نہ پڑھائیں، نیز خود بھی تنہا یا مقتدی بنکر نماز پڑھنے سے اتنی دیر قبل پیشاب سے فراغت حاصل کرلیں جتنی دیر کے بعد قطرات نہیں نکلتے ہوں، نیز کوئی چیز پہن لیا کریں اور نماز کے وقت اس کو اتار دیا کریں، اگر پھر بھی دیر تک قطرات کا سلسلہ جاری رہتا ہے، تو اسی حالت میں نماز پڑھ لیں، مگر امامت نہ کریں۔

السادس السلامة من الأعذار فإن المعذور صلوته ضرورية فلا يصح اقتداء غيره به الخ. (مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، باب الإمامة، دارالکتاب دیو بند/۲۸۹، قدیم/۱۵۷)

ولا يصلى الطاهر خلف من به سلس البول. (هنديه، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره زكريا قديم ١/٨٤، جديد ١/١٤٢، ومثله فى شامی،

کتاب الصلاۃ ، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵۷۸، زکریا۲/ ۳۲۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۳۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۶/۱۱ھ

جس کو پیشاب کا قطرہ ٹپکتا ہو اسکی امامت

سوال: [۲۳۸۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک باشرع شخص ہے اسے پیشاب کے قطرہ کی بیماری کافی وقت سے ہے، کسی بھی وقت پیشاب کا قطرہ نکل جاتا ہے، نماز کی حالت میں بھی نکل جاتا ہے، بہت علاج کرانے کے بعد بھی مرض صحیح نہیں ہوا کیا اس حالت میں اس شخص کا نماز پڑھانا یا پڑھنا جائز ہے، یا ناجائز، اگر جائز ہے تو اس کا کیا طریقہ ہے، اس مرض کو دور کرنے کیلئے کوئی دعا بھی بتائیں۔

المستفتي: شبلی حبیب، پیرزادہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں جس شخص کو بار بار پیشاب کے قطرے آنے کا مرض ہے، ایسا شخص شرعاً معذور ہے اس مرض کو شریعت میں سلسل بول کا مرض کہتے ہیں، ایسے شخص کیلئے نماز نئے وضو سے پڑھنا لازم ہے، اور اس وضو سے اس وقت کی سنت اور نفل بھی پڑھ سکتا ہے، چاہے نماز ہی کی حالت میں قطرہ نکلنے کا احساس ہوتا ہو، اس حالت میں بھی اسکی نماز درست ہو جائے گی، البتہ اس کیلئے تندرست لوگوں کی امامت جائز نہیں، لہٰذا جو لوگ ایسے مرض میں مبتلا نہیں ہیں، ان کیلئے اس شخص کی اقتداء جائز نہیں، لہٰذا یہ شخص نماز نہ پڑھائے۔

ومن به سلس البول أو استطلاق البطن ..... يتوضؤون لوقت كل صلاة ويصلون بذلك الوضوء في الوقت ماشاء وا من الفرائض والنوافل .

(هنديه ،كتاب الطهارة الفصل الرابع في أحكام الحيض، زكريا قديم ۱/ ٤١، جديد ۱/ ٩٥)

وصاحب عذر من به سلسل بول.... وحكمه الوضوء لا غسل ثوبه لكل فرض اللام للوقت ....ثم يصلي به فيه فرضاً ونفلاً فدخل الواجب بالأولىٰ فإذا خرج الوقت بطل . (شامی ، کتاب الصلوٰۃ، مطلب فی احکام المعذور کراچی ۱/ ۳۰۵، زکریا ۱/ ۵۰٤)

لايصح اقتداء الطاهر لصاحب العذر ...ولا يجوز اقتداء صاحب عذر بصاحب عذر آخر ... فإن اتحدا في العذر جاز اقتداء أحدهما بالآخر . (حلبی کبیر ، کتاب الصلاۃ، باب من لا یصح الإقتداء به ، اشرفیه /٥١٦)

ويجوز اقتداء المعذور إن اتحد عذرهما ، وإن اختلف فلا يجوز...... ولا يصلى الطاهر خلف من به سلس البول . (هندیه ، کتاب الصلاۃ،الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغیره زکریا قدیم ۱/ ۸٤، جدید ۱/ ۱٤۲)

ولو طاهر بمعذور...... ومعذور بمثله إن اتحد عذرهما ، وإن اختلف لم يجز . (شامی ، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵۸۷، زکریا۲/ ۳۲۳)

وتتوضأ المستحاضة ومن به سلس بول أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو رعاف دائم أو جرح لا يرقأ لوقت كل فرض ، ويصلون به فرضاً ونفلاً . (البحرالرائق ، کتاب الطهارۃ، باب الحیض زکریا ۱/ ۳۷۳، کوئٹه ۱/ ۲۱۵) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴؍ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۹۷۵۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۰/۳/۵ھ

سلس البول کے مریض کی امامت

سوال: [۲۳۸۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مجھے پیشاب کرنے کے بعد پیشاب کا قطرہ ٹپکتا ہے، تو میں پیشاب کرنے کے بعد کپڑے کا ٹکڑا باندھ

لیتا ہوں اور مجھے نماز بھی پڑھانی پڑتی ہے، اور میں نے اس کا کافی علاج کیا مگر ٹھیک نہیں ہوا مایوس ہوکر علاج ترک کردیا ہے، آپ میری نمازوں کے بارے میں بتلائیں کہ نماز پڑھا سکتا ہوں یا نہیں؟

المستفتي: ماسٹر بنشی چندر شرما، دڑھیال رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب آپ کپڑا باندھ لیتے ہیں، اور نماز کے وقت اس کو الگ کرکے پاک کپڑے میں نماز پڑھاتے ہیں تو آپکا نماز پڑھانا درست ہے، وضو کرنے کے بعد اگر قطرہ آئے تو دوبارہ پاکی حاصل کرکے وضو کرنا ضروری ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳/۱۰۵)

البتہ اگر وضو کے بعد بھی مستقل ٹپکتا رہے تو نماز کی ذمہ داری چھوڑ دیجئے۔

وأما إذا صلى خلف من به السلس وانفلات ريح لايجوز . (شامی ، كتاب الصلاة، باب الإمامة كراچی ۱/۵۷۸، زكريا۲/۳۲۳)

ولا يصلى الطاهر خلف من به سلس البول . (هنديه ، كتاب الصلاة ، الفصل الثالث فى بيان من يصلح إماماً لغيره زكريا قديم۱/۸٤، جديد ۱/۱٤۲، البنايه ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة اشرفيه ۲/۳٥٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴/ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۵۸۶)

سلس بول میں مبتلا امام کے پیچھے پڑھی گئی نماز کا حکم

سوال: [۲۳۹۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی شخص کو پیشاب کے بعد قطرہ آنے کا مرض ہے، اتفاق سے قطرہ آنا بند نہیں ہوا اور جماعت کا وقت

ہوگیا، اوراسی حالت میں نماز پڑھادی، اس نماز کے بارے میں شرع کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: قاری عبدالخالق، اڑپورہ کٹگھر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوشخص مستقل قطرہ کا مریض ہے اس کیلئے باصحت تندرست لوگوں کی امامت جائز نہیں ہے، اور اگرایسی حالت میں نماز پڑھادی ہے اور اثناء صلوٰۃ قطرہ نکلا ہے تو تمام مقتدیوں کی نماز کا اعادہ لازم ہوگا۔

وأما إذا صلیٰ خلف من به السلس وانفلات ریح لایجوز الخ. (شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة زکریا ۲/۳۲۳، کراچی ۱/۵۷۸، هکذا عینی هدایه، کتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۷٤۰)

ولا یصلی الطاهر خلف من به سلس البول. (هندیه، کتاب الصلاة، الفصل الثالث في بیان من یصلح إماماً لغیره زکریا قدیم ۱/۸٤، جدید ۱/۱٤۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/ربیع الاول ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۹/۳۳۵۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۳/۱۳ھ

تقاطر کی بیماری میں نماز پڑھانے کا حکم

سوال: [۲۳۹۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) زید کو تقریبا چار سال سے تقاطر کی بیماری ہے، اور زید نے اس بیماری کا علاج بھی اپنی وسعت کے بقدر کرایا ہے، اوراس وقت بھی علاج چل رہا ہے، تو ایسی صورت میں زید کیلئے نماز پڑھانے کی کیا صورت رہے گی؟

(۲) زید جب کبھی اپنے گاؤں جاتا ہے، تو گاؤں کے لوگ اس سے نماز پڑھانے کیلئے کہتے ہیں، اس وقت ایک حافظ صاحب بھی موجود ہوتے ہیں، جن کی ڈاڑھی ایک مشت نہیں

ہے، اور بہت سے ایسے حضرات موجود ہوتے ہیں، جو باشرع ہیں، لیکن حافظ نہیں ہیں، دونوں حضرات یعنی وہ حافظ صاحب جنکی ڈاڑھی ایک مشت نہیں تھے، اسی طرح وہ حضرات جن کی ڈاڑھی ایک مشت ہے ان لوگوں کی موجودگی میں زید نماز پڑھاسکتا ہے، جبکہ یہ دونوں حضرات زید ہی کو نماز پڑھانے کے لئے ترجیح دیتے ہیں، اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے، کہ حافظ صاحب موجود ہوتے ہیں، اور باشرع بھی ہیں لیکن زید کی موجودگی میں نماز نہیں پڑھاتے ہیں، بلکہ زید ہی کو نماز پڑھانے کو ترجیح دیتے ہیں، ان تمام صورتوں میں زید نماز پڑھاسکتا ہے یا نہیں؟ کیا صورت رہے گی؟

(۳) اگر زید نماز نہیں پڑھا سکتا ہے تو تراویح میں کیا صورت رہے گی؟ تراویح کی نماز پڑھاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر تراویح کی نماز نہیں پڑھا سکتا تو حفظ قرآن کی بقا بہت دشوار ہوجائے گی لہٰذا اس کی کیا صورت رہے گی؟

المستفتي: محمد آصف، مدرسہ اشرف المدارس، ہردوئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) سوالنامہ میں ذکر کردہ صورت میں اگر تقاطر کا سلسلہ اس قدر تسلسل کیساتھ ہے کہ وضو کرکے ایک نماز ادا کرنے تک وقفہ نہیں ملتا ہے تو ایسی صورت میں زید شرعی معذور ہے اور تقاطر کی حالت میں وہ اپنی نماز ادا کرسکتا ہے، لیکن ہر نماز کیلئے الگ سے وضو کرنا پڑے گا اور نماز سے فراغت کے فوراً بعد اس کا وضو ختم سمجھا جائے گا، ہاں البتہ اگر اتنا وقفہ مل جاتا ہے، کہ آسانی کے ساتھ وضو کرکے پوری نماز ادا کرنے تک تقاطر نہیں ہوتا ہے تو زید معذور نہیں، لہٰذا اگر وضو کے بعد تقاطر ہوجائیگا، تو وضو ٹوٹ جائے گا اور دوبارہ وضو کرنا پڑے گا، اس کا فیصلہ زید خود کرے کہ وہ کس درجہ کا معذور ہے۔

وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه أمساكه إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة، ولو حكماً بطل. (شامی، کتاب الطهارة، مطلب في أحكام المعذور کراچی ۱/۳۰۵، زکریا ۱/۵۰۴، ۵۰۵)

وحكمه الوضوء لكل فرض ثم يصلي به فيه فرضاً ونفلاً فدخل الواجب بالأولىٰ فإذا اخرج الوقت بطل . (شامی، زکریا، طهارت ، مطلب فی أحكام المعذور، کراچی ۱/۳۰۵، زکریا ۱/۵۰۴، ۵۰۵)

(۲) ان تمام صورتوں میں اگر زید سے تقاطر اس تسلسل سے ہوتا ہے، کہ وضو کر کے باضابطہ اطمینان کے ساتھ نماز پڑھ کر یا پڑھا کر فارغ ہونے تک قطرہ کا وقفہ رہتا ہے، اور زید اس وقفہ پر اطمینان کیساتھ نماز پڑھانے پر مطمئن نہیں ہے، درمیان میں تقاطر کا خطرہ ہے، تو زید کی امامت درست نہیں چاہے دوسرے لوگ فاسق ہوں، ڈاڑھی کے اعتبار سے باشرع ہوں یا نہ ہوں، حافظ ہوں یا نہ ہوں، ہر صورت میں زید کی امامت درست نہیں ہے۔

ولا يصلي الطاهر خلف من به سلس البول . (عالمگیری ، کتاب الصلاۃ، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره زكريا قديم ۱/۸۴، جديد۱/۱۴۲)

وفسد اقتداء طاهر لصاحب العذر الفوت للطهارة لأن الصحيح أقوىٰ حالاً من المعذور ، والشئ لا يتضمن ما هو فوقه ، والإمام ضامن بمعنى تضمن صلاته صلاة المقتدى . (البحرالرائق ، کتاب الصلاۃ ، باب الإمامة کوئٹه ۱/۳۶۰، زکریا ۱/۶۳۰)

(۳) اگر زید کا تقاطر بند نہیں ہے تو تراویح میں امامت درست نہیں ہے، اور حفظ قرآن کی بقا کا مدار تراویح کی نماز پر نہیں ہے، بلکہ بغیر نماز کے وہ کسی کو قرآن سنا دیا کرے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۶ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۹۱۹۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۸/۳/۷ھ

سلسل البول کے مریض کی امامت

سوال: [۲۳۹۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام

صاحب معذور ہیں، عمر رسیدہ ہیں، پیشاب کا مرض لاحق ہے، امامت سے بیوی بچوں کا گزارہ ہوتا ہے، اگر امامت چھوڑ دیں تو گھر میں تنگی اور پریشانی آتی ہے، کیا ایسی صورت میں وہ امامت کر سکتے ہیں؟

المستفتي: محمد فاروق اسماعیل، بمبئ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے معذور امام کیلئے امامت جائز نہیں ہے، جس سے حالت نماز میں پیشاب نکلتا ہو چاہے وہ اپنی معاشی حیثیت سے مجبور کیوں نہ ہو۔

ولا طاهر بمعذور الخ. (الدر المختار ، كتاب الصلاة ، باب الإمامة ، زكريا ٢/٣٢٣، كراچى ١/٥٧٨)

ولا يصلى الطاهر خلف من به سلس البول. (هنديه ، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره زكريا قديم ١/٨٤، جديد ١/١٤٢، حلبى كبير، كتاب الصلاة، من لا يصح الإقتداء به اشرفيه /٥١٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۲/رجب المرجب ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۶/۱۸۵۳)

امام کی عدم موجودگی میں نابینا محتاط حافظ کو امام بنانا

سوال: [۲۳۹۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نماز کا وقت ہو گیا اور متعین امام کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں موجود نہیں ہے، اور ایک نابینا حافظ وقاری مسجد میں موجود ہے، اور پاکی کا بھی لحاظ رکھتا ہے، اور دوسرا شخص حافظ نہیں بلکہ بینا ہے اور نابینا کے مقابلہ میں قرآن پاک پڑھنے میں بینا شخص مہارت نہیں رکھتا ہے، تو اولاً امامت کرنے کا حق کس کو حاصل ہوگا، نابینا حافظ کو یا بینا جاہل کو جس کو صرف چند سورتیں حفظ یاد ہیں؟ جواب

وضاحت کے ساتھ عنایت فرمائیں؟

المستفتي: محمد فرقان، رامپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اصل امام کی عدم موجودگی میں نابینا شخص جو کہ حافظ وقاری ہے، قرآن صحیح پڑھتا ہے، اور پاکی کا بہت خیال رکھتا ہے، اس بینا کے مقابلہ میں جو نماز کے مسائل سے اچھی طرح واقف نہیں ہے، قرآن پاک صحیح نہیں پڑھتا ہے، امامت کا زیادہ مستحق ہے، لہٰذا اسی نابینا حافظ کو امام بنانا اولیٰ افضل ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۷/۶۰، ۷/۹۰، جدید ڈابھیل ۶/ ۲۹۸، ۲۹۱، رحیمیہ قدیم ۴/۳۶۳، جدید زکریا ۴/۱۸۲، احسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ۲۶۰، کفایت المفتی قدیم ۳/ ۴۰، جدید زکریا ۳/ ۸۰، جدید مطول ۴/۷/۲۵)

عن محمد بن ربیع الأنصاري أن عتبان ابن مالک کان یؤم قومه وهو أعمیٰ. (صحیح بخاری، الصلوٰۃ، باب الرخصة في المطر والعلة، أن یصلی في رحله ۱/ ۹۲، رقم: ۶۵۸، ف: ۶۶۷، سنن نسائی، الصلوٰۃ، باب إمامة الأعمیٰ النسخة الهندیه ۱/ ۹۰، دارالسلام رقم: ۷۸۴، المعجم الکبیر للطبراني ۱۸/ ۲۹، رقم: ۴۹، صحیح ابن حبان، دارالفکر ۳/۵۳، رقم: ۱۶۰۹)

قید کراهة إمامة الأعمی فی المحیط وغیره، بأن لا یکون أفضل القوم فإن کان أفضلهم فهو أولیٰ الخ. (شامی زکریا، کتاب الصلاة، باب الإمامة ۲/۲۹۸، کراچی ۱/ ۵۶۰، طحطاوی علی المراقی، جدید دارالکتاب دیوبند/ ۳۰۲، قدیم / ۱۶۵، البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/ ۶۱۰، کوئٹه ۱/ ۳۴۸، بدائع، کتاب الصلاة، فصل بیان من یصلح للإمامة کراچی ۱/ ۱۵۷، دارالکتب العلمیه بیروت ۱/ ۶۶۸، زکریا ۱/ ۳۸۷) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللّٰہ عنہ
۱۴/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۶۱۷۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴/ ۶/ ۱۴۲۱ھ

باسند عالم کی موجودگی میں نابینا حافظ کو امام بنانا

سوال: [۲۳۹۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ

(۱) کسی مسجد میں باسند عالم اور سبعہ عشرہ کے قاری امامت کرتے ہیں، اور ان کی موجودگی میں ایک نابینا حافظ کو امام بنانا چاہتے ہیں، جو دوسروں کے سہارے چل کر آتا ہے، تو کیا ان عالم باسند کی موجودگی میں نابینا حافظ کو امام بنانا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو اس کیلئے کیا شرائط ہیں، پھر اس صورت میں امامت کیلئے زیادہ مستحق کون ہے؟

(۲) اب ایسی صورت میں اس عالم باسند کی نماز مادرزاد نابینا کے پیچھے درست ہیکہ نہیں؟ جو کہ ما یجوز بہ الصلوٰۃ کے مسائل سے بھی واقف نہیں ہے؟

المستفتي: سیرت حسین، مانپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱-۲) سوالنامہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے، کہ مسجد میں پہلے سے مستند عالم قاری بینا امام ہیں ان کی موجودگی میں نابینا حافظ کو امام بنانے کا کیا مطلب ؟ اگر یہ مطلب ہے کہ پہلے امام کو ہٹا کر ان کی جگہ نابینا حافظ کو مستقل امام بنایا جارہا ہے، تو ایسی صورت میں نابینا حافظ کی مستقل امامت مکروہ ہے اور اس کے پیچھے بینا عالم قاری کی نماز مکروہ ہوگی، اور اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ مستقل امام تو بینا مستند عالم ہے، وقتی طور پر نابینا کو امام بنایا جارہا ہے، تو اصل امام کی اجازت کے ساتھ اس کی امامت بلاکراہت درست ہے، اور اگر اصل امام نے اجازت نہیں دی ہے، تو اس کی امامت مکروہ ہے اور اس کے پیچھے عالم باسند کی نماز مکروہ ہوگی، لیکن واجب الاعادہ نہ ہوگی۔

وتجوز إمامة الأعرابی والأعمیٰ والعبد وولدالزنا والفاسق کذا فی الخلاصة إلا أنها تکره هکذا فی المتون. (هندیه، کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث زکریا قدیم ۱/۸۵، جدید ۱/۱٤۲)

ویکرہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمیٰ. (شامی ، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة کراچی ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰، زکریا ۲/ ۲۹۸، هدایه ، کتاب الصلوٰۃ ، باب الإمامة اشرفی دیوبند ۱/ ۱۲۲، مجمع الانهر ، کتاب الصلوٰۃ ، فصل الجماعة سنة مؤکدة، دارالکتب العلمیه بیروت ۱/ ۱۶۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/ ۸۲۵۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۳/ ۳/ ۱۴۲۵ھ

نابینا کا امام کی عدم موجودگی میں نماز پڑھانا

سوال: [۲۳۹۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید نابینا شخص ہے حافظ ہے ابتدائی درجہ کی تعلیم حاصل کئے ہوئے ہے، مسائل سے بھی تھوڑا بہت واقف ہے، کیا ایسا شخص امام کی عدم موجودگی میں امامت کے فرائض انجام دے سکتا ہے، جب زید امامت کرتا ہے، تو لوگ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہوگی بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ زید نماز پڑھانے کیلئے آگے بڑھا تو کچھ لوگوں نے زید کو مصلے سے کھینچ لیا اور اس کے بعد ایسے شخص کو کھڑا کیا جو نہ قرآن درست پڑھتا ہے، اور نہ ہی مسائل سے واقف ہے مذکورہ صورت میں کون نماز پڑھانے کے لائق ہے؟ زید یا وہ شخص جس کا قرآن درست نہیں؟

المستفتي: محمد ارقم، ساری پور، ہیرالال، ہردوئی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر نابینا شخص تقویٰ وطہارت میں دوسروں سے اچھا ہے اور قرآن بھی دوسروں سے اچھا پڑھتا ہے، تو دوسروں کے مقابلہ میں نابینا شخص کی امامت زیادہ بہتر ہے، اور نابینا شخص کو امامت سے ہٹا کر ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں ہے جو مسائل سے واقف نہ ہو اور قرآن درست نہ پڑھتا ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/ ۹۱،

فتاویٰ رحیمیہ جدید زکریا ۴/ ۱۸۳)

عن أنس رضی الله عنه أن النبی ﷺ استخلف ابن أم مکتوم یؤم الناس، وهو أعمیٰ . (سنن أبي داؤ د ، الصلاة ، باب إمامة الأعمیٰ ، النسخة الهندية ۱/ ۸۸، دارالسلام رقم: ۵۹۵ ، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ۲/ ۳۹٤، رقم: ۳۸۲۸)

تبع فی ذلک صاحب البحر حیث قید کراهة إمامة الأعمیٰ فی المحیط وغیره بأن لا یکون أفضل القوم ، فإن أفضلهم فهو أولیٰ . (شامی ، کتاب الصلاة، باب الإمامة زکریا ۱/ ۵۲۳، کراچی ۱/ ۵٦۰، شرح النقایه ، کتاب الصلوٰة ، باب الإمامة اعزازیه دیوبند ۱/ ۸٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۶ رذیقعدہ ۱۴۳۳ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۰۸۶۲)	۱۴۳۳/۱۱/۲۶ھ

نابینا شخص کا جمعہ کی امامت کرنا

سوال: [۲۳۹٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا نابینا کے پیچھے جمعہ اور وقت کی نماز درست ہے؟ جبکہ پیچھے اور بھی علماء رہتے ہوں ، جواب سے مستفیض فرمائیں؟

المستفتي: غلام احمد مرشد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نابینا امام سے افضل لوگ علماء کرام میں سے موجود ہوتے ہوئے نابینا کو امام بنانا مکروہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/ ۱۳۷)

ویکره إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمیٰ إلا أن یکون أعلم القوم .

(تنویر الأبصار ۱/ ۲۵۹، شامی زکریا ۲/ ۲۹۸، کراچی ۱/ ۵۵۹)

قید کراهة إمامة الأعمیٰ فی المحیط وغیره بأن یکون أفضل

القوم فإن كان أفضلهم فهو أولىٰ . (شامی ، کتاب الصلوٰة ، باب الإمامة زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۶۰)

وتكره إمامة العبد والأعرابي والأعمىٰ والفاسق وتحته ، وفي البرهان لولم يوجد بصير أفضل منه يكون هو أولىٰ . (مجمع الأنهر ، کتاب الصلوٰة ، فصل الجماعة سنة مؤكدة ، دارالكتب العلميه بيروت ۱/۱۶۳، هدايه ، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة اشرفی دیوبند ۱/۱۲۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/محرم الحرام ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۶۲۳)

نابینا کی امامت

سوال: [۲۳۹۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نابینا کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس حالت میں ہے؟

المستفتي: محمد ساجد، بھٹی اسٹریٹ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر نابینا کے علاوہ دوسرے لوگ دیندار قرآن کریم کو اچھی طرح سے پڑھنے والے موجود ہوں، تو نابینا کی امامت مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر لوگوں میں سے نابینا سب سے اچھا پڑھنے والا ہے تو نابینا کی امامت بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ۳/۲۶۰)

عن محمود بن الربيع الأنصاري ، أن عتبان بن مالك ، كان يؤم قومه ، وهو أعمىٰ . (صحيح البخاري ، الصلاة، باب الرخصة فى المطر والعلة أن يصلى فى رحله، النسخة الهنديه ۱/۹۲، رقم: ۶۵۸، ف: ۶۶۷)

وتكره إمامة العبد والأعرابي والأعمىٰ وتحته لولم يوجد

بصير أفضل منه يكون هو أولىٰ. (مـجمع الأنهر ،كتاب الصلوٰة ، فصل الجماعة سنة ، دارالكتب العلميه بيروت ١/١٦٣)

ويـكـره إمـامة عبد وأعرابى وفاسق وأعمىٰ إلا أن يكون أعلم القوم .

(تنوير الأبصار ، شامى، زكريا٢/٢٩٨، كراچى ١/٥٥٩)

قيد كراهة إمامة الأعمىٰ فى المحيط وغيره بأن لايكون أفضل القوم فإن كـان أفضلهم فهو أولىٰ . (شـامـى ،كـتـاب الـصـلوٰة ، باب الإمامة زكريا٢/٢٩٨، كراچى ١/٥٦٠، هدايه ، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة اشرفى ديوبند١/١٢٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱؍رمضان المبارک۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر:۳۱/۳۶۰۲)

نابینا کی امامت کا حکم

سوال: [۲۳۹۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں ایک نابینا شخص ہوں اور شہر رامپور کے اندر محلّہ کی ایک مسجد میں امامت کرتا ہوں، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ نابینا شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو کن شرائط کے ساتھ اور غلط ہے تو کن وجوہ سے تفصیل کیساتھ جواب مرحمت فرمائیں؟

المستفتي: قاری محمد میاں جان، محلّہ سرائے گیٹ، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر نجاست سے اچھی طرح حفاظت ہو اور لوگوں کو تنفر بھی نہ ہوتا ہو تو نابینا کی امامت بلاکراہت درست ہے، اور اگر نجاست سے حفاظت نہ ہو یا نابینا سے بہتر عالم بینا موجود ہو اور اس عالم کی موجودگی میں نابینا کی امامت سے لوگوں کو تنفر پیدا ہو تو نابینا کی امامت مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا۳/۱۰۱،۳/۱۳۷)

عن أنس رضى الله عنه أن النبى ﷺ استخلف ابن أم مكتوم يؤم الناس

وهو أعمىٰ . (سنن أبي داؤد ، الصلاة، باب إمامة الأعمىٰ ، النسخة الهندية ١/٨٨، دارالسلام رقم: ٥٩٥، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ٢/٣٩٤، رقم: ٣٨٢٨)

ويكره تقديم العبد (وقوله) **والأعمىٰ لأنه لا يتوفىٰ النجاسة** (**إلىٰ** قوله) **لأن في تقديم هؤ لاء تنفير الجماعة فيكره الخ** . (هدايه ، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة اشرفى ديوبند ١/١٢٢، هكذا شامى ، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة ، زكريا٢/٢٩٨، كراچى ١/٥٦٠، الجوهره ، كتاب الصلوٰة ، باب صفة الصلوٰة ،امدايه ملتان ١/٧٠، جديد دارالكتاب ديوبند١/٧١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ / صفر المظفر ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۱۲۸)

اعمیٰ کی امامت کی کراہت کی علت

سوال: [۲۳۹۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ نابینا کے پیچھے مطلقاً نماز مکروہ ہے ناچیز کی نگاہوں میں نابینا کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) وہ نابنیا جو بلا کسی ہمراہی کے گلی کوچوں اور عام راستوں کا سفر طے کرتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ (۲) ایک نابینا وہ ہے جو تقریباً ہر جگہ ہمراہی اختیار کرتا ہے، اور صوم وصلوٰۃ کا پابند حیثیت کے مطابق قرآن کریم کی اچھی تلاوت اور حرام حلال کی شناخت تقریباً مکمل طریقہ پر کرتا ہے؟ ان دونوں صورتوں میں نماز کے بارے میں کیا حکم ہے، نماز تراویح ہو یا فرض نماز ہر ایک کا تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں، نوازش ہوگی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق :فقہاء نے نابینا کی امامت کو جو مکروہ لکھا ہے، وہ علی الاطلاق نہیں ہے، بلکہ اس نابینا کے بارے میں ہے کہ جو غیر محتاط ہو نجاست سے بچنے کا اہتمام نہ کرتا ہو، اس کے بالمقابل جو نابنیا محتاط ہو نجاست وغیرہ سے بچنے کا پورا اہتمام

کرتا ہو، تو اسکی امامت بلا کراہت درست ہے، لہٰذا سوال میں مذکور پہلے نابینا کی امامت مکروہ تنزیہی اور دوسرے نابینا کی بلا کراہت درست ہے۔ (مستفاد: امداد المفتیین /۳۲۰، فتاویٰ رحیمیہ قدیم ۴/۳۶۴، جدید زکریا ۴/۱۸۲، احسن الفتاویٰ زکریا ۳/۲۶۰)

عن أنس رضی الله عنه أن النبی ﷺ استخلف ابن أم مکتوم یؤم الناس وهـو أعمیٰ . (سنن أبي داؤد ، الصلاة، باب إمامة الأعمیٰ ، النسخة الهندية ١/٨٨، دارالسلام رقم: ٥٩٥، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ٢/ ٣٩٤، رقم: ٣٨٢٨)

عن محمود بن الربيع الأنصاری ، أن عتبان بن مالک ، کان یؤم قومه ، وهو أعمیٰ . (صحیح البخاری ، الصلاة، باب الرخصة فی المطر والعلة أن یصلی فی رحله، النسخة الهندیه ١/ ٩٢، رقم: ٦٥٨، ف: ٦٦٧)

ویکره تنزیهاً إمامة عبد وأعمیٰ – قید کراهة إمامة الأعمیٰ فی المحیط وغیره، بأن لایکون أفضل القوم فإن کان أفضلهم فهو أولیٰ. (شامی، زکریا، کتاب الصلاة، باب الإمامة ٢/٢٩٨، کراچی ١/ ٥٦٠، شرح النقایه ، کتاب الصلاة، باب الإمامة ، اعزازیه دیوبند ١/ ٨٦، البنایه ، کتاب الصلوٰة ، باب الإمامة اشرفیه ٢/ ٣٣٤) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۴ ر ذیقعدہ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ۶۹۳۷)

نابینا عالم حافظ قاری کی امامت

سوال: [۲۴۰۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نابینا ہیں اور مدرسہ دینیہ میں درس دیتے ہیں، نیز عالم بھی ہیں اور قاری بھی تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا دیگر عالموں کی موجودگی میں جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: اشرف علی، قصبہ کوری روانہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نابینا کے پیچھے بلاکراہت نماز درست ہوجاتی ہے، جبکہ وہ نجاست سے احتیاط کرتا ہو، اور مقتدیوں کو اس سے تنفر بھی نہ ہو البتہ افضل یہی ہے کہ اگر نابینا سے بہتر عالم موجود ہو تو اسکو امام بنادیا جائے، ورنہ نابینا افضل رہے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/ ۱۳۷)

عن محمود بن الربيع الأنصارى ، أن عتبان بن مالك ، كان يؤم قومه ، وهو أعمىٰ . (صحيح البخارى ، الصلاة، باب الرخصة فى المطر والعلة أن يصلى فى رحله، النسخة الهنديه ١/ ٩٢، رقم: ٦٥٨، ف: ٦٦٧)

إلا أن يكون أي غير الفاسق أعلم القوم فهو أولىٰ الخ ، (وفى الشامية قيد كراهة إمامة الأعمىٰ فى المحيط وغيره بأن لايكون أفضل القوم ، فإن كان أفضلهم فهو أولىٰ ، الخ. (الدر المختار مع الشامى ، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة زكريا٢/ ٢٩٨، كراچى ١/ ٥٦٠، كوئٹه ١/ ٤١٤، البحرالرائق ، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة كوئٹه ١/ ٣٤٩، زكريا ١/ ٦١٠)

ويكره تقديم العبد– إلىٰ – والأعمى لأنه لا يتوفى النجاسة . (هدايه، كتاب الصلوٰة ، باب الإمامة اشرفى ديوبند١/ ١٢٢، الجوهرة النيرة ، كتاب الصلوٰة ، باب صفة الصلوٰة ، امداديه ملتان ١/ ٧٠، جديد دارالكتاب ديوبند ١/ ٧١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۵/ رجب المرجب ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۸۰۸)

محتاط نابینا کی امامت

سوال: [۲۴۰۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک نابینا شخص

ہے، اور بول وبراز وغیرہ سے ہر طرح احتیاط کرتا ہے، اور نمازی بھی اس سے مطمئن ہیں، اس کی امامت عندالشرع جائز ہے یا ناجائز؟ مکروہ یا غیر مکروہ۔

المستفتي: مختار احمد، مدرس مدرسہ
رحمانیہ، قصبہ: شیرکوٹ، ضلع: بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر نجاست سے احتیاط کرتا ہے، اور مقتدیوں کو اس سے تنفر بھی نہیں ہوتا ہے، تو بلا کراہت درست ہے۔

عن أنس رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ استخلف ابن أم مکتوم یؤم الناس وھو أعمیٰ. (سنن أبي داؤد ، الصلاۃ ، باب إمامۃ الأعمیٰ ، النسخۃ الھندیۃ ۱/۸۸، دارالسلام رقم: ۵۹۵، مصنف عبد الرزاق، المجلس العلمي ۲/۳۹٤، رقم: ۳۸۲۸)

وھذا ذکرہ فی النھر بحثا أخذا من تعلیل الأعمیٰ بأنہ لا یتوقی النجاسۃ الخ. (شامی ، کتاب الصلوٰۃ ، باب الإمامۃ زکریا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵٦۰، مصری ۱/٤۱٤، ھدایہ ، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ اشرفی دیوبند ۱/۱۲۲، البحرالرائق ، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ زکریا ۱/٦۱۰، کوئٹہ ۱/۳٤۸)

ولعل جھہ أن تنفیر الجماعۃ بتقدیمہ یزول إذا کان أفضل من غیرہ بل التنفیر یکون فی تقدیم غیرہ الخ. (شامی ، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامۃ زکریا ۲/۲۹۹، کراچی ۱/۵٦۰)

افضل یہی ہے کہ اگر نابینا سے بہتر عالم موجود ہو تو اس کو امام بنادیا جائے ، ورنہ نابینا افضل رہے گا۔

قید کراھۃ إمامۃ الأعمیٰ فی المحیط وغیرہ بأن یکون أفضل القوم ، فإن کان أفضلھم فھو أولیٰ. (شامی ، کتاب الصلوٰۃ ، باب الإمامۃ زکریا ۲/۲۹۸،

کراچی ۱/ ۵۶۰) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/ صفر ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۵۳۳)

غیر محتاط نابینا کی امامت

سوال: [۲۴۰۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک نابینا شخص ایسا ہے جو بخوبی محتاط نہیں ہے، اور نمازی بھی اسکی احتیاط طہارت سے مکمل مطمئن نہیں ہیں، عندالشرع ایسے نابینا شخص کی امامت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ برائے کرم جواب سے مطلع فرمائیں، نوازش ہوگی۔

المستفتي: مختار احمد، مدرسہ رحمانیہ، شیر کوٹ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/ ۱۳۷)

فالحاصل أنه يكره لهٰؤلاء التقديم ويكره الإقتداء بهم كراهة تنزيهية الخ. (البحر، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة زكريا ۱/ ۶۱۱، كوئٹه ۱/ ۳۴۹)

ويكره تنزيها إمامة عبد...... وأعمىٰ وتحته في الشامية، وهذا ذكره في النهر بحثاً أخذاً من تعليل الأعمى بأنه لا يتوقى النجاسة. (شامي، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة زكريا ۲/ ۲۹۸، كراچى ۱/ ۵۶۰، البحرالرائق، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة زكريا ۱/ ۶۱۰، كوئٹه ۱/ ۳۴۸)

ويكره تقديم العبد– إلىٰ– والأعمىٰ لأنه لا يتوقى النجاسة –إلىٰ– لأن في تقديم هؤلاء تنفير الجماعة فيكره. (هدايه، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة اشرف ديوبند ۱/ ۱۲۲، الجوهرة النيرة، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، امداديه ملتان ۱/ ۷۰،

جدید دارالکتاب دیوبند ۱/ ۷۱) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸؍ صفر ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۵۳۳۳)

کیا نابینا کی امامت مکروہ ہے؟

سوال: [۲۴۰۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا ایسا نابینا شخص جو اپنے کپڑوں کی پاکی کی احتیاط بھی نہ رکھ سکتا ہو اسکے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: عبدالواحد، ہدایت پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر احتیاط نہیں کرتا، تو اسکے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ۲۶۰، فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/ ۱۳۷، فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/ ۱۰۳، جدید ڈابھیل ۶/ ۲۹۱)

ویکرہ تنزیهاً إمامة عبد (إلیٰ قوله) وأعمیٰ الخ. (در المختار، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة زکریا ۲/ ۲۹۸، کراچی ۱/ ۵۶۰، مصری ۱/ ۵۲۳)

ویکره تقدیم العبد- إلیٰ- والأعمیٰ لأنه لا یتوقی النجاسة -إلیٰ- لأن فی تقدیم هؤلاء تنفیر الجماعة فیکره. (هدایه، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة اشرفی دیوبند ۱/ ۱۲۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲؍ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۵۸۶)

لنگڑے کی امامت

سوال: [۲۴۰۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید داهنی ٹانگ

سے لنگڑا ہے دوران نماز زید کا پیر زمین سے اٹھ جاتا ہے، لہٰذا زید کو امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مفصل بیان فرمائیں؟

المستفتي: محمد طاہر، رامپوری

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: سوالنامہ میں درج شدہ صورت میں زید کی امامت اور اس کے پیچھے اقتدا درست ہے، البتہ اگر اس کے پیچھے کوئی دوسرا صحیح وسالم شخص موجود ہو تو اسے امام بنانا اولیٰ اور بہتر ہے۔

عن الحسن بن محمد، قال: دخلت على أبي زيد الأنصاري، فأذن وأقام وهو جالس، قال: وتقدم رجل فصلىٰ بنا، وكان أعرج أصيب رجله في سبيل الله تعالىٰ. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، الصلاة، باب الآذان راكبا وجالساً، دارالفكر جديد ٢/ ١٤١، رقم: ١٨٨٣)

ولو كان لقدم الإمام عوج وقام على بعضها يجوز وغيره اولىٰ. (هنديه، كتاب الصلوٰة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث زكريا قديم ١/ ٨٥، جديد ١/ ١٤٢)

وتكره خلف أمرد وسفيه ومفلوج وأبرص شاع برصه وفي الشامي وكذلك أعرج يقوم ببعض قدمه فالإقتداء بغيره أولىٰ. (شامي، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة زكريا ٢/ ٣٠٢، كراچي ١/ ٥٦٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ر رجب ۱۴۳۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/ ۱۰۱۳۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۱/۷/۱۴۳۱ھ

لنگڑے شخص کی امامت

سوال: [۲۴۰۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام ہے جو

پاؤں سے کمزور ہے یعنی لنگڑا ہے وہ امامت کرتا ہے، اس سے سب راضی ہیں اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتي: معراج الدین رحمانی،
جامعہ رادھنہ، قصبہ کٹھور، ضلع: میرٹھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس شخص کے پیر سے لنگ واضح ہو، بہتر یہ ہے کہ اس کو امام نہ بنایا جائے۔ (محمودیہ قدیم ۷/ ۷۷، جدید ڈابھیل ۶/ ۳۰۴، امداد الأحکام ۲/ ۱۲۹)

عن الحسن بن محمد، قال: دخلت علی أبی زید الأنصاری، فأذن وأقام وهو جالس، قال: وتقدم رجل فصلیٰ بنا، وکان أعرج أصیب رجله فی سبیل الله تعالیٰ. (السنن الکبریٰ للبیهقی، الصلاة، باب الآذان راکبا وجالساً، دارالفکر جدید ۲/ ۱۴۱، رقم: ۱۸۸۳)

وتکره خلف أمرد وسفیه ومفلوج وأبرص شاع برصه وفی الشامی وکذلک أعرج یقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغیره أولیٰ. (شامی، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة زکریا ۲/ ۳۰۲، کراچی ۱/ ۵۶۲)

ولو کان بقدم الإمام عوج فقام علی بعضها یجوز وغیره اولیٰ. (تبیین الحقائق، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة امدادیه ملتان ۱/ ۱۴۳، زکریا ۱/ ۳۶۵، هندیه، کتاب الصلوٰة، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره زکریا قدیم ۱/ ۸۵، جدید ۱/ ۱۴۲، الفقه الإسلامی وأدلته، کتاب الصلاة، مکروهات الإمامة فی المذاهب هدی انٹر نیشنل دیو بند ۲/ ۱۷۷، ۱۷۸) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳/ ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/ ۷۸۵۹)

پیروں سے معذور کی امامت

سوال: [۲۴۰۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے پاؤں میں لنگ ہے جس سے وہ لنگڑا کر چلتا ہے، کیا ایسی حالت میں زید کیلئے امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کیا سب لوگوں کیلئے اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہوگا یا کچھ کراہت ہوگی، پھر اگر کراہت ہوگی تو کس درجہ کی؟

المستفتي: اہل محلّہ ومصلیان، مسجد نورانی،
نزد آر ٹی او آفس، چکر کی ملک، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جس شخص کے پاؤں میں لنگ ہو اسکی اقتدا میں پڑھی گئی نمازیں سب کیلئے درست ہیں، لیکن افضل اور صحیح یہی ہے کہ کسی تندرست شخص کو امامت کیلئے منتخب کیا جائے۔ (مستفاد: محمودیہ قدیم ۷/۷۷، جدید ڈابھیل ۶/۳۰۴)

عن الحسن بن محمد، قال: دخلت على أبي زيد الأنصاري، فأذن وأقام وهو جالس، قال: وتقدم رجل فصلىٰ بنا، وكان أعرج أصيب رجله في سبيل الله تعالىٰ. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، الصلاة، باب الآذان راكبا وجالساً، دارالفكر جديد ۲/ ۱٤١، رقم: ۱۸۸۳)

ولو كان لقدم الإمام عوج وقام علىٰ بعضها يجوز وغيره أولىٰ. (عالمگيرى، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره، زكريا قديم ۱/ ۸٥، جديد ۱/ ۱٤۲، تبيين الحقائق، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة امداديه ملتان ۱/ ۱٤۳، زكريا ۱/ ۳٦٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۸ر ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/ ۷۳۹۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۸/ ۱۱/ ۱۴۲۲ھ

صرع کے مریض کی امامت

سوال:[۲۴۰۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کسی مسجد میں زید نماز پڑھاتا ہے، اوراس کو صرع کا مرض ہے، اتفاقاً حالت نماز میں ہی یہ مرض لاحق ہوجاتا ہے، اس کے بعد مکمل طریقہ سے صحت یاب ہوگیا تو پھراس کو نماز پڑھانا جائز ہے یانہیں؟

المستفتي: محمد حنیف، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں زید کے پیچھے اقتداء کرنا شرعاً جائز ہے، اورزید کیلئے امامت کرنا شرعاً درست ہے۔

أما إذا كان يجن ويفيق يصح الاقتداء به فى حالة الإفاقة الخ . (البحر الرائق ، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة زكريا ١/ ٦٣٠، كوئٹه١/ ٣٦٠، هنديه ، كتاب الصلاة، الفصل الثالث فى بيان من يصلح إماما لغيره ، زكريا قديم ١/ ٨٥، جديد ١/ ١٤٢، الموسوعة الفقهية الكويتية ٦/ ٢٠٣)

ولا يصح الإقتداء بالمجنون المطبق ، فإن كان يجن ويفيق يصح الإقتداء به فى زمان الإفاقة . (الفتاوىٰ التاتار خانيه ، كتاب الصلاة، الفصل السادس فى من هو أحق بالإمامة ، زكريا ٢/ ٢٥٠، رقم: ٢٣٢٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۵/ ۱۷۲۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۸/۱۳ھ

برص کے مریض کی امامت

سوال:[۲۴۰۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کو برص کی بیماری ہے کبھی کبھی امامت کرتے ہیں، اوربعض لوگوں کو اعتراض ہے کہ اس کے پیچھے نماز نہیں

ہوتی؟

المستفتي: محمود الحق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برص والے کی امامت بہر حال درست ہے، البتہ اگر مقتدیوں کو نفرت ہو تو کراہت تنزیہی کے ساتھ درست ہو جاتی ہے، واجب الاعادہ نہیں ہے، اور اگر مقتدیوں کو نفرت بھی نہیں ہے تو بلا کراہت نماز صحیح اور درست ہو جاتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم ۳/۱٦۷)

وکذا تکره خلف أمرد وسفیه ومفلوج وأبرص شاع برصه وفي الشامیه الظاهر أنها تنزیهیة (وقوله) والظاهر أن العلة النفرة ولذا قید الأبرص بالشیوع الخ. (الدرالمختار مع الشامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة کراچی ١/٥٦٢، زکریا ٢/٣٠٢، الموسوعة الفقهیة الکویتیة ٧٨/٨، ٦/٢١١، حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، فصل في بیان الأحق بالإمامة دار الکتاب دیوبند جدید/٣٠٣) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
یکم ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۱۷۹)

مقطوع الید کی امامت

سوال: [۲۴۰۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید حافظ قرآن ہے اس کا ایک ہاتھ مشینری سے کٹ گیا ہے، لیکن غسل وغیرہ کے فرائض ادا کرنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی، ہاتھ کا صرف پنجہ کٹا ہے، تو فرائض اور تراویح وغیرہ کی امامت کرسکتا ہے؟

المستفتي: محمد حنیف

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق :اگر زید کو کامل طریقہ سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے، تو اسکی امامت بلا کراہت جائز ہے اور اگر حصول طہارت میں شبہ ہو تو پھر زید کی امامت مکروہ ہوگی، بہتر بھی یہی ہے کہ زید امامت نہ کرے۔

وتكره خلف أمرد وسفيه ومفلوج لعدم إمكان إكمال الطهارة أيضا في المفلوج والأقطع وفي تقريرات الرافعي : فربما كانت طهارة ناقصة ووجهه في المفلوج والأقطع ظاهر. (شامي ، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة مطلب في إمامة الأمرد زكريا ٢/٢ ٠ ٣، كراچی ١/٢ ٥٦، تقريرات رافعي /١ ٧)

وتكره الصلوٰة خلف أمرد وسفيه ومفلوج وأبرص شاع برصه. (حاشية الطحطاوي مع المراقي ، كتاب الصلوٰة ، فصل في بيان الأحق ، بالإمامة جديد، دارالكتاب ديوبند/٣٠٣)

وتكره إمامة السفيه وهو الذي لا يحسن التصرف على مقتضى الشرع أو العقل والمفلوج . (الفقه الإسلامي وادلته ، الفصل العاشر، انواع الصلوٰة ، المطلب الثاني الإمامة ، مكروهات الإمامة في المذاهب مطبع هدى انٹر نیشنل دیوبند ١٧٧/٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٦ر محرم الحرام ١٤٢٦ھ
(الف فتویٰ نمبر:٣٧/ ٨٦٣٥)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١/١/ ١٤٢٦ھ

مجبوب اور خنثیٰ مشکل کی امامت

سوال: [٢٤١٠]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (١) زید عاقل بالغ ہے، اور حافظ قرآن بھی ہے، اور اس کا عضو تناسل جڑ سے نہیں ہے، اب اگر وہ امامت کرتا ہے یا تراویح پڑھاتا ہے تو کیا اس کا امامت کرنا یا تراویح پڑھانا درست ہے؟

(۲)ڈائی کیش، کالامکرامیٹ ان سب چیزوں کولگا کراگرآدمی نماز پڑھاتا ہے،تو کیااسکی نماز ہوجائے گی؟

المستفتي:امیراحمد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: عضوتناسل جڑ سے نہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ کیا وہ خنثیٰ مشکل ہے یا مجبوب؟ بہر حال اگر کوئی بھی شکل ہے، اگر لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت محسوس کرتے ہیں تو ایسی صورت میں مسجد کے منتظمین اور ذمہ داران پر ضروری ہے کہ ایسے امام کا انتظام کریں جس کے پیچھے نماز پڑھنے میں لوگوں کو گھن اور کراہت محسوس نہ ہو۔

إن للأمة خلع الإمام وعزله بسبب يوجبه مثل أن يوجد منه مايوجب اختلال أحوال المسلمين وانتكاس أمور الدين كما كان لهم نصبه وإقامته لانتظامها وإعلائها . (شامی ، کتاب الجهاد ، باب البغاة ، مطلب فيما يستحق به الخليفة العزل زكريا ٦/٤١٥، شامی، کراچی ٤/٢٦٤)

وشروط الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام - والسلامة من الأعذار كالرعاف . (شامی، کتاب الصلاة ، باب الإمامة ، قبل مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد زكريا ٢/٢٨٤، شامی کراچی ١/٥٥٠)

بلاعذر کالا خضاب لگانا مکروہ تنزیہی ہے، ہاں البتہ بیوی کوخوش کرنے کے لئے کالا خضاب لگانا درست ہے، اور کالا خضاب لگا کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے، کیونکہ کراہت اس کی ذات کے ساتھ متعلق ہے یہ کراہت اس کی نماز کی طرف منتقل نہ ہوگی۔

ويكره بالسواد بغير الحرب قوله أما الخضاب بالسواد ليزين نفسه للنساء فمكروه - روى عن أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ أنه قال كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين لها . (شامی، کتاب الحظر والإباحة فصل فی البیع

شامی زکریا ۹/ ٦٠٥، کراچی ٦/ ٤٢٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍شوال ۱۴۳۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۱۱/ ۱۱٦۸۰)

جو شخص تشہد میں مسنونہ حالت پر نہ بیٹھ سکتا ہو اسکی امامت

سوال: [۲۴۱۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک حافظ قاری مولانا مفتی اور قاضی امام ہیں، لیکن ان کو تشہد میں بیٹھنے میں پریشانی ہے، وہ پریشانی یہ ہیکہ زانوں کا نچلہ حصہ پنڈلی سے پوری طرح نہیں ملتا ہے، ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی؟

المستفتي: مصلیان مسجد الحبیب
واہل محلہ، شاہین باغ، اوکھلا، نئی دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر عذر وتکلیف کی وجہ سے مسنون ہیئت اور مسنون طریقہ سے تشہد میں بیٹھنے پر قادر نہیں ہے تو ہیئت مسنونہ چھوڑ کر جس ہیئت پر بیٹھ سکتا ہے بیٹھنا بلاکراہت جائز اور درست ہے، امام بن کر نماز پڑھانا بھی بلاکراہت درست ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ زکریا ۱/ ۴۰۰)

ولو كان لقدم الإمام عوج وقام على بعضها يجوز (قوله) ويؤم الأحدب القائم الخ. (هنديه، كتاب الصلوٰة، الباب الخامس فى الإمامة، الفصل الثالث زكريا قديم ١/ ٨٥، جديد ١/ ١٤٢)

ويقعد كيف شاء أى كيف تيسر له بغير ضرر من تربع أو غيره فى الأصح من غير كراهة الخ. (مراقى الفلاح، كتاب الصلوٰة، باب صلوٰة المريض قديم/ ٢٣٤، جديد دارالكتاب ديو بند/ ٤٣١، وهكذا فى الشامى، كتاب الصلوٰة، باب صلوٰة،

المریض زکریا ۲/ ٥٦٦، کراچی ۲/ ۹۷) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴؍ شوال ۱۴۳۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/ ۱۰۱۸٦)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۴؍۱۰؍۱۴۳۱ھ

جو شخص رکوع وسجدے پر قادر نہ ہو اسکی امامت

سوال: [۲۴۱۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے، کھڑے ہو کر امامت کے ارکان پورے نہیں کر سکتے ہیں، سجدہ میں پیشانی زمین تک نہیں پہونچتی ہے، محض بیٹھ کر آگے ٹانگیں لمبی کر کے اپنی نماز ادا کرتے ہیں، کیا بیٹھ کر جماعت کی نماز اور رمضان المبارک میں قرآن پاک تراویح میں پڑھا سکتے ہیں، ازروئے شریعت فتویٰ سے نوازیں؟

المستفتي: حافظ محمد شمس العارفین،
یونانی دواخانہ جلیسر، ضلع: ایٹہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جو شخص رکوع سجدہ ادا کرنے پر قادر نہیں ہے، ایسے شخص کی امامت فرض نماز اور تراویح میں درست نہیں ہے۔

ولا طاهر بمعذور – ولا قادر على ركوع وسجود بعاجز عنهما .

(درمختار، کتاب الصلوٰة، باب الإمامة زکریا ۲/ ۳۲٤، کراچی ۱/ ٥۷۹)

وإن كان الإمام يصلي قاعداً بالإيماء لا يقدر على السجود وخلفه قوم قيام يركعون ويسجدون، وقوم قعود يركعون ويسجدون، لا تجوز صلاة القوم عندنا. (الفتاوى التاتارخانيه، كتاب الصلوٰة، الفصل السادس زکریا ۲/ ۲٥٤، رقم: ٦ ۲۳٤۲)

ولا يصلي الذي يركع ويسجد خلف المؤمی. (الجوهرة النيره،

كتاب الصلوٰة، باب الإمامة جديد دارالكتاب ديوبند ١/ ٧٤، امداديه ملتان ١/ ٧٣)
فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ رشوال ۱۴۲۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/ ۸۱۵۲)

فالج زدہ شخص کی امامت

سوال: [۲۴۱۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید طویل عرصہ سے ایک مسجد کا امام چلا آ رہا ہے، ابھی چند ماہ قبل امام صاحب فالج کا شکار ہو گئے اب وہ اس قابل نہیں رہے، کہ نماز پڑھا سکیں، حروف کی ادائیگی ان سے صحیح طور پر نہیں ہو پاتی، جس کا ان کو خود احساس ہے، چند روز قبل انھوں نے از خود اس بات کا اعلان کر دیا کہ میں اب اس قابل نہیں رہا کہ نماز پڑھا سکوں آپ اپنے امام کا انتظام کر لیں، ایک روز نماز نہ پڑھا کر دوسرے روز نائب امام جوان کا قائم مقام امام ہے، عصر میں اس کو ہٹا کر خود کھڑے ہو گئے، اب امام صاحب کی اس حرکت سے بڑا انتشار ہے، نمازی دو گروپ میں تقسیم ہو گئے اور امام صاحب مصلیٰ چھوڑنے کو تیار نہیں؟

(۱) جواب طلب امر یہ ہے کہ جو امام فالج زدہ ہو اور حروف کی ادائیگی صحیح طور پر نہ کر پاتا ہو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

(۲) جو امام اپنی مجبوری کی وجہ سے از خود مصلیٰ چھوڑنے کا اعلان کر دے، اور پھر مصلے پر آ کر نمازیوں میں انتشار پیدا کر دے، اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: عبداللہ ومصلیان، مسجد آزاد نگر، لائن نمبر ۱۷، ہلدوانی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: امام صاحب کے فالج کے مرض میں مبتلا ہو جانے کے بعد

قرأت کرنے میں جب حروف کی ادائیگی صحیح نہیں ہو پاتی ہے،تو صحیح پڑھنے والے کیلئے ان کی اقتداء نماز پڑھنا جائز نہیں ہے،اس لئے ایسے شخص کوامامت پر باقی رکھنا جائز نہیں ہے،اور ان کا امامت پر باقی رہنے کیلئے اصرار کرنا بھی درست نہیں ہے، اور ان کی جگہ کسی صحیح تندرست اور صحیح قرآن پڑھنے والے کوامام بنانا ضروری ہے۔

ولا (يصح الاقتداء) غير الألثغ به أي بالالثغ على الأصح كما في البحر عن المجتبىٰ وفي الشامي: وهومن اللثغ بالتحريک قال في المغرب: هوالذي يتحول لسانه من السين إلىٰ الثاء وقيل من الراء إلىٰ الغين أو اللام أو الياء زاد في القاموس أومن حرف إلىٰ حرف وكذا من لايقدر على التلفظ بحرف من الحروف أو لا يقدر على إخراج الفاء إلا بتكرار . (شامی ، کتاب الصلاة، باب الإمامة ،مطلب في الألثغ كراچی ۱/۵۵۷، زكرياديوبند۲/۳۲۷)

الراجع المفتى به عدم صحة إمامة الألثغ لغيره ممن ليس به لثغة.

(شامی، کتاب الصلاة، باب الإمامة ، مطلب في الالثغ کراچی ۱/۵۸۲،زکریا۲/۳۲۸)

والفاء فأة بتكرار الفاء والتمتمة بتكرار التاء واللثغ لايكون إماماً لغيره.

(طحطاوی ، کتاب الصلاة باب الإمامة دارالکتاب /۲۸۹) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۲؍رجب المرجب ۱۴۳۳ھ
(الف فتویٰ نمبر:۳۹/ ۱۰۷۵۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲؍۷؍۱۴۳۳ھ

الفصل التاسع في عزل الإمام وتحقيره

مقتدیوں سے بغض وکینہ رکھنے والے کی امامت

سوال [۲۴۱۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام اس حالت میں امامت کرتا ہے کہ اپنے مقتدیوں کی طرف سے اپنے دل میں بغض وکینہ رکھتا ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتي: حافظ عبد اللہ، مقام جونکا، ضلع: صاحب گنج، بہار

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا کسی عذر شرعی کے اپنے مسلمان بھائی سے کینہ رکھنا حرام ہے، اس سے توبہ کرکے باز آجانا لازم ہے، ورنہ شرعاً ایسا شخص فاسق ہے امامت اسکی مکروہ تحریمی ہے۔

عن الزهري، قال: حدثني أنس بن مالك رضي الله عنه، أن رسول الله ﷺ قال: لا تباغضوا ولا تحاسدوا، ولا تدابروا، وكونوا عباد الله إخوانا، ولا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليالٍ. (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب الهجرة، النسخة الهندية ٢/٨٩٧، رقم: ٥٨٣٩، ف: ٦٠٧٦، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والأداب باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها ،النسخة الهندية ٢/٣١٦، بيت الأفكار رقم: ٢٥٥٩، سنن أبي داؤد، باب في هجرة الرجل أخاه، النسخة الهندية ٢/٦٧٣، دارالسلام رقم: ٤٩١٠)

البتہ اگر ترک تعلق اور کینہ امر شرعی اور دین کے معاملہ میں شر سے بچنے کیلئے ہو تو موجب فسق نہیں ہے۔

وأما ما كان من جهة الدين والمذهب فهجران أهل البدع والأهواء

واجب الخ. (بذل المجهود ، كتاب الأدب ، باب هجرة الرجل آخاه ، قديم ٥/ ٢٦١، دار البشائر الإسلاميه ٣١٩/١٣، هكذا في مرقات ، كتاب الأدب ، باب ماينهى من التهاجر والتقاطع – الفصل الأول، الهجران على انواع ، امداديه ملتان ٢٦٢/٩، عمدة القارى ، كتاب الأدب ، باب ماينهى من التحاسد والتدابر .... دار احياء التراث العربي ١٣٧/٢٢ ، زكريا حاشية ابو داؤد، كتاب الأدب ، باب فى هجرة الرجل أخاه ٦٧٣/٢، حاشيه مشكوٰة، كتاب الأدب ، باب ماينهى عنه من التهاجر، اشرفى ديوبند ٤٢٧/٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۷۰۷)

مقتدی کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنے والے کی امامت

سوال [۲۴۱۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام ہے اگر کسی کے یہاں کوئی مرجائے، اوران سے کہا جاتا ہے، کہ آپ نماز جنازہ میں شریک ہوں تو بنا کسی عذر شرعی کے نماز جنازہ میں شریک ہونے سے انکار کرتا ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: حافظ عبداللہ، مقام
جونکا، صاحب گنج نکر، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز جنازہ میں شریک نہ ہونا بڑی محرومی کی بات ہے۔

عن أبي هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من شهد الجنازة حتى يصلى ، فله قيراط، ومن شهد حتى تدفن كان له قيراطان ، قيل: وما القيراطان؟ قال مثل الجبلين العظيمين .

(صحیح البخاری ، الجنائز ، باب من انتظر حتی تدفن ، النسخة الهندیه ۱ /۱۷۷، رقم: ۱۳۱۰، ف: ۱۳۲۵، صحیح مسلم ، باب فی حصول ثواب القیراط بالصلوٰة ، النسخة الهندیة ۱/۳۰۷، بیت الأفکار رقم: ۹۴۵)

البتہ اگر وہاں نماز جنازہ کے لئے اور لوگ تھے اور انھوں نے نماز جنازہ پڑھی ہے تو فرض کفایہ ہونے کی بنا پر فاسق نہیں ہوا، اسکے پیچھے نماز مکروہ نہیں ،فسقیت کی دوسری علت کی وجہ سے مکروہ ہوسکتی ہے؟

الصلاة على الجنازة فرض كفاية إذا قام به البعض واحدا كان أو جماعة ذكرا أو أنثى سقط من الباقين ، وإذا ترك الكل أثموا. (هندیه ، کتاب الصلاة، الفصل الخامس فی الصلاة، علی المیت قدیم ۱/۱۶۲، جدید زکریا ۱/۲۲۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۷۰۷)

فتنہ کو دبانے کے لئے جھوٹ بولنے والے کی امامت

سوال [۲۴۱۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی امام کم از کم دس سال سے امامت کرر ہا ہے اس عرصہ میں کوئی خراب باتیں یا امام کے متعلق کسی عوام کو کوئی شکایت نہیں ہوئی کہ ہمارا امام خراب ہے جھوٹا ہے مگر فی الحال امام سے کسی جھوٹ بات کا صدور ہوگیا اور وہ جھوٹ بات اگر عوام کے سامنے رکھی جائے تو فتنہ پھیل جانے کا اندیشہ تھا، اسی لئے امام نے جھوٹ بولکر فتنہ کو دبانا چاہا مگر راز کھل گیا کہ امام نے جھوٹ بات بولی ہے، اسی بنا پر کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس امام کے پیچھے نماز نہیں ہوگی، جو امام جھوٹا ہے وہ لوگ نماز کے ناجائز ہونے کا بھی فتویٰ لگاتے ہیں، اب سوال یہ ہے اس امام کو جھوٹا کہا جائے گا یا نہیں؟

اوراس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یانہیں؟

المستفتي: محمد محسن، بیربھوم، بنگال

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق : اگرجھوٹ بولنے کی وجہ سے کسی کا حق مارا جائے یا کسی پرظلم ہوجائے تو اگر چہ فتنہ کا خوف ہوجھوٹ بولنا جائزنہیں ہے ،لیکن اگر جھوٹ بولنے سے صرف فتنہ کا سد باب ہوسکتا ہے، کسی کی حق تلفی نہیں ہے، اور نہ ہی کسی پرظلم لازم آتا ہے، تو ایسی حالت میں محض فتنہ کو دور کرنے کیلئے اور لوگوں میں اتفاق پیدا کرنے کیلئے جھوٹ بولنے کی گنجائش ہے ، ورنہ نہیں ، اب سائل خود دیکھ لے کہ امام صاحب کا جھوٹ کس میں داخل ہے اس کے بعد باقی باتوں پرغور کیا جاسکتا ہے ۔
(مستفاد: فتاویٰ، دارالعلوم زکریا۳/ ۲۲۹)

عن ابن شهاب أن حميد بن عبد الرحمن ، أخبره أن أمه أم كلثوم بنت عقبة ، أخبرته ، أنها سمعت رسول الله ﷺ يقول: ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس فينمي خيراً ، أو يقول خيراً . (صحيح البخاري ، كتاب الصلح، باب ليس الكاذب الذي يصلح بين الناس ۱/ ۳۷۱، رقم: ۲٦۱٥، ف: ۲٦۹۲، صحيح مسلم ، كتاب البر والصلة ، والأدب ، باب تحريم الكذب ، وبيان المباح منه ، النسخة الهندية ۲/ ۳۲٥، بيت الأفكار رقم: ۲٦۰٥)

والكذب محظور إلا فى المصلح بين إثنين وفى دفع الظالم عن الظلم . (هنديه ، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر فى الغناء ، واللهو وسائر المعاصى ، زكريا قديم ٥/ ۳٥۲، جديد ٥/ ٤۰۷، شامى ، كتاب الحظر و الإباحة ، فصل فى البيع كراچى ٦/ ٤۲۷، زكريا۹/ ٦۱۲) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۸۱۶)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۰/۵/ ۱۴۱۷ھ

امامت کو حاضری کیلئے مانع بتانے والے کی امامت

سوال [۲۴۱۷]: کیافرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک عالم دین امام نے بار ہا یہ الفاظ کہے کہ امامت کی پابندی کی علت میرے ساتھ ہے اسلئے میں آپکے یہاں حاضری سے قاصر ہوں، ایسے الفاظ کہنے والے عالم دین امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: اختر الاسلام قاسمی، مہتمم
دار العلوم نیازیہ، جامع مسجد، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امامت کی پابندی کو عدم حاضری کی علت قرار دینے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے، اگر چہ علت کو بوجھ کے معنیٰ میں لیا گیا ہو اسلئے کہ حدیث شریف میں امام کو ضامن اور بڑا ذمہ دار قرار دیا ہے، اور ذمہ داری کو بوجھ کے لفظ سے تعبیر کرنے میں کوئی قباحت نہیں، اسلئے مذکورہ امام کی امامت میں کوئی کراہت نہیں ہوگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عن أبي هريرة – رضی الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن، اللّٰهم أرشد الأئمة، واغفر للمؤذنين. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ماجاء أن الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن، النسخة الهندية ۱/۵۱، دارالسلام رقم: ۲۰۷، سنن أبي داؤد، الصلاة، باب مايجب على المؤذن من تعاهد الوقت، النسخة الهندية ۱/۷۷، دارالسلام رقم: ۵۱۷، مسند أحمد بن حنبل ۲/۲۳۲، رقم: ۷۱٦۹، صحيح ابن خزيمه، المكتب الإسلامی ۱/۷۳۹، رقم: ۱۵۲۸، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ۱۵/۳۵۲، رقم: ۸۹۲٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۸ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/۳۴۳۵)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/۴/۱۴۱۴ھ

اعزاء کی بیماری کی وجہ سے دیر سے آنے والے کی امامت

سوال [۲۴۱۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں مسجد ہری چگ اصالت پورہ میں ۲۳ر سال سے امام ہوں، ابھی عید کے بعد اپنے وطن لکھیم پور ایک دن کیلئے جانا ہوا تھا، وہاں پر بعض وجوہات کی بناپر تین دن لگ گئے، ایک عذر یہ پیش آیا تھا، کہ ہمارے ایک قریبی رشتہ دار بیمار تھے، ان کی عیادت کیلئے جانا ضروری ہوگیا تھا، دوسرا عذر یہ پیش آیا کہ ہماری بیوی کی بھتیجی بیمار تھی، اس کو دیکھنے کیلئے جانا پڑا، اس میں دو دن مزید لگ گئے، اس لئے مرادآباد آنے میں تاخیر ہوگئی، میری مسجد کے متولی یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب نے جھوٹ بولا ہے ایک دن کیلئے کہا تھا، تین دن میں آئے ہیں، تو کیا ان اعذار کی وجہ سے رکنے کو بھی جھوٹ کہا جائے گا اور اس تاخیر کی وجہ سے امام صاحب کو جھوٹا کہا جاسکتا ہے، اور میری امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتي: محمد اسعد، امام مسجد اصالت پورہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوالنامہ میں صاف وضاحت سے لکھا گیا ہے کہ امام صاحب ایک دن کیلئے اپنے وطن گئے تھے، مگر اعزاء کی بیماری کے عذر اور ان کی تیمارداری کی وجہ سے ایک دن میں واپس نہیں آسکے اور تین دن گذار دیئے، تو شریعت میں اس طرح کے اعذار کی بناپر وعدہ پورا نہ ہوسکنے کی وجہ سے جھوٹا قرار نہیں دیا جاسکتا، اور نہ ہی اسکی وجہ سے امام صاحب کی امامت میں کوئی خرابی آسکتی ہے، لہٰذا امام صاحب کے پیچھے بلاکراہت اور بلاتردد حسب سابق مقتدیوں کا نماز پڑھنا جائز اور درست ہے، اور متولی صاحب کا اس بات پر امام صاحب کو جھوٹا کہنا امام صاحب پر ظلم اور زیادتی ہے، اور متولی کو چاہئے کہ امام صاحب سے اس سلسلہ میں معافی تلافی کر کے بات صاف کر لے، حدیث پاک کے اندر اس طرح کے واقعات کثرت سے ہیں کہ کسی صحابی نے کسی معاملہ میں وعدہ کیا لیکن عذر کی وجہ سے وہ

وعدہ پورا نہ کرسکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی صورت میں اس پر کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے، حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے: (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ٦/ ١٧٧)

عن زيد ابن أرقم، عن النبي ﷺ قال: إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي له، فلم يف (لعذر) ولم يجئيى للميعاد فلا إثم عليه. (ابو داؤد شريف، باب في العدة، النسخة الهندية ٢/ ٦٨٢، دار السلام رقم: ٤٩٩٥، المعجم الكبير للطبراني، دار احياء التراث العربي ٥/ ١٩٩، رقم: ٥٠٨٠، السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الشهادات، باب من وعد غير شيئا و من نيته أن يفي ...... دارالفكر جديد ١٥/ ٢٦٩، رقم: ٢١٤٣٦، بذل المجهود، كتاب الادب، باب في العدة قديم ٥/ ٢٧٧، دارالبشائر الإسلاميه ١٣/ ٣٩٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٨ر شوال ١٤٣١ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٩/ ١٠١٧٨)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
١٨/ ١٠/ ١٤٣١ھ

گروپ بندی کرکے مقتدیوں کو بھڑکانے والے کی امامت

سوال [٢٤١٩]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (١) ایسا عالم جو محض اپنے مفاد کے خاطر گروپ بندی کرکے مقتدیوں کو بھڑکائے اور گروپ بندی کرے اور انتظامیہ کمیٹی کے معاملات میں پوری دخل اندازی کرتا ہو، ان وجوہات کی بنا پر نمازی ان سے ناراض ہیں، اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنا چاہتے ہیں، اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(٢) کچھ نمازی موجودہ امام کے پیچھے مجبوراً نماز پڑھتے ہیں تاکہ شر نہ ہو، لیکن ان کو کراہت ہوتی ہے، کچھ لوگوں نے بتایا اس صورت میں تمہاری نماز فاسد ہوگئی، اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: محمد ریحان اسرائیلی، کواٹر نمبر ٤٠٤ر نئی کالونی، کالاگڈھ، افضل گڈھ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق :(۱) سوالنامہ میں مذکورہ عالم کے بارے میں جوالزامات قائم کئے گئے ہیں، جب تک ان کا کوئی شرعی ثبوت نہ ہو جائے یا وہ عالم صاحب آ کر کے ان کا اقرار نہ کرلیں اس وقت تک معاملہ میں شرعی حکم لگانا مناسب نہیں اور نہ ہم اس وقت تک اس معاملہ میں کوئی شرعی حکم لکھیں گے۔

(۲) اگر امام کے اندر خلاف شرع حرکات کی بنا پر مصلیوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت ہے تو مصلیوں کی نماز کراہت کیسا تھ اس کے پیچھے صحیح ہو جائے گی اور اس امام کی امامت مکروہ ہوگی، اور اس کراہت کا گناہ امام کے سر ہوگا، اور اگر امام کے اندر شرعی قباحت نہیں ہے، بلکہ ذاتی رنجش اور اختلافات کی بنا پر امام صاحب سے ناگواری ہے تو ایسی صورت میں مقتدی گناہ گار ہوں گے، اور ان کی نماز بھی مکروہ ہوگی، اور امام کی امام بلا کراہت درست ہوگی اور نماز کسی صورت میں بھی فاسد نہ ہوگی۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق، قال: كان يقال: أشد الناس عذاباً إثنان: امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام ؟ فقيل لنا: إنما عنى بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم على من كرهه. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ماجاء فيمن أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/۸۳، دارالسلام رقم: ۳۵۹)

أم قوماً وهم له كارهون، إن كانت الكراهة لفساد فيه، أو لأنهم أحق بالإمامة فيكره له ذلک، وإن كان هو أحق بالإمامة لا يكره لهٗ ذلک، وفي بعض الكتب: الكراهة على القوم. (بحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة كوئٹه ۱/۳٤۸، زكريا ۱/۶۰۹، طحطاوی علی المراقی، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم/۱٦٤، دارالكتاب ديوبند/۳۰۱، رد المحتار زكريا كتاب الصلاة، باب الإمامة ۲/۲۹۷، كراچی

١/٥٥٩) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱ر محرم الحرام ۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/۵۹۵۰)

بدکار آدمی کی حمایت کرنے والے کی امامت

سوال [۲۴۲۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے، فتویٰ نویسی اور قضاۃ کے منصب پر بھی فائز ہے، اس نے اپنے ایک سالے عمرو کو ایک دوسری مسجد میں مؤذن رکھا جو کہ پہلے ہی سے شادی شدہ اور دو بچوں کا باپ ہے، کچھ دن کے بعد اس مؤذن کا ناجائز تعلق ایک باکرہ لڑکی صغریٰ سے ہوگیا، جس کے نتیجہ میں صغریٰ کو حمل قرار پاگیا جب اس معاملہ کی تفتیش ہوئی تو مؤذن عمرو نے اپنے جرم زنا کا اعتراف مسجد کے صدر و کمیٹی کے سامنے کیا اور صغریٰ سے نکاح کرنے پر رضامندی و آمادگی بھی ظاہر کردی، لیکن اس کے بہنوئی زید نے اس کو یہ کہہ کر شادی سے روک دیا کہ پہلے ہی سے ایک بیوی اور دو بچوں کا بوجھ ہی کیا کم ہے، اور پھر امام موصوف نے صغریٰ کے پیٹ میں جو یقیناً سات مہینے کا حمل تھا جس کی تخلیق مکمل ہو چکی تھی اور جس کے سر پر بہت حد تک بال بھی آ گئے تھے، ساقط کروادیا بچہ بڑا ہونے کی وجہ سے بڑی مشکل سے ساقط ہوا اسقاط وغیرہ کے مصارف خود زید نے برداشت کئے دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ تمام باتیں اسقاط قتل وشادی میں رکاوٹ ڈالنا جو زید نے کیا تو کیا اس پر اتنے بڑے جرائم کے ارتکاب کے بعد بھی زید کو منصب امامت افتاء وقضاۃ پر فائز رہنے کا کوئی حق ہے، شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں؟ عنایت ہوگی؟

المستفتي: عبداللہ معرفت عارف بیگ،
کھجرانہ، اندور، مدھیہ پردیش

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوالنامہ میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اگر وہ اپنی جگہ صحیح ودرست ہے تو بدکار آدمی کی حمایت نہیں کرنی چاہئے، عمرو مؤذن نے جو بدکاری کا ارتکاب کیا ہے، شرعی طور پر سخت سزا اور سزاء رجم کا مستحق ہے، لیکن اسلامی حکومت نہ ہونیکی وجہ سے اس کے اوپر رجم کی حد نہیں لگائی جاسکے گی، مگر اس کی ان حرکتوں کی وجہ سے وہ فاسق ہے لائق امامت اور لائق اذان نہیں، اب رہی بات زید امام صاحب کی جو منصب قضاۃ اور منصب افتاء پر فائز ہیں ان کے بارے میں سوالنامہ میں جو باتیں لکھی گئی ہیں، پہلے یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ باتیں انکے حق میں کہاں تک درست ہیں ہم یہاں اتنی دوررہ کر کے اس سلسلہ میں نہ تحقیق کرسکتے ہیں نہ حقیقت حال سے واقف ہو سکتے ہیں، اسلئے وہاں کے آس پاس کے دارالافتاء سے رابطہ قائم کریں یا خود وہ مفتی صاحب سے براہ راست بات کرلیں۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی، وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ.(مائدہ: ۲)

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۲۹ رصفر ۱۴۲۶ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/ ۸۷۳۹)	۱۴۲۶/۲/۳۰ھ

منصب امامت کے خلاف عمل کرنے والے کی امامت

سوال [۲۴۲۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید جو عالم دین ہے، اور ایک مسجد میں منصب امامت پر فائز ہے، اور ایک ادارہ کا اہتمام بھی زید کے پاس ہے، زید نے ایک دوسری مسجد کی وقف جائیداد کا کرایہ وصول کیا جس مسجد سے زید کا کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں ہے، زید نے کرایہ کی رقم وصول کرکے مسجد میں کہیں خرچ بھی نہیں کی ہے، دریافت طلب امر یہ ہیکہ ایسی حالت میں زید لائق امامت ہے یا نہیں؟ اور زید کیلئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ایسی مسجد کا کرایہ زید نے کیسے وصول کیا جس سے زید کا کسی قسم کا تعلق نہیں، نیز کرایہ دینے والے نے زید کے ہاتھ میں یہ کرایا کیسے دیا، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، نیز اگر زید نے دھوکہ دیکر کرایہ وصول کیا ہے، اور اسے مسجد میں خرچ بھی نہیں کیا ہے، تو ایسی صورت میں زید کے اوپر لازم ہے کہ وہ کرایہ جس مسجد کا حق ہے، اسی مسجد کے منتظمین کے حوالہ کردے، اس کے بعد اپنے اس فعل سے توبہ کرلے، اگر زید اس حکم شرعی پر عمل کرلیتا ہے، تو پھر زید کے اوپر فسق وفجور کا الزام باقی نہیں رہے گا، اس کی امامت بھی درست ہوجائیگی اور اگر وہ اس حکم شرعی پر عمل نہیں کرتا ہے تو اسکی امامت مکروہ ہوگی۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما - قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : التائب من الذنب کمن لا ذنب له . (شعب الإیمان ، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة ، دارالکتب العلمیة بیروت ۵/۴۳٦، رقم: ۷۱۷۸، السنن الکبریٰ للبیهقی ، کتاب الشهادات ، باب شهادة القاذف ، جدید دارالفکر ۱۵/۱۷۵، ۱۷٦، رقم: ۲۱۱۵۲، مشکاة ۱/۲۰٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/٦٦۸۰)

شرعی قباحت کی وجہ سے متنفر شخص کی امامت

سوال [۲۴۲۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے، لیکن اب اس کے امام بنے رہنے سے محلّہ میں انتشار ہے جس کی وجہ سے اس مسجد میں دوسری جماعت ہورہی ہے، کسی بھی وقت فساد پھوٹنے کا اندیشہ ہے، کیونکہ زید پر یہ اعتراض ہے کہ اسکے ناجائز تعلقات کسی لڑکی سے تھے، جبکہ زید نے ایسے کسی ناجائز تعلقات نہ ہونے کی قسم کھائی ہے، لیکن کمیٹی ودیگر لوگوں نے جب اس کی تحقیق کی تو

تعلقات ہونا ثابت ہوگیا، اور قسم جھوٹی بتلائی گئی، محلّہ میں اسی وجہ سے دو پارٹی ہوگئیں ہیں ،آیا ایسی صورت میں مسئلہ کیا کہتا ہے، کہ امام صاحب کا امامت پر قائم رہنا مسئلہ کی رو سے کہاں تک درست ہے؟

المستفتي: عبدالعلیم، وارا کین مسجد، ٹانڈہ بادلی، رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: ایسا امام جس میں شرعی قباحت کی وجہ سے قوم اس کی امامت سے متنفر ہے، اور مسلمانوں کا اتحاد اختلاف اور انتشار کا شکار ہو جائے ، اس کو از خود امامت سے برطرف ہو جانا چاہئے ، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے ، اور حدیث شریف میں ایسے امام پر لعنت آئی ہے، اور اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

لو أم قوما وهم له كارهون ...... إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره ...... ينبغي أن تكون الكراهة تحريمية الخ. (طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة قدیم /۱٦٤، دارالکتاب دیوبند/۳۰۱)

عن أنس بن مالك رضي قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة : رجل أم قوماً وهم له كارهون ، وامرأة باتت وزوجها عليها ساخط ورجل سمع حي على الفلاح ثم لم يجب . (ترمذی ، الصلاة، باب ماجاء فیمن أم قوما وهم له كارهون ۱ /۸۲، دارالسلام رقم: ۳۵۸، مسند البزار، مکتبه العلوم والحکم ۱۳/ ۲۲۳، رقم: ٦۷۰۷)

عن أبي أمامة يقول: قال رسول الله ﷺ: ثلاثة لاتجاوز صلوٰتهم آذانهم: العبد الأبق حتى يرجع ، وامرأة باتت وزوجها عليها ساخط ، وإمام قوم وهم له كارهون . (ترمذی، الصلاة ، باب ماجاء فیمن أم قوما وهم له كارهون ۱/۸۳، دارالسلام رقم: ۳٦۰، المعجم الكبير للطبرانی ، دار احياء التراث العربي ۸/۲۸٦،

رقم: ۸۰۹۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷ر محرم الحرام ۱۴۲۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/ ۷۸۸۹)

افعال شنیعہ کے مرتکب کا ناراض مقتدیوں کی امامت کا حکم

سوال [۲۴۲۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید راجہ بازار جامع مسجد کا امام ہے، جسے صرف پنج وقتہ نمازوں کی امامت کیلئے مقرر کیا گیا تھا، لیکن نہ وہ حافظ ہے نہ قاری نہ علمی صلاحیت وقابلیت کا مالک، فارسی وعربی کا کیا کہنا نہ ہی علماء کی صحبت میں اٹھنا بیٹھنا بلکہ عام لڑکوں کے درمیان اٹھنا بیٹھنا اور دعوت کھانا ہے، زید نے عرصۂ دراز سے اپنے حجرہ میں جھاڑ پھونک کا پیشہ اختیار کر رکھا ہے، یہ حجرہ ٹھیک مدرسہ کے اوپر جنوب کی طرف ہے، اور جامع مسجد سے ملا ہوا ہے، مسجد کا مین گیٹ شمال کی طرف راستہ کی جانب ہے اجنبی وغیر محرم لڑکیاں اور عورتیں اسی گیٹ سے داخل ہوتی ہیں، اور عموماً مسجد کے خاص حصہ کو گذرگاہ بنا رکھا ہے، کبھی عین نماز کا وقت بھی ہوتا ہے، زید تنہا اپنے حجرہ میں جھاڑ پھونک کا عمل کرتا ہے، مدرسہ کے طلبا کو اس فتنہ میں پڑ جانیکا یقینی ڈر لگا رہتا ہے، اہل محلّہ اہل مسجد ومدرسہ کو فکر لگی رہتی ہے، کہ مسجد ومدرسہ کہیں بدنام نہ ہوجائے، زید ان اجنبی لڑکیوں وعورتوں کو اپنی بیٹیاں ومائیں سمجھنے کی دلیل دیتا ہے۔

افسوس ہے کہ پرانی مسجد کمیٹی کی زبردست کوتاہی کی وجہ سے آج تک اس جامع مسجد کیلئے کوئی قابل عالم مفتی وخطیب کی تقرری نہ ہوسکی، جس سے فائدہ اٹھا کر زید جمعہ وعیدین میں ایسی بے ربط اور معمولی تقریر کرتا ہے، جس میں اردو کی بہت ساری غلطیاں ہوتی ہیں، اور اسکی غیر علمی صلاحیت وقابلیت ظاہر ہوجاتی ہے، مزاج میں سختی ہے، اپنی رائے سے اختلاف کرنے والوں کے خلاف جمعہ میں علی الاعلان وہ بددعا کرتا ہے، طنز وتنقید کا نشانہ

بنا تا ہے، تراویح میں ختم قرآن کا اہتمام سے کئی روز پہلے سے اعلان کرتا ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ برکت حاصل کریں، اسکے علاوہ زید نئی مسجد کمیٹی کے ممبران کو نام لئے بغیر طعنہ دیتا ہے، کہ یہ سب جاہل منصب کے بھوکے ہیں، اور مسجد کے منتظم بن بیٹھے ہیں، ، زید کہتا ہے کہ میں امام ہوں میری ہر بات ماننا آپ پر ضروری ہے، ۹۰/ پرسینٹ سے زیادہ لوگ زید کی امامت سے بدظن اور ناراض ہیں، واضح ہو کہ نئی مسجد کمیٹی کو قدرت کیساتھ متولی وعوام کا تعاون حاصل ہے۔

الف: لہٰذا زید جو امام جامع مسجد ہے اسکے مندرجہ بالا اعمال وافعال کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں حکم ارشاد فرما کر رہنمائی فرمائیں؟

ب: یہ بھی رہنمائی فرمائیں کہ قدرت اور وسائل کے رہتے ہوئے اگر نئی مسجد کمیٹی لاکھوں علاقائی مسلمانوں کی دینی ضرورت کو نظر انداز کر کے ایک مناسب عالم مفتی وخطیب کی مستقل تقرری سے اب بھی کوتاہی کرے تو کیا حکم شرعی ہے؟

المستفتي: انعام الحق، پٹوار بگان لین، کولکاتہ ۹۰

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوالنامہ میں زید کے مذکورہ افعال یقیناً شریعت کے خلاف ہیں، ایک متقی پرہیزگار آدمی کبھی بھی ان افعال کو نہیں کرسکتا ہے، اور زید تو امام ہے؛ لہٰذا زید پر لازم ہے کہ یا تو فوری طور پر ان افعال سے توبہ کرے یا خود امامت جیسے عظیم عہدہ سے رضا کارانہ طور پر علاحدگی اختیار کرلے؛ کیوں کہ ان افعال کی وجہ سے زید کا امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے، امام مسجد کو متبع سنت، پابند شریعت ہونا ضروری ہے، نیز ان افعال سے خود زید اور مسجد کے مصلیوں اور مدرسہ میں مقیم طلبہ کے فتنہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے، لہٰذا زید کیلئے فوری طور پر ان افعال کو چھوڑنا ضروری ہے، اور ان ہی وجوہات کی بناء پر مسجد کے اکثر مصلی اور منتظمہ کمیٹی زید سے ناراض ہیں؛ لہٰذا مسجد کی نئی کمیٹی کے لئے ضروری ہے کہ وہ فوری طور پر زید امام کو امامت کے عہدہ سے برخاست کر کے کسی قابل متبع سنت امام

کا انتظام کرے، تاکہ تمام لوگوں کی نماز سنت کے مطابق صحیح طور پر ادا ہو سکے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/۳۲۰، محمود یہ ڈابھیل ۶/ ۱۱۵)

عن أبی مسعود الأنصاري رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: يؤم القوم أقرأهم لكتاب الله، فإن كانوا فى القراء ة سواء، فأعلمهم بالسنة. (صحيح مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة، النسخة الهندية ١/٢٣٦، بيت الأفكار رقم: ٦٧٣)

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. (شامی، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ٢/٢٩٤، كراچی ١/٥٥٧)

اتقوا مواضع التهم. (كشف الخفاء ١/٤٥، بيروت)

والخلوة بالأجنبية حرام. (شامی زكريا ٩/٥٢٩، كراچی ٦/٣٦٨)

عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثة لا ترفع لهم صلاتهم فوق رؤسهم شبرا رجل أم قوما وهم له كارهون. (ابن ماجه، الصلاة، باب من أم قوما وهم له كارهون، النسخة الهندية ١/٦٨، دارالسلام رقم: ٩٧١)

عن عطاء بن دينار الهذلی أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: ثلاثة لاتقبل منهم صلاة، ولا تصعد إلى السماء، ولا تجاوز رؤوسهم: رجل أم قوماً وهم له كارهون. (صحيح ابن خزيمه، باب الزجر عن إمامة المرء من يكره إمامة المكتب الإسلامي ١/٧٣٥، رقم: ١٥١٧)

إن كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره، وينبغي أن تكون الكراهة تحريمة لخبر أبي داؤد ثلاثة لا يقبل الله منهم صلاة، وعدمنهم من تقدم قوماً وهم له كارهون. (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، كتاب الصلاة، فصل فی بيان الأحق بالإمامة، قديم/١٦٤، دارالكتاب ديوبند جديد ١/٣٠١، هنديه، كتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة زكريا قديم ١/٨٧، جديد ١/١٤٤، المحيط البرهاني، كتاب الكراهية والإستحسان، الفصل الرابع، جديد

المجلس العلمي ٧/ ٥١٤، ٥١٥، رقم: ٩٤٥٥، الصلاة ، الفصل السادس ، أحكام الإمامة والإقتداء ٢/ ١٨٠، رقم: ١٥٢٢، شرح النقايه ، كتاب الصلاة، باب الإمامة اعزازيه ديو بند ١/ ٨٥) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳۰ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/ ۱۰۳۹۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۲/۴/۳۰ھ

کچھ مقتدیوں کی ناراضگی کی صورت میں امامت

سوال [۲۴۲۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام جس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں اختلاف ہے اور بستی میں امام کے رہنے سے بستی میں نا اتفاقی اور خونریزی ہونے کا خطرہ ہے، اور امام ایسی حالت میں مسجد نہ چھوڑے جس سے کچھ لوگ راضی ہوں، اور کچھ ناراض ہوں، تو ایسی حالت میں علماء کیا فرماتے ہیں؟

المستفتي: متولی بنے ٹھیکدار، ہرتھلہ، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر امام کے اندر شریعت کے خلاف کوئی عمل نہیں ہے، اور محض ذاتی خلش کی وجہ سے امام سے دشمنی ہے تو جو لوگ امام سے ایسی حالت میں بغض رکھتے ہیں، وہ خود گنہگار رہوں گے، اور قوم میں انتشار و اختلاف کی پوری ذمہ داری ان پر آئیگی ، اور امام کے اوپر شرعاً کوئی الزام نہیں ، اگر خونریزی کی نوبت آتی ہے، تو اس کے ذمہ دار بھی اختلاف کرنے والے ہوں گے، اور اگر اس کے برخلاف امام کے اندر شرعی خامی ہے، تو پہلے اس کی وضاحت تحریر فرمایئے، اس کے بعد جواب لکھا جا سکتا ہے۔

وقد قيد ذلک جماعة من أهل العلم بالكراهة الدينية بسبب شرعي، فأما الكراهة لغير الدين فلا عبرة بها، وقيدوه أيضا بأن يكن الكارهون أكثر المأمومين ولا عبرة بكراهة الواحد والإثنين ، والثلاثة إذا

کان المؤتمون جمعاً کثیراً . (بذل المجهود ، کتاب الصلاة ، باب الرجل یؤم القوم وهم له کارهون، دارالبشائر الإسلامیه جدید ٤٧٥/٥، قدیم مطبوعه میرٹھ ٣٣١/١)

عن عمر و بن الحارث بن المصطلق قال: کان یقال أشد الناس عذابا یوم القیامة إثنان امرأة عصت زوجها ، وإمام قوم وهم له کارهون، قال هناد: قال جریر: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقیل لنا: إنما عنی بهذا الأئمة الظلمة ، فأما من أقام السنة ، فإنما الإثم علیٰ من کرهه. (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ما جاء فی من أم قوماً وهم له کارهون ، النسخة الهندیة ٨٣/١، دار السلام رقم: ٣٥٩)

لو أم قوماً وهم له کارهون ، فهو علیٰ ثلثة أوجه : إن کانت الکراهة لفساد فیه أو کانوا أحق بالإمامة منه یکره ، وإن کان هو أحق بها منهم ، ولا فساد فیه ، ومع هذا یکرهونه ، لایکره له التقدم . (طحطاوی علی المراقی الفلاح ، کتاب الصلاة ، فصل في بیان الأحق بالإمامة قدیم /١٦٤، دارالکتاب دیوبند جدید /٣٠١، در مختار مع الشامی مصری، کتاب الصلاة ، باب الإمامة ٥٢٢/١، کراچی ٥٥٩/١، زکریا ٢٩٧/٢، حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار ، کتاب الصلاة، باب الإمامة کوئٹه ٢٤٣/١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۶۵۱۳/۳۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۳/۲ھ

بلا اجازت مسجد کا بلب، پانی، انویٹر اور پنکھا وغیرہ استعمال کرنے والے کی امامت

سوال [۲۴۲۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ امام صاحب جو

مستقل مسجد میں رہ رہے ہیں، کیاان کیلئے مسجد کے بلب پانی وغیرہ کا استعمال بلااجازت درست ہے یانہیں ؟ اور جو بلااجازت ان تمام اشیاء کا استعمال کرے، تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یانہیں؟

المستفتي: سیرت حسین انصاری، مہتمم:
مدرسہ ترتیل القرآن ،مانپور، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب امام صاحب مسجد کے ذمہ داروں کی اجازت سے مسجد میں رہتے ہیں، تو یہ اجازت مسجد کے بلب پانی حجرہ سب چیزوں کے استعمال کیلئے ہے، یہی مسجد کے امام اور مؤذن کیلئے متعارف ہے ۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱۶/۲۲۴، جدید میرٹھ ۲۲/۲۰۶، ڈابھیل ۱۴/۶۳۳)

وإذا أراد أن یصرف شیئاً من ذلک إلیٰ إمام المسجد أو إلیٰ مؤذن المسجد ، فلیس له ذلک ، إلا إن کان الواقف شرط ذلک فی الوقف ، کذا فی الزخیرة . (هندیه ، کتاب الوقف ، الباب الحادی عشر فی المسجد ، الفصل الثانی فی الواقف علی المسجد... زکریا قدیم۲ /۴٦۳ ، جدید۲ /۴۱۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹؍صفر ۱۴۲۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۷/ ۸۲۵۸)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۲/۲۰ھ

محلّہ کے گھرانوں میں آنے جانے والے کی امامت

سوال [۲۴۲٦]: کیافرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کوئی شخص مسجد میں پانچ وقت کی امامت کے فرائض انجام دیتا ہے، اس شخص کا محلّہ کے کچھ گھرانوں میں بے تکلفی کیساتھ آنا جانا ہے، چاہے گھر پر محرم موجود ہے یانہیں؟ اور کھانا بھی کھاتا ہے ان گھر

وں میں بیٹھ کر؟

المستفتي: سید وارث علی، محلّہ قاضیان، سہسپور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام صاحب جن گھروں میں بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں، اگر ان کا کھانا ان ہی گھروں میں ہو، جس کی وجہ سے وہ وہاں جا کر کھاتے ہوں، تو امام صاحب کے لیے ان کے یہاں کھانا کھانے کے لیے جانا آنا بلاتر دد جائز اور درست ہے، اور امام صاحب پر اس بات کی وجہ سے اعتراض قائم کرنا جائز نہیں ہے؟ اور اعتراض کرنے والے گنہگار ہوں گے، اور جن کے یہاں کھانا کھایا جاتا ہے، کبھی کبھار کھانے کے بغیر بھی آنا جانا برا نہیں ہے، اور ان سے تعلق قائم ہونے کی وجہ سے ان کے یہاں کھانے کیلئے یا کھانے کے بغیر بھی ملاقات کیلئے آنے جانے میں شرعاً نہ کوئی قباحت ہے، اور نہ کسی کو اشکال کا حق ہے، اور اگر کبھی کبھار ایسا اتفاق بھی ہو جائے کہ امام صاحب پہونچ جائیں اور گھر کے بالغ مرد نہ ہوں اور عورتیں پردہ کی رعایت کرتے ہوئے بچوں کے ذریعہ سے امام صاحب کو کھانا کھلا دیں، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، جب کہ امام صاحب کیساتھ معصیت اور فتنہ کا خطرہ نہ ہو، اگر حالات ایسے ہیں، تو محرم کی عدم موجودگی میں امام صاحب کے ان کے گھر پہونچنے کو الزام کے انداز سے پیش کرنا درست نہیں ہے، اور ایسے واقعات حدیث شریف میں بکثرت موجود ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کا بھی اس طرح کسی کے یہاں آنا جانا ثابت ہے، ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ،حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابوالہیثمؓ کے یہاں تشریف لئے گئے، ان کی بیوی موجود تھی، وہ خود موجود نہیں تھے، ان کے آنے تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہیں ان کا انتظار فرماتے رہے، اور ان کے آنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کیساتھ والوں کی مہمانداری کی گئی، حدیث شریف لمبی ہونے کی وجہ سے حدیث شریف کا جز ملاحظہ فرمائیے:

عن أبی هریرة –رضی الله عنه – قال: خرج النبی صلی الله علیه وسلم في ساعة لا یخرج فیها، ولا یلقاه فیها أحد، فأتاه أبوبکر، فقال: ما جاء بک یا أبابکر ؟ فقال: خرجت ألقی رسول الله صلی الله علیه وسلم وأنظر في وجهه والتسلیم علیه، فلم یلبث أن جاء عمر، فقال: ماجاء بک یاعمر ؟ قال: الجوع یارسول الله ! قال: فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: وأنا قد وجدت بعض ذلک، فانطلقوا إلیٰ منزل أبي الهیثم التیهان الأنصاری، وکان رجلاً کثیرا النخل والشاء، ولم یکن له خدم فلم یجدوه، فقالوا لامراته: أین صاحبک؟ فقالت: انطلق یستعذب لنا الماء ولم یلبثوا أن جاء أبوالهیثم بقربة یزعبها، فوضعها، ثم جاء یلتزم النبی صلی الله علیه وسلم ویفدیه بأبیه وأمه ...... ثم انطلق إلی نخلة فجاء بقنوٍ فوضعه الخ. (سنن الترمذی، الزهد، باب ماجاء في معیشة أصحاب النبي، النسخة الهندیة ۲/ ۶۲، دارالسلام رقم: ۲۳۶۹، مشکل الآثار للطحاوی، دارالکتب العلمیة بیروت ۱/ ۱۳۷، رقم: ۴۵۷، ۴۵۸، المستدرك، کتاب الأطعمة قدیم ۴/ ۱۴۵، مکتبه نزار مصطفیٰ الباز جدید ۷/ ۲۵۶۲، رقم: ۷۱۷۸) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲/ ۶/ ۱۴۲۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۹۰۷۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲/ ۶/ ۱۴۲۷ھ

دیر رات تک ٹہلنے اور دوستوں سے ملاقات کرنے والے کی امامت

سوال [۲۴۲۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص جو امامت کرتا ہے، اس نے ایک مرتبہ سینکڑوں آدمیوں کی موجودگی میں یہ وعدہ کیا کہ اگر ایک دو آدمی بھی میرے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیں گے تو میں امامت سے علیحدہ ہو جاؤں گا، اس

وقت صورت حال یہ ہے کہ تقریباً بیسوں نمازی ایسے ہیں جوان کے پیچھے نماز نہیں پڑھ رہے ہیں، بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں، جوامام صاحب کی وجہ سے مسجد میں نہیں جاتے اورسستی اورلاپرواہی کی وجہ سے گھریا دوسری جگہ بھی نماز نہیں پڑھ رہے ہیں، اس طرح وہ صرف امام صاحب کی وجہ سے نماز کو چھوڑ کر گناہ کا ارتکاب کرر ہے ہیں، ان لوگوں کی ناراضگی کا سبب یہ ہے کہ امام صاحب ایک تو جھوٹ بولنے کے عادی ہیں، اور دوسرے رات کو ایک ایک بجے تک ادھر ادھر گھومتے رہتے ہیں یہ لوگ اس بات سے کراہت محسوس کرتے ہیں، اور امام کے وقار کے خلاف تصور کرتے ہیں۔

الحاصل: امر مسئولہ یہ ہے کہ ایسے حالات میں کیا کیا جائے، کیا ان حالات میں مسجد کی دوسری منزل پر دوسری جماعت کی جاسکتی ہے؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں مسئلہ ہذا کو واضح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتي: حاجی جمیل احمد، چکی والے،
بڑی مسجد، ریشن پارک، لکشمی نگر، دہلی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفیق: امام صاحب کیسے جھوٹ بولتے ہیں، اس کی تفصیل اور ثبوت کے بغیر کوئی حکم لکھنا مناسب نہیں اور رات میں دیر میں آنے اور ادھر ادھر گھومنے میں اگر کوئی حرام اور ناجائز حرکت نہیں کرتے ہیں بلکہ صرف دوست واحباب سے ملاقات یا کوئی دین کی بات کرتے ہیں، تو کوئی گناہ اور خلاف شرع نہیں ہے۔

وقد قيد ذلک جماعة من أهل العلم بالكراهة الدينية بسبب شرعي، فأما الكراهة لغير الدين فلا عبرة بها وقيده أيضا بأن يكن الكارهون أكثر المأمومين ولاعبرة بكراهة الواحد والإثنين، والثلاثة إذا كان المؤتمون جمعاً كثيراً. (بذل المجهود، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالبشائر الإسلاميه جديد ٥/ ٤٧٥، قديم مطبوعه

میرٹھ ۱/ ۳۳۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۱؍ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۳۳۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۱/ ۶/ ۱۴۱۸ھ

امام کے اندر شرعی قباحت نہ ہونے کی صورت میں نماز کا حکم

سوال [۲۴۲۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اس رمضان المبارک سے محلہ قاضی باغ کی مسجد میں ایک نئے امام صاحب کا تقرر عمل میں آیا ہے، امام صاحب محلہ ہی کے باشندے ہیں، صورت حال یہ ہے کہ آٹھ دس آدمی جو کہ پنجوقتہ نمازی تھے، انھوں نے ان امام صاحب کے پیچھے نماز نہیں پڑھی اور وہ یہ کہتے ہیں، کہ ہم ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے، اور کچھ آدمی ایسے بھی ہیں، جو نماز پڑھ لیتے ہیں، مگر کراہت کے ساتھ اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں، جب سے یہ امام صاحب آئے ہیں انھوں نے مسجد میں ہی آنا بالکل بند کردیا آیا ایسے شخص کی امامت ازروئے شرع محمدی کیسی ہے؟ امامت کرے یا امامت سے دست بردار ہوجائے؟

ان سب باتوں کے باوجود کمیٹی ایسے ہی امام کو رکھے اور ضد یہ کرے کہ ہم تو اسی امام کو رکھیں گے تو کمیٹی کے متعلق بھی واضح طور پر حکم شرع بیان فرمادیجئے۔

المستفتي: مولانا عتیق الرحمٰن، مسجد قاضی باغ، محلہ قاضی باغ، ضلع: مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مذکورہ امام کے اندر کوئی شرعی قباحت نہیں ہے، جس کی وجہ سے نماز میں خرابی آسکتی ہے، تو اس امام کے پیچھے نماز بلاکراہت جائز ہے، اور امام کے لئے امامت کرنا جائز ہے اور جو لوگ صرف ضد یا محض ذاتی دشمنی کی بناء پر جماعت میں شرکت نہیں کررہے ہیں، وہ خود گنہگار رہوں گے، اور کمیٹی کے لوگوں پر بھی کوئی

گناہ نہیں ہے، اور امام مذکور کے اندر شرعی قباحت مثلاً شراب جوا یا ڈاڑھی منڈانے وغیرہ برے افعال موجود ہیں تو ترک جماعت کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں خود امام اور کمیٹی کے لوگ گنہگار رہوں گے۔

عن ابن عباسؓ عن رسول الله ﷺ قال: ثلاثة لاترفع صلاتهم فوق رؤسهم شبراً: رجل أم قوماً وهم له كارهون. (سنن ابن ماجه، الصلاة، باب من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ١/٦٩، دارالسلام رقم: ٩٧١)

حاصل المسألة: كما قال الفقهاء: إن باعث الكراهة الشرعية إن كان من جانب الإمام فالإثم عليه، وإن كان من جانب القوم فالإثم عليهم لا على الإمام. (العرف الشذي على هامش الترمذى، كتاب الصلاة، باب ماجاء فيمن أم قوماً وهم له كارهون ١/٨٦)

لو أم قوماً وهم له كارهون، فهو على ثلٰثة أوجه ان كانت الكراهة لفساد فيه أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره، وإن كان هو أحق بها منهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لايكره له التقدم الخ. (حاشية الطحطاوى على المراقى، كتاب الصلاة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة قديم /١٦٤، دارالكتاب ديوبند/ ٣٠١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳ رذی الحجہ ۱۴۱۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۷/۲۴۶۶)

اکثر مقتدی خوش ہوں تو امامت بلا کراہت جائز ہے

سوال [۲۴۲۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ محلّہ کے لوگ باہر کے امام کے اخراجات نہیں برداشت کرنا چاہتے ہیں، لہذا زید اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھاتا ہے، تاکہ مسجد آباد رہے، سبھی مقتدی حضرات اس سے خوش ہیں، علاوہ دو افراد کے وہ

بھی کسی تعصب کی بنا پر ہے بلاکسی عذر شرعی کے اس صورت میں زید نماز پڑھاتا رہے، یا علیحدگی اختیار کرلے؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتي: محمد حنیف، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اکثر مقتدی زید کی امامت سے خوش ہیں، تو زید کی امامت بلاکراہت درست ہے، ایک دوافراد جومخالفت کرتے ہیں، وہ لوگ گنہگار ہوں گے۔

وقد قيد ذلک جماعة من أهل العلم بالكراهة الدينية بسبب شرعي، فأما الكراهة لغير الدين فلا عبرة بها، وقيدوه أيضا بأن يكن الكارهون أكثر المامومين ولا اعتبار بكراهة الواحد والإثنين، والثلاثة إذا كان المؤتمون جمعاً كثيراً. (بذل المجهود، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالبشائر الإسلاميه جديد بيروت٥/ ٤٧٥، مطبوعه ميرٹھ ١/ ٣٣١، عون المعبود، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالكتب العلمية بيروت١/ ٢٣١)

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال أشد الناس عذابا يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عنى بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم علىٰ من كرهه. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ما جاء فی من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ١/ ٨٣، دارالسلام رقم: ٣٥٩)

وإن كان هو أحق بهامنهم ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه لايكره له التقدم، لأن الجاهل والفاسق، يكره العالم والصالح الخ. (مراقی الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم/ ١٦٤، دارالكتاب

دیو بند ۱/۱/۳۰۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۷۲۱)

نائب امام کے ساتھ گھناؤنی سازش کرنے والے امام کی امامت

سوال [۲۴۳۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد کے بڑے امام نے اپنے نائب امام (جو ایک عالم دین ہیں) کے خلاف ایک سوچی سمجھی گھناؤنی سازش میں بھرپور حصہ لیا تاکہ اس عالم دین کو ایک گھناؤنے الزام میں پھنسا کر مسجد سے نکال دیا جائے، مسجد کی کمیٹی نے ملزم امام صاحب سے وضاحت طلب کی تو نائب امام نے ایسے ثبوت مہیا کئے جس سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہ ایک سازش ہے، پھر مسجد کی کمیٹی نے شریعت کے قانوں کے پیش نظر نائب امام سے چار گواہ کی موجودگی میں قسم کھلوائی، نائب امام نے ایسے پکے ثبوت کمیٹی کے سامنے پیش کئے جس سے یہ اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ بڑے امام صاحب نے اس گھناؤنی سازش میں نہایت اہم رول ادا کیا ہے؟ اب مقتدیان مسجد کا یہ عام اعتراض ہے کہ بڑے امام نے ایک عالم دین پر اس قسم کا گھناؤنا الزام لگا کر انہیں مسجد سے نکالنے کیلئے اس سازش کو کامیاب بنانے کی پوری کوشش کی ہے، جب یہ ثابت ہو گیا تو ایسے سازشی امام کے پیچھے ہماری نماز کیا حکم رکھتی ہے؟ بڑے امام صاحب کی اس سازش کے ثابت ہونے پر اکثریت اراکین و مصلی بڑے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے کراہت محسوس کرتے ہیں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتي: مقتدیان مسجد مدراس

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال اپنی جگہ صحیح اور درست ہے کہ سوچ سمجھ کر نائب امام کو جھوٹا الزام لگا کر مسجد سے نکال دیا ہے، اور اس الزام کا جھوٹا ہونا ثابت بھی ہو چکا ہے، تو

بڑے امام جو اس ناجائز حرکت کے مرتکب ہیں وہ شرعاً فاسق ہوگئے، اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اب مسجد کے منتظمین اور ذمہ داران کو خود ہی اس بارے میں سوچنا چاہئے کہ بڑے امام کے بارے میں کیا فیصلہ کریں، حدیث پاک میں ایسے امام کو امامت سے دستبردار ہوجانے کا حکم آیا ہے، جس سے مقتدی متنفر ہوں، اور اس کے اندر خرابی کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے کراہت محسوس کرتے ہیں۔

عن عطاء بن دينا الهذلي، أن رسول الله ﷺ قال: ثلاثة لا تقبل منهم صلاة، ولا تصعد إلى السماء، ولا تجاوز رؤوسهم، رجل أم قوماً وهم له كارهون. (صحيح ابن خزيمه، باب الزجر عن إمامة المرء من يكره إمامة المكتب الإسلامی ۱/۳۷۵، رقم: ۱۵۱۷)

بل مشیٰ في شرح المنية على أن الكراهة تقديمه كراهة تحريم. (شامی، كتاب الصلاة، باب الإمامة، قبيل مطلب البدعة خمسة أقسام كراچی ۱/۵۶۰، زكريا ۲/۲۹۹)

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: لعن رسول الله ﷺ ثلاثة: رجل أم قوماً وهم له كارهون. (ترمذی شريف، كتاب الصلاة، باب ماجاء فيمن أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/۸۳، دارالسلام رقم: ۳۵۸، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ۱۳/۲۲۳، رقم: ۶۷۰۷)

عن ابن عباس – رضی الله عنه – عن رسول الله ﷺ قال: ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق رؤوسهم شبراً: رجل أم قوماً وهم له كارهون. (سنن ابن ماجه، الصلاة، باب من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/۶۹، دارالسلام رقم: ۹۷۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/۴/۹۲۵)

امامت کے حصول کی خاطر موجودہ امام کے خلاف لوگوں کو اکسانے والے کی امامت

سوال [۲۴۳۱]: کیافرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ
(۱) جو شخص فسادی ہو مسجد میں روز نئے فتنہ وفساد کرتا رہتا ہو جس سے مسجد کے نظم ونسق میں خلل پڑتا ہو اور نقض امن کا بھی خطرہ ہو، ایسے شخص کے لئے شریعت کا کیا مسئلہ ہے؟
(۲) جو شخص خود امامت حاصل کرنے کیلئے امام موجود کے خلاف لوگوں کو اکساتا ہو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے؟

المستفتي: محمد عارف حسین، گڑریاں، نجیب آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۱) فتنہ وفساد ہر حال میں ناجائز اور ممنوع ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے ''الفتنة اشد من القتل'': (الآیۃ) فتنہ قتل سے بھی بڑی چیز ہے، مگر جس کے بارے میں آپ فتنہ کی نسبت فرمارہے ہیں، اور جس کو فتنہ سمجھ رہے ہیں، اس پر غور کرنیکی ضرورت ہے کہ وہ واقع میں فتنہ بھی ہے یا نہیں؟
(۲) اگر موجودہ امام متبع شریعت ہے اور قرآن کریم صحیح پڑھتا ہے، پھر اس کے خلاف اکسایا جارہا ہے، تو اکسانا جائز نہیں ہے، اور اگر موجودہ امام متبع شریعت نہیں ہے، یا قرأت صحیح نہیں کرتا ہے، جس کی وجہ سے لوگ ناراض ہیں، اور صحیح پڑھنے والے کو لانا چاہتے ہیں، اور آپس میں اس سلسلہ میں تبادلۂ خیال کرتے ہیں، تو یہ اکسانا نہیں ہے، اس کی گنجائش ہے، بلکہ خود امام کو امامت چھوڑ دینی چاہئے۔

عن ابن مالک رضـ **قال: لعن رسول الله** ﷺ **رجلاً أم قوماً وهم له كارهون.** (مسند البزار، مکتبه العلوم والحکم ۲۲۳/۱۳، رقم: ۶۷۰۷)

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال أشد الناس عذابا يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عنى بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم علىٰ من كرهه. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ما جاء فی من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ١/٨٣، دار السلام رقم: ٣٥٩)

حاصل المسألة: كما قال الفقهاء: إن باعث الكراهة الشرعية إن كان من جانب الإمام فالإثم عليه، وإن كان من جانب القوم فالإثم عليهم لا على الإمام. (العرف الشذي على هامش الترمذی، كتاب الصلاة، باب ما جاء فيمن أم قوماً وهم له كارهون ١/٨٦)

لو أم قوماً وهم له كارهون، فهو ثلٰثة أوجه إن كانت الكراهة لفساد فيه، أو كانوا أحق بالإمامة منه يكره. (طحطاوی على المراقی، كتاب الصلاة، فصل فی بيان الأحق بالإمامة دارالكتاب ديوبند جديد/ ٣٠١، قديم/ ١٦٤)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶؍صفر ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/۵۱۹۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/۲/۲۶ھ

جس سے لوگ ناراض ہوں اس کی امامت

سوال [۲۴۳۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر کوئی شخص اپنی زبردستی یا تونگری کی وجہ سے امامت کرے، اور مقتدی حضرات ایسے امام سے ۹۰؍نوے فیصد ناراض ہیں، مگر بے بس ہیں چاہے اپنی جہالت محسوس کرتے ہوں، یا کسی فساد کی بناء صبر کر کے کراہیت کی نظر سے مجبوراً نماز پڑھتے ہوں، تو ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہوگی

یا نہیں؟ مفصل جواب سے نوازیں؟

المستفتي: خلیل احمد، رتو پورہ، ٹھاکردوارہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر لوگوں کا ناراض ہونا امام کے اندر کسی شرعی قباحت کی وجہ سے ہے، تو اس امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی اور امام کو خود علیحدہ ہوجانا چاہئے، اور اگر امام کے اندر شرعی قباحت نہیں ہے، مقتدی لوگ محض بغض وعناد میں ناراض ہیں تو اسکے پیچھے نماز بلاکراہت درست ہوگی، اور مقتدی لوگ گنہگار رہوں گے۔

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ثلاثة لايقبل الله لهم صلاة، إمام قوم وهم له كارهون. (صحيح ابن حبان، ذكر نفي قبول الصلاة، عن أقوام بأعيانهم من أجل أوصاف ارتكبوها، دارالفكر ۳/۹۷، رقم: ۱۷۵۳)

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال أشد الناس عذابا يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عنى بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم علىٰ من كرهه. (سنن الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/۸۳، دارالسلام رقم: ۳۵۹)

ولو أم قوماً وهم له كارهون، أن الكراهية لفساد فيه، أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره (قوله) وإن هو أحق لا– والكراهية عليهم الخ. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة كوئٹه ۱/۴۱۳، كراچی ۱/۵۵۹، زكريا۲/۲۹۷، ۲۹۸)

ومن أم قوماً وهم له كارهون، إن كانت الكراهة لفساد فيه، أو لأنهم أحق بالإمامة، كره لهم ذلك، وإن كان هو أحق بالإمامة لم يكره، لأن الفاسق والجاهل يكرهان العالم والصالح. (المحيط البرهاني، كتاب

الصلاة، الفصل السادس ، أحكام الإمامة والاقتداء المجلس العلمي جديد ۲/ ۱۸۰، رقم: ۱۵۲۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶ر شوال ۱۴۰۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۹۴۶)

گشت نہ کرانے کی وجہ سے کسی مقتدی کا امام صاحب سے ناراض ہو جانا

سوال [۲۴۳۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہماری محلّہ کی مسجد کے امام صاحب ہیں، مسجد ہذا میں تبلیغی گشت کا سلسلہ تقریباً ۲ر سال کے عرصہ سے جاری ہے، اس عرصہ میں امام صاحب ہی مستقل گشت کراتے ہیں، ایک روز امام صاحب کے رشتہ دار شدت کی بیماری میں گرفتار تھے، موصوف امام صاحب کو ان کی بیماری کی وجہ سے کافی آمدورفت کرنی پڑی، یہاں تک کہ گشت میں شرکت نہ کر سکے، اور عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد بیمار کی مزاج پرسی اور دوائی کیلئے پیسوں کی ضرورت تھی، اس سلسلہ میں گھر جانا پڑا اور عشاء کے بعد جاکر فجر کی نماز پھر پڑھائی، بعد ازیں مقتدیوں میں سے ایک نے کہا کہ امام صاحب سے مجھے شکایت ہے، اور یہ کہا کہ امام صاحب سے حق کہوں گا، لوگوں نے جب پوچھا تو بتلایا کہ، امام صاحب نے گشت میں شرکت کیوں نہیں کی گھر پر بیوی کے پاس جانے کے لئے وقت ہے اور گشت کرانے کیلئے وقت نہیں ہے، اور امام صاحب جھوٹ بولتے ہیں، دوسرے دن جب امام صاحب سے گفتگو ہوئی تو ان صاحب نے فرمایا کہ آپنے گشت میں شرکت کیوں نہیں کی، امام صاحب نے اپنی ضرورت کا اظہار کیا لیکن موصوف نے کوئی بھی وجہ نہیں سنی، اور یہ کہا کہ میں کچھ نہیں سن سکتا، امام صاحب نے کہا مسئلہ یہ ہے کہ گشت کوئی فرض عین نہیں ہے، اگر کسی ضرورت کی بنا پر ترک ہو بھی گیا تو کوئی گناہ نہیں ہوا، مزید امام صاحب نے یہ بھی کہا کہ حقیقی بات یہ ہے کہ گشت کی ذمہ داری امام صاحب پر ہرگز نہیں ہے، تو موصوف امام صاحب کا یہ جواب سن کر ناراض ہو کر

واپس چلے گئے، اور نماز امام صاحب کے پیچھے پڑھنا چھوڑ دی۔شریعت کے رو سے جواب دے کر ممنون فرمائیں؟

المستفتي: مصلیان مسجد، شیخ پوری، سہارنپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے تو مذکورہ حالات میں امام صاحب کے کسی عذر کی بنا پر گشت میں شرکت نہ کرنے کی وجہ سے کسی متقدی نے ناراض ہوکر امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی، تو شرعاً امام صاحب پر کوئی الزام نہیں ہے، امام صاحب کے پیچھے بلا کراہت نماز درست ہے، مخالف مقتدی گنہگار رہوگا۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال أشد الناس عذابا يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عنى بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم علىٰ من كرهه. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ما جاء فی من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/۸۳، دارالسلام رقم: ۳۵۹)

لو أم قوماً وهم له كارهون، فهو ثلثة أوجه (إلى قوله) ولا فساد فيه ومع هذا يكرهونه، لا يكره له التقدم لأن الجاهل والفاسق يكره العالم والصالح الخ. (مراقی الفلاح، كتاب الصلاة، فصل فی بيان الأحق بالإمامة دارالكتاب ديوبند جديد/ ۳۰۱، قديم/ ۱۶٤)

وإن كان هو أحق بالإمامة ومع هذا يكرهون إمامته، لايكره له أن يؤمهم: قال محمد رحمه الله تعالىٰ! إذا عرف فرائض الصلاة، وأدابها، فلا معتبر لكراهة القوم. (الفتاوىٰ التاتارخانيه، كتاب الكراهية والإستحسان، الفصل الرابع ۱۸/۵۹، رقم: ۲۸۰۲۵، وهكذا في حاشية الطحطاى على الدر المختار،

كتاب الصلاة، باب الإمامة كوئٹه ۱/ ۲٤۳) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳؍صفر ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۱۰۷)

اکثر نمازیوں کی رضا مندی کے باوجود متولی کا امام کو معزول کرنا

سوال [۲۴۳۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص ایک مسجد میں چند سال سے جماعت کا متعین امام ہے، اب سے کچھ دنوں قبل متولیان حضرات نے متعینہ امام کو امامت کے مقام سے علیحدہ کر دیا ہے، اور کہا یہ حق ہم کو حاصل ہے، تو امام نے جمعہ کے بعد نمازیوں کے سامنے صورت حال کو پیش کیا، جس پر حاضرین میں سے اکثر نے یہ کہا کہ یہ عوام کا حق ہے، تم صرف متولیان کے کہنے پر مسجد چھوڑ کے نہ جانا اور یہ سب گفتگو بعض متولیان کی موجودگی میں بھی ہوئی نیز ایسی صورت حال کے تحت امام کا نماز پڑھانا درست ہے یا نہیں؟ اور امام کو رکھنا یا نہ رکھنا یہ حق صرف متولیوں کا ہوگا یا غلبہ ورائے عامہ کا حق ہوگا؟

المستفتي: شمس الدین، بگرامی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر موجودہ امام کے اندر کوئی قباحت وفتنہ انگیز بات نہیں ہے اسکے باوجود متولیان مسجد اسکو معزول کررہے ہیں، تو ان کا معزول کرنا درست نہیں ہے، جبکہ اکثر اہل مسجد اس امام سے خوش ہیں، جیسا کہ قاضی خان ودرمختار کی عبارت سے مستفاد ہے۔

البانی للمسجد أولیٰ من القوم بنصب الإمام والمؤذن فی المختار، إلا إذاعين القوم أصلح ممن عينه الباني. (درمختار علی هامش رد المختار، کتاب الوقف،

مطلب باع عقاراً ثم أدعیٰ أنه وقف مصري٣/٤٥٤، کراچی٤/٣٠/٤، زکریا٦/٦٤٥)

وکذلک لو نازعه أهل السکة فی نصب الإمام والمؤذن کان ذلک إلیه إلا إذا عین هو لذلک رجلا وعین أهل السکة رجلاً آخر أصلح ممن عینه البانی فحینئذ لایکون البانی أولیٰ. (قاضی خان علی هامش الهندیه، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً ٣/٢٩٧، جدید زکریا٣/٢٠٧)

وقیده أیضاً بأن یکون الکارهون أکثر المأمومین ولا اعتبار بکراهة الواحد والإثنین، والثلاثة، إذا کان المؤتمون جمعاً کثیراً. (بذل المجهود، کتاب الصلاة، باب الرجل یؤم القوم وهم له کارهون، دارالبشائر الإسلامیه بیروت ٥/٤٧٥، مطبوعه میرٹھ قدیم ١/٣٣١، عون المعبود، باب الرجل یؤم القوم وهم له کارهون، دارالکتب العلمیه بیروت ١/٢٣١) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴۰۷/۸/۲۴ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/۲۱۰)

نہی عن المنکر کی وجہ سے مقتدی کا امام سے ناراض ہونا

سوال [۲۴۳۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ اگر امام خلاف شریعت مسجد میں کوئی بات یا کام دیکھے تو اس کو امام روکے اور اگر مقتدی ناراض ہوں تو کیا کرنا چاہئے، امامت کرنی چاہئے یا نہیں؟

المستفتي: محمد عرفان، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں جبکہ امام کے خلاف شرع کام سے روکنے کی وجہ سے مقتدی ناراض ہوتے ہوں، تو ایسی صورت میں مقتدیوں کی ناراضگی کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، اور امام کے وہاں امامت کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ مقتدیوں کی بلاوجہ

ناراضگی کی وجہ سے خود مقتدی گنہگار ہوں گے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۳/۱۰۴)

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق رضی الله تعالیٰ عنه قال: كان يقال أشد الناس عذابا يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عنى بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم علىٰ من كرهه. (سنن الترمذی، الصلاة، باب ماجاء فی من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/۸۳، دارالسلام رقم: ۳۵۹)

وقد قيد ذلک جماعة من أهل العلم بالكراهة الدينية بسبب شرعی، فأما الكراهة لغير الدين فلا عبرة بها. (بذل المجهود، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالبشائر الإسلاميه جديد بيروت ۳/۴۷۵، مطبوعه ميرٹھ قديم ۱/۳۳۱)

وإن كان هو أحق بالإمامة لم يكره، لأن الفاسق والجاهل يكرهان العالم. (المحيط البرهانی، كتاب الصلاة، الفصل السادس أحكام الإمامة والإقتداء المجلس العلمي، جديد ۲/۱۸۰، رقم: ۱۵۲۲)

وفی بعض الكتب: والكراهة على القوم وهو ظاهر، لأنها ناشئة عن الأخلاق الذميمة. (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة، كوئٹه ۱/۳۴۸، زكريا ۱/۶۰۹) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۷؍جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/۴۰۳۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۷/۵/۱۴۱۵ھ

مقتدی کو نکیر کرنے پر کیا امام پر تاوان لازم ہے؟

سوال [۲۴۳۶]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک روز

قبرستان کے کچھ درختوں کی شاخوں کو کاٹا جا رہا تھا کہ ایک صاحب شراب کے نشہ میں مست مسجد میں آئے اور امام صاحب سے کہا کہ آپ فی الفور مسجد کے لاؤڈ اسپیکر میں یہ اعلان کر دیجئے کہ میں نے قبرستان کے تمام درختوں کی قیمت تین ہزار روپیہ لگا دی ہے، اگر کوئی اس سے زائد دینا چاہے تو اس کو دیدیں، ورنہ میرے ہو گئے، امام صاحب نے حالات کی نزاکت سمجھتے ہوئے اعلان کر دیا بعد ازیں وہ شخص پھر دوبارہ آیا اور نشہ کی حالت ہی میں از خود اعلان کرنا شروع کر دیا، اعلان کے بعد امام صاحب نے اس کو سمجھایا کہ بھائی صاحب مسجد اللہ کا گھر ہے اس میں شراب پی کر نہ آنا چاہئے، اتنا سنکر وہ شخص برہم ہو گیا اور گستاخانہ الفاظ استعمال کئے ہم مقتدیوں کو یہ بات ناگوار گذری اور ہم سب نے متفق ہو کر ان کو پولس کے حوالہ کر دیا، یہ شخص نماز تو پڑھتے نہیں، ان کے ایک بھائی نے امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے؟

المستفتي: مصلیان مسجد، شیخ پوری روڑکی، سہارنپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اس میں امام صاحب پر کوئی الزام نہیں، بلکہ مخالف مقتدی گناہ گار ہوگا۔

وقد قيد ذلک جماعة من أهل العلم بالكراهة الدينية بسبب شرعي، فأما الكراهة لغير الدين فلا عبرة بها. (بذل المجهود ، كتاب الصلاة ، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالبشائر الإسلاميه جديد بيروت ٣/ ٤٧٥، مطبوعه ميرٹھ قديم ١/ ٣٣١)

حاصل المسألة : كما قال الفقهاء: إن باعث الكراهة الشرعية إن كان من جانب الإمام فالإثم عليه ، وإن كان من جانب القوم فالإثم عليهم لا على الإمام . (العرف الشذي على هامش الترمذي، كتاب الصلاة، باب ماجاء فيمن أم

قوماً وهم له كارهون ١/ ٨٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳/ صفر ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۱۰۷)

امام کو جھاڑو دینے پر مجبور کرنے والے کی نماز

سوال [۲۴۳۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد میں امام صاحب کو صف نہ بچھانے یا جھاڑو نہ دینے کی بناپر امام یا مقتدیوں میں لڑائی جھگڑا ہوجاتا ہے، مقتدیوں میں سب سے گھٹیا کام مسجد میں جھاڑو دینا، صف بچھانا سمجھتے ہیں، تو ایسی صورت میں مقتدیوں کو امام کے پیچھے اور امام کو نماز پڑھانا کیسا ہے؟

المستفتي: بتسلیم احمد قاسمی، عسکری پور، چاند پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کے امام صاحب کو جھاڑو دینے اور صف بچھانے پر مجبور کرنے کا حق مقتدیوں کو نہیں ہے، جبکہ تقرر کے وقت ان امور کی انجام دہی امام صاحب کے ذمہ شامل نہ رہی ہو، بلکہ امام صاحب صرف اپنی امامت کے ذمہ دار ہیں، امام کے ساتھ تو عظمت کا معاملہ کرنا مقتدیوں پر لازم ہے۔

كثير بن عبد الله ابن عمرو بن عوف المزني، عن أبيه، عن جده، أن رسول الله ﷺ قال: الصلح جائز بين المسلمين، إلا صلحا حرم حلالاً، أو أحل حلالاً، المسلمون على شروطهم، إلا شرطاً حرم حلالاً، أو أحل حراماً. (سنن الترمذی، الأحكام، باب ما ذكر عن رسول الله ﷺ فى الصلح بين الناس، النسخة الهندية ١/ ٢٥١، دارالسلام رقم: ١٣٥٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۹/ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۳۹۱۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۹/ ۳/ ۱۴۱۵ھ

امام مسجد کا مسجد کے اندر جھاڑو دینا

سوال [۲۴۳۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مسجد کا مستقل امام جو اہل علم ہے، اس سے یہ کہنا کہ تم مسجد میں جھاڑو دو، درختوں میں پانی ڈالو اور ہر طرح صفائی کا اہتمام رکھو؟ جائز ہے یا نہیں؟ مسجد کا امام از روئے شرع شریف امیر جماعت کی حیثیت رکھتا ہے، نماز میں پوری اقتدا اسی کی کی جاتی ہے، علاوہ ازیں ایک امر قابل ذکر یہ ہے کہ اگر مقتدی کا یہ نظریہ ہو کہ امام جھاڑو لگائے، صفائی کرے، درختوں میں پانی ڈالے، تو ایسی حالت میں مقتدی مذکور کی نمازیں جو امام کے پیچھے پڑھ رہا ہے، اس کی افادیت میں تو کوئی نمایاں فرق نہیں ہوتا؟ ان مختصر سطور کو ملاحظہ فرما کر از روئے شریعت اسلام سے آگاہی بخشیں، کہ امام سے حکماً کسی بھی خدمت کو کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب از جلد مرحمت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

المستفتي: محمد یونس، معرفت ایس، ایم زردہ
کمپنی، مصطفیٰ آباد، نیر پریم ونڈر لینڈ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وقت تقرری امام کا متولی سے جھاڑو صفائی درختوں میں پانی ڈالنے کا معاہدہ رہا ہے، تو معاہدہ کے مطابق امام صاحب سے مذکورہ خدمت لینا جائز ہے، اور اگر کوئی معاہدہ نہیں تھا، اور اب اس قسم کے کاموں کا پابند کیا جا رہا ہے، تو ذمہ داران مسجد کی جانب سے امام صاحب پر سخت ظلم وزیادتی ہے، نیز حدیث شریف میں علماء کی عزت واحترام کی ترغیب وتاکید آئی ہے، اور انکی تذلیل وتوہین بالکل جائز نہیں ہے، البتہ اس طرح نظریہ رکھنے والے مقتدی کی نماز میں خرابی نہیں آئیگی، اور عدم احترام کا گناہ الگ ہوگا۔ (مستفاد: کفایت المفتی جدید زکریا ۳/۱۸۴، قدیم ۳/۹۲، زکریا مطول ۴/۲۷۰)

كثير بن عبد الله ابن عمرو بن عوف المزني، عن أبيه، عن جده، أن

رسول الله ﷺ قال: الصلح جائز بين المسلمين، إلا صلحا حرم حلالاً، أو أحل حلالاً، المسلمون على شروطهم، إلا شرطاً حرم حلالاً، أو أحل حراماً. (سنن الترمذی، ابواب الأحكام، باب ماذكر عن النبیﷺ فی الصلح بين الناس، النسخة الهندية ١/ ٢٥١، دارالسلام رقم: ١٣٥٢)

أكرموا حملة القرآن فمن أكرمهم، فقد أكرمنى الحديث : (السراج المنير للسيوطى ١/ ٢٨٤، ٢٨٥)

أكرموا العلماء العاملين فإن تعاملوهم بالإجلال الأعظام والتوقير والاحترام والإحسان إليهم بالقول والعمل الخ. (السراج المنير ١/ ٢٨٥) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۱ر صفر ۱۴۰۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۴/ ۱۱۲۵)

فتنہ وفساد کی بنا پر امام کو مسجد سے ہٹا دینا

سوال [۲۴۳۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مدرسوں میں زکوٰۃ فطرہ خیرات چرم قربانی وغیرہ الخ دینا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ ان مدرسوں میں امداد کافی نہ ہو، ہمارے یہاں ایک مسجد کے امام نے جو خود کو فاضل دارالعلوم وقف دیوبند بتاتے ہیں، مسجد میں جمعۃ الوداع کے خطبہ سے پہلے مدرسوں میں زکوٰۃ فطرہ خیرات چرم قربانی دینے کیخلاف بیان کرتے ہوئے پر جوش انداز میں کہا کہ مدرسوں میں مولوی ملاؤں نے کھانے پینے کا ڈھونگ بنا رکھا ہے، مدرسوں میں زکوٰۃ خیرات فطرہ چرم قربانی دینا ہرگز جائز نہیں ہے، بلکہ سخت حرام ہے، جبکہ دو تین ماہ قبل وہ خود مدرسوں میں پڑھاتے اور زکوٰۃ فطرہ وغیرہ وصول کرتے تھے، اب ایک اسکول میں ٹیچر ہیں، ان امام صاحب کا بیان صحیح ہے یا غلط ہے، اگر غلط

ہے تو ان امام صاحب پر مسجد میں علی الاعلان توبہ لازم ہے یا نہیں؟ اگر امام صاحب اپنے بیان پر مصر و بضد رہیں اور توبہ نہ کریں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا جبکہ مسجد میں صحیح العقیدہ قاری وعالم موجود ہوں کیسا ہے؟ امام صاحب سے زیادہ تر نمازی ان کے اس بیان سے ناراض ہیں، امام صاحب کو مسجد سے نہ ہٹائے جانے پر فساد کا خطرہ ہے، ایسے حالات میں صحیح العقیدہ لوگوں کو کیا کرنا چاہئے؟

المستفتي: منجانب مصلیان مسجد انصاریان، شاہ آباد رامپور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس امام کا بیان سوالنامہ میں درج کیا گیا ہے، اگر وہ واقع میں ایسا ہی ہے جیسا سوالنامہ میں ہے تو اس کا بیان غلط اور نا قابل اعتبار ہے، اگر دارالعلوم وقف سے فارغ ہے تو وہاں بھی طلبہ کو زکوٰۃ فطرہ خیرات چرم قربانی وغیرہ کے پیسے سے کھانا دیا جاتا ہے، اور مدارس کے طلبہ عام طور پر ان چیزوں کے مستحق ہوتے ہیں، اگر وہ اپنا مذکورہ بیان واپس نہیں لیتا ہے اور فتنہ وفساد کا اندیشہ ہے، تو مسجد کے منتظمین کو کسی نیک صالح امامت کے لائق صحیح العقیدہ امام کا انتظام کر لینا چاہئے، تاکہ عوام اور مسجد فتنہ کا اکھاڑا بننے سے محفوظ ہو جائے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق رؤوسهم شبراً: رجل أم قوماً وهم له كارهون. (سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة باب من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية / ٦٩، دارالسلام رقم: ٩٧١)

عن عبداللّٰہ بن عمرو أن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم كان يقول ثلاثة لا يقبل اللّٰہ منهم صلاة: من تقدم قوماً وهم له كارهون. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، النسخة الهندية ١/٨٨، دارالسلام رقم: ٥٩٣)

ومن أم قوماً وهم له كارهون، أن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً الخ. (شامی، زکریا کتاب الصلوٰۃ، باب

الإمامة ٢/٢٩٧، کراچی ١/٥٥٩ المحیط البرهانی ، کتاب الکراهیة والإستحسان الفصل الرابع ، المجلس العلمي جديد ٧/٥١٤، ٥١٥، رقم: ٩٤٥٥، هنديه ،کتاب الصلاة، الباب الخامس فی الإمامة زکریا قدیم١/٨٧، جدید ١/١٤٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
١٠ ذیقعدہ ١٤٢٧ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٨/٩١٤٤)

کسی ایک شخص کے کہنے پر بلا عذرِ شرعی امام کو ہٹانا

سوال [٢٤٤٠]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک قاری صاحب آٹھ سال سے امامت کررہے ہیں ، گاؤں کے سارے لوگ ان سے متفق ہیں ، صرف ایک شخص یہ چاہتا ہے ، کہ امام صاحب کو ہٹایا جائے ، اور ان کی جگہ دوسرے امام کا انتخاب کیا جائے ،بستی کے سارے لوگ ان سے خوش ہیں ، ان کے ہٹنے سے بستی کا نظام خراب ہورہا ہے، ان صاحب کے کہنے پر بستی والوں نے ان سے دریافت کیا کہ امام کو ہٹانے کا کوئی عذر پیش کیا جائے ، جبکہ شرعی رو سے امام صاحب میں کوئی خامی نہیں ہے، ساری بستی ان سے متفق ہے ، اس صورت میں ایک شخص کے کہنے پر بلا شرعی عذر کے امام صاحب کو ہٹانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتي: حافظ لیاقت علی، داسی پور، جے پی نگر

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب امام صاحب میں کوئی قباحت وبرائی نہیں ہے تو صرف ایک شخص کی ناراضگی کی وجہ سے بلا وجہ آٹھ سالہ قدیم امام کو ہٹانا انتہائی ظلم وزیادتی کی بات ہے، لہٰذا شرعاً ایسے امام کی امامت بلا کراہت جائز اور درست ہے ، اور جس شخص کو امام سے رنج ہے وہ خود اپنی اصلاح کرے۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: کان يقال

أشد الناس عذابا يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها ، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير : قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا : إنما عنى بهذا الأئمة الظلمة ، فأما من أقام السنة ، فإنما الإثم علىٰ من كرهه. (سنن الترمذی ، الصلاۃ ، باب ماجاء فی من أم قوماً وهم له كارهون ، النسخة الهندية ١/٨٣، دارالسلام رقم: ٣٥٩)

وإن كان هو أحق بها منهم ولافساد فيه ، ومع هذا يكرهونه لايكره له التقدم لأن الجاهل والفاسق ،يكره العالم والصالح الخ. (طحطاوی علی المراقی، كتاب الصلاة، فصل فی بيان الأحق بالإمامة قديم /١٦٤، جديد دارالكتاب ديوبند١/١٠٣)

وإن كان هو أحق بالإمامة منه ولا فساد فيه مع هذا يكرهون إمامته ، لايكره له أن يؤمهم . (المحيط البرهانی ، كتب الكراهية والإستحسان ، المجلس العلمی جديد ٧/٥١٤، ٥١٥، رقم: ٩٤٥٥، هنديه ، كتاب الصلاة ، الباب الخامس فی الإمامة زكرياقديم ١/٨٧، جديد١/ ١٤٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ	الجواب صحیح:
۱۸/ شوال ۱۴۳۱ھ	احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/۱۰۱۸۰)	۱۸/۱۰/۱۴۳۱ھ

امام صاحب پر جھوٹا الزام لگانے والوں کی نماز

سوال [۲۴۴۱]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک مسجد میں ایک امام صاحب ہیں، ان کے پیچھے پہلے سے سب لوگ نماز پڑھتے چلے آئے ہیں، اب کچھ لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے، ان لوگوں سے معلوم کیا گیا ہے، آپ لوگ ان امام صاحب کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ،اس مسجد میں مدرسہ ہے یہ امام صاحب اس مدرسہ میں بچوں کو پڑھاتے ہیں، رمضان میں مدرسہ کا چندہ کرنے کیلئے گئے، جب وہ واپس آئے تب امام صاحب پر ان لوگوں نے الزام لگایا کہ تم نے ہمارے

مدرسہ کیساتھ فلاں مدرسہ کا بھی چندہ کیا ہے، اس پر امام صاحب نے جواب دیا وہ مدرسہ بھی مقامی ہے، آپ لوگ اس مدرسہ کے صدر مدرس صاحب و مہتمم صاحب کے پاس جاکر تحقیق کرلو کہ میں نے ان کے مدرسہ کا چندہ کیا ہے یا نہیں؟ اگر وہ کہدیں کہ ہمارے مدرسہ کا بھی چندہ کیا ہے، تو جو چور کا حال ہوتا ہے، وہی میرا حال کرنا، لیکن وہ لوگ بھی تحقیق کرنے کیلئے تیار نہیں ہوئے، اس کے بعد امام صاحب نے یہ جملے فرمائے، اگر میں نے اپنے مدرسہ کیساتھ کسی بھی مدرسہ کا چندہ کیا ہو تو قیامت میں میرا حشر کافروں کیساتھ ہو لیکن وہ لوگ نہیں مانے، اس کے بعد امام صاحب کہیں مہمانی کے لئے باہر گئے اگلے دن جب وہاں سے واپس آئے تو وہ سیدھے مدرسہ ہی میں تشریف لائے، کیونکہ نماز کا وقت ہوگیا تھا، ان کے پاس ایک تھیلہ تھا جو مسجد کے برآمدے میں رکھدیا اور انھوں نے اندر مسجد میں نماز پڑھائی، نماز کے بعد امام صاحب اندر ہی سنتیں پڑھنے لگے اور کچھ لوگ مسجد کے برآمدے میں آگئے، وہاں پر ایک صاحب نے دوسرے سے کہا امام صاحب کے تھیلے میں مدرسہ درویشاں کی رسید ہے، جس کے بارے میں امام صاحب نے چندہ نہ کرنیکی قسم کھائی تھی، اس پر کچھ لوگوں نے ان کے تھیلے کی تلاشی لی انکی عدم موجودگی میں جب امام صاحب اندر سے باہر آئے تو ان کے سامنے یہ سارا معاملہ آیا، اورانھوں نے کہا کہ تم لوگوں کو میری عدم موجودگی میں میرے تھیلے کی تلاشی لینا کب جائز تھا، اس پر ایک صاحب نے کہا کہ اگر تلاشی لے بھی لی تو کیا ہوا، تمہارے تھیلے میں ایسا کیا سامان تھا، امام صاحب نے کہا کہ میرے تھیلے میں رسید بھی نکلی یا نہیں؟ اس پر لوگوں نے جواب دیا کہ اس مدرسہ کی رسید نہیں نکلی اس پر امام صاحب نے کہا کہ تم یہ کہتے ہو کہ تلاشی لینے میں کیا ہوا تو میں یہ کہتا ہوں کہ میرے تھیلے میں ضروری سامان تھا، جس میں ایک تین سو پندرہ کا کارتوس تھا، لاؤ دیدو تم نے نکالا ہے، ان معترض لوگوں نے کہا کہ تم کارتوس رکھتے کیوں ہو، تو انھوں نے کہا اپنی حفاظت کیلئے اس پر ان لوگوں نے کہا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، اس پر امام صاحب نے کہا کہ تم لوگ اتنا بڑا الزام لگا رہے

ہوا اور تم کو میری قسم کا بھی یقین نہیں اور میرے تھیلے کی تلاشی بھی لی اور رسید بھی نہیں نکلی میں تم لوگوں کو اتنا بھی نہ کہوں اس کے بعد ان لوگوں نے جھوٹ کا الزام لگا کر نماز پڑھنی چھوڑ دی تو دریافت طلب امر حسب ذیل ہیں؟

(۱) چندہ دوسرے مدرسہ کا کرنا جس کا کوئی ثبوت نہیں، اس پر امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) تین سو پندرہ کا کارتوس تھیلے میں بتادینا یہ جھوٹ میں شامل ہے کہ نہیں؟ اور اس پر امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور امام صاحب کو امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) امام صاحب کے اوپر جھوٹا بہتان لگانے والے لوگوں پر شرعاً کیا حکم ہے؟

(۴) لوگ کہتے ہیں، امام صاحب اس جھوٹ کہنے کی وجہ سے فاسق ہو گئے، کیا امام صاحب پر فسق لازم آتا ہے یا نہیں؟ اور فاسق بتانے والوں پر شرعاً کیا حکم لاگو ہوگا؟

المستفتي: مولانا عبدالقدوس، سلیم پور گڑھی، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں مذکور تفصیل سے واضح ہو چکا ہے کہ جن لوگوں نے امام صاحب پر مدرسہ درویشاں کے چندہ کرنے کا الزام لگایا ہے، اور امام صاحب کا چندہ نہ کرنا ثابت ہو چکا ہے، تو اس سے خود ان لوگوں کا امام صاحب پر جھوٹ اور بہتان باندھنا ثابت ہو چکا ہے، اسلئے وہ لوگ خود ہی جھوٹے ہیں، اور امام صاحب پر جھوٹا الزام لگانے کی وجہ سے سخت ترین گناہ کے مرتکب ہیں، اس طرح الزام لگانا قطعاً ناجائز اور حرام ہے، اور امام صاحب پر جھوٹا الزام لگانے والوں اور امام صاحب کی اتنی قسموں کے باوجود یقین نہ کرنے والوں پر توبہ کرنا اور تمام نمازیوں کے سامنے امام صاحب سے معافی مانگنا ضروری ولازم ہے۔

عن ابی هريرة رضي الله عنه **قال: قال رسول الله** صلى الله عليه وسلم: **إن من الكبائر استطالة المرء، في عرض رجل مسلم بغير حقٍ.** (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب في

الـغيبة ، الـنسـخة الهـنـدية ٢/ ٦٦٩، دارالسـلام رقـم: ٤٨٧٧، مسـنـد البزار، مكتبـه العلوم والحكم ١٥/ ٨٥، رقم: ٨٣٣٦)

(۲) امام صاحب کا تھیلہ میں کارتوس بتانا خلاف واقعہ تو ہے لیکن اتنا بڑا جھوٹ نہیں ہے، جتنا بڑا جھوٹ تلاشی لینے والوں کا ہے، پھر بھی امام صاحب کو توبہ کر لینی چاہئے، اس کے بعد مذکورہ حالات میں امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت درست اور جائز ہے اس کے باوجود جو لوگ نماز نہیں پڑھیں گے وہ خود ہی گنہگار رہوں گے۔

عـن عـمـر و بـن الـحارث بن المصطلق رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: كان يقال أشـد الـنـاس عذابا يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها ، وإمام قوم وهم له كـارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنـمـا عـنـى بهـذا الأئـمة الـظـلـمة ، فأما من أقام السنة ، فإنما الإثم علىٰ من كرهه. (سـنـن التـرمـذى ، كـتـاب الـصلاة ، باب ماجاء فى من أم قوماً وهـم له كارهون ، النسخة الهندية ١/ ٨٣، دار السلام رقم: ٣٥٩)

وإن كـان هـو أحـق بهـا مـنهـم ولا فسـاد فيـه ومـع هذا يكرهو نه لايـكـره لـه التـقدم لأن الجاهل والفاسق يكره العالم والصالح . (مراقی الفلاح على هامش الطحطاوى قديم، كتاب الصلاة، فصل في بيان أحق الإمامة، قديم /١٦٤، جديد دارالكتاب ديوبند ١/ ٣٠١)

وإن كـان هـو أحـق بـالإمـامة لايـكـره لـه ذلک ، وفـى بعض الكتب : والـكراهة على القوم وهو ظاهر ، لأنها ناشئة عن الأخلاق الذميمة . (البحرالرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ١/ ٦٠٩، كوئٹه ١/ ٣٤٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۲۷ ۴۰)

دنیوی غرض کی وجہ سے امام صاحب سے ناراض ہونا

سوال [۲۴۴۲]: کیافرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا دنیوی کسی وجہ سے بعض حضرات امام سے ناراض ہوں اور شرعاً امام کی کوئی کمزوری وکمی بتانے سے قاصر ہوں، ایسے میں ان کو فتنہ پروری سے روکا جائے یا امام کو امامت سے سبک دوش کیا جائے، مگر گذشتہ ائمہ حضرات کے ساتھ بھی ان حضرات کا غلط رویہ رہا ہے، اور اکثریت ائمہ حضرات کیساتھ رہی ہے؟

المستفتي: محمد اسلام، امروہہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب امام میں شرعی اعتبار سے کوئی نقص اور کمی نہیں، پھر بعض مقتدی محض دنیوی غرض سے ان سے ناراض ہوں، تو ایسے وقت میں امام کو معزول کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ ان مقتدیوں کو روکا جائے، جو ان سے ناراض ہونے کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہیں، اسلئے کہ بلاوجہ امام سے ناراض ہونا گناہ ہے۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: كان يقال أشد الناس عذابا يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عنى بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم علىٰ من كرهه. (سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ۱/۸۳، دارالسلام رقم: ۳۵۹)

ولو أم قوماً وهم له كارهون، أن الكراهة لفساد فيه، أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلک تحريماً (إلىٰ قوله) وإن هو أحق لا، والكراهة عليهم الخ. (درمختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا ۲/۲۹۸، کراچی ۱/۵۵۹،

حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة كوئٹه ۱/ ۲٤۳، هنديه، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، زكريا قديم ۱/ ۸۷، جديد ۱/ ۱٤٤)

و خرج بقولنا أو لأمر يذم مالو كرهوه لغير ذلك فلا كراهة في حقه بل اللوم عليهم . (فيض القدير ۳/ ۱۳۹، تحت رقم الحديث/ ۲۹٤۸)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴۲۰/۶/۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/ ۶۱۸۳)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰/۶/۳ھ

امام کی مخالفت کرنے والے کی نماز کا حکم

سوال [۲۴۴۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص نے امام رکھا اوراس کے پس پشت کہتا ہے کہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ، تو کیا اسکی امامت درست ہے، اوراس شخص کی نماز اس کے پیچھے ہو جائیگی یا نہیں؟ ایسا آدمی امامت کا مستحق ہے یا نہیں؟ مفصل بیان فرمائیں۔

المستفتي: طاہر حسین، فاضل پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر امام کے اندر کوئی شرعی قباحت نہیں ہے، بلکہ محض مزاج اور طبیعت کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے امام کی مخالفت کرتا ہے، تو امام کی امامت میں کوئی فرق نہیں آئیگا، وہی شخص گنہ گار رہے گا۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق رضي الله تعالىٰ عنه قال: كان يقال أشد الناس عذابا يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عنى بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم علىٰ من

كرهه. (سنن الترمذی ، الصلاة ، باب ماجاء فی من أم قوماً و هم له كارهون ، النسخة الهندية ١/٨٣، دارالسلام رقم: ٣٥٩)

وإن كان هو أحق بها منهم ولافساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يكره له التقدم الخ. (مراقی ، كتاب الصلاة ، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم /١٦٤، دارالكتاب ديوبند /٣٠١)

إن باعث الكراهية الشرعية ....وإن كان من جانب القوم فالإثم عليهم لا عليهم . (العرف الشذى على هامش الترمذى، كتاب الصلاة، باب ماجاء فيمن أم قوماً وهم له كارهون ١/٨٦) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۹؍ ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۱/ ۴۲۱۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۰/ ۱۱/ ۱۴۱۵ھ

ناپسندیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا

سوال [۲۴۴۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک امام ہے وہ غیر مسلم سے زیادہ دوستی رکھتا ہے، اور تعویذ وغیرہ کا کام بھی بہت کرتا ہے، نماز کی پابندی نہیں کر پاتا، اور اس کو امام رکھا ہے گاؤں کے لوگ اس سے ناراض ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ جبکہ گاؤں کے آدھے آدمی راضی ہوں اور آدھے ناراض ہوں، گاؤں میں پارٹی بندی ہوگئی ہے؟

المستفتي: معراج الدین، رحمانی جامعہ رادھنہ، کٹھور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ایسے ناپسندیدہ امام کے پیچھے اگرچہ نماز درست ہو جاتی ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ امام متقی پرہیز گار اور دینی اعتبار سے لوگوں کا پسندیدہ ہو۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/ ۸۴، جدید ڈابھیل ٦/ ۲۱۱)

عن أنس بن مالک رضـ **قال لعن رسول الله** صلى الله عليه وسلم **: رجلاً أم قوماً وهم له كارهون .** (مسند البزار، مكتبه العلوم و الحكم ١٣/٢٢٣، رقم: ٦٧٠٧)

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم**: اجعلوا أئمتكم خياركم ، فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين الله عزوجل .** (سنن الدار قطنی ، باب تخفيف القراء ة لحاجة ، دارالكتب العلميه بيروت ٢/٧٤، رقم: ١٨٦٣)

والأحق بالإمامة تقديماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلوٰة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ. (الدر المختار على هامش رد المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا٢/٢٩٤، كراچی١/٥٥٧، حاشيه الطحطاوی على مراقی الفلاح ، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة دارالكتاب ديوبند١/٢٩٩)

كان الأعلم أفضل ، حتى قالوا: إن الأعلم إن كان ممن يجتنب الفواحش الظاهرة . (بدائع الصنائع ، كتاب الصلاة ، فصل فی بيان من هواحق بالإمامة بيروت ١/٦٧٠، كراچی ١/١٥٧، زكريا ١/٣٨٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۳ر ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۶/ ۷۸۵۹)

امام کو منافق کہنے والے کی نماز کا حکم

سوال [۲۴۴۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص اپنے امام کے بارے میں جس کے پیچھے وہ روزانہ نماز پڑھتا ہے، یہ الفاظ کہے، کہ یہ منافق ہے اور یہ کہے کہ عبد اللہ بن ابی سے بھی بڑھکر ہے قیامت کے دن جو جھوٹ بولنے والے ہوں گے، وہ یہی ہوں گے کیا ایسے مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے ہو جائیگی؟

المستفتي: عبد الرشید، نگینہ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر وہ شخص محض عناد اور بغض کی بنا پر کہتا پھرتا ہے تو سخت گنہگار ہوگا امام کی نماز میں کراہت نہ ہوگی، بلکہ اس کی نماز میں کراہت آ جائیگی، اور نماز بہرحال صحیح ہوجائیگی، لوٹانیکی ضرورت نہیں۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: كان يقال أشد الناس عذابا يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عنى بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم علىٰ من كرهه. (سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ماجاء فی من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ١/٨٣، دارالسلام رقم: ٣٥٩)

وإن كان هو أحق بها منهم ولافساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يكره له التقدم لأن الجاهل والفاسق يكره العالم الصالح الخ. (طحطاوی علی المراقی، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم /١٦٤، دارالكتاب ديوبند١ /٣٠١)

وإن كان هو أحق بها منهم ولافساد فيه ومع هذا يكرهون إمامته لايكره له أن يؤمهم به. (المحيط البرهانی، كتاب الكراهية الإستحسان، الفصل الرابع، المجلس العلمی جديد٥/٧/ ٥١، رقم: ٩٤٥٥)

وقد قيد ذلک جماعة من أهل العلم بالكراهية الدينيَّةِ بسبب شرعی، فأما الكراهة لغير الدين فلا عبرة بها، وقيدوه أيضا بأن يكون الكارهون أكثر المأمومين ولا اعتبار بكراهة الواحد والإثنين والثلاثة، إذاكان المؤتمون جمعا كثيراً. (بذل المجهود، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالبشائر الإسلاميه ٥/٤٧٥، قديم مطبوعه

میرٹھ ۱/ ۱ ۳ ۳) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/ جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۳۴٦)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۸/٦/۱۷ھ

امام صاحب کی بے عزتی کرنے والوں کی نماز کا حکم

سوال [٦۴۴٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کے محلّہ میں جو مسجد ہے، اس میں ایک امام صاحب امامت کرتے تھے، اور کئی سال تک امام رہے اسی درمیان چند لوگوں نے امام صاحب کو برا بھلا کہا اور گالی گلوچ کی مارنے پیٹنے کی نوبت بھی آئی تو امام صاحب چلے گئے، چند سال کے بعد پھر امام صاحب نے زید ہی کے محلّہ کی مسجد میں آ کر امامت شروع کر دی اور پھر زید کی معلومات کے مطابق جن لوگوں نے پہلی بار امام صاحب کو برا بھلا کہا تھا، انھوں نے کوئی معافی نہیں مانگی، اور وہ لوگ ان کے پیچھے نماز بھی پڑھ رہے ہیں، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا ان امام صاحب کو ایسی جگہ امامت کرنی چاہئے، جہاں سے ان کو بے عزتی کے ساتھ نکالا گیا اور جن لوگوں نے بے عزت کیا تھا، تو کیا ان کی نماز ان کے پیچھے درست ہے، امام صاحب کی بے عزتی پڑھنے والے بچوں کو مارنے پر ہوئی تھی؟

المستفتي: رحیم احمد، افضل گڑھ، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب امام صاحب کی بے عزتی کی گئی تھی اس وقت اگر امام صاحب میں کوئی شرعی قباحت نہیں تھی، تو امام صاحب کی امامت میں کسی قسم کی خرابی نہیں آئیگی، بچوں کو تعلیمی سلسلہ میں مارنا شرعی قباحت نہیں ہے، اور جن مقتدیوں نے امام صاحب کی تذلیل کی تھی ان پر لازم ہے کہ امام صاحب سے معافی مانگ لیں اور نماز بہرحال ان کی صحیح ہو جائیگی۔

عن أبي بكر صديق رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ملعون من ضار مؤمناً أو مكر به. (سنن الترمذى، باب ماجاء فى الخيانة والغش، النسخة الهندية ١٥/٢، دارالسلام رقم: ١٩٤١، مسند البزار، مكتبه العلوم والحكم ١٠٥/١، رقم: ٤٣)

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق رضى الله تعالىٰ عنه قال: كان يقال أشد الناس عذابا يوم القيامة إثنان امرأة عصت زوجها، وإمام قوم وهم له كارهون، قال هناد: قال جرير: قال منصور: فسألنا عن أمر الإمام فقيل لنا: إنما عنى بهذا الأئمة الظلمة، فأما من أقام السنة، فإنما الإثم علىٰ من كرهه. (سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ماجاء فى من أم قوماً وهم له كارهون، النسخة الهندية ٨٣/١، دار السلام رقم: ٣٥٩)

وإن كان هو أحق بها منهم ولافساد فيه ومع هذا يكرهونه لا يكره له التقدم لأن الجاهل والفاسق يكره العالم والصالح الخ. (طحطاوى على المراقى، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة قديم /١٦٤، دارالكتاب ديوبند ١ /٣٠١)

فأما إن كان مستحقا للإمامة فاللوم على من كرهه دونه، وشكى رجل إلى علي بن أبي طالب رضى الله عنه كان يصلى بقوم وهم له كارهون، فقال له: إنک لخروط يريد إنک متعسف فى فعلک، ولم يرده على ذلک. (عون المعبود، الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالكتب العلمية بيروت قديم ٢٣١/١) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۶/ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/ ۴۴۳۱)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۶/۴/۱۴۱۶ھ

امام سے ناراض ہوکر الگ نماز پڑھنا

سوال [۲۴۴۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک بستی میں کچھ

لوگ جنکی تعداد تقریباً ۹/۱۰ ہے، امام صاحب سے ناراض ہوکر الگ نماز پڑھنے لگے، معلوم کرنے پر ناراضگی کی وجوہات یہ آئیں کچھ نے کہا کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں، اور کچھ نے ایک صاحب کے یہاں جو امام صاحب کے قریبی عزیز ہیں رات کے بیٹھنے پر ناراضگی کا اظہار کیا، کچھ نے کہا کہ ایک جماعت آئی ہوئی تھی، جماعت کے کسی فرد نے امام صاحب سے اپنے یا اپنے میں سے کسی نفر کے متعلق نماز پڑھانے کو کہا مگر امام صاحب نے انکار کرتے ہوئے خود ہی نماز پڑھائی اور کچھ نے امام صاحب کے درشتگی اخلاق کی شکایت کی نوبت شدید تنازع کی صورت اختیار کرگئی بایں وجہ آپ شریعت کی روشنی میں ان تمام وجوہات کو سامنے رکھکر صحیح جواب سے جلدازجلد مطلع فرمائیں۔

المستفتي: محمد سمر، فتن پور، بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئلہ مذکورہ میں یہ وجوہات ایسی نہیں ہیں کہ ان کی بنا پر چند افراد امام صاحب سے ناراض ہوکر الگ نماز پڑھ رہے ہیں، اور نہ ہی امام صاحب کا کوئی عمل ایسا ہے کہ جو قابل مؤاخذہ اور قابل گرفت ہو، لہٰذا چند افراد کا امام صاحب سے ناراض ہوکر الگ نماز پڑھنے کا یہ عمل درست نہیں ہے، رہی جھوٹ بولنے کی بات اگر واقعہ صحیح ہے کہ امام صاحب جھوٹ بولتے ہیں، تو ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، اور جھوٹ بولنے کا جو الزام لگایا گیا ہے، اس کا شرعی ثبوت ہونا چاہئے۔ (مستفاد: کفایت المفتی قدیم ۳/ ۳۶، جدید زکریا ۳/ ۶۷، زکریا مطول ۴/ ۱۸۲)

وقد قيد ذلک جماعة من أهل العلم بالكراهة الدينية بسبب شرعي، فأما الكراهة لغير الدين فلا عبرة بها، وقيدوه أيضا بأن يكون الكارهون أكثر المأمومين ولاعبرة بكراهة الواحد والإثنين والثلاثة، إذا كان المؤتمون جمعاً كثيراً. (بذل المجهود، كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، دارالبشائر الإسلاميه بيروت ۳/ ۵۹۱، مطبوعه ميرٹھ

قدیم ۱ / ۳۳۱) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٦ ر جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۳/ ۵۸۰۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۹/٦/۷ھ

ذاتی اختلاف کی وجہ سے جماعت ثانیہ اور غلط قرآن پڑھنا

سوال [۲۴۴۸]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایک شخص کو یا چند لوگوں کو اپنے متعینہ امام سے کچھ ذاتی رنجش یا قومی رنجش کے تحت اختلاف پیدا ہوگیا ہے، اور قومی رنجش ہے کہ قوم کے ٹرسٹیاں حضرات سے ٹرسٹ کا حساب وکتاب طلب کرنا ہے، اور ذاتی رنجش یہ ہے کہ حساب وکتاب طلب کرنے والے حضرات کا حمایتی اور مددگار سمجھ کر متعینہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے، اور اپنی نماز ادا کرنے کے لئے علیحدہ جماعت بناتے ہیں، اور ساتھ ہی لوگوں کو مسجد میں رہتے ہوئے جماعت کھڑی ہوجانے کے بعد جماعت میں متعینہ امام کے پیچھے شامل ہونے سے جماعتیوں کو روکتے ہیں، جس کی کچھ لوگوں نے گواہی بھی دی ہے، اور متعینہ امام کو اکثر جماعتیوں کی حمایت اور تعاون حاصل ہے، اور وہ فی الوقت پنجوقتہ نمازوں کے ساتھ جمعہ بھی پڑھاتے ہیں، جسمیں کثیر تعداد مقتدیوں کی حاضر ہوتی ہے۔

کیا متعینہ امام اور جماعت ہونے کے ساتھ بیک وقت ایک ہی مسجد میں فرض ادا کرنے کیلئے دوسری جماعت کا ہونا ازروئے شرع محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسلف صالحین وائمہ کرام کے نزدیک درست ہے یانہیں؟ اور چونکہ دوسری جماعت کے لئے کوئی امام متعین نہیں ہے، لہٰذا وقت پر حاضرین میں جسکو مناسب سمجھتے ہیں اسکو امام بناتے ہیں، اور اکثر ان میں سے اصول وشرائط امامت سے بے خبر ہیں، اور بعض وقت تو واضح طور پر قرآن غلط پڑھتے ہیں، جیسے ’’ذلک الکتاب لا ریب فیہ‘‘ مذکورہ آیت کے ہر دو کاف کو ق پڑھتے ہیں، اور أولـئک کا کاف بھی ق پڑھتے ہیں، اور سورہ لہب میں مالہ کی جگہ مأ لہ پڑھتے ہیں، اور

’’سورۂ فیل والم نشرح‘‘ میں وقف وأرسل علیھم پر زیر زبر کی غلطی کرتے ہیں، کیامندرجہ بالاصورتوں کے ہوتے ہوئے نمازوں میں خرابی پیدا ہوتی ہے یانہیں؟ اگرخرابی پیدا ہوتی ہے تو ایسے شخص کی امامت درست ہے یانہیں؟ اور ایسے امام کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا کیاحکم ہے؟

المستفتي: شمس الدین، بلگرامی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: امام کوٹرسٹ حضرات سے حساب وکتاب لینے کاحق نہیں ھے، جبکہ امام ذمہ داران مسجد میں سے نہیں ہے، حساب وکتاب کا ذمہ دار وہی ہوگا جسکوقوم نے مکلّف بنایا ہے، ہاں اگر مسجد کے اموال کوغیر مصرف میں خرچ کیا جارہاہے، توان کوحکمت اورنرمی سے سمجھایا جاسکتا ہے۔

کما قال تعالیٰ: أُدْعُ إِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ.

(النحل: الآیة: ١٢)

مسجد میں جماعت ہونے کی حالت میں اسی مسجد میں دوسری جماعت محض امام سے بغض اورذاتی عداوت کی بناپر کرنا اختلاف فی الدین کا باعث ہے جوکہ سخت گناہ ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا. (آل عمران: الآیة: ١٠٣)

ومقتضی هذا الاستدلال کراهة التکرار فی مسجد المحلة ولو بدون أذان ویؤیده مافی الظهیریة، لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلیٰ فیه أهله یصلون وحدانا وهو ظاهر الروایة. (شامی، کتاب الصلاۃ، باب الجماعةفی المسجد، کراچی ١/٥٥٣، زکریا ٢/٢٨٩، مصری ١/٤٠٩)

جبکہ صحیح خواں کے پیچھے نماز پڑھناممکن نہیں ہے، تو جماعت علیحدہ قائم کرکےاسمیں قرآن کریم کواس طرح غلط پڑھنایہ قائم مقام اس کے ہے کہ قدرت کے ہوتے ہوئے کلام پاک کوغلط

پڑھنا اور بالقصد قرآن پاک کو غلط پڑھنا اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

کما فی الشامی : إن أمكن الفصل بينهما بلا مشقة تفسد الخ .

(شامی، كتاب الصلاة ، باب مايفسد الصلاة،ومايكره فيها، زكريا۲/ ۳۹٦، کراچی ١/ ٦٣٣، مصری ١/ ٤٦٨، کبیری ، كتاب الصلاة / ١٤٧ ، قاضی خان علی هامش الهنديه،كتاب الصلاة ، فصل في قرأء ة القرآن خطأ وفى الأحكام المتعلقة بالقرأء ة زكريا١ / ١٤١ ، جديد زكريا١ /٨٨) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۴؍شعبان المعظم ۱۴۰۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۲۳/ ۲۸۱)

الجواب صحیح:
حفظ الرحمٰن غفرلہ
۲۶/ ۸/ ۱۴۰۷ھ

ناراض امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کرنا

سوال [۲۴۴۹]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید کا امام سے کوئی غیر مشروع کلام ہوجاتا ہے، تو زید امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیتا ہے، اور اگر بالفرض زید امام صاحب کے پیچھے پڑھ لیتا ہے، تو زید اپنی نماز لوٹاتا ہے؟

المستفتي: رستم علی، مدرس مدرسہ انصار العلوم، مٹھان، پاوٹی، ضلع: بجنور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: زید کا جس امام صاحب سے غیر مشروع کلام ہوگیا ہے، اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز صحیح ہوگئی، لہٰذا نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ امام کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا لازم ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۳/ ۴۵۴)

وإن كان هو أحق بها منهم ولافساد فيه ، ومع هذا يكرهونه لايكره له التقدم لأن الجاهل والفاسق، يكره العالم والصالح الخ. (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، كتاب الصلاة ، فصل فی بيان الأحق بالإمامة دارالكتاب ديوبند ١/ ٣٠١، الفتاویٰ

التاتار خانیه ،کتاب الکراهیة الفصل الرابع ۵۹/۱۸، رقم: ۲۸۰۲۵، المحیط البرهانی، کتاب الکراهیة والإستحسان ، الفصل الرابع المجلس العلمی جدید ۵۱٤/۷، رقم: ۹٤۵۵) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۵ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۴/ ۵۹۹۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۰/۱/۲۶ھ

قطع تعلق کرنے والے امام کی اقتدا کرنا

سوال [۲۴۵۰]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید جو مسجد کا امام ہے، اس نے اپنی سائیکل جس کے پہیئے نہ صرف ناپاک ہیں بلکہ موسم برسات کی وجہ سے ربڑ کے پہیوں پر سیلن اور کیچڑ لگی ہوتی ہے، وضو کی جگہ لاکر کھڑی کردی، اس حرکت ناشائستہ کو دیکھکر بکر نے زید سے نہایت اخلاق کے ساتھ کہا کہ آپ وضو کرنے کی جگہ سائیکل نہ رکھیں، چونکہ سائیکل رکھنے کے بعد پہیوں کی نجاست غلیظہ وخفیفہ اس فرش پر لگے گی، جس پر مقتدی پاؤں رکھ کر وضو کرتے ہیں، اور وہ نجاست بذریعہ فرش پیروں پر لگتی ہے، پاؤں بھی ناپاک اور فرش بھی ناپاک، دوسرے دن زید نے پھر روز اول والا عمل کیا اور سائیکل جائے وضو پر رکھ دی، بکر نے اس بار فوراً جائے وضو سے سائیکل اٹھوا کر مسجد سے باہر رکھوادی، اب زید سائیکل رکھنے سے تو باز آ گیا لیکن اس نے بکر سے سلام ودعا ترک کردیا، لہذا عرض ہے کہ ایسی حالت میں جبکہ زید نے بکر سے دعا وسلام وکلام بند کردیا ہے، بکر زید کے پیچھے نماز جماعت میں اقتدا نہ کرے تو بکر گہنگار تو نہ ہوگا، بکر زید کے پیچھے نماز با جماعت بحیثیت مقتدی ادا کرسکتا ہے؟ جبکہ زید نے بداخلاقی کا ثبوت دیا، اچھی اور صحیح بات کو منع کرنے پر قلب کے اندر ہلکا سا بغض وعناد آ گیا؟ شریعت کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں؟ کرم ہوگا؟

المستفتي: محمد یونس، مصطفیٰ آباد، مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں زید کی طرف سے سائیکل رکھنے میں کوتاہی ہے، مگر اہل مسجد پر لازم ہے کہ امام صاحب کی سائیکل رکھنے کیلئے کسی جگہ کا انتظام کریں نیز امام صاحب کی سائیکل کولیکر بجائے باہر کر دینے کے کسی محفوظ جگہ میں رکھنا چاہئے تھا، آخر وہ اسی مسجد کا امام ہے، اورامام کا احترام بہت ضروری ہے، حدیث شریف میں اسکی تاکید آئی ہے، نہ وضو کی جگہ پر سائیکل رکھنا مناسب ہے اور نہ ہی امام صاحب کی سائیکل کو باہر نکلوا دینا مناسب ہے، لہذا دونوں کی خامی ہے، اب دونوں کو آپس میں مل جانا چاہئے، اور امام کی سائیکل رکھنے کیلئے معقول جگہ کا انتظام کریں، نیک کام کیلئے نرمی کا راستہ اختیار کرنا ضروری ہے۔

اُدْعُ إِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ. (النحل. الآیة: ١٢) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
٢١ ربیع الثانی ١٤١٦ھ
(الف فتویٰ نمبر: ٣٢/٤٤٢٣)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٢١/٤/١٤١٦ھ

بلا عذر شرعی امام سے ناراض ہوکر اقتدا ترک کرنا

سوال [٢٤٥١]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے گاؤں میں ایک معاملہ میں اختلاف کی وجہ سے دو پارٹیاں ہوگئی ہیں اب ان میں سے ایک پارٹی کا کہنا ہے کہ امام صاحب نے ہماری طرف سے گواہی نہیں دی ہم اس امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے، جبکہ امام صاحب اس معاملہ میں کسی کی طرف نہ تھے، بالکل ان کا اس جھگڑے سے کوئی تعلق ہی نہیں رہا ہے، تو معلوم یہ کرنا ہے کہ شریعت کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض قومی جھگڑے میں نہ پڑنے کی وجہ سے کسی فریق کا

امام سے ناراض ہوکر اس کے پیچھے نماز با جماعت نہ پڑھنا بہت بڑا گناہ ہے، امام صاحب کی امامت میں کسی قسم کی خرابی نہیں ہے، بلکہ جو فریق نماز نہیں پڑھ رہا ہے، وہ عند اللہ سخت گنہگار رہو گا۔

كما في الهندية: رجل أم قوماً وهم له كارهون، إن كان الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة يكره له. (الهنديه: كتاب الصلاة، الباب الخامس، في الإمامة زكريا قديم ١/٨٦، ٨٧، جديد ١/١٤٤) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷/۴/۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۲/۴۷۹۷)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۷/۴/۱۴۱۷ھ

مقتدیوں کو منافق کہنے والے کے پیچھے نماز کا حکم

سوال [۲۴۵۲]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید ایک مسجد کا امام ہے، اس مسجد میں بعض مقتدیوں کی تکبیر اولی فوت ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے امام صاحب ان مقتدیوں کو منافق کہتے ہیں، تو ایسی صورت میں مقتدیوں کو منافق کہنا کیسا ہے؟ اور اس امام کا نماز پڑھانا کیا حکم رکھتا ہے؟ آیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

المستفتي: عبد المجید

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے، تو امام صاحب کا مقتدیوں کو منافق کہنا غلط ہے، ان مقتدیوں سے اپنی اس بات سے متعلق معافی مانگنا لازم ہے، کسی بھی مسلمان کو منافق کہنا درست نہیں ہے، جب تک کہ امام صاحب اپنی اس سخت مزاجی سے باز نہ آجائے اس وقت تک امام صاحب کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم قدیم ۳/۱۹۲)

عن الحسن قال سمعت انس بن مالکؓ قال لعن رسو ل اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : ثلثة رجل أمّ قوماً وهم لهٗ كارهون، الحديث: (ترمذی شریف، الصلاۃ، باب ماجاء من أمّ قوماً وهم له كارهون ، النسخة الهندیہ ۱/۸۲، دارالسلام رقم: ۳۵۸)

إذا قذف مسلماً بغير الزنا فقال: يا فاسق ...... أو يا خبيث ...... لأنه اٰذاه و ألحق الشين به ...... فوجب التعزير. (هدايه ، کتاب الحدود، باب حد القذف ، فصل فی التعزیر، اشرفیہ دیوبند ۲/۵۳۵) **فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۳ر صفر المظفر ۱۴۳۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۱/۱۱۹۰۴)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۵/۲/۱۳ھ

غیر مقلدین اور بریلوی امام کی اقتداء

سوال [۲۴۵۳]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ غیر مقلدین اور بریلوی کی نماز میں اقتدا کرنے کا کیا حکم ہے؟

المستفتي: مظہر الحق

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو غیر مقلد ائمہ مجتہدین اور اکابر سلف وصالحین کو سب وشتم اور برا بھلا نہیں کہتے اور حنفی مذہب کی رعایت کرتے ہوئے نماز پڑھاتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز درست ہے، لیکن سب وشتم کرنے والے اور تقلید کو شرک کہنے والے غیر مقلد کے پیچھے نماز مکروہ ہے، کیونکہ یہ فاسق ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۹/۶۲ ،جدید ڈابھیل ۶/۳۸۰، امداد الفتاویٰ ۱/۳۸۵، ۳۸۶)

إن تيقن المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصح . (درمختار ، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة کراچی ۱/۵۶۳، زکریا ۲/۳۰۲)

أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه . (شامی،

كتاب الصلاة، باب الإمامة ، كراچی ١/ ٥٦٠، زكريا٢/ ٢٩٩)

اور بریلوی بدعتی یہ شرعاً فاسق ہیں ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے ،لیکن اگر کہیں ایسا ہو کہ اگر بریلوی کے پیچھے نماز نہ پڑھے تو جماعت کی نماز سے محرومی ہوسکتی ہے،تو ایسے موقع پر تنہا پڑھنے کے مقابلہ میں بریلوی فاسق کے پیچھے جماعت کیساتھ نماز پڑھ لینا بہتر ہےاس لئے کہ ترک جماعت کے مقابلہ میں فاسق کے پیچھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لینا فقہاء نے اولیٰ اور بہتر بتلایا ہے۔

ولو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فصل الجماعة لكن لاينال كما ينال خلف تقي ورع – (إلىٰ قوله) فإن أمكن الصلوٰة خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فالاقتداء أولىٰ من الانفراد . (البحرالرائق ، كتاب الصلاة، باب الإمامة زكريا١/ ٦١٠، كوئٹه ١/ ٣٤٩) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۵/ ٦٦٣٧)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۴/۲۹ھ

حنفی کا وتر میں ائمہ حرم کی اقتدا کا حکم

سوال [۲۴۵۴]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں : کہ سعودیہ عرب میں حکومت کا مسلک سلفیت کا ہے،جس کے تحت ہر امام کو دو سلام کے ساتھ تین وتر پڑھانا ضروری ہے،اور تیسری رکعت میں رکوع کے بعد لمبی قنوت پڑھتے ہیں،اوراسی طرح آٹھ رکعت تراویح پڑھانی ضروری ہیں ،تو کیا زید کیلئے اس طرح آٹھ رکعت تراویح اور وتر پڑھانی درست ہیں یانہیں ؟ اگر درست نہیں ہیں تو کیا زید امامت چھوڑ دے اور حنفی المسلک مقتدی حضرات وتر امام کے پیچھے پڑھیں یا گھر آکر پڑھیں تشفی بخش جواب مرحمت فرمائیں دیں؟ نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد عارف قاسمی ،مقیم حال ریاض سعودیہ عرب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق : یہ مسئلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے، کہ حجاز مقدس میں وتر کی نماز تین رکعت دوسلاموں کے ساتھ پڑھی جاتی ہے، اور حنفی مسلک کے لوگ وہاں کے لوگوں کے ساتھ مل کر اسی طرح وتر کی نماز نہ پڑھیں گے، تو اختلاف وبحث بندی کا خطرہ ہے، نیز وہاں کے حاکم کا حکم بھی جماعت کی نماز میں ایک ہی طرح پڑھنے کا ہے، اگر چہ ہم حنفیہ کا راجح اور مفتیٰ بہ مسئلہ یہی ہے کہ تین رکعت وتر دوسلام کے ساتھ جائز نہیں ھے، ایک ہی سلام کے ساتھ واجب ہے، مگر ابوبکر جصاص اور علامہ ابن وہبان نے حنفی شخص کی نماز ایسے شخص کے پیچھے پڑھنا جائز لکھا ہے، جو دوسلاموں کے ساتھ پڑھتا ہو، (اس کی تفصیل معارف السنن ۴/ ۱۷۰، البحر الرائق ۲/ ۱۳۹ میں ملاحظہ فرمائیں) نیز ایک اصول اور ضابطہ یہ بھی ہے کہ حکم حاکم رافع اختلاف ہوا کرتا ہے، یعنی جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہواور حاکم ان اختلاف اقوال میں سے کسی ایک قول پر عمل کرنے کا حکم کرے، تو حاکم کے اس قول پر عمل کرنا لازم ہوجاتا ہے، اور وہاں پر بھی حکم حاکم یہی ہے کہ تین رکعت وتر کی نماز دوسلاموں کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے، اسلئے حنفی مسلک کے لوگوں کیلئے وہاں کے ائمہ کے پیچھے وتر کی نماز انھیں کی طرح پڑھنا جائز اور درست ہوگا، اور حنفی امام کو وہاں کے لوگوں کے مسلک کے مطابق نماز پڑھانا بھی درست ہوگا۔ (تفصیل انوار رحمت/ ٦٨ میں ملاحظہ فرمائیں)

فکما أن النزاع یرتفع بالتعامل السابق فإنه یرتفع أیضا، بتقنین من قبل الحکومة إلیٰ قوله : ان حکم الحاکم رافعٌ للخلاق في الأمور المجتهد فیها الخ. (تکمله فتح الملهم، کتاب البیوع، باب بیع البعیر واشتباء رکوبه اشرفیه دیوبند ۱/ ٦٣٦)

ولا عبرة بحال المقتدی وإلیه ذهب الجصاص وهو الذی اختاره لتوارث السلف ، واقتداء أحدهم بالآخر بلا نکیر مع کونهم مختلفین فی الفروع، وکان شیخنا شیخ الهند محمود الحسن أیضا یذهب إلیٰ

مـذهب الجصاص. (فیض الباری، کتاب الغسل بامسح الید کراچی ۱/ ۴۵۲، ۳/ ۳۵۴) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۷ر شعبان ۱۴۲۶ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۸۹۴۰)

حنفی کا قرآن دیکھ کر نماز پڑھانے والے کی اقتدا کا حکم

سوال [۲۴۵۵]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ سعودیہ عرب کی تمام مساجد میں خصوصاً ریاض میں سعودی حضرات ہی امام ہیں، اور سب تراویح میں قرآن کریم دیکھ کر ہی پڑھتے ہیں اور لقمہ دینے والے بھی دیکھ کر ہی لقمہ دیتے ہیں، اور مقتدی ہندی، پاکستانی بنگلہ دیشی ۲۵ رفیصد یا اس سے زائد ہر مسجد میں ہوتے ہیں، جو اکثر حنفی المسلک ہیں تو ان حضرات کی نماز ان دیکھ کر پڑھنے اور سننے والے اماموں کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ بصورت عدم جواز یہ حضرات تراویح کس طرح پڑھیں فرض نماز پڑھ کر مسجد سے نکلنے کی صورت میں اختلاف کا اندیشہ ہے، مدلل جواب تحریر کریں؟

المستفتي: محمد عارف قاسمی، مقیم ریاض سعودیہ عرب

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک نماز میں قرآن کریم دیکھ کر قرأت کرنا مفسد صلاۃ ہے، اور امام محمدؒ وابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے مگر نماز فاسد نہیں ہوتی، یہ حضرات امامت ذکوان کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں، کہ وہ حضرت عائشہؓ کی تراویح میں امامت فرماتے تھے، اور پیچھے لقمہ دینے والا کوئی نہیں ہوتا تھا، تو جلسۂ ترویحہ میں قرآن کریم دیکھ کر شبہات زائل فرما لیا کرتے تھے، جس کو لوگوں نے قرآن دیکھکر پڑھنے سے تعبیر کیا ہے، اور حضرت امام مالکؒ اور امام احمدؒ کی ایک روایت کے مطابق بلا کراہت جائز ہے، یہ حضرات او رسلفی حضرات امامت ذکوان سے استدلال کرتے ہیں، اور غیر

مقلدین کی بات بھی عجیب وغریب ہے کہ خلیفہ راشد حضرت عمرؓ کے زمانے میں بیس رکعت تراویح کا باضابطہ سلسلہ عمل میں آچکا تھا جس کو وہ نہیں مانتے ہیں، اور حضرت عائشہؓ کے غلام ذکوان کی امامت جوان کا ذاتی عمل تھا، اور کسی بڑے صحابی سے اس کا ثبوت نہیں ملتا ہے، اسکو اپنے لئے حجت بنالیا ہے، خیر ہمیں غیر مقلدین کے مسلک پر نہیں جانا ہے، اصل مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ حنفی حضرات کو حتی الامکان ایسے اماموں کے پیچھے تراویح پڑھنی چاہئے، جو بغیر دیکھے قرآن پڑھتے ہوں، اور اگر مجبوری میں قرآن دیکھ کر پڑھنے والوں کے پیچھے اپنی نماز پڑھ لی ہے، تو صاحبین کے مسلک کے مطابق ان کی نماز درست ہو جائے گی، فاسد نہیں ہوگی کراہت کے ساتھ درست سمجھی جائیگی۔

القرأة من المصحف في الصلاة، مفسدة عند أبي حنيفة لأنه عمل كثير (أو لأنه تلقن منه) وعند أبي يوسف ومحمد يجوز لأن النظر في المصحف عبادة ولكنه يكره لمافيه من التشبه بأهل الكتاب في هذه الحالة وبه قال الشافعي وأحمد وعند مالك وأحمد في رواية لا تفسد في النفل فقط. (اعلاء السنن، كتاب الصلاة، باب فساد القرآن من المصحف، دارالكتب العلمية بيروت ٥/٦٢، كراچی ٥/ ٥١، ٥٢) **فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم**

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۴۲۶/۸/۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۸/ ۸۹۴۰)

امام صاحب کی عدم موجوگی میں دوسرے شخص کا نماز پڑھانا

سوال [۲۴۵٦]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ (۱) مسجد میں نماز باجماعت کیلئے ایک وقت متعین ہے اور مقررہ امام صاحب وقت پر وہاں موجود نہیں ہیں، تو ایسی حالت میں کوئی دوسرا شخص امام بنکر نماز ادا کراسکتا ہے یا نہیں؟

(٢) کیا امام صاحب کا انتظار کرنا ضروری ہے اور اگر ضروری ہے تو کتنے وقت تک انتظار کریں؟
(٣) اگر انتظار کیلئے مقررہ وقت سے پہلے امام کی اجازت کے بغیر کسی شخص نے نماز پڑھادی تواس کا کیا حکم ہے؟
(٤) مسجد میں امام موجود ہے نماز کا وقت ہورہا ہے، امام کو اس کا علم ہے، لیکن مقتدی حضرات امام کوٹوکنا شروع کرتے ہیں کہ چلئے صاحب وقت ہوگیا کوئی کہتا ہے کہ نہیں ابھی میری گھڑی کے حساب سے آدھا منٹ یا کچھ کم باقی ہے، تو کیا یہ سب کچھ درست ہے اور اگر نہیں ہے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتي: عبداللہ، بھٹی محلّہ، مرادآباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (١) جماعت کا وقت متعین ومقرر ہو اور اس مقررہ وقت پر امام صاحب کسی وجہ سے مسجد کو نہ آئے ہوں یا آنے میں دیر ہوجائے، تو ایسی صورت میں کوئی دوسرا قابل شخص ذمہ داران مسجد کی اجازت وایماء پر نماز پڑھا سکتا ہے۔ اسمیں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ٢/ ٨١، جدید ڈابھیل ٦/ ٣٤٤، احسن الفتاویٰ ٣/ ٣٠١)
(٢و٣) جماعت کے مقررہ وقت تک امام کا انتظار کرنا ضروری ہے اس کے بعد مقتدیوں پر امام کا انتظار کرنا لازم نہیں، لیکن چار پانچ منٹ کے اندر اندر امام کے آنیکی امید ہو تو اس کا انتظار کر لینا چاہئے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ٣/ ٣٠١، فتاویٰ رشیدیہ/ ٣٥٦)
(٤) مسجد کی گھڑی کو صحیح رکھنے کی کوشش کی جائے اور اسی گھڑی کے ٹائم سے نماز پڑھی جائے کسی اور کی گھڑی کے ٹائم کا اعتبار نہ کریں آپس میں بحث ومباحثہ کی کوئی ضرورت نہیں، مسجد کی گھڑی کا اعتبار رہے، اس سے سارا جھگڑا دور ہوجائے گا۔

قال ابن الهمام في شرح الهداية : الكلام المباح في المسجد مكروه يأكل الحسنات. (مرقاة الفصل الثالث، قبيل باب الستر، ملتان ٢/ ٢٢٢، مصرى

۱/ ۴۷۲، شامی ، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ منها ، مطلب فی الفرس فی المسجد ، زکریا۲/ ۴۳۶ ،کراچی ۱/ ۶۶۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ:شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۱۸/۵/۱۴۱۷ھ
(الف فتویٰ نمبر:۳۲/ ۴۸۳۲)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸/۵/۱۴۱۷ھ

حنفی مقتدی کی شافعی امام کے پیچھے نماز وتر کا حکم

سوال [۲۴۵۷]: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ میں کوکن سے تعلق رکھنے والا ایک شافعی المسلک شخص ہوں، ایک مدت سے ہمارا قیام بمبئی میں ہی ہے، ہم جس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں ، وہاں کے امام بھی شافعی ہیں جبکہ اطراف کی دیگر مساجد احناف ائمہ کی ہیں لیکن باعتبار مسلک کے ہمارے یہاں کسی قسم کا نزاع نہیں ہے، الحمد للہ شوافع احناف کی مساجد میں اور احناف شوافع کی مساجد میں نماز پڑھتے ہیں، اور دونوں ایک دوسرے کو بڑی قدر کی نگاہ سے بھی دیکھتے ہیں، اس وقت ہمارے یہاں دو مسئلے درپیش ہیں، جس کا تسلی بخش جواب مطلوب ہے۔

(۱) کیا حنفیہ کی شافعی امام کے پیچھے اول وقت میں نماز عصر پڑھنے سے نماز ادا ہو جائیگی؟

(۲) رمضان المبارک میں نماز وتر کی جماعت میں حنفی مقتدی کی شافعی امام کے پیچھے اور شافعی مقتدی کی حنفی امام کے پیچھے نماز وتر ادا ہو جائیگی؟

ہماری شافعی مسجد میں اور بعض دیگر شافعی مساجد میں بھی عرصہ سے ایک معمول ہے کہ نماز وتر کا جب وقت آتا ہے،تو شافعی امام مسجد کے صحن میں آجاتے ہیں ، اس لئے کہ حضرات احناف کی کثرت ہے اور صحن مسجد عموماً حرم مسجد سے چھوٹا ہوتا ہے،لیکن بعض چند سالوں میں نمازیوں کی کثرت کی بنا پر مسئلہ ایک عجیب رخ اختیار کر گیا ہے، وہ اس طرح سے کہ بعض مساجد میں دونوں مقتدیوں کی کثرت ہو چکی ہے،مثلاً ہماری مسجد میں ، اور مسجد میں چوں کہ

بیک وقت دو جماعتیں ہوتی ہیں، ایک احناف کی اندرونی حصہ میں۔
اوردوسری باہری حصہ میں شافعی حضرات نماز ادا کرتے ہیں۔
تو اس میں ہوتا یہ ہے کہ حنفی احباب مسجد کے اندرونی حصہ میں نماز پڑھتے ہیں، اور مسجد کے دروازے بند کئے جاتے ہیں، لیکن احباب کی کثرت ہوتی ہے تو بعض احباب مسجد کے اوپری حصہ میں چلے جاتے ہیں، اسی طرح شوافع احباب بھی کثرت سے ہیں اور صحن مسجد میں دو ہی صفیں ہیں تو ان کے بھی بعض احباب اوپری حصے میں جاتے ہیں، اب مسجد کے اوپری حصے میں کچھ لوگ حنفی امام کی اقتدا کرتے ہیں جبکہ دوسرے حصہ میں کچھ ساتھی شافعی امام کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں، یہ مسئلہ شافعی مساجد کا ہے، کیونکہ حنفی مساجد میں عموماً ایک ہی جماعت ہوتی ہے، لہذا اس صورت میں ہم شافعی حضرات کو کیا کرنا چاہئے؟
(۱) آیا اسی طرح دو جماعتوں کا سلسلہ جاری رکھا جائے؟
(۲) یا شافعی امام کے پیچھے سارے احباب نماز وتر ادا کر سکتے ہیں؟
(۳) یا وتر کی نماز میں سارے شوافع امام ومقتدی سب مل کر حنفی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے پابند ہوں گے؟ جبکہ دیگر فرض نمازوں میں دونوں ایک دوسرے کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہیں۔
برائے مہربانی اس سلسلے میں تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں، ہمارے یہاں چند احباب یہ کہتے ہیں، کہ حنفی مقتدی کی شافعی امام کے پیچھے نماز وتر نہیں ہوگی، جب کہ یہی احباب عمرہ وغیرہ کی مناسبت سے حرم میں وہاں کے امام کی اقتدا میں نماز وتر بھی ادا کرتے ہیں۔
لہذا یہ کیا بہتر نہیں ہوگا کہ جس مسلک کی مسجد ہے، اسی مسجد کے امام کی اقتدا میں سارے مصلی نماز ادا کریں، چاہے امام شافعی ہو یا حنفی؟ برائے مہربانی جلد از جلد تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتي: عبدالمعيد خلفے

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) عصر کی نماز کے بارے میں حضرات امام مالکؒ،

امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ کا قول یہی ہے کہ ایک مثل کے بعد عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے، یہی حنفیہ میں سے حضرت امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے، اور اس بارے میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے دو قول ہیں، پہلا قول جمہور کی طرح ہے یہی ہے کہ ایک مثل کے بعد عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ دو مثل سے پہلے عصر کا وقت شروع نہیں ہوتا ہے، بلکہ دو مثل کے بعد ہی شروع ہوتا ہے، اور حنفی مسلک کے فقہاء میں سے بعض نے قول اول کو زیادہ صحیح اور راجح کہا ہے، اور بعض نے قول ثانی کو زیادہ صحیح اور راجح قرار دیا ہے، اور یہی قول ظاہر الروایہ ہے، اور حنفی مسلک کے متأخرین نے اس قول کو اس لئے معمول بہ اور زیادہ صحیح قرار دیا ہے کہ اسمیں احتیاط زیادہ ہے، تو حاصل یہ ہے کہ عصر کے وقت کے بارے میں حنفیہ کی طرف سے شدت نہیں ہے، اس لئے شافعی امام کے پیچھے دو مثل سے پہلے پہلے پڑھنا بلاشبہ جائز ہے، لیکن جن علاقوں میں کثرت سے حنفی لوگ ہوتے ہیں وہاں قول ثانی پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے، نیز حضرت گنگوہیؒ اور حضرت تھانویؒ نے یہی لکھا ہے کہ مثل اول یا مثل ثانی دونوں میں پڑھنے کا اختیار ہے، لہٰذا آپ کی مسجد میں حنفی مقتدیوں کے لئے شافعی امام کے پیچھے شافعی وقت کے مطابق عصر کی نماز پڑھنا بلا شبہ جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ قدیم/۲۹۹، جدید زکریا ۲۷۸، ۲۸۱، امداد الفتاویٰ ۱/۱۵۳)

ووقت الظهر من زواله أى ميل ذكاء عن كبد السماء إلى بلوغ الظل مثليه، وعنه مثله وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوى: وبه نأخذ، وفى غرر الأذكار: وهو المأخوذ به؛ وفى البرهان: وهو الأظهر لبيان جبرئيل، وهو نص فى الباب، وفى الفيض: وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتى. (در مختار مع الشامى، كتاب الصلاة، مطلب فى تعبده عليه السلام كراچى ٣٥٩/١، زكريا ١٤/٢، ١٥، الدر المنتقىٰ على هامش مجمع الأنهر، كتاب الصلاة، دارالكتب العلمية بيروت جديد ١٠٥/١، قديم ٦٩/١)

والأحسن ما في السراج عن شيخ الإسلام أن الاحتياط أن لايؤخر الظهر إلى المثل، وأن لايصلي العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلاتين في وقتهما بالإجماع. (شامی، کتاب الصلاۃ، مطلب فی تعبده علیه السلام کراچی ۱/۳۵۹، زکریا۲/۱۴،۱۵)

(۲) باتفاق حنفیہ وتر کی نماز تین رکعت ایک سلام کے ساتھ لازم ہے، اوردورکعت پرقعدہ کرنا واجب ہے، اوراگر دورکعت پر بالقصد سلام پھیردیں گےتو جمہوراحناف کےنزدیک وتر کی نماز صحیح نہیں ہوتی ہے، لہٰذا حنفیہ کےنزدیک وتر کی نماز تین رکعت ایک سلام کےساتھ پڑھنا لازم اورواجب ہےاورحضرت امام شافعی کے نزدیک وتر کی نماز واجب بھی نہیں ہے، اور ایک سلام کےساتھ پڑھنالازم بھی نہیں ہے، بلکہ سنت ہونے کےساتھ ساتھ دوسلاموں کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔

وصح اقتداء من یریٰ الوتر واجباً بمن یراه سنة بشرط أن یصلیه بسلام واحد؛ لأن الصحیح اعتبار رأي المقتدی. (شامی زکریا ۲/۳۳۹، کراچی ۱/۵۹۰، ۵۹۱)

وصحح الشارح الزیلعی أنه لایجوز اقتداء الحنفی بمن یسلم من الرکعتین في الوتر. (البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل زکریا ۲/۶۸، کوئٹه ۲/۳۹)

لہٰذا آپ کی مسجد کے لئے مناسب یہی ہے کہ عصر کی نماز میں حنفی مقتدی بلاتکلف شافعی امام کی اقتدا کرلیں اور وتر کی نماز میں حنفی شخص کوامام بنادیا جائے اور شافعی حضرات وتر میں حنفی کی اقتدا کرلیں، تاکہ حنفی کی واجب نماز صحیح طور پرادا ہوجائے، اور شافعی کی سنت نماز بہرحال ادا ہوجائے گی - اب رہی حرمین شریفین کی بات وہاں پر حنفی لوگوں کے لئے الگ سے وتر کی نماز باجماعت پڑھنے کی کوئی شکل نہیں ہے، نہ حکومت کی طرف سے اس کی اجازت ہے اور نہ ہی حنفی لوگوں کومسجد حرام اورمسجد نبوی میں

وتر کی جماعت الگ سے پڑھنے کی ہمت ہے، اس لئے ضرورت کی بنا پر امام جصاص اور ابن وہبان کے قول کے مطابق وہاں پر حنفی لوگوں کے لئے حنبلی امام کے پیچھے وتر کی نماز کی گنجائش دی گئی ہے، لیکن یہ ضرورت ہندوستان میں نہیں ہے، اس لئے ہندوستان میں حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے وتر کی نماز نہیں پڑھیں گے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
۳؍جمادی الثانیہ ۱۴۳۱ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۳۹/۱۰۰۹۰)

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۳/۶/۱۴۳۱ھ